تحریکِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

انه من سلیما ن و انه بسم اللہ الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ چہل و ششم (۴۶)

قادیانی مشن (۹)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ چہل وششم (۴۶) قادیانی مشن (۹)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۹۵
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیراہتمام	احیاء التراث پبلی کیشنز

فہرست عناوین

عنوان | صفحہ نمبر

فاتحة الکتاب

الحمد لله و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء ۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی چھیالیسویں (اور قادیانی مشن کی نویں) جلد قارئین کی نذر کی جارہی ہے جس میں ۴ جنوری ۱۹۲۴ء تا ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ مولانا عبدالغفار خیری دہلوی، بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری، مولانا ابوسعید محمد شریف قریشی ٹاہلیا نوالوی جہلمی، حافظ کامل الدین منشی فاضل ضلع شاہ پور، نجم الحسن بی اے فتح پوری، آغا حسن اکبرآبادی، منشی محمد حسین صابری بریلوی، سید محمد لطف اللہ رحمانی مونگیر، معونت حسین زیدی بھاگلپور، محمد حنیف خادم، ڈیرہ دون، حکیم محمد ابراہیم الہ آباد، منشی قائم الدین صدیقی منٹگمری، مولوی دوست محمد پنجابی، مدراس، مرزا زوار احمد، میرٹھ، منشی محمد اسماعیل امرتسری، منشی عبدالکریم میرٹھی، شملہ، دوست محمد چنیوٹی، جناب چراغ دین تاج، کلکتہ، جناب احمد حسن شورکوٹی، مولوی عبدالحق آف راجہ جنگ کی نگارشات شامل ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا وہ مباحثہ بھی نقل کر دیا گیا ہے جو ۱۹۱۶ء میں امرتسر میں مولوی غلام رسول راجیکی قادیانی سے ہوا تھا اور جسے بعد ازاں فتح ربانی، کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ اس مباحثے کے آخر میں مولانا ثناء اللہ کی ایک اور تحریر بھی نقل ہوئی ہے جو مولوی محمد علی لاہوری کے رسالے آیت اللہ کے جواب میں آفت اللہ کے عنوان سے شائع ہوئی تھی۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۲۴ء۔ ۱۹۲۶ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہونگا۔

والسلام   فقیر بارگاہ صمدی   محمد بہاء الدین

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

دجال اور قادیانی مسیح

(حضرت مرزا صاحب قادیانی نے ساری کوشش اس میں خرچ کی تھی کہ حدیث شریف میں جو دجال کا لفظ آتا ہے، اس سے مراد عیسائیوں کے مذہبی پیشوا پادری لوگ ہیں۔نامہ نگار نے اس کے برعکس بتایا ہے کہ دجال کون ہیں۔ہم اپنی رائے سردست محفوظ رکھتے ہیں۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

مولانا محمد عبدالغفار الخیریؒ، پھاٹک حبش خان دہلی سے لکھتے ہیں:

دہلی میں قادیانی پارٹی نے کوچہ پنڈت کے سرے پر ایک نائٹ سکول بغرض تعلیم مناظرہ قائم کیا ہے۔جاننے والے جانتے ہیں کہ اصل غرض تو یہ ہے ہی نہیں، مطلب تو یہ ہے کہ بوجہ فتوی تکفیر عام مسلمان ان کے جلسوں وغیرہ سے الگ رہتے ہیں، ان بیچاروں کو اس طرح جال میں پھانسا جائے تاکہ نفرت اور علیحدگی کی خو جاتی رہے، اور یہ بھولے بھالے مسلمانوں پر اپنا اثر جمائیں۔

اب کچھ دنوں سے نائٹ سکول والوں نے حاضرین کے لئے طعام کا بھی انتظام کیا ہے۔اس خبر کو سن کر ہم کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کی ایک تحریر یاد آگئی جس پر بے ساختہ زبان پر شعر ذیل جاری ہوگیا

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں یوں فرماتے ہیں:

آخری زمانہ میں دجال ظاہر ہوگا، وہ ایک مذہبی گروہ ہوگا جو زمین پر جائے گا (دیکھو گروہ احمدی کو) خروج کرے گا اور وہ لوگ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے۔یعنی ان کو اپنے دین میں داخل کریں گے۔بہت سا

مال پیش کریں گے اور ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طمع دیں گے۔
اور اس غرض سے کہ کوئی ان کے مذہب میں داخل ہو جائے بھیڑوں کی
پوستیں پہن کر آئیں گے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔

مندرجہ بالا تحریر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک حدیث کے ترجمہ میں لکھی ہے۔ یہاں نفس حدیث سے بحث نہیں کہ اس میں لفظ دجال ہے یا رجال یہاں دیکھنا یہ ہے کہ اگر رجال ہے، تو آج کل اس حدیث کے مصداق کون لوگ ہیں اور اگر دجال ہے، تو وہ کون ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ترجمہ کے بموجب کہ دجال ایک شخص نہیں بلکہ ایک گروہ ہے، وغیرہ۔ دیکھنا یہ ہے کہ بموجب اخبارات جماعت ہائے احمدی یہ گروہ زمین پر جا بجا خروج کر رہا ہے۔ ہندوستان میں تو قریب قریب ہر شہر وغیرہ میں باضابطہ خروج ہے، بیرون ہند کی بھی ان کے اخبار خبریں دے رہے ہیں۔

مگر صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے اور بھی صفات ہونی چاہییں، تو ہم دوسری صفت کی طرف توجہ کرتے ہیں:

یعنی وہ لوگ ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طمع دیں گے۔

تو نائٹ سکول مذکورہ بالا میں عام حاضرین کے لئے انتظام طعام کا ہونا اس کے لئے کافی ہے کہ دوسری صفت بھی اسی گروہ میں موجود ہے۔

دو ہوئیں، البتہ تیسری شرط کہ،

ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی،

اخبار بین حضرات نہ مانیں گے۔ کیونکہ ناظرین اخبارات قادیانی میں مخالفان مرزا غلام احمد صاحب کیلئے نہایت سخت اور درشت الفاظ پائیں گے۔ مگر ان کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ حدیث میں اس گروہ کی زبان فرمائی گئی ہے، نہ زبان قلم۔

ہمارے پاس ایک صاحب زین العابدین الملقب بہ شامی تشریف لائے۔ یہ صاحب عرصہ تک ملک شام میں رہے تھے اور وہیں برادر معظم مولوی عبد الجبار صاحب الخیری امام (سردار) جماعت اسلامیہ برلن سے ملے تھے۔

غرض یہ کہ ہم سے بڑے تپاک سے ملے۔ ہم نے دیکھا تو واقعی شہد سے

زیادہ میٹھی زبان پائی۔فرمایا کہ مولانا خیری نے میرے ساتھ بہت سلوک کیا ہے اور وہ ہمارے ہی سلسلہ کے ہیں۔ جب مولوی نورالدین صاحب کا انتقال ہوا تو مجھ کو گلے لگا کر ایسا روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔آپ نے ہمارے سلسلہ کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا ہے جب آپ دیکھیں گے تو حق روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا۔میں واپس جا کر آپ کو کتابیں بھیجوں گا، (میں اب تک انتظار میں ہوں)۔

گفتگو نہایت درد بھرے الفاظ میں تھی مگر چونکہ مجھ کو کما حقہ حقیقت معلوم تھی اور جرمنی میں ہر دو جماعت لاہوری وقادیانی کی حقیقت محررہ برادر مکرم مولانا خیری اس وقت میرے ہاتھ میں تھی، کہ اسی وقت خط آیا تھا، میں دل میں ہنستا رہا اور سوچتا رہا کہ نہ معلوم ہم دونوں میں کون بیوقوف ہے۔

مختصر یہ کہ تینوں صفات مندرجہ حدیث ان لوگوں میں پائے جاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ چند روزہ زندگی اور دنیا کے فانی آرام وآسائش کے لئے اللہ تعالی کو ناراض نہ کریں۔کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالی نے اپنی قسم کو تمہارے ہی فرقے میں سے ایک فتنہ پیدا کر کے کس طرح پورا کیا۔کیا لاہوری پارٹی کا وجود حدیث کے آخری حصہ کی بیّن تفسیر نہیں ہے۔حدیث کے پورے الفاظ شروع سے آخر تک غور طلب ہیں۔ہم کو آپ دونوں صاحب گالیاں دیں، یا کوسیں مگر خدارا ٹھنڈے دل سے ان پر غور کر کے اپنی حالت پر رحم کیجئے لعلکم ترحمون

ابھی وقت ہے کہ رجوع توبہ اور استغفار کر لیا جائے ، ورنہ اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا۔خدارا اس پر مغرور نہ ہو کہ اللہ تعالی جلد تو نہیں پکڑتا، نہ اللہ پر افتراء کرنے میں دلیری کرو۔نہ اللہ کی کتابوں کی تحریف میں اس قدر مشغول ہو۔خدا کے سچے فرمان بردار بن جاؤ۔دنیا بھی لو اور دین بھی۔ورنہ تم کو اختیار ہے

و ما علینا الا البلاغ المبین و باللہ التوفیق۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جنوری ۱۹۲۴ء۔۲۶ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۰ ص ۵۔۶)

تردید مرزا قادیانی

مرزا کی اپنی زبانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرکؒ دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

مرزا قادیانی کا دعوی:

اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا، اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی، وہ میں ہی ہوں۔ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان۔ نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴۰۷)

دلیل نمبر ۱:

صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ هذا خليفة الله المهدى

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ یا مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا قادیانی۔ ص ۴۰)

دلیل نمبر ۲:

اور حدیثوں میں کدعه کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴۳۷)

دلیل نمبر ۳:

رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام

کسوف کے نصف میں ہوگا۔ یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دوپہر سے پہلے۔ اور اسی طرح پر ظاہر ہوا جیسا کہ آنکھوں والوں پر پوشیدہ نہیں۔ پس دیکھ کہ ہمارے نبی ﷺ کی بات کیسی ٹھیک ٹھیک پوری ہوگئی (نور الحق حصہ دوم ص ۱۹)

دلیل نمبر ۴:

یہ دارقطنی کی حدیث ہے کہ مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ خدا اس کے لئے اس زمانہ میں یہ نشان ظاہر کرے گا کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے (جو اس کے خسوف کے لئے خدا نے مقرر کر رکھی ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں) پہلی رات میں گرہن پذیر ہوگا۔ اور سورج اپنے مقررہ دنوں میں (جو اس کے کسوف کے لئے خدا نے دن مقرر کر رکھے ہیں، یعنی ۲۷، ۲۸، ۲۹) درمیانی دن میں کسوف پذیر ہوگا۔ اور یہ دونوں خسوف وکسوف رمضان میں ہوں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ مہدی کے وقت میں یہ دونوں دو مرتبہ واقع ہوں گے۔ چنانچہ یہ دونوں دو مرتبہ میرے زمانہ میں واقع ہو گئے ۔ایک مرتبہ اس ملک میں دوسری مرتبہ امریکہ میں ۔ (چشمہ معرفت۔ صفحہ ۳۱۴ حاشیہ)

بابو حبیب اللہ صاحب لکھتے ہیں:

میں ذیل میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتابوں سے ان کے پیش کردہ دلائل کی تردید کرتا ہوں۔

۱۔ ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۸ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

ایسا ہی مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ پہلے امام محمد مہدی آویں اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو، یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لیے ایک لازم غیر منفک ہوتا، اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا، تو دو بزرگوار شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنی صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے

رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعوی کر کے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی نہ لیا، پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کیساتھ مہدی کا آنا لازم اور غیر منفک ٹھہرا رہے ہیں۔

۲۔ حقیقت المہدی کے صفحہ ۹ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔

۳۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۵ پر مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

میرا یہ دعوی نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمه و من عترتی وغیرہ ہے۔ بلکہ میرا دعوی تو مسیح موعود ہونے کا ہے اور مسیح موعود کیلئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔

ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں (سراسر غلط ہے اور مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ حبیب اللہ) میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افتراء ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افتراء نہیں ہوا۔

۴۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۶ پر مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح ہیں اور مخدوش، بلکہ اکثر موضوع ہیں اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔

نوٹ: مرزا غلام احمد صاحب کی ان مندرجہ بالا تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا یہ مذہب تھا کہ

الف۔ حضرت مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں، تمام مجروح اور مخدوش ہیں۔

ب۔ ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔

ج۔ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں۔

د۔ ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔

پس مرزا صاحب قادیانی کا مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرنا اور اس پر حدیثیں پیش کرنا سراسر غلط ہے۔

واضح ہو کہ جو روایت مرزا غلام احمد صاحب نے شہادۃ القرآن کے صفحہ ۴۰ پر بحوالہ صحیح بخاری درج کی ہے وہ روایت صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ مرزا صاحب قادیانی صحیح بخاری کا نام لے کر مسلمانوں کو مغالطہ دے رہے ہیں۔

مطالبہ حبیب:

اول: حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب سے ایسی مرفوع متصل صحیح روایت نکال کر دکھائیں جس میں لکھا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا۔

دوم: حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب سے ایسی مرفوع یا موقوف صحیح روایت نکال کر دکھلائیں جس میں لکھا ہو کہ مہدی کے وقت میں تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن دو مرتبہ واقع ہوں گے۔

سوم: حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب سے ایسی مرفوع متصل صحیح روایت نکال کر دکھلائے جس میں لکھا ہو کہ مہدی کدعہ نامی گاؤں سے ظاہر ہوگا۔

تینوں سوالوں کے جوابات پر انعام کا وعدہ کرتا ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جنوری ۱۹۲۴ء مطابق ۳ جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۱ ص ۴۔۵)

اثبات حیات المسیح بنص صریح صحیح

مولوی ابوسعید محمد شریف قریشیؒ ٹاہلیا نوالوی لکھتے ہیں:

بلاشبہ تمام مسلمانوں کے نزدیک اصول دین دو ہی چیزوں پر موقوف ہے جو من جانب اللہ ہونے میں یکساں اور مسلمانوں کی تمام ضروریات مذہبی کا مخزن ہیں اور وہ کتاب اللہ و سنت نبویہ ﷺ ہیں۔

جس طرح ما سوائے رب العالمین کے اور کوئی ہستی خالق مخلوقات نہیں اور یقیناً ہو بھی نہیں سکتی، بالکل اسی طرح بعد خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کے کوئی بشر نہیں ہوا اور نہ ہوگا جسکی زبان ترجمان شریعت ہو۔

اس کے واسطہ سے امت محمدیہ کی رشد و ہدایت کے لئے علیم الکل کی طرف سے احکام نازل ہوں۔ اور ان احکام کی پیروی بلا تقویت نص صریح (آیت یا حدیث) بغیر چون و چرا مسلمانوں پر واجب ہو سکے۔

از منہ گذشتہ (جس میں قرون اولی ثلاثہ) کیا، کیا زمانہ موجودہ و مابعد میں کوئی بشر یقینی طور پر اپنی زبان دماغ اور فہم پر بعثت محمدیہ سے لے کر قیامت تک ایسی شہادت پیش نہیں کر سکتا جس کے کلام پر نطق وحی تشریعی کا اطلاق ہو کر اسکے فرمودہ و معمولہ کو مرتبہ اتباع مل سکے۔

تو پھر اگر کوئی شخص ان دو چیزوں (کتاب وسنت) کے علاوہ اپنی درایت محض (جس پر خطا وصواب ہر دو کا اطلاق یقینی ہے، اور صحت بھی قطعی نہیں) کو مرتبہ وجوب دے کر مسلمانوں کو اس کی دعوت دے اور کہے کہ:

اے مسلمانو! اگر تم میرے اس حکم کی مخالفت کرو گے تو تم مسلمان نہیں، اور تمہارا یہ انکار خدا اور رسول کا انکار ہے۔

ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ ایسا کہنے میں وہ شخص کہاں تک سچا ہے۔

مذکورہ بالا بیان اس امر کا شاہد ہے کہ مذہب اسلام کے اصل الاصول صرف قرآن و حدیث ہی ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ اور جو مسئلہ نص قرآنی سے ثابت ہو، اس کا منکر کافر ہے۔ پھر جو مسئلہ بنص حدیثیہ واضح ہو، اس کا انکار بھی مثل انکارِ قرآن ہے۔ کیونکہ کلام خدا ہونے میں ہر دو مساوی ہیں۔

علمائے اصول اس پر بھی متفق ہیں کہ عبارۃ النص سے اشارۃ النص مقدم ہوتا ہے۔ پس انہیں اصول کو لے کر اب ہم مسئلہ حیات و وفات مسیح (جو مابین گروہ مرزائیہ اور امت محمدیہ عظیم الشان اختلاف کا باعث بن رہا ہے) پر تنقید کرتے ہیں و ھو ھذا

چونکہ بنص قرآنی صریحاً نہ تو مرزائی حضرت مسیح کو مردہ ثابت کر سکے ہیں، نہ خود جناب مرزا صاحب قادیانی سے ایسا ہو سکا۔ اسی طرح علماء محمدی بھی بنص قرآنی

(جس میں یہ مذکور ہو کہ حضرت مسیح زندہ ہیں) نہیں منوا سکے۔ باقی رہی احادیث صحیحہ ان سے مرزائی لوگ، حضرت عیسیٰ بن مریم کا مرنا قبل از قرب قیامت ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ برخلاف ان کے بنص احادیث صحیح بعبارت صریح مسلمان ساڑھے تیرہ سو سال سے حیات مسیح ونزول من السماء وغیرہ ثابت کر رہے ہیں۔ منجملہ ان احادیث مثبت حیات کے صرف دو تین ہدیہ ناظرین ہیں۔

اول مشکوۃ المصابیح باب نزول المسیح میں ہے:

ینزل عیسی ابن مر یم الی الا ر ض فیتز و ج و یو لد له یمکث خمساً و ار بعین سنة ثم یموت فید فن معی فی قبری فا قو م انا وعیسی بن مر یم فی قبر وا حد بین ابی بکر و عمر

(یعنی بقول نبی ﷺ حضرت عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف اتریں گے اور بیاہ کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی ۴۵ سال گذار کر مریں گے اور وہ میرے مقبرے میں دفن ہو کر قیامت کے دن عمر اور ابوبکر کے درمیان میں اٹھیں گے)

۲۔ینزل ا خی عیسی ابن مر یم من السماء۔ (کنز العمال)۔

(یعنی فرمایا رسول خدا ﷺ نے، میرا بھائی عیسیٰ بن مریم (قرب قیامت) آسمان سے اتریگا)

۳۔کیف انتم اذا نزل ابن مر یم من السماء فیکم

(تمہاری اس وقت کیا اچھی حالت ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تم میں آسمان سے اترے گا)

ان ہر سہ شہادات مشہورہ کے علاوہ بعض روایتوں میں تو جائے نزول مقام احرام وغیرہ بالتصریح مذکور ہے۔

پس ہم نے اپنا دعوی حیات مسیح قبل از قیامت نزول السماء نص صریح سے ثابت کر دیا۔ منجملہ ان وجوہات کے جن کی بنا پر علمائے اسلام مرزائیہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کرتے ہیں ایک یہ وجہ ہے جو مبنی بر استدلال، اجتہاد و اشارات نہیں بلکہ بعبارت صریح صحیح ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جنوری ۱۹۲۴ء مطابق ۳ جمادی الآخر ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۱ ص ۹)

قادیانی امت کوالارم : رسالہ شہادات مرزا

اکتوبر (۱۹۲۳ء) میں شائع ہوا تھا جس میں دس شہادتوں سے مرزا صاحب کی تکذیب کی گئی ہے۔اور جواب پر بفیصلہ منصف ایک ہزار روپیہ انعامی رقم امپیریئل بنک امرتسر میں جمع کرا دینے کا اعلان ہو چکا ہے۔ مدت جواب چھ ماہ رکھی گئی ہے۔ تین مہینے ہو چکے ہیں۔لہذا قادیانی امت کو (قادیانی پارٹی ہو یا لاہوری) الارم (اعلان) کیا جاتا ہے کہ نصف میعاد گذر چکی ہے جواب دینے سے غفلت نہ آ جائے۔

(اہل حدیث امرتسر ۱۸ جنوری ۱۹۲۴ء، مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۲ ص ۱۳)

مرزائیت سے توبہ

حاجی عبدالغنی بٹالوی نے ایک تحریر بھیجی ہے جس میں بدست خطی مرید احمد صاحب بی اے ولد میاں نبی بخش مرحوم ساکن بٹالہ متصل قادیان اعلان ہے کہ میں نے جو ۲۷ کو قادیان میں بیعت کی تھی۔ میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ الحمد للہ (اہل حدیث ۱۸۔جنوری ۱۹۲۴ء، مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۲ ص ۱۳)

بس معترضین کا منہ بند کر دیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مخالف آج تک کئی قسم کے اعتراضات ان پر کرتے رہے۔منجملہ ان کے ایک اعتراض یہ بھی ہوتا تھا کہ فلاں حدیث جو مرزا صاحب نے اپنی دلیل میں لکھی ہے وہ کہاں ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے لکھا ہے:

صحیح بخاری میں حدیث آئی ہے کہ جب حضرت مہدی ظہور کریں گے تو آواز آئے گی هذاخليفة الله المهدى۔

حالانکہ یہ صحیح بخاری میں نہیں ہے۔

اسی قسم کی اور کئی ایک حدیثوں کے نام مرزا غلام احمد قادیانی لیا کرتے تھے جن پر علماء اسلام کی طرف سے استفسارات ہوتے تھے کہ یہ حدیث کہاں ہے؟

اس کا ایک جواب تو مرزا صاحب نے خود ہی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۹۹

پر دیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

میں چونکہ مسیح موعود ہوں جس کی بابت حدیث شریف میں حکم کا لفظ آیا ہے۔ حکم جو حکم دے وہ ناطق ہوگا۔ چاہے ہزار حدیث کو جھوٹی قرار دے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے آئے گا۔

یہ جواب بھی اپنے اندر ایک لطافت رکھتا تھا، مگر آج جو قادیان سے دوسرا جواب شائع ہوا ہے وہ لطیف تر اور ایسا ہے کہ ہمیشہ کیلئے اس نے مخالفوں کا منہ بند کر دیا امرتسر سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں سائل نے لکھا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اگست ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار میں دیا تھا کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔

مرزائی صاحبان مہربانی کر کے اس حدیث کا پتہ نشان بتا دیں کہ کہاں اور کس کتاب میں ہے۔

اس صاف اور سیدھے سوال کا جواب ناظرین کی رائے میں تو یہی ہونا چاہیے کہ فلاں کتاب کے فلاں باب میں یہ حدیث ہے۔ اگر یہ جواب نہیں تو جواب ہی نہیں۔ مگر قادیانی امت ایسا جواب دے، تو پھر اور لوگوں سے ان کو برتری کیا ہو۔ مجدد کی تجدید کا ان میں اثر ہی کیا ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس کا اصولی اور معقولی جواب دیا کہ مخالف سے مخالف بھی ہمیشہ کیلئے چپ ہو جائیں۔ چنانچہ مجیب کے الفاظ یہ ہیں:

یاد رہے کہ اولیاء اللہ کی شان ہے کہ ان کو بہت سی احادیث براہ راست آنحضرت ﷺ سے معلوم ہوا کرتی ہیں اور وہ بعض احادیث کو صحیح ٹھہراتے ہیں جن کو لوگ موضوع قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بعض احادیث کو موضوع ٹھہراتے ہیں جن کو لوگ صحیح سمجھتے ہیں پس حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کا فرمانا:

اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ..الخ،

اس بات کو مستلزم نہیں کہ ہم یہ روایت کتب احادیث سے نکال کر دکھائیں

(ریویو آف ریلیجنز۔ جنوری ۱۹۲۴ء۔ ص ۸)

مدیر اہل حدیث لکھتے ہیں: مرزا جی کے امرتسری سیالکوٹی حیدرآبادی وغیرہ مخالفو! دیکھانہ یہ ہے اعجاز مسیح، بس جاؤ اور ہمیشہ کیلئے خاموش ہو جاؤ۔

مرزائی مجیب کے اس دعوی کی دلیل پوچھوگے اور کچھ اور سنو گے پس بہتر ہے کہ

لب ببند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی سرّ حق بر من بخند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۲۴ء مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۳ ص ۱۔۲)

(لاہوریوں کے پیغام صلح میں بھی اس موضوع پر ایک مضمون شائع ہوا جو درج ذیل ہے: بہاء

وبا کے متعلق حدیث

مولوی ثناء اللہ نام کو تو اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث اخبار کے اڈیٹر لیکن ان کی حدیث دانی کا یہ حال ہے کہ آئے دن ہم سے بعض ایسی احادیث کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو صاف طور پر کتب احادیث میں موجود ہیں اور حضرت مسیح موعود نے کسی کتاب یا اشتہار میں ان کا مطلب ومفہوم لکھا ہے۔

گذشتہ سے پیوستہ سال مولوی فاضل نے ایک حدیث میں دجال کی بجائے رجال کا لفظ پڑھا اور خود اپنے ہاتھ سے اپنی علمی پردہ دری کی۔ اب ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اگست ۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار دیا تھا کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔

اہل حدیث کے مولوی فاضل اڈیٹر کی خواہش ہے کہ ہم وہ حدیث دکھائیں جہاں آنحضرت ﷺ نے ایسا فرمایا ہو۔ تعجب ہے اہل حدیث وہ کہلائیں اور حدیث کا سبق ہم سے پڑھیں۔ بہر حال ان کی اس خواہش کو پورا کرنے سے ہمیں دریغ نہیں۔ بشرطیکہ انہیں کم از کم اس قدر علم ہو کہ احادیث میں جو روایات مذکور ہیں وہ بالمعنی ہیں باللفظ نہیں۔ اور انہی راویوں کی تقلید میں حضرت مسیح موعود (مرزا) نے بھی بعض مقامات پر احادیث کے اصل الفاظ کا ترجمہ نہیں دیا بلکہ ان کے مطلب ومفہوم کو روایت کیا ہے۔ چنانچہ آپ کے مندرجہ بالا الفاظ ذیل کی حدیث کے منشاء کو صاف طور پر بیان کر رہے ہیں

عن یحی بن عبد الله بن بجیر قال اخبرنی من سمع قروة ابن مسیك یقول رسول الله ﷺ عند نا ارض یقال لما ابین و هی ارض ریغنا و میرتنا و

ان و باء ها شد ید فقال دعهاعنك فان من القسوف التلف ، (مشکوۃ کتاب الفال و الطیرۃ)

(یحیٰ بن عبداللہ بن بحیر سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ ایک شخص نے جو فروہ بن مسیک سے سن چکا تھا مجھے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ سے کہتا تھا یا رسول اللہ ہمارے قریب ایک زمین ہے جس کا نام ابین ہے اور وہ زراعت اور غلہ کی زمین ہے اور اس کی وبا بہت سخت ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ وبا زدہ زمین کی قربت میں ہلاکت ہے)۔

کیا یہ الفاظ صاف طور پر اسی مطلب کو بیان نہیں کرتے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا ہے کیا ان دونوں روایات کے مفہوم میں کوئی فرق ہے۔

حیرت ہے مامور من اللہ کی مخالفت نے ان لوگوں کو کہاں تک پہنچا دیا ہے کہ جس بات پر مخالفانہ قلم اٹھاتے ہیں ، وہیں ان کی علمیت انہیں جواب دے دیتی ہے، اور صاف اور کھلی باتیں بھی ان کو نظر نہیں آتیں ۔(پیغام صلح لاہور ۲۰ فروری ۱۹۲۴ء ص ۳)

عروۃ الوثقی در بیان بشارات احمد مجتبی

بابو حبیب اللہ صاحب کلرک نہر اپر باری دوآب امرتسر لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں ہے:

و اذ قا ل عیسی ابن مر یم یا بنی اسرا ئیل انی رسو ل الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسو ل یأ تی من بعدی اسمه ا حمد فلمّا جا ء هم بالبیّنا ت قا لوا هذا سحر مبین ۔(سورہ الصّف)۔(ترجمہ: اور جس وقت کہا حضرت عیسیٰ نے اے بنی اسرائیل تحقیق میں نبی خدا کا ہوں تمہاری طرف ماننے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے میرے ہے توراۃ سے اور خوش خبری دینے والا ساتھ ایک پیغمبر کے کہ آوے گا پیچھے میرے نام اس کا احمد ہے۔ پس جب آیا ان کے پاس وہ پیغمبر ساتھ دلیلوں ظاہر کے، انہوں نے کہا یہ جادو ہے ظاہر)۔

عقیدہ میاں محمود خلیفہ قادیانی

مرزا محمود اپنی کتاب انوار خلافت طبع دسمبر ۱۹۱۴ء میں لکھتے ہیں :

میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق ہے اور احمد یہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق ہی ہے۔ (انوار خلافت: ص ۱۸)

ان آیات میں احمد کا اصل مصداق حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) ہی ہیں۔ (انوار خلافت۔ ص ۲۰)

اس آیت کے مصداق حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) ہی ہیں۔

(انوار خلافت۔ ص۔ ۲۱)

اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ نہیں ہو سکتے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی)۔ (انوار خلافت۔ ص ۲۳)

اس پیش گوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) ہی ہو سکتے ہیں نہ اور کوئی۔ (انوار خلافت۔ ص ۳۳)

اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) ہی ہیں۔

(انوار خلافت۔ ص ۳۷)

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) ہی احمد تھے اور آپ ہی کی نسبت اس آیت میں خبر دی گئی تھی۔ (انوار خلافت۔ ص ۳۹)

دلیل قادیانی

باوجود آپ کا نام احمد نہ ہونے کے، آپ پر یہ پیش گوئی چسپاں کرنے کی یہ وجہ ہوسکتی تھی کہ آپ نے خود فرما دیا ہوتا کہ اس آیت میں جس احمد کا ذکر ہے وہ میں ہی ہوں، لیکن احادیث سے ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ نہ سچی، نہ جھوٹی، نہ وضعی، نہ قوی، نہ ضعیف، نہ مرفوع، نہ مرسل، کسی حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں فرمایا ہو اور اس

کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا ہو۔ (انوار خلافت۔ص ۲۳)

بابو حبیب اللہ صاحب فرماتے ہیں:

میرا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی زبانی جس احمد نام والے پیغمبر کی نسبت خوش خبری دی گئی تھی وہ نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

دلیل نمبر ۱

مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷۔۱۲۸، مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۲۳۲، ۲۳۳، مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۷، اشعۃ اللمعات ج .. صفحہ ۴۹۹، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۹۳، تفسیر ابن جریر جلد ۱ صفحہ ۴۱۴، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۶۲، ابن کثیر جلد ۹ صفحہ ۴۴۹، درمنثور جلد ۱ صفحہ ۱۳۹، در منثور جلد ۶ صفحہ ۲۱۳۔۲۱۴، ترجمان القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۶۱، ۱۶۸، ۱۶۹، ترجمان القرآن جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۶، خصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۴، ۹، ۴۵، ۴۶، کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۰۲۔۱۰۳، شرح الشفاء جلد ۱ صفحہ ۳۷۱۔۳۷۳، موا ھب ا للد نیه جلد اول کے صفحہ ۲۰ و ۲۲ پر لکھا ہے:

روایت ہے حضرت ابی امامہؓ اور حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے کہ انہوں نے نقل کی حضرت پیغمبر خدا ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا:

تحقیق میں اللہ کے نزدیک لکھا ہوا ہوں ختم کرنے والا نبیوں کا درحالیکہ حضرت آدمؑ البتہ پڑے ہوئے تھے اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں۔

اور اب خبر دوں میں تم کو ساتھ اول امر اپنے کہ کہ وہ دعا حضرت ابراہیمؑ کی ہوں

اور خوش خبری حضرت عیسیٰؑ کی ہوں

اور خواب اپنی ماں کا ہوں کہ دیکھا انہوں نے کہ تحقیق ظاہر ہوا میری ماں کے لئے ایک نور کہ روشن ہوئے ان کے لئے انوار سے محل ملک شام کے۔

دلیل نمبر ۲

تفسیر ابن جریر جلد اول صفحہ ۳۳۱، تفسیر درمنثور جلد ۱ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے:

سأل النبی ﷺ الیھو د فقا ل اسألکم بکتا بکم الذی تقرؤن

هل تجدو نه قد بشر بی عیسی ان یأ تیکم رسول ا سمه احمد۔ فقا لوا اللهم و جد ناك فی کتا بنا ،و لکنا کر هناك، لانك تستحل ا لاموا ل و تهر یق الد ماء فا نزل الله من کا ن عدو ا لله و ملا ئکته و رسله.. ا لآ یه۔

(یعنی یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اقرار کیا کہ آپ ﷺ کا نام پہلی کتابوں میں احمد لکھا ہے)

مغالطہ خلیفہ قادیانی

مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفہ قادیان اپنے رسالہ القول الفصل طبع ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں:

اگر آنحضرت ﷺ اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں فرماتے تو بھی کوئی بات تھی لیکن آپ نے نہیں فرمایا کہ یہ آیت مجھ پر چسپاں ہوتی ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ انا بشارۃ عیسی میں عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح نے دو خبریں دی تھیں۔ ایک اپنی دوبارہ بعثت کی اور ایک عظیم الشان نبی کی جسے، وہ نبی، کر کے پکارا ہے۔ اور ہمارے آنحضرت ﷺ ،وہ نبی، تھے۔

بابو حبیب اللہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ:

جواباً عرض ہے کہ اس جگہ خلیفہ (مرزا محمود احمد قادیانی) صاحب کا فرمانا (کہ حضرت مسیح نے دو خبریں دی تھیں۔ ایک اپنی دوبارہ بعثت کی اور ایک عظیم الشان نبی کی جسے، وہ نبی، کر کے پکارا ہے) سراسر دھوکہ اور مغالطہ دینا ہے کیونکہ عظیم الشان پیغمبر (وہ نبی) کے آنے کی خوش خبری حضرت مسیح نے نہیں دی تھی بلکہ حضرت موسیٰؑ نے دی تھی۔ انجیل یوحنا باب اول ورس ۱۹ تا ۲۳ میں ہے:

اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھیں کہ تو کون ہے اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اس سے پوچھا تو

اور کون ہے، کیا تو الیاس ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو، وہ نبی ، ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے تا کہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا ہے کوئی جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا بیابان میں ایک پکار نے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ درست کرو۔

ان آیات میں جس عظیم الشان پیغمبر، وہ نبی، کا ذکر آیا ہے وہ مثیل موسیٰ کلیم اللہ ہے اور اس کے آنے کی بشارت حضرت موسیٰؑ نے دی تھی۔ دیکھو توریت کا پانچواں حصہ۔ باب ۱۸۔ ورس ۱۵ تا ۲۲۔

پس میاں محمود احمد صاحب قادیانی کے الفاظ مندرجہ القول الفصل صفحہ ۳۰ صحیح نہیں ہیں بلکہ آپ نے مطلب نکالنے کے لئے مسلمانوں کو مغالطہ دیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۲۴ء مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۳ ص ۲۔۳)

(توریت کی مشارالیہ آیات انگریزی عبارت میں درج ذیل ہیں۔ بہاء

The Lord thy God will raise up unto thee a, Prophet from the midst of thee of thy brethren like unto me; unto him ye shall hearken;

According to all that thou desiredst of the lord thy God in Hor-eb in the day of assembly, saying, Let me not hear again the voice of Lord my God, neither let me see this great fire any more, that I die not.

And the Lord said unto me, They have well spoken that which they have spoken

I will raise them up a Prophet from among their brethren, like unto thee, and will put my words in his mouth; and he shall speak unto them all that I shall command him.

And it shall come to pass, that whosoever will not hearken unto my words which he shall speak in my name, I will require it of him.

But the Prophet, which shall presume to speak a word in my name,

which I have not commanded him to speak, or that shall speak in the name of other gods, even that prophet shall die.

And if thou say in thine heart, How shall we know the word which the Lord hath not spoken?

When, a prophet speaketh in the name of the Lord, if the thing follow not, nor come to pass, that is the thing which the Lord hath not spoken, but the prophet hath spoken it presumptuously: thou shall not be afraid of him. (Deuteronomy , 18: 15-22)

قادیانی قلعہ پر دوطرف سے بمب

نبوت قادیان سے ضلع سیالکوٹ میں چلی گئی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دمشق میں اتریں گے (سنن ترمذی)

جناب مرزا صاحب قادیانی نے جب دعوی مسیحیت کیا تو اس حدیث پر نظر ہوئی۔ مخالفوں کی طرف سے پیہم سوال پر سوال ہوتے تھے کہ آپ اگر مسیح موعود ہیں تو دمشق میں کیوں پیدا یا نازل نہیں ہوئے؟

اس کے جواب میں مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا:

دمشق یزیدیوں کا دارالخلافہ ہے۔ اس لئے دمشق سے مراد وہ بستی ہے جہاں یزیدی لوگ یعنی سخت دل رہتے ہوں۔ چنانچہ قادیان کے لوگ ایسے ہی یزیدی ہیں۔ لہذا میں قادیان میں پیدا ہوا جو یزیدی الطبع لوگوں کی بستی ہونے کی وجہ سے گویا دمشق ہے۔ (ازالہ اوہام)

ہمارا ماتھا اسی روز ٹھنکا تھا کہ اب قادیان کی چہل پہل چند روزہ ہے کیونکہ

تاریخ اسلام بتا رہی ہے کہ دمشق والوں نے جب خلافت کی قدر نہ کی تو خلافت وہاں سے منتقل ہو کر بغداد میں چلی گئی۔ان قادیانی یزیدیوں کی بے قدری سے خدا جانے مرزائی نبوت کہاں منتقل ہو گی۔

آخر وہ منحوس وقت بھی ہم نے دیکھا اور سنا کہ نبوت قادیان سے منتقل ہو کر ضلع سیالکوٹ میں چلی گئی جو دراصل قادیانیوں کی ناشکری کی غالبًا سزا ہے۔ضلع سیالکوٹ کے موضع معراجکے تحصیل پسرور میں ایک شخص نبی بخش ملقب یوسف موعود نبی اللہ موسیٰ عیسیٰ روح اللہ پیدا ہوا ہے جس نے چند اشتہارات دیئے ہیں جن میں وہ بار بار لکھتا ہے کہ:

> خدا نے مجھے بار بار مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ نبوت کا تاج تیرے سر پر رکھا گیا ہے تو ہوشیار ہو جا خبردار تبلیغ اور اصلاح کا کام تیرے ذمہ لگایا گیا۔

اس تبلیغ کا خاص خطاب جماعت احمدیہ کی طرف کیا ہے، چنانچہ اسکے طولانی اشتہار میں یہ الفاظ خاص قابل توجہ ہیں:

> احمدی جماعت کو ان کے نفس سرکش نے حق کی طرف سے ان کو روک لیا ہے اور احمدی جماعت دنیا کو کہہ رہی ہے کہ جو زمانہ کے مامور پر ایمان نہیں لاتا وہ جہالت کی موت مرتا ہے اب اس وقت آپ بھی اس زمانہ کے رسول کا (یعنی میرا یوسف موعود کا) انکار کر رہے ہیں سو آپ بھی اس پر غور کریں موت کے بعد آپ کا انکار رسالت سے کیا حال ہوگا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ دیکھئے قادیانی امت (محمودی اور پیغامی) اس کا کیا جواب دیتی ہے۔

دوسرا حملہ:

قادیانیوں پر دوسرا حملہ اٹاوہ سے ہوا ہے جسکے حملہ آور کوئی صاحب پرشوتم دیوست دھاری ہیں جو اپنے نام کے ساتھ مامور من اللہ لکھتے ہیں۔ان کو بھی الہام کا دعوی ہے۔انہوں نے ایک رسالہ حیات وممات مسیح احمدیوں کی خاص اصلاح میں لکھا۔ان کا روئے سخن بھی قادیانی امت کی طرف ہے۔بات بھی یہی ہے کہ ہاتھی کی ٹکر

ہاتھی ہی پر سجتی ہے۔ الہامی کا مقابلہ الہامیوں ہی سے ہونا چاہیے۔

صاحب موصوف جناب مرزا صاحب قادیانی کی نسبت اس رسالہ میں جو رائے دیتے ہیں، وہ درج ذیل ہے:

مرزا صاحب نے دین اسلام میں ایک رخنہ پیدا کر دیا جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہے ہمیشہ سے سنت الٰہی ہے کہ ہادی اور مامور کے آنے کے بعد زمانہ میں امن وامان علم وفضل کو ترقی ہوتی ہے چنانچہ پیغمبر آخرالزمان محمد ﷺ کے بعد جہل کی تاریکی غائب ہوگئی اور دنیا میں علم وفضل کی ابتداء ہوئی اور زمانہ ترقی کرنے لگا مگر جناب مرزا صاحب کی آمد کے چند سال ہی کے بعد امن وامان مفقود ہو جاتا ہے اور بیت اللہ تک تثلیث کے سایہ میں آجاتے ہیں اے کاش کہ جناب مرزا صاحب حیات ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کی آمد سے کسر صلیب ہوئی یا غلبہ صلیب۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰؑ کا قول کیسا صحیح ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس سنہرے اصول سے ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے آنے اور جانے پر غور کریں تو بیساختہ ہمارے منہ سے یہ شعر نکلتا ہے

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نامرادی کے موضوع پر ہم بارہا مضامین لکھ چکے ہیں اس لئے یہاں صرف پرشوتم جی کی رائے نقل کرنے پر کفایت کرتے ہیں دیکھئے مرزائی امت ان کو کیا جواب دیتی ہے۔

احمدی جماعت کی دونوں پارٹیاں اگر ہماری سنیں تو فوراً ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دے کر امرتسر بلائیں کیونکہ امرتسر ہی وہ مقام ہے جہاں جناب مرزا صاحب قادیانی کا مباہلہ ہوا تھا۔

امرتسر بلا کر دونوں مدعیوں سے میاں محمود احمد اور مولوی محمد علی لاہوری مباہلہ کریں۔ دونوں میں جو فتح پائے گا ہم اس کو غالب سمجھیں گے۔ بس اس کے سوا فیصلہ کی

کوئی صورت نہیں

احمدی ممبرو! جلدی کرو

سرِ چشمہ شاید گرفتن بمیل
چو پر شگ نشاید گذشتن بہ پیل

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۴ص ۱۔۲)

متنبّی ءقادیان

اس میں کچھ شک نہیں کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی نبوت کیا اور اسی دعوی کی بنا پر قادیانی پارٹی کو مسلمان تعلیم مرزا کی حقیقی مبلغ خیال کرتی ہے۔ چنانچہ جس کو شک ہو وہ رپورٹ سالانہ جلسہ قادیان الفضل مجریہ ۴ جنوری ۱۹۲۴ء میں ملاحظہ کرے۔ جناب مولوی سرور شاہ صاحب مرزائی نے اپنی تقریر میں مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کو مسیح موعود اور نبی ثابت کرتے ہوئے محمدی مسلمانوں کو بھی مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے جس کا انکشاف ہدیہ ناظرین کرنے کے لئے یہ چند سطور تحریر ہیں۔ فرماتے ہیں:

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ جو شخص کہے کہ مسیح موعود نبی نہ ہوں گے وہ کافر ہے اور شرح عقاید نسفی کے صفحہ ۴۴۶ میں لکھا ہے لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ وہ تابع شریعت محمدیہ ہوگا، نہ ناسخ شریعت محمدیہ۔

(الفضل قادیان ۴ جنوری ۱۹۲۴ء)

ناظرین! حضرت مسیح موعود کے متعلق ہمارا ایمان بالکل وہی ہے جو رسول خدا نے ہمیں سکھایا ہے اور وہ احادیث نبویہ صحیحہ میں بعبارۃ النص یوں مرقوم ہے کہ

حضرت عیسی ابن مریم (جو قبل بعثت محمدیہ نبی بنائے گئے ہیں ان کو بعد محمد ﷺ کوئی جدید نبوت نہ بخشی جائے گی لہذا خاتم النبیین بمعنی آخری نبی میں بھی کسی قسم کا فرق وارد نہ ہوا) قبل قیامت زمانہ مہدی میں آسمان سے اتریں گے۔ بعد نکاح ان کے اولاد ہوگی۔ حج کریں گے پھر ۴۵ سال گذار کر مریں گے اور روضہ نبوی میں

مدفون ہوں گے۔

بایں طریق جناب مرزا صاحب قادیانی، مسیح موعود تو نہ ہوئے۔

اب رہا یہ کہ مرزا صاحب نبی ہیں، سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ شریعت بہر نوع مکمل ہو چکی ہے اور بعد آنحضرت ﷺ کسی جدید نبی کے آنے کی ضرورت ہی نہیں۔

امر سوم یہ کہ مرزا صاحب اپنی حیات میں تابع شریعت محمدیہ رہے اور انہوں نے احکام محمدیہ میں کوئی جدید امر نہیں نکالا جس کے سبب شریعت منسوخ ہوتی قابل غور ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل امور سے پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے شرع محمدی میں تنسیخ کا سلسلہ جاری کیا مگر عمر نے وفا نہ کی (جس سے آخری فیصلہ کا بمشیت ایزدی تحریر ہونا ثابت ہوتا ہے)

۱۔ جہاد بالسیف حرام ہے۔

۲۔ طاعونی مردے کا جنازہ بفاصلہ سو گز دور کھڑے ہو کر پڑھا جائے۔

۳۔ طاعونی مردے کو بلا غسل دفن کر دیا کرو۔

۴۔ انبیاء بھی جھوٹ بولتے رہے۔ مثلاً تین سو نبی نے جھوٹ بولا اور آپ (حضرت عیسیٰ) کو بھی قدرے جھوٹ کی عادت تھی۔ (ازالہ اوہام، ضمیمہ انجام آتھم)

ہم نہیں سمجھتے کہ مرزائی علماء کس طرح مرزا جی کو شریعت محمدیہ کا محرف اور ناسخ نہیں سمجھتے؟ اور نہ ہی مندرجہ بالا ارشادات مرزا کا ماخذ (آیت و حدیث) بتاتے ہیں۔ مرزائیو! مرزا صاحب کو اگر سچا کہتے ہو تو مرزا جی کے اس فرمان کا ثبوت دو:

ہمارے نبی ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔

خیر خواہ مرزائیہ: ابو سعید عفی عنہ خریدار اہل حدیث نمبر ۷۰۴۳

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۴ ص ۲۔۳)

قادیان میں بمب کا گولہ پھٹا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امرتسر سے ایک اشتہار نکلا جس کا عنوان تھا:

بمب کا گولہ

اس میں بڑے مرزا صاحب قادیانی پر چند اعتراض تھے۔اسی مناسبت سے اس اشتہار کا نام تھا: بمب کا گولہ۔

اس اشتہار کا جواب قادیانی رسالہ ریویو آف ریلی جنز بابت جنوری ۱۹۲۴ء میں نکلا ہے۔اس اشتہار کے چند اعتراضات میں ایک اعتراض مرزا سلطان محمد (ناکح آسمانی منکوحہ مرزا صاحب) پر تھا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

شہادۃ القرآن صفحہ ۸۱ پر (مرزا صاحب) لکھتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ کا داماد میاں سلطان محمد ۱۸۹۴ء تک مر جائے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں آئے گی۔

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ میں (مرزا صاحب) لکھتے ہیں کہ اگر پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

کیا احمد بیگ کا داماد مرزا کی زندگی میں مر گیا؟ کیا محمدی بیگم نکاح میں آئی

(ص ۱۰۔ ریویو آف ریلی جنز مذکور)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ

اعتراض کی اس عبارت پر پہلے تو مجیب نے یہ اعتراض کیا کہ:

افسوس کہ تمام صفحہ پر ۱۸۹۴ء کا لفظ تک نہیں (ص ۱۰۔ ریویو آف ریلی جنز مذکور)

ہم حیران ہیں کہ مجیب کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتابوں سے ناواقف کہیں یا بد دیانت سمجھیں۔پس مجیب اور اس کے حمایتی مرزا صاحب قادیانی کے فرمودہ کلمات سنیں، فرماتے ہیں:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد (مرزا سلطان محمد) کی موت کے متعلق پیش گوئی ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء میں قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔ (صفحہ ۸۰ شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا صاحب)

ناظرین! ستمبر ۱۸۹۳ء میں جس واقعہ کو گیارہ مہینے رہ گئے ہوں اسکا زمان وقوع اگست ۱۸۹۴ء ہوگا، یا اس کے بعد۔معلوم نہیں قادیانی ہائی سکول کے ریاضی دان

استاد اور شاگرد اس بڑے سخت سوال کا کیا جواب دیں گے؟ عام طور پر تو یہی جواب ملے گا کہ ایسے واقعہ کا زمانہ قطعاً ۱۸۹۴ء ہے، پھر نہیں معلوم فاضل مجیب نے یہ کیا لکھ دیا کہ صفحہ مذکور پر نہیں۔

پس فاضل مجیب خود فیصلہ کریں کہ ہم ان کو مرزائی ہوکر مرزا صاحب کی تصنیفات سے بیخبر جانیں یا اخفاءِ حق کے جرم میں بددیانت۔ یہ فیصلہ انہی کے ہاتھ میں۔ اب سنیئے قادیانی مجیب کا جواب۔ لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں:

احمد بیگ اور اس کے داماد دونوں کے متعلق پیش گوئی تھی اور تھی بھی وعیدی۔

چنانچہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں:

یہ پیش گوئی (احمد بیگ اور اس کے دماد کی پیش گوئی) بھی مشروط بشرائط تھی اور ضرور ہے کہ اس وقت تک اس کا دوسرا حصہ معرض توقف میں رہے جب تک کہ خداتعالی کی نظر میں اسباب نقض شرائط کے جمع ہوں (ایام الصلح اردو ص۹۰ حاشیہ)

اور پھر انجام آتھم صفحہ ۳۲ حاشیہ پر ہے کہ یہ پیش گوئی مشروط ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس (داماد احمد بیگ) سے تھمی رہی جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بیباک کر دیوے اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اسکو بے باک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو،

اور یوں بھی ہر وعیدی پیش گوئی مشروط بالتوبہ ہوتی ہے یعنی اگر کوئی شخص شرارت چھوڑ دے اور خداتعالی کی طرف جھک جائے تو وہ عذاب ٹل جاتا ہے جیسا کہ قوم یونس کے ساتھ ہوا کہ ان کی تضرع وتوبہ سے چالیس دن کا قطعی عذاب ٹل گیا۔ (ص۱۰۔ ریویو آف ریلی جنز مذکور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ سلطان محمد (ناکح آسمانی منکوحہ قادیانی) کی موت ۱۸۹۴ء سے اس لئے ملتوی ہوئی کہ وہ دل میں خوف زدہ ہوا تھا، اس لئے وعیدی پیش گوئی ملتوی ہوگئی۔

ہمیں کسی لمبی چوڑی بحث میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو جناب مرزا صاحب قادیانی کے حرف حرف پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ کسی ایرے غیرے کی باتوں پر کان نہیں لگاتے۔ کیونکہ یہ سب پیچھے ہیں اور مرزا صاحب قادیانی سب سے مقدم ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے ان آئے دن کے جھگڑوں کو دو جملوں میں چکا دیا ہے چنانچہ اسی کتاب انجام آتھم میں فرماتے ہیں:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (مرزا سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے، اس کا انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔

یہ عبارت اگر چینی یا جاپانی زبان میں نہیں بلکہ ہندوستان کی عام زبان میں ہے، تو ہم دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ اسکا مطلب یہی ہے اور بالکل یہی ہے کہ مرزا سلطان محمد کا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں مرجانا خدا کی تقدیر میں تقدیر مبرم (ان ٹل) بات ہے۔

تو کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ مرزا سلطان محمد، مرزا غلام احمد صاحب نبی قادیان کی زندگی میں مرگیا؟ ذرہ قصبہ پٹی ضلع لاہور میں جاکر بچشم خود خود دیکھ لو کہ زندہ ہے، اور مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب مجسم دکھانے کو خدا جانے جب تک زندہ رہے گا اور احمدیوں کو بآواز بلند کہتا رہے گا

ثبت ست بر جریدہ ء عالم دوام ما

نوٹ: اس مسئلہ پر حیدرآباد میں ہمارا باقاعدہ تحریری مباحثہ ہوا تھا جو رسالہ کی صورت میں شائع ہے۔

قابل احمدی نامہ نگار کچھ کھسیانا سا ہوکر بقول: کھسیانی بلی کھمبے نوچے، بالفاظ مرزا صاحب قادیانی علماء معترضین کو کوستا ہوا لکھتا ہے:

اے بطلان پرست علماء! کیا سلطان محمد کا آج تک زندہ رہنا اور تمہارا اس سے تکذیب مسیح موعود کا اشتہار نہ دلوا سکتا، حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی صداقت پر زبردست دلیل نہیں؟ جب کہ حضرت مرزا صاحب (قادیانی) نے لکھ دیا تھا:

فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالی مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ (ص ۱۱۔ ریویو آف ریلی جنز مذکور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

علماء کا عقیدہ ہے کہ خدائی اشتہار انسانی اشتہار سے زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں خدائی شہادت کو کافی کہا گیا ہے و کفی با للہ شہیداً

جب پیش گوئی کا مطلب بقول مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہی آن ٹھہرا کہ مرزا سلطان محمد مذکور جناب مرزا صاحب قادیانی کی زندگی ہی میں مرے گا، نہ مرے تو مرزا صاحب قادیانی جھوٹے، پھر واقعہ کیا ہوا؟

جاؤ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بہشتی مقبرہ میں مزار مرزا پر کان لگا کر سنو، تو مزار سے تم کو یہ آواز آئے گی

کبھی تو شہیدوں کی قبروں پہ آؤ
یہ سب گھر تمہارے بسائے ہوئے ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۲ رجب ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۵ ص ۱۔۲)

کیا مرزائی بھی ہندو ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ سے ہمارے برادران وطن کو ہندو کی تعریف پریشان کر رہی ہے۔ یہ پریشانی ان کی آج سنگھٹن کی تحریک کے زمانہ میں بہت زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ ہندو سنگھٹن دو لفظوں سے مرکب ہے: ایک ہندو، دوسرا سنگھٹن۔

دوسرے لفظ کے معنی تو سب کو معلوم ہیں کہ اجتماع کے ہیں، مگر ہندو کے معنی آج تک حل نہیں ہوئے تھے۔ گذشتہ ایام میں سماج متر یہاں تک ترقی کر گئے تھے کہ ہندو کہلانا اپنے لئے ہتک جانتے تھے کیونکہ بقول ان کے لیڈر (لیکھ رام) کے ہندو کے

معنی چور تھے۔مگر آج جب انہی کو ہندو سنگھٹن کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہندومہا سبھا بنارس نے بڑی محنت کے بعد ہندو کی تعریف یوں کی کہ ہنو وہ ہے جو ہندو کہلائے اور ہندوستان کے کسی گرو کا تابع ہو۔

منطقی اصول سے اس تعریف کو دیکھا جائے تو اصل تعریف اتنی ہے کہ ہندو وہ ہے جو ہند میں پیدا شدہ کسی گرو کا تابع ہو۔

بس اصل تعریف یہی ہے باقی رہا ہندو کہلانا، یہ اس تعریف کے اجزاء میں داخل کریں تو دور لازم آئے گا اسلئے یہ لفظ ہندو کی تعریف میں داخل نہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہندو کی یہ تعریف کہ، ہندوستان کے کسی گرو کا تابع ہندو ہے، کہاں تک وسیع ہوسکتی ہے۔ہمیں اور تو کسی کی پرواہ نہیں، کوئی ہندو بنے یا سکھ، پرواہ ہے تو قادیانی امت کی ہے کہ یہ تعریف ان پر صادق آتی ہے، کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہندوستان کے فرزند ہیں اس لئے ان کے اتباع اس تعریف کے مطابق ہندو ہوئے۔

دیکھئے احمدیہ امت اس تعریف پر کیا کہتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۲ رجب ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۱۵ ص ۱۱۔۱۲)

(لاہوری احمدیوں کی طرف سے جواباً ذیل کا مضمون شائع ہوا جو دراصل جواب سے جواب ہے۔ بہاء

کیا اہل حدیث ہندو ہیں

۸۔فروری ۱۹۲۴ء کے اخبار اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے، کیا مرزائی بھی ہندو ہیں، کے عنوان سے لکھا ہے

ہندومہا سبھا بنارس نے بڑی محنت کے بعد ہندو کی تعریف یوں کی کہ ہندو وہ ہے جو ہندو کہلائے اور ہندوستان کے کسی گرو کا تابع ہو۔

اس پر مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں:

منطقی اصول سے اس تعریف کو دیکھا جائے تو اصل تعریف اتنی ہے کہ ہندو وہ ہے جو ہند میں پیدا شدہ کسی گرو کا تابع ہو۔بس اصل تعریف یہی ہے۔ باقی رہا ہندو کہلانا یہ اس تعریف کے

اجزاء میں داخل کریں، تو دور لازم آئے گا اس لئے یہ لفظ ہندو کی تعریف میں داخل نہیں۔

اور اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ:

ہمیں اور تو کسی کی پرواہ نہیں کوئی ہندو بنے یا سکھ پرواہ ہے تو قادیانی امت کی ہے کہ یہ تعریف ان پر صادق آتی ہے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی ہندوستان کے فرزند ہیں اس لئے ان کے اتباع اس تعریف کے مطابق ہندو ہوئے۔

کیا عجیب استدلال ہے۔ تعریف، ہندو مہا سبھا بنارس، اس تعریف میں ایک شخص کا ہندو کہلانا ضروری ٹھہرائے اور اہل حدیث کے مولوی فاضل اڈیٹر اس شرط کو اپنی بات کے درست بنانے کے لئے حذف کر کے جماعت احمدیہ پر چسپاں کر دے۔ تیلی رے تیلی ترے سر پر کولھو۔ والی مثال ہوئی کہ بات بنے نہ بنے اس کو کسی نہ بنانا ہے اور صادقوں کا تمسخر اڑانا ہے۔

بہت اچھا ہم جناب مولانا کے خیال کو تسلیم کر کے مان لیتے ہیں کہ ہندو وہ ہے جو ہندوستان کے کسی پیدا شدہ گرو کا تابع ہو۔ لیکن کیا فرمائیں گے جناب مولانا ان اشخاص اور اس گروہ کے متعلق جو ہندوستان کے ایک شدہ گرو سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تابع ہو اور اس کا اپنا رہبر و مقتداء سمجھتا ہو۔ امید ہے کہ اہل حدیث مولوی فاضل اڈیٹر ذرا سوچ سمجھ کر اس کا جواب دے گا

(پیغام صلح لاہور ۱۳ فروری ۱۹۲۴ء ص ۳)

(یاد رہے کہ برصغیر کا کوئی اہل حدیث، حضرت سید احمد شہید بریلوی کو اپنے مسلک کا بانی نہیں سمجھتا۔ سید احمد شہید تو خود حنفی المسلک تھے۔ بہاء)

اسلام اور قادیان

مولانا محمد عبدالغفار الخیریؒ پھاٹک حبش خان دہلی سے لکھتے ہیں:

جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور رفتہ رفتہ لوگوں کی عادت نافرمانی اور سرکشی کی ایسی اصلاح کی کہ پکے اور سچے فرمان برداروں کی ایک ایسی جماعت تیار ہوگئی کہ، جسکی مثالیں ہیں دنیا میں عنقا۔

اللہ تعالی نے جو اپنی مخلوق کی کل کیفیات سے پورا پورا واقف ہے، اور جس

کے حکم سے یہ جماعت فرمان برداران قائم کی کی گئی تھی، بھلا کیونکر گوارا کرسکتا تھا کہ اس جماعت کو ادھورا چھوڑ دے۔اس نے کمال شفقت اور رحمت سے اپنے برگزیدہ بندے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول اللہ ﷺ پر نظام ترتیبی یعنی جماعت کے قوانین قواعد و ضوابط بتدریج نازل فرمائے جو قرآن مجید کی صورت میں ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہیں۔ چونکہ وہ احکام عمل کے لئے تھے، لہذا اپنے نبی ﷺ کو اعلیٰ نمونہ بنا کر پیش کیا ہر حکم الٰہی کی تشریح تفصیل اور طرز و طریق عمل کا پتہ کتب احادیث سے لگ سکتا ہے۔
جب ہر طرح نظام عمل کو مکمل کر دیا گیا اور ہر خوبی سے واقف اور ہر برائی سے آگاہ کر دیا گیا ،جماعت کے شیرازہ کو بکھیرنے والی کمزور کرنے والی ہوا ،اکھیڑنے والے مصائب کے سر چشمہ، تکالیف کے پیش خیمہ، سب بتا دیئے گئے اور صفات اعلیٰ کی ایک اولوالعزم جماعت المسلمین آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ تیار ہوگئی ،تو ارشاد ہوا کہ:

آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر کے اپنی نعمتوں کو (جو دنیا میں دی جاسکتی ہیں) ختم کر دیا اور وہ دین جو ہم نے تمہارے لئے پسند کیا وہ یہی اسلام ہے اللہ کے قوانین کو مضبوط پکڑ لو اور آپس میں فرقہ بندی نہ کرو۔

ادھر جناب رسول اللہ ﷺ نے (جن کو اللہ تعالیٰ نے خلق عظیم کے ساتھ بصیرت عظیم بھی دی تھی) ارشاد فرمایا کہ

دیکھو جماعت سے منسلک رہنا کیونکہ جو جماعت سے علیحدہ ہوا، وہ دوزخ میں جا پڑے گا اور اس کو اسلام سے کوئی واسطہ یا تعلق نہ رہے گا۔

خلفاء راشدین تک تو پوری طرح اس پر عمل رہا۔اسکے بعد رفتہ رفتہ شیرازہ بکھرنے لگا۔اللہ جل وعلاء نے جو قواعد اجتماع کے تلقین فرمائے تھے، محو ہونے لگے اور نفسانیت بڑھنے لگی۔آئندہ خلفاء، جو دراصل سلاطین تھے،آرام طلبی عیش پسندی کے شکار ہوئے۔ ارکان مذہب کی حفاظت اور نگہداشت سے پہلو تہی کرنے لگے،تو علماء وقت نے اس کام کو اپنے اپنے ہاتھ میں لیا۔ چنانچہ حجاز میں امام مالکؒ،عراق میں امام ابو حنیفہؒ اور شام میں امام اوزاعیؒ وغیرھم اسی وجہ سے امام وقت و حصہ ملک کہلائے۔ یہاں سے اسلام کے دو ٹکڑے ہونے کی ابتداء پڑی۔ تنظیم جماعت اور سیاست خلفاء کے ہاتھ میں رہی ،اور ارکان اسلام و فتاویٰ آئمہ کے پاس رہے۔علماء اور آئمہ مجتہدین

چونکہ پاک نفس تھے خواہشات کے تابع نہ تھے ،نفسانیت سے کوسوں دور تھے، نیک نیتی سے اپنے اپنے طریق کے موافق خدمت اسلامی کرتے رہے، اور ہمیشہ فرقہ بندی سے اجتناب اور گریز کیا۔ خلفاء نے غضب یہ کیا کہ قوانین الٰہی کا بہت سا حصہ چھوڑ کر اپنے قوانین وضع کئے جس سے مسلمانوں میں حرص وآز کے شعلے بھڑکنے لگے۔

الناس علی دین ملو کھم لوگ بھی آرام طلب اور نفس پرست ہونے لگے جوادبار اورتنزل اورنفاق کی اصلی جڑ ہے۔

چوتھی صدی ہجری تک سب مسلمان، مسلمان ہی تھے کوئی فرقہ نہ تھا (تقلیدی فرقے نہ تھے۔ رافضی ،خارجی، معتزلی وغیرہ تھے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) مگر آئمہ مجتہدین کے طریق کے لوگوں میں باہم تصادم ہونے لگا اور ایک گروہ دوسرے کے القاب رکھنے لگا جس سے نیت توہین تھی ۔جس طرح بعض متعصب لوگ اہل حدیثوں اور دیو بندیوں کو وہابی کہتے ہیں ،اسی طرح شدہ شدہ ہر گروہ اپنے امام طریقت کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اوراب ایک ، جماعت مسلمین ، کی چار جماعتیں مشہور ومعروف ہوگئیں ۔اگراس وقت ذرہ بھی نیک نیتی اور خوف خدا کا لحاظ کر کے یہ دیکھا جا تا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ

جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہوا، تو اس کی گردن سے اسلام کا پٹہ نکل گیا۔ (مسند احمد وسنن ترمذی)

ہم جو رسول اللہ ﷺ کی جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنا رہے ہیں تو ہم کو اسلام سے تعلق رہے گا یا نہیں۔ تو آج مسلمانوں کی یہ تباہ حالت نہ ہوتی، نہ اس قدر اختلافات ہوتے کیونکہ مقصد تو اصل سے وابستہ رہنا ہوتا۔

اب جماعت المسلمین تو رہی نہیں گروہ بندی رہ گئی، باہمی تصادم ناگزیز ہے ۔ دیکھنا تو یہ تھا کہ وہ کون سے لوگ ہیں جو ما انا علیه و اصحابی پر ہیں مگراس سے چشم پوشی کی گئی اوراپنے اپنے طریق پر سب اڑ بیٹھے۔

اب اس چودھویں صدی میں ایک نیا فرقہ بڑھا اور قادیان سے آواز اٹھی کہ ، میں امام ہوں، مسیح موعود ہوں، مہدی ہوں، اور نبی ہوں۔

یہ تباہی بھی مسلمانوں ہی پر آئی اور ایک فرقہ احمدیہ کا اضافہ ہوا۔ اس میں

اور دیگر فرقوں میں یہ فرق ہے کہ دیگر فرقوں کے پیشوا یعنی آئمہ مجتہدین فرقہ بندی سے پاک اور صاف ہیں، انہوں نے کوئی دعوی کسی قسم کا نہیں کیا، نہ کسی فرقہ کی بنیاد رکھی، اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کوئی دعوی نہ چھوڑا۔ باب وحی کو کھول ڈالا، باب نبوت کو توڑ ڈالا، حضرت مسیح ابن مریم کو دفن کر دیا، اور تخت مسیحیت پر جلوہ فرمایا۔

آئمہ مجتہدین پاک باز تھے۔ ہر قسم کی فریب دہی جھوٹ اور الزامات سے بری تھے۔ مگر نبی قادیانی نے اپنی نبوت منوانے کیلئے جو کچھ نہ کرنا تھا، کیا۔ حضرت عیسی کو آسمان سے اتار لائے، محمدی بیگم سے آسمان پر نکاح پڑھوایا، مولوی ثناء اللہ کی موت کی وحی اتار لائے۔ غرض

کون سی کی نہ دوا کون سی مانگی نہ دعا
تو نے کیا کیا نہ کیا دنیا سنبھلنے کے لئے

اس بزرگ کی حالت دیکھ کر علماء اسلام نے فتوی کفر شائع کیا جس سے مسلمان ان لوگوں کے پھندے سے بچنے کے لئے ان سے الگ رہنے لگے، تو ان کو اپنے میں سے ایک دوسری پارٹی کی ضرورت محسوس ہوئی جو مرزا صاحب آنجہانی کی شخصیت کو پس پشت ڈال کر عام مسلمانوں میں مل کر مرزا صاحب کے عقاید کی اشاعت کر سکے۔ یہ فرقہ اگر چہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کسی معنی میں نبی ماننے سے انکار کرتا ہے پھر بھی ان کو مسیح موعود مانتا ہے اور مرزا صاحب قادیانی کی تعلیم کی اشاعت پر اسی طرح کمر بستہ ہے جس طرح پارٹی اولی ہے۔

ہر دو فریق یکساں مدعیان اسلام ہیں لیکن اللہ تعالی کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے معنی اور مطلب میں اپنے پیر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کے پوری طرح متبع ہیں۔

فرقہ ثانیہ جس کا صدر مقام لاہور ہے آج کل اس کوشش میں ہے کہ مسلمان اس کو بھی اسلام کا ایک فرقہ تسلیم کر لیں۔ اگر چہ اس فرقہ کے ایک مبلغ صدر الدین صاحب نے جرمنی میں جماعت اسلامیہ سے اشتراک عمل کو ٹھکرا دیا، لیکن ہندوستان میں اس کیلئے زبردست کوشش کر رہا ہے۔ جس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ جرمنی میں چونکہ جماعت اسلامیہ باضابطہ رجسٹری شدہ تسلیم کردہ گورنمنٹ جرمنی ہے اور اس کا اثر

قائم ہو چکاہے اور وہ کام کر رہی ہے اس سے اشتراک عمل کرنے میں مقصد اصلی فوت ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے وہاں کام بھی جرمنوں میں کرنا ہے جماعت اسلامیہ کوئی مالی مدد نہیں دے سکتی ہندوستان میں مسلمان خواب خرگوش میں ہیں نہ انکا با قاعدہ کام ہے، نہ کوئی نظام ہے۔ اور اپنے عقاید کی اشاعت بھی مسلمانوں میں ہی زیادہ تر کرتی ہے انہی سے چندہ بھی وصول کرنا ہے ان سب باتوں میں کامیابی کیلئے اشتراک عمل کی ضرورت ہے تا کہ رہی سہی جو کچھ منافرت ہے وہ بھی رفع ہو جائے اور مسلمانوں میں کام کرنے میں آسانی ہو بجز اس کے اور کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مصلح ہونے کے مدعی تھے اور یہی انکے متبعین بھی دعوی کرتے ہیں۔ مگر ہم جو دیکھتے ہیں تو مرض میں اور اضافہ ہو گیا اور دو نئے مرض اور پیدا ہو گئے۔ سچ فرمایا حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم نے:

بہت ہی کم پائے اپنے عارف کلام باری نے ہم میں آکر
سرے سے بگڑا ہے سچ پوچھو عرب کا مذہب عجم میں آکر

آئمہ مجتہدین نے اسلام کی نیک نیتی سے خدمت کی اور اسلام کو سمجھ لیا مرزا صاحب نے فرمایا کہ جو مجھ کو نہ مانے وہ خدا و رسول ﷺ کا منکر ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو، جنازے میں شریک نہ ہو، اس سے اپنی بیٹی کی شادی نہ کرو، اس طرح ایک نئے فرقہ نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد ڈالی۔ آئمہ مجتہدین نے ہمیشہ فرقہ بندی سے روکا اور منع کیا مرزا صاحب قادیانی نے شد و مد سے فرقہ احمدی کی بنا ڈالی اور اس پر بہت زور ڈالا۔

آج مولانا ابوالکلام آزاد کی اس نرم کلامی پر دونوں پارٹیاں چراغ پا ہیں کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ لوگ سخت گمراہ ہیں۔ دیکھیں آج مفتیان مصری کے فتوے ذیل کو دیکھ کر کیا درفشانی ہوتی ہے

ا: و تفید انه جاء فی کتا ب من یدعی غلام ا حمد الھندی انه بعد ان ذ کر بان سید نا محمداً ﷺ خا تم ا لا نبیاء ۔ قال مانصه ونعنی بختم النبوة کمالاتها علی نبینا الذی هو افضل رسل الله وانبیاء ه ونعتد با نه لانبی بعده الاالذی هو فی امته و من اکمل اتباعه و لیست نبوة ا خری ولامحل اللحیرة

بل هو ا حد تجلی فی سجنجل اخر و لا یغار ر جل علی سورته التی اراه الله فی مرأة و ا ظهر فمن کان من النبی و فی النبی فا نی و هو انتهی ۔ و هذاکلا م صر یح فی ان غلا م احمد یعتقد بجواز نبی بعد النبی محمدو و ان ذ لك النبی یکون من اتبا عه و انه سو رة النبی ﷺ و انی هو هو ۔ و هذا کفر صریح مخالف لقو له تعالی ما کان محمد ابا ا حد من رجالکم و لکن رسول الله و خا تم النبیین ۔ الآ یه۔ فهذا کله قلیل من کثیر ید ل علی کذ ب غلا م ا حمد الهندی المذکور فی دعوة التی دو نها فی کتا به المسمی مواهب الر حمان الذی الفه فی الر د علی المغفور له مصطفی کا مل پا شا رئیس الحزب الو طنی وصا حب جر یدة ا للواء حین ما ا طلع علی النشرة التی وردت الیه باللغة الانگلیزیة متضمنه آ راء غلا م ا حمد و انه المسیح المنتظر و اد عی فیها النبوة و کتب رداً علیها و علی انه ضال مضل ۔ یجب ان یضر ب باقواله عر ض الحائط و ان تنبذ نبذ ایقاذ ورات علی المزا بل ۔ کا تبه مفتی الدیا ر المصریه سابقاً

(امضا) محمد نحیت المصطفی الحنفی غفر له ۔

مهر۔ محمد نحیت

۲۔فلیس غلا م ا حمد او ل المهد یین و لا آ خر هم .. و اکثر المهد یین فی الاسلا طلا ب ملك لا طلا ب ا صلاح ۔

امضاء طنطاوی جو هری

(ا۔ غلام احمد ہندی کی کتا ب سے پتہ چلتا ہے کہ سید نا محمدﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور (مرزا صاحب نے) کہا کہ میرا مطلب ختم نبوت سے وہ کمالات نبوت ہیں جو مارے نبی افضل رسل و انبیاء پر ختم ہوئے اور میرا عقیدہ ہے کہ بعد آنحضرتﷺ کے کوئی نبی نہیں ہوسکتا بجز اس شخص کے جو آ پ کی امت میں ہو اور پوری طر ح آ پ کا پیروہو جس نے سا رافیض آ پ کی

روحانیت سے پایا ہو اور آپ کی روشنی سے ضیایاب ہو تو یہ مقام مغائرت اور غیریت کا نہیں ہے اور نہ کوئی دوسری نبوت ہے اور نہ یہ حیرت کا مقام ہے کیونکہ وہ احمد ہی ہیں جو دوسرے آئینہ میں طاہر ہوئے ہیں کوئی شخص اپنی صورت پر جس کو اللہ تعالیٰ آئینہ میں دکھاتا ہے اور ظاہر کرتا ہے غیرت نہیں کرتا پس جو شخص نبی سے اور نبی کے اندر ہو وہ تو ہو بہو وہی ہے نبی ہے) انتہی ۔

یہ کلام اس بارہ میں صاف ہے کہ غلام احمد نبی محمد ﷺ کے بعد جواز نبوت کا عقیدہ رکھتا ہے یعنی وہ نبی آپ کے اتباع سے ہو سکے گا اور وہ نبی ﷺ کی صورت سے ہے اور ہو بہو آنحضرت ﷺ ہے۔ یہ صریح کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین الآیہ

کے مخالف ہے یہ ان بہت سے دعاوی میں سے ایک قلیل ہے جو کذب غلام احمد ہندی پر دلالت کرتے ہیں اور جن کو اس نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں تحریر کیا ہے اس کتاب کو (مرزا صاحب) نے مصطفیٰ کامل پاشا مرحوم رئیس حزب الوطنی اور مالک اخبار اللواء کے رد میں تالیف کیا تھا کیونکہ پاشائے موصوف نے غلام احمد کے خیالات اور دعوی مسیحیت اور نبوت کا حال انگریزی اعلانات سے معلوم کر کے رد لکھا تھا اور اس کو (مرزا صاحب کو) گمراہ اور گمراہ کن لکھا تھا اور اسکے اقوال کو دیوار پر مارنے اور مثل نجاست ڈناہ پر ڈالنے کے قابل کہا تھا۔

۲۔ غلام احمد نہ اول کے مہدیوں میں ہے نہ آخر کے... اور اکثر مدعیان مہدیت اسلام میں طالب دنیا ہوئے ہیں نہ کہ طالب اصلاح۔ دستخط طنطاوی جوہری)۔

اسلام نے فرقہ بندی کی ممانعت کی ہے اور جو شخص فرقہ بندی کرنی چاہے اس کو گردن زدنی قرار دیا ہے اسی وجہ سے سالکان راہ شریعت نے کبھی گروہ بندی نہیں کی امام شعبی نے فرمایا کہ علماء جو حدیث رسول اللہ کی بیان کریں اس پر عمل کرو اور جو اپنی رائے سے کہیں اس کو پائخانہ میں پھینک دو۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا جو صحیح حدیث سے ثابت ہو وہی میرا مذہب ہے۔ امام شافعی نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ حدیث کا علم تم کو زیادہ ہے تو جو صحیح حدیث ہو ہم کو بتدیا کرو کہ اسی کو اپنا مذہب بناؤں۔

(حجۃ اللہ البالغہ۔ شاہ ولی اللہ صاحب)

اے برادران اسلام! ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ بلا تحقیق اپنے طریقہ کو ترک کر دیجئے۔ بہت سے امور میں باہم صحابہ کرام آئمہ مجتہدین اور علماء متقدمین میں بھی

اختلاف تھا۔عرض یہ ہے کہ یہ فرقہ بند نام ترک ضرور فرمایئے اور سب مل کر مسلمان ہو جائیں۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بھی نام پسند ہے اگر آج ہم نے یہ گھڑنتی نام چھوڑ دیئے تو یقین مایئے کہ مسلمانوں کا آدھا تفرقہ مٹ گیا۔

آخر میں ہم قادیانی امت کی لاہوری پارٹی سے بھی عرض کریں گے کہ قدم آگے بڑھایئے۔آیات قرآنی کے مطالب جو صحابہ اور بزرگان دین متقدمین نے بتائے ہیں ان کو مانیئے رکیک تاویلات سے جو تحریف تک پہنچ جاتی ہیں پرہیز کیجئے۔ مرزا صاحب قادیانی کے گمراہ کن خیالات سے رجوع فرمایئے تو ہم اور آپ ایک ہی ہیں ورنہ آپ (غلام) احمدی ہیں اور ہم مسلمان نہیں اور ہم میں کوئی فرقہ نہیں

و السلا م خیرالختا م و ما علینا الاالبلا غ و با لله التوفیق ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۹ رجب ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۶ ص ۳۔۵)

(مولانا ابوالکلام آزاد کی رائے سامنے آنے پر مسلمانوں اور مرزائیوں کی طرف سے ردعمل سامنے آیا تھا۔ مسلمان علماء مثل شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے تنقید فرمائی ۔ مرزائیوں نے ملا جلا ردعمل ظاہر کیا تھا۔ان کا ایک مضمون ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، بہاء:

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد اور ہم

مخالف مولویوں سے ایک استدعا

قریباً چار پانچ ماہ کا عرصہ ہوا ہے مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کا ایک فتوی اخبارات میں شائع ہوا تھا جس میں اس سوال کے جواب میں کہ،مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرووں کے کی نسبت شرعی حکم کیا ہے ؟ مولانا موصوف نے لکھا تھا:

میرے نزدیک ان کا شمار اسلام کے گمراہ فرقوں میں ہے۔،

مولانا نے اس قدر مہربانی ضرور کی کہ باوجود احمدیوں کو گمراہ قرار دینے کے انہیں دائرہ اسلام کے اندر رکھا اگرچہ ان کی یہ مہربانی دوسرے مولویان بالخصوص دیوبندی حضرات کو شاق گذری اور انہوں نے مولانا کی تردید اور احمدیوں کو گمراہی سے بڑھ کر کافر اور خارج از اسلام ثابت کرنے میں اخبارات کے صفحوں کے صفحے سیاہ کئے لیکن مولانا موصوف اپنی اسی رائے پر قائم رہے۔

اس فتوی کے شائع ہونے پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک چٹھی مولانا ابوالکلام صاحب آزاد

کی خدمت میں لکھی جس میں انکے اس فتوی کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد تحریر فرمائے اور مولانا موصوف سے استدعا کی کہ ان میں سے جس عقیدہ کو وہ گمراہی کا موجب خیال کرتے ہوں اس کے سامنے نوٹ کردیں ۔ چنانچہ وہ عقاید حسب ذیل ہیں:

اول ۔ہم مانتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا مبعوث ہونا ضروری ہے۔

دوم ۔ہم مانتے ہیں کہ اس چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔

سوم ۔ہم مانتے ہیں کہ حضرت عیسی وفات پا گئے جس طرح دیگر انبیاء وفات پا گئے۔

چہارم ۔ہم مانتے ہیں کہ نزول ابن مریم کی پیش گوئی حق ہے اور مراد اس سے یہ تھی کہ اس امت کا کوئی مجدد حضرت عیسی کی صفات اپنے اندر لئے ہوئے ظاہر ہوگا اور وہ مجدد حضرت مرزا صاحب ہیں۔

پنجم ۔ہم مانتے ہیں کہ ایسا کوئی مہدی نہیں آسکتا جو بزور شمشیر اسلام پھیلائے اور حدیث لا مھدی الا عیسی کے ماتحت ہم حضرت مرزا صاحب کو مہدی بھی مانتے ہیں ۔

ششم ۔ہم مانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ دنیا کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا اور آپ کے بعد دعوی نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب سمجھتے ہیں۔

ہفتم ۔ہم مانتے ہیں کہ اس امت کے برگزیدہ لوگ اللہ تعالی کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء

ہشتم ۔ہم مانتے ہیں کہ اس امت میں نبوت میں سے کچھ باقی نہیں مگر مبشرات جیسا کہ حدیث میں ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔

نہم ۔ہم مانتے ہیں کہ مبشرات جزو نبوت ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے اور صاحب مبشرات صاحب نبوت جزوی ہے۔

دہم ۔ ہم مانتے ہیں کہ نبوت بروئے اصطلاح شرعی اب باقی نہیں لیکن لغوی نبوت جس کے معنی صرف اللہ تعالی سے ہم کلامی ہیں اور جسے صوفیوں کی اصطلاح میں نبوت عامہ یا نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں اور جو اصطلاح شریعت میں ولایت یا محدثیت کے نام سے موسوم ہے وہ اس امت میں جاری وساری ہے جیسا کہ حضرت شیخ اکبر و دیگر بزرگان کا مذہب ہے۔

یازدہم ۔ ہم جملہ انبیاء کی صدق دل سے عزت کرتے ہیں اور ان کی توہین کرنے والے کو مردود سمجھتے ہیں۔

ان عقائد کو تحریر کرنے کے بعد حضرت امیر (مولوی محمد علی) نے آخر میں یہ بھی لکھا کہ،

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان گیارہ معتقدات میں سے ہر ایک امر حضرت مرزا(غلام

احمد قادیانی) صاحب کی محکم تحریروں پر مبنی ہے اور یہ مذہب ہم نے حضرت مجدد (مرزا غلام احمد قادیانی)سے ہی لیا ہے۔

یہ چٹھی ۱۲ دسمبر ۱۹۲۳ء کو مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کی خدمت میں بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی اور پھر ۲۵ جنوری ۱۹۲۴ء کو اس کی یاد دہانی کرائی گئی۔ لیکن آج چار پانچ ماہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ اس کا کوئی جواب مولانا موصوف کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔نہ معلوم اس کا کیا باعث ہے۔

یہ تو ناممکن ہے کہ ان کو چٹھی موصول نہ ہوئی ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ واپس آ جاتی۔ پھر حیرت ہے کہ انہوں نے جواب سے ہمیں کیوں محروم رکھا۔مولانا ابوالکلام صاحب کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ لوگوں کے ڈر سے حق بات کہنے سے گریز کریں۔اس لئے اب ہم اخبار کے ذریعے سے انہیں اس طرف متوجہ کرنے اور یاد دہانی کرانے پر مجبور ہوئے ہیں۔ (پیغام صلح لاہور ۲۳۔اپریل ۱۹۲۴ء ص۲)

مرزا کا دعوی نبوت اور محمد علی گواہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حال میں قادیان سے ایک کتاب سیرۃ المہدی شائع ہوئی ہے جس میں جناب مرزا صاحب قادیانی کے متعلق کچھ خانگی اور اصحابی روایات جمع کی گئی ہیں۔اس میں ایک روایت متصف دعوی نبوت بھی لکھی ہے جس میں مولوی محمد علی ایم اے امیر جماعت مرزائیہ لاہوریہ کا ذکر ہے۔اس لئے ہم وہ روایت نقل کر کے مولوی صاحب سے شہادت طلب کرتے ہیں۔روایت یوں ہے:

مصنف کتاب پسر ثانی، مرزا صاحب قادیانی کہتا ہے:

بیان کیا مجھ سے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ان دنوں میں آپ نے شیخ (یہاں نام لکھا ہے ہم نے حذف کر دیا ہے۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہے گا اور اس کا بیٹا جواب موجود ہے وہ نامرد ہے گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلے گی۔مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شائع نہ ہوئی تھی

۔اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔اس کالڑکا اگر مقدمہ کر دے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ قطعی نامرد ہے۔حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے غصہ کے لہجہ میں فرمایا: جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اتارتا (سیرۃ المہدی۔ص ۲۷)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب لاہوری بطور گواہ ہیں۔آپ کو معلوم ہو گا کہ اخفاء شہادۃ کتنا بڑا جرم ہے۔اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ نہ صرف اخفاء بلکہ زبان مروڑ کر بیان دینا بھی منع ہے۔غور سے سنئے

وان تلووا او تعر ضوا فانّ اللّٰہ کان بما تعملون خبیراً ۔

اسکے علاوہ ادائے شہادۃ کے متعلق یہ بھی حکم ہے

کو نوا قوّا مین للّٰہ شہداء بالقسط

امید ہے ان سب احکام کو ملحوظ رکھ کر اس روایت کے متعلق شہادت دیں گے کہ کیا یہ الفاظ (جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے..الخ) واقعی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کہے تھے۔اگر کہے تھے تو اس نبی سے ان کی مراد ذات شریف تھی یا کوئی اور، اور اس نبی کے معنی اس وقت آپ نے کیا سمجھے تھے؟

براہ مہربانی جواب مفصل دیجئے۔مسئلہ شرعی ہے جس پر ایمان اور کفر کی تفریع ہو سکتی ہے۔اس لئے آپ نے اگر خاموشی سے اس سوال کو ٹال دیا، تو ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر اور ناظرین کتاب مذکورہ (سیرۃ المہدی) یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوں گے

خموشی معنیء دارد کہ در گفتن نمی آید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۹ رجب ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۶ ص ۷)

مرزا قادیانی اور مولانا اسماعیل علی گڈھی

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ ہوا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ دعوی شائع کیا تھا کہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڈھی نے اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ ہم (دونوں علماء اور مرزا قادیانی) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ چنانچہ وہ مجھ (مرزا قادیانی) سے پہلے مر گئے۔

اس دعوی کا ثبوت بارہا طلب کیا گیا۔ یہاں تک کہ پانچ سو روپیہ انعامی کا اشتہار بھی دیا گیا کہ یہ تحریر ان دونوں مرحوموں کی کتابوں سے دکھاؤ تو انعام پاؤ۔ مگر صدائے برنخواست

اب قادیانی پارٹی نے ایک نئی چال نکالی ہے۔ چنانچہ رسالہ ریویو آف ریلی جنز، قادیان بابت جنوری ۱۹۲۴ء میں عجیب ہی طرز اختیار کی ہے۔ چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں:

> مولوی اسماعیل علی گڈھی کے متعلق یاد رہے کہ اس نے یہ بددعا کی جو اس کی کتاب میں درج تھی مگر جب وہ اثناء طبع میں ہی مر گیا تو تم لوگوں نے اس ورق کو نکال دیا، تا اس نشان پر تو پردہ پڑ جائے۔ (ص ۱۲۔ رسالہ مذکور)

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب مذکور مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد چھپی تھی اور اسکا قلمی نسخہ اڑ کر یا کسی خاص وجہ سے قادیان میں جا پہنچا۔

امت مرزائیہ کا یہ دعوی سن کر ناظرین کو حیرت ہو تو ہو، مگر مجھے کوئی حیرت نہیں کیونکہ اس قسم کے دعاوی کرنے میں بڑے حضرت مرزا صاحب کو بہت کمال تھا۔ ایسے فرضی اور ذہنی امور کو قطعی مقدمات بنا کر نتائج نکالا کرتے تھے۔ مثلاً

> مرزا احمد بیگ چونکہ مر گیا اسلئے لازمی ہے کہ اس کے اقارب کو خوف ہوا ہو۔

پھر لازمی ہے کہ انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا ہو۔
پس جب رجوع کیا تو نکاح والی پیش گوئی ٹل گئی، کیونکہ وہ انذاری تھی۔

ہاں مجھے ان (قادیانیوں) کے مناظرین پر حیرانی ہے کہ یہ لوگ میدان مناظرہ میں کس بل بوتے پر جاتے ہیں، اور کیا اصول دل میں لے کر مناظرہ کرتے ہیں جن کو مقدمات قطعیہ اور شعریہ میں بھی تمیز نہیں۔ خیر ہم اس قصہ کو یہاں ہی چھوڑتے ہیں اور اصل بات پر توجہ کرتے ہیں۔

حضرت مولوی اسماعیل علی گڈھی مرحوم کی کتاب متعلق تردید مرزا ۱۳۰۹ھ میں چھپی ہے۔ ۱۳۰۹ھ اس کے سرورق پر مرقوم ہے اور مرحوم کا انتقال ۲۷ شوال ۱۳۱۱ھ کو ہوا۔ یعنی پونے دوسال بعد۔ بتاؤ اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر تمہارے دعوی کی کچھ صداقت ہوسکتی ہے؟

بخدا میں سچ کہتا ہوں ان لوگوں کی اس قسم کی باتوں سے میرے اس نور ایمان میں جو میں حضرت مرزا صاحب قادیانی کی نسبت رکھتا ہوں، مزید ترقی ہوتی ہے۔ ان کی اس قسم کی چالبازیاں دیکھ کر اور سن کر میرا یقین بڑھ جاتا ہے کہ قادیانی تحریک خدا کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ایک عام اصول ہے کہ جھوٹ اور افتراء وہی لوگ بناتے ہیں جو اللہ تعالی کے احکام پر ایمان نہیں رکھتے۔ غور سے سنئے:

انّما یفتری الکذب الّذین لایؤمنون بآیات اللّٰہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۱۶ رجب ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۷ ص ۲)

مرزا قادیانی کی ایک مردہ سنت

احمدیوں کے زندہ کرنے کے قابل

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی اپنی امت کے لئے اسوہ حسنہ (نیک نمونہ) ہوتا ہے۔
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی چونکہ امت مرزائیہ کے نزدیک نبی تھے (اصلی یا ظلی،

بہرحال تھے) اس لئے آپ کی سنت بھی امت مرزائیہ کے حق میں قابل عمل ہونی چاہیے۔ اس اصول کے ماتحت آج ہم مرزا صاحب قادیانی کی ایک مردہ سنت زندہ کرنے کی احمدی دوستوں سے درخواست کرتے ہیں۔

سیرۃ المہدی کا مصنف ایک روایت لکھتا ہے جو پہلے ہم نقل کرتے ہیں؛

بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب، جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر اودھر پھرتے ہیں، آپ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جائے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں،۔

ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کے پا گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں، بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا: جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔

مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے۔

(سیرۃ المہدی۔ص ۴۹ روایت نمبر ۷۵)

کیا یہ فعل نبوی قابل تقلید نہیں؟

پھر کیا امت مرزائیہ خصوصاً خلیفہ قادیان (مرزا محمد احمد) اور امیر لاہور (مولوی محمد علی) اس پر عمل اور دیگر ارکان دولت مرزائیہ بالخصوص اراکین صدر انجمن احمدیہ کمیٹی اس سنت مرزائیہ پر عمل کر کے اسٹیشن پر مخلوق خدا کو یہ نظارہ دکھائیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۱۶ رجب ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۷ ص ۲۔۳)

خلیفہ قادیان کی بے خبری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا دعوی عرصہ سے ہے کہ ہم اقوال مرزا قادیانی کے امت مرزائیہ سے زیادہ احفظ واعلم ہیں۔ بار ہا ہم نے یہ اعلان کیا جس کی صداقت بھی بار ہا ظاہر ہو چکی ہے۔اس لئے ہم للکار کر مرزا جی کو عالم ارواح سے مخاطب کر کے کہتے ہیں

مجھ سا مشتاق جہاں میں کوئی پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

آج بھی ایک واقعہ ایسا ہی ہم پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے دعوی کا ثبوت قطعی ہوگا۔

پنجابی پیر جماعت علی شاہ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں میں باہمی معاہدہ مباہلہ ہوا، جسے ہم قادیانی اخبار الفضل سے نقل کرتے ہیں۔ معاہدہ بصورت مباہلہ ہے:

> ہم دعا کرتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب موصوف اپنے ان تمام دعاوی میں صادق نہیں تو ہم تینوں (مریدان پیر صاحب) کو عرصہ ایک سال کے اندر فنا کر دے اور ہماری موت سے مرزا صاحب کی صداقت ثابت کر دے اور یہ احمدی صاحبان اس عرصہ معین میں زندہ رہیں اور اگر مرزا صاحب موصوف کاذب ہیں تو ان تینوں مریدوں مرزا صاحب کو عرصہ معین کے اندر فنا کر دے اگر فریقین سے عرصہ معین کے اندر کوئی فنا نہ ہووے یا مریدان پیر صاحب سے ایک بھی زندہ رہے تو مرزا صاحب اپنے دعاوی میں کاذب۔
>
> (الفضل قادیان ۔۱۲ فروری ۱۹۲۴ء)

اس معاہدہ کا مطلب صاف ہے کہ مرزائی مباہلین اسی صورت میں سچے ہو سکتے ہیں کہ فریق ثانی کے ہر فرد پر آفت آئے اور وہ خود محفوظ رہیں۔

اس صاف اور سنت مرزائیہ کے مطابق معاہدہ پر اڈیٹر ابو الفضل نے بہت خفگی کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ دراصل وہ خفگی خلیفہ قادیان کی خفگی پر مبنی ہے اس لئے ہم اس خفگی کو تبعی جان کر اصل خفگی خلیفہ جی کی نقل کرتے ہیں جو اڈیٹر الفضل نے بصورت خط شائع کی ہے۔ الفضل لکھتا ہے:

نقل مکتوب حضرت امام:

آپ کا خط مباہلہ کے متعلق حضور کی خدمت میں پہنچا۔ حضور فرماتے ہیں بالکل غلط اور قرآن شریف کے اصول کے بالکل خلاف مباہلہ کیا گیا ہے۔

اول تو مرنے کی شرط باطل ہے۔ قرآن شریف میں لعنت کا لفظ ہے۔ لعنت پڑ جائے گی جس طرح خدا چاہے لعنت پڑے گی۔

دوسرے مباہلہ کے معنی ہیں یکساں عذاب آنا۔

اس مباہلہ میں ایک طرف کے عذاب کی شرط رکھی گئی ہے یعنی دونوں فریق نہ مریں تب بھی مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوں۔

اس مباہلہ کی مثال تو اس عورت کی ہے جو کسی ہمسایہ کے گھر آٹا پیسنے آئی جب وہ دانے پیسنے لگی تو گھر کی مالکہ نے کہا:

لاؤ بہن میں پیس دیتی ہوں۔

اس نے جب دیکھا کہ وہ خود پیسنے لگ گئی ہے تو کہا کہ تو میرا کام کر رہی ہے لاؤ میں تیرا کام کروں۔

یہ کہہ کر اس کی روٹی سے ڈھکنا اٹھا کر کہا تو میرے دانے پیس، میں تیری روٹی کھاتی ہوں۔

یہی حال آپ کے مباہلہ کا ہے اگر احمدی مر جائیں تب بھی مرزا صاحب جھوٹے اگر زندہ رہیں تب بھی۔ اس سے زیادہ حماقت والا مباہلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر احمدیوں کے زندہ رہنے سے مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوتے ہیں تو دوسرے فریق کے زندہ رہنے سے اسلام کیوں جھوٹا ثابت نہیں ہوگا جو ان کے نزدیک اسلام ہے۔

مباہلہ کا لفظ ایسے باب سے ہے جس کا اثر دونوں پر یکساں پڑتا ہے۔ پس

جو شرط احمدیوں کے لئے کی گئی ہے وہی دوسرے فریق کے لئے کرنی پڑے گی تب جا کر مباہلہ ہوگا۔

بحکم خلیفہ ۔ قادیان دارالامان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس خط کے مضمون کے دو حصے ہیں:

ایک تو یہ کہ موت کی شرط بیجا ہے۔، دوم یہ کہ عذاب یکساں نہیں ہے۔

مگر دراصل یہ خفگی ساری تعلیم مرزا قادیانی سے بے خبری پر مبنی ہے

چوں ندانند حقیقت رہ افسانہ زدند

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی فراخ حوصلگی سے اپنے مخالفوں کو مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں، اس مباہلہ میں دعا کے الفاظ خود تعلیم کرتے ہیں کہ میرے مخالف یوں دعا کریں:

اگر یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت کذاب بے دین وغیرہ وغیرہ ہے تو (اے خدا) اس مفتری کو ایک سال کے اندر ہلاک کر۔ (رسالہ انجام آتھم۔ص ٦٦)

کیا یہ تعلیم مرزا صاحب کی اپنے مخالفوں کو اپنی موت کے متعلق قرآن و حدیث کے برخلاف ہے؟ کیا مرزا صاحب ایسے ہی مجدد نبی اور رسول تھے کہ قرآن کی تعلیم بھی ان کے زیر نظر نہ رہتی تھی اور خلیفہ جی قادیانی نبی کے کیسے خلف ہیں کہ ان کی بتائی ہوئی تعلیم کو بڑی خفگی کے لہجہ میں قرآن و حدیث کے خلاف بتاتے ہیں کوئی سنے تو کیا کہے گا۔

اب سنئے دوسری خفگی کی غلطی:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس مباہلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا، اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار۔ اور پھر ان کے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور اگر میں مر گیا تو ایک خبیث کے مرنے سے دنیا

میں ٹھنڈ اور آرام ہو جائے گا۔ (انجام آتھم۔ص ۶۷)

بلکہ دلیری دیکھئے، یہ بھی لکھتے ہیں:

میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں۔ اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے۔ کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔ (حوالہ مذکور)

اللہ رے! کیسی دلیری ہے۔ کہ آپ اکیلے ہیں اور مخالفین بکثرت، مگر یہ شرط ہے کہ مخالفین میں باوجود کثرت کے ایک بھی بچ رہا تو میں جھوٹا۔

اس عبارت کے مطابق چار صورتیں ہوں گی۔

۱۔ فریقین پر اثر ہو۔ ۲۔ فریقین پر اثر نہ ہو۔ ۳۔ صرف مرزا صاحب پر اثر ہو۔ ۴۔ مرزا صاحب بچ رہیں مگر فریق ثانی سب پر اثر ہو۔

ان چاروں میں سے صرف آخری صورت میں مرزا صاحب سچے ثابت ہوں گے باقی میں نہیں۔ کیونکہ اول و دوم میں اشتباہ رہے گا، تیسری صورت میں مرزا صاحب کا کذب یقینی ہوگا۔ صرف چوتھی صورت مرزا صاحب کی صداقت کی ہے۔

کیا ہی دلیری ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جب امرتسر سے چالیس علماء کا متفقہ اجابت نامہ مباہلہ کے لئے پیش کیا گیا تو ایسے خاموش ہوئے کہ مخالفوں کو شک ہونے لگا

چناں خفتہ اند کہ گوئی رفتہ (مردہ) اند

خلیفہ قادیان کی دونوں خفگیوں کا ازالہ ہوگیا۔ اب قادیانی امت کے سامنے دو راہیں ہیں۔ یا تو وہ ہم کو مرزا صاحب کی تعلیم کا اعلم اور احفظ ہونا تسلیم کریں۔ یہ نہیں کر سکتے تو دوسری راہ ان کے سامنے یہ ہے کہ اپنی حق پوشی یا جہالت (مرزا صاحب قادیانی کی تعلیم سے ناواقفی) کا اقرار کریں۔

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بیں و کار آسان کن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ فروری ۱۹۲۴ء مطابق ۲۳ رجب ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۸ ص ۱۔۲)

دو ہزار سکھوں کا اسلام قادیان میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حدیث کے راویوں میں بعض راوی ایسے ہیں جن کے نام ہی سے حدیث کی پہچان ہوجاتی ہے ،زیادہ کتب بینی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے جابر جعفی ..۔ان کے حالات علماء اور طلباء کو ایسے از بر ہیں کہ حدیث میں ان کا نام آتے ہی حدیث کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔اسی طرح حدیث قادیان کی بابت ہمیں بلکہ کل واقفان حال کو خوب معلوم ہے کہ جس روایت کی راوی قادیانی امت ہو، سنتے ہی علم ہوسکتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔خاص کر ان کی اشاعت اسلام کی کیفیت تو کچھ نہ پوچھئے جوں مار کر شیر بناتے ہیں،جسکی مثال آج پیش ہے۔

آج کل اخباروں میں تار پر تار چھپ رہے ہیں کہ قادیان میں دو ہزار مذہبی سکھ (جو لوگ بھنگیوں سے سکھ بنے ہوئے ہیں ان کو مذہبی سکھ کہتے ہیں وہ دوسرے سکھوں کی نگاہ میں اچھوت ہیں۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) مسلمان کئے گئے جسکی تفصیل یہ بتائی گئی ہے کہ ایک شخص خزان سنگھ نامی کو مذہبی سکھوں کا گرو بنایا گیاہے۔اس کے زیر اثر دو ہزار سکھوں کا مسلمان ہونا ظاہر کیا ہے۔

پہلے ہم اپنی ذاتی رائے کا اظہار کر دیں کہ کسی غیر مسلم قوم کا مرزائیوں کے ہاتھ سے مسلمان ہونا بلکہ مسلمان ہو کر پکا مرزائی ہو جانا بھی ہمارے نزدیک غیر مسلم رہنے سے اچھا ہے۔ جب وہ اندر آئیں گے تو ہم ان کو بآسانی سمجھا سکیں گے ۔اس لئے سکھوں کا قادیانیوں کے ہاتھ پر مسلمان ہونا، بالفاظ دیگر احمدی ہونا، ہم کو ایسا ناگوار نہیں کہ ہم ان کا ذکر بھی نہ کریں جیسا قادیانی اخباروں میں ہمارا لودیانوی انعامی مباحثہ ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ چنانچہ اہل حدیث مورخہ ۲۲ فروری کے صفحہ ۱۴ میں اس واقعہ کو بطور خبر درج کیا گیا (جو یوں ہے: قادیان سے خبر نکلی ہے کہ ہم نے دو ہزار مذہبی سکھوں کو احمدی بنالیاہے اہل حدیث امرتسر ۱۹۱۴ء ۲۲ فروری۔ص ۱۴ کالم اول) مگر حقیقت کو مخفی رکھ کر واقعات کو

بدل کر پبلک کو خلاف واقعہ سنانا بھی خدا و رسول بلکہ پبلک کے نزدیک بھی پسندیدہ نہیں۔ اس لئے ان دو ہزار سکھوں کے مسلمان ہونے پر ہم احمدیوں سے چند سوال کرتے ہیں جن کے جوابات کی توقع ہے۔

ا: کیا خزان سنگھ (سکھوں کے گرو) نے سکھی نشان کیس (سر کے لمبے بال) کٹا کر اسلامی شکل بنائی ہے؟ ۲۔ قادیان کی مسجد نور میں جو جلسہ ہوا، اس میں سکھوں نے اپنی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب کو ساتھ رکھا تھا، یا قرآن کو؟ ۳۔ مسجد نور میں انہوں نے ست سری اکال (سکھوں کا مذہبی نعرہ) پکارا تھا، یا تکبیر اللہ اکبر؟ ۴۔ سکھوں کا جلوس جب قادیان کے بازار میں نکلا تھا تو اس وقت ان کا نعرہ کیا تھا۔ ست سری اکال، یا اللہ اکبر؟

۵۔ سکھوں کے نعرہ ست سری اکال کے ساتھ ساتھ احمدی بھی وہی نعرہ لگاتے تھے یا نہیں؟ ۔۶۔ خزان سنگھ اور اس کے ساتھی کھانا خود پکا کر کھاتے تھے یا تمہارا پکا ہوا؟

۷۔ خزان سنگھ اور اس کے کسی ساتھی نے کوئی ایک نماز بھی تمہارے ساتھ مل کر پڑھی؟

۸۔ آخری سوال یہ ہے کہ جتنے سکھ تم نے مسلمان کئے ہیں ان کے سکھی نام کیا تھے، اور اسلامی نام کیا تجویز ہوئے؟

ان سوالوں کے جوابات سے اشاعت اسلام (جو یورپ امریکہ اور دیگر ممالک میں بذریعہ اخبارات سناتے پھرتے ہیں، اس) کی حقیقت بھی کھل جائے گی۔

نوٹ: ہم قادیانی جوابوں کو ناظرین تک پہنچا دیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ مارچ ۱۹۲۴ء مطابق ۳۰ رجب ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۱۹ ص ۹)

مرزا قادیانی اور مرزا سلطان محمد بیگ

مدت کا تقاضا پورا کیا گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ہر پیش گوئی ان کے معاملہ کی بابت فیصلہ کن ہے کیونکہ وہ ہر فیصلہ کیلئے ہی پیش گوئی کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی وہ پیشگوئی جو منکوحہ آسمانی کے لئے شائع کی تھی، اپنے معنی میں بالکل صاف ہے۔ مگر جن صاحب

کے ساتھ وہ خاتون بیاہی گئی ان کا نام ہے مرزا سلطان محمد ۔ یہ صاحب مقام پٹی ضلع لاہور میں رہتے ہیں ان پر مرزا صاحب کی خاص نگاہ ہونی ضروری تھی کیونکہ حصول مقصود میں وہی مانع تھے۔اسلئے ان کی موت کی بابت بڑی سخت پیش گوئی کی تھی جس کی میعاد اگست ۱۸۹۴ء تک تھی جب اس میعاد میں وہ نہ مرے، تو جناب مرزا صاحب موصوف نے یہ کہنا شروع کیا کہ ان کے دل پر میری پیش گوئی کا اثر ہوا جسکی وجہ سے ان کو مہلت دی گئی آخر کار یہ لکھا کہ:

سلطان محمد کی بابت پیش گوئی ان ٹل ہے۔ میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا۔

لیکن واقعہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو ۱۹۰۸ء میں مر گئے اور سلطان محمد آج تک زندہ ہے۔

سکندر آباد دکن میں جب اس پیش گوئی پر مباحثہ ہوا، تو مرزائی مناظر شیخ عبد الرحمٰن (دیسی) مصری نے کہا تھا کہ،

مرزا سلطان محمد خود ایک خط میں لکھتا ہے کہ میں مرزا صاحب کو ایک بزرگ جانتا ہوں۔

گو اس تحریر سے اصل پیش گوئی پر کوئی اثر نہ پہنچتا تھا، تاہم مرزا سلطان محمد صاحب سے سوال کیا گیا، تو انہوں نے زبانی جواب دیا کہ میں،

کبھی مرزا صاحب کا مصدق نہیں ہوا۔

جب اصل حال تحریر کرنے کو کہا تو مرزا سلطان محمد صاحب نے مندرجہ ذیل عبارت لکھدی:

جناب مرزا غلام احمد صاحب نے جو میری موت کی پیش گوئی کی تھی، میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔

سلطان محمد ساکن پٹی۔۳ مارچ ۱۹۲۴ء

گواہ شد: مولوی عبد اللہ امام مسجد مبارک مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم امرتسری بقلم خود

مولوی مولا بخش خطیب جامع مسجد پٹی ضلع لاہور بقلم خود

مولوی عبدالمجید (رشید؟) ساکن پٹی بقلم خود

مستری محمد حسین نقشہ نویس پٹی بقلم خود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہمارے احمدی دوستو! یہ مدت سے تقاضا تھا جو دراصل مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تعلیم کا اثر ہے کہ مرزا سلطان محمد سے تکذیب کرا دو۔ سو یہ تقاضا بھی ان کا پورا ہو گیا۔ الحمد لله

ہم مرزائی امت کی دونوں بلکہ تینوں چاروں پارٹیوں، بلکہ کل افراد امت مذکورہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس تحریر کے متعلق وہ ایک مہینہ تک تحقیق کر لیں کہ یہ تحریر لفظ بلفظ مرزا سلطان محمد صاحب کی ہے یا نہیں۔

اگر ان کی نہ ثابت ہو، تو ہم لدھیانہ کی انعامی رقم مبلغ تین سو، لی ہوئی، واپس دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔

احمدی دوستو! مرد میدان بنو۔ ہمت ہے تو آگے آؤ

امت مرزائیہ کو الارم دفعہ دوم:

کتاب: شہادات مرزا، جب تصنیف ہوئی تھی تو قادیان اور لاہور میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا تھا۔ حالانکہ ان دونوں مقاموں کے افسروں نے یہ رسم جاری نہیں کی ہے کہ ہمارے متعلق کوئی کتاب لکھیں تو وہ مفت بھیج دیں۔ بلکہ ان کے بڑے میاں (مرزا آنجہانی) کا تو یہ حال تھا کہ کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا کہ جن علماء کو ہم نے اس کتاب میں مخاطب کیا ہے ان کو کتاب مفت بھیج دی ہے۔ نہ پہنچنے کی اطلاع دیں۔ مکرر بذریعہ رجسٹری بیج دی جائے گی۔ لیکن جب میں نے عدم رسی کی اطلاع دی تو کتاب دینے سے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ انکاری خط آپ کا ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں چھپا ہوا ہے آخر کار ہم نے قیمت پر منگوائی۔

ایسا ہی لاہوری پارٹی نے جب کبھی ہمارے متعلق کوئی کتاب لکھی نہیں بھیجی لیکن ہم نے دونوں مرکزوں میں بھیجی اس پر بھی ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی

صاحب نے بذریعہ اخبار الفضل ہم سے تقاضا کیا کہ میں جواب دوں گا مجھ کو کتاب مفت بھیجو۔ تھوڑے دنوں بعد بذریعہ وی پی طلب کی، تو ۶ مارچ کو بذریعہ ویلو بھیج دی۔ آپ جواب دیں گے؟ میں تصدیق کرتا ہوں مگر آپ کا جواب کیا ہوگا قادیانی امت کیلئے باعث فخر نہیں بلکہ باعث ندامت ہوگا کیونکہ آپ جو کچھ لکھیں گے وہ اچھا خاصہ گالیوں کا مجموعہ ہوگا بہر حال فیصلہ منصف کے ہاتھ میں ہوگا دیدہ باید

جہاں تک ہم کو علم اور تجربہ ہے ہم یہی کہیں

و لن تفعلوا فاتّقوا النّا ر الّتی وقود ھا النّاس وا لحجا رۃ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ مارچ ۱۹۲۴ء مطابق ۷ شعبان ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۲۰ ص ۱۔۲)

لاہور میں کوئی احمدی نہیں رہا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ سے وحشت ناک خبریں آتی تھیں کہ لاہور میں طاعون ہے، اور دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ ہم حیران تھے کہ جہاں قادیانیوں کی دونوں جماعتیں بڑے زور شور سے اپنا کام اور تبلیغ کر رہی ہوں ان کی موجودگی میں لاہور میں طاعون کیونکر آ سکتا ہے۔ اس لئے ہم منتظر تھے کہ مرزائی امت کے اخباروں میں اس طاعون کا ذکر ہو، تو ہم مانیں گے۔ مگر مرزائی اخباروں نے بھی کسی مصلحت سے عرصہ تک خاموشی رکھی، لیکن آخر بقول:

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

کہاں تک یہ بات چھپ سکتی تھی۔ قادیانی اخبار الفضل نے لاہور میں طاعون کا ذکر بڑے طمطراق سے کیا جس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کا ثبوت نکلا چنانچہ اسکے اصل الفاظ یہ ہیں:

اللہ تعالی اپنا رحم فرمائے لاہور اور پنجاب کے دیگر حصص میں طاعون کے خوف ناک سیاہ پودے پھر بارو بر لا رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کی وہ بات جو آپ نے بہت عرصہ قبل خدا سے علم پا کر بیان فرمائی تھی،

پوری ہوئی ۔مگر لوگ نہیں دیکھتے۔ (الفضل قادیان۔۱۱مارچ ۱۹۲۴ء ص۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم بار ہا کہا کرتے ہیں کہ ہم بفضلہٖ تعالیٰ روایات قادیانیہ کے قادیانی امت سے زیادہ واقف ہیں جس کا ثبوت ہم بارہا دے چکے ہیں آج بھی ہم اپنے اس دعویٰ (زیادتی علم) کا ثبوت دیتے ہیں۔

ہمارا وہی دعویٰ ہے جو ہم نے عنوان میں لکھا ہے یعنی لاہور میں طاعون ہونے سے ثبوت ملتا ہے کہ لاہور میں کوئی احمدی نہیں۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے:

۱۰۔اپریل ۱۹۰۲ء کے قادیانی اخبار الحکم میں ایک مضمون مرقومہ مولوی عبد الکریم سیالکوٹی (امام مرزا قادیانی) کا نکلا تھا جس میں موصوف نے بڑے زور سے دعویٰ کیا تھا کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گا۔اسی ضمن میں مولوی عبدالکریم مذکور نے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے بطور روایت یہ فقرہ بھی لکھا تھا:

حضرت ممدوح (مرزا غلام احمد قادیانی) نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک بھی راست باز ہوگا اس جگہ کو خدا تعالیٰ اس مشتعل غضب (طاعون) سے بچالیگا۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۰۔اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ب کالم اول)

اس بیان میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا صاف اقرار ہے کہ جہاں ایک بھی نیک آدمی ہوگا، وہاں طاعون نہ ہوگا۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اپنے مریدوں کی بابت کیا خیال ہے۔اس کا فیصلہ ان کے اس قول سے ہوتا ہے جو انہوں نے کتاب خطبہ الہامیہ میں لکھا ہے:

من دخل فی جماعتی دخل فی صحابة خیر الوری ۔

(یعنی جو میری بیعت میں داخل ہوا، وہ آنحضرتﷺ کے اصحاب میں داخل ہوا)

پھر ایسے مرید کے نیک اور راست باز ہونے میں کیا شک ہے۔اس پر بھی جب لاہور میں طاعون آتا ہے،تو نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ لاہور میں کوئی بھی راست باز آدمی نہیں۔

جب راست باز نہیں تو مرزائی بھی کوئی نہیں ۔ پھر کیا یہ جتنے لوگ مرزائی مشن کا کام کر رہے ہیں، یوں ہی ہیں؟

اس کا جواب دینا خود ان کا اور ان کے اخباروں کا فرض ہے۔ہم تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اقوال کے قائل ہیں

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلی
نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۴۲ھ ص ۷۔۸)

قادیانی قلعہ پر بولشویک حملہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

روس میں جو بولشویک قوم ہے اس نے روس میں وہ انقلاب کیا جو دنیا میں بے نظیر ہے۔تمام خاندان شاہی کو ایک دم تہ تیغ کر کے قومی حکومت،قومی اصول،قومی سیاست جاری کی ۔اس واقعہ کو یہاں ہی چھوڑ یئے اور ایران چلئے۔

ایران میں ایک شخص شیخ بہاء اللہ پیدا ہوئے تھے،جن کا دعوی تھا کہ میں نبی ہوں۔ نبی بھی معمولی نہیں بلکہ نبوت محمدیہ ﷺ کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔

اس دعوی سے ان کو حکومت ایران نے بہت روکا۔مگر وہ باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ ان کے اتباع کثرت سے ہو کر فرقہ بہائیہ کے نام سے موسوم ہوئے۔

اس فرقہ کے مرکز بمبئی،کراچی، رنگون بلکہ امریکہ میں بھی ہیں جہاں سے اس فرقہ کے مبلغ نکلتے ہیں اور اس مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔

اس فرقہ کا اثر کہیں قادیانی قلعہ میں بھی جا پہنچا۔کیوں نہ پہنچتا جب کہ بہاء اللہ سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بہت کچھ سیکھا ہے۔اس اثر کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند آدمی اندر ہی اندر شیخ بہاء اللہ کے معتقد ہو کر قادیان میں بہائی تعلیم پھیلانے لگے۔

ہمارے راوی کا بیان ہے کہ اچھی کافی تعداد قادیان میں بہائیوں کی ہو گئی ہے۔شدہ شدہ اس تحریک کی خبر خلیفہ قادیان کو بھی ہوئی تو انہوں نے ایک عام جلسہ میں تقریر کر کے تین سرگروہوں کو خارج از جماعت کرنے کا اعلان کیا

منشی مہر محمد خان مالیر کوٹلہ ۔۲۔مولوی محفوظ الحق۔۳۔ ماسٹر اللہ دتا

(از اخبار الحکم قادیان ۲۱ مارچ ۱۹۲۴ء)

ابھی دیکھیں آئندہ کون کون خارج ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں بہائیوں کو اتنی سزا دے کر ان کی واپسی کی امید رکھنا خیال خام ہے۔ وہ تو اپنی ابتدائی تاریخ سے آج تک سخت سے سخت ترین سزائیں بھگت چکے ہیں، پھر اتنی سزا سے وہ اپنے عقیدہ سے کیوں ہٹنے لگے۔

اس انقلاب پر ہم کو کوئی تعجب نہیں کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ اگر کسی نبی کا آنا ممکن ہے اور اس کا ماننا داخل ایمان ہے، تو شیخ بہاء اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی چونکہ نبوت کے مدعی ہیں اس لئے شیخ بہاء اللہ بوجہ تقدم کے مستحق ترین ہیں کہ قادیانی امت ان پر ایمان لائے اور مرزا صاحب قادیانی ہی تک نبوت کو محدود نہ رکھے۔

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۴۲ھ ص ۹)

(قادیانی صفوں میں بابی اثر ونفوذ پر اس دور میں کئی مضامین لکھے گئے تھے۔ بطور نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

قادیان کے بابی: محمودی مذہب کی انتہاء

قادیانی گروہ میں کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں

مولوی محفوظ الحق کا خط حضرت امیر (محمدی) کے نام

قادیان سے تین آدمیوں کے اخراج کی کیفیت ناظرین کرام کسی گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں۔ اس سے یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ محمودی مذہب کی انتہاء اور اس کا نتیجہ کیا ہے۔ فی الحقیقت میاں (محمود احمد) صاحب کا عقیدہ نبوت بابی مذہب کی طرف لے جانے والا ہے۔ جن دلائل سے میاں صاحب آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری قرار دیتے ہیں، انہی دلائل کی بنا پر بابی مذہب کے پیرو شریعت اور ہدایت کو بھی جاری سمجھتے ....میاں صاحب برکات وانعامات کا دروازہ بند ہوتا ہے تو شریعت بند ہونے سے

کیوں وہی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا خود میاں صاحب نے اپنی تقریر میں جو ان لوگوں کے اخراج کے وقت کی ۔ بابی مذہب کی ایک ہی خصوصیت بیان کی کہ، بہاء اللہ شریعت اسلام کو منسوخ قرار دیتا ہے ۔، فی الحقیقت محمودی اور بہائی مذہب کے درمیان صرف ایک ما بہ الا متیاز ہے اور اگر غور کر کے دیکھا جائے تو جو دلائل میاں صاحب نے اجرائے نبوت کے ثبوت میں دیئے ہیں وہ اس ما بہ الا متیاز کو مٹانے والے اور بہائی عقیدہ شریعت کو ثابت کرنے والے ہیں۔

یہ وہ بات ہے جو شروع سے ہم کہتے چلے آئے ہیں اور یہ بھی بار ہا ہم بتا چکے ہیں کہ جو دلائل میاں صاحب کی طرف سے اجرائے نبوت کے متعلق دیئے جاتے ہیں وہ وہی ہیں جو بابی مذہب کی طرف سے اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں مثلاً اما یأتینکم رسل منکم کی آیت کریمہ حضرت امیر (مولوی محمد علی) نے بیان القرآن میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کیا ہی سچ لکھا ہے

کہ اس آیت سے نبوت کا دروازہ کھولنے کا سہرا بہاء اللہ کے سر پر ہے، یا میاں محمود احمد کے،

قادیانی کیمپ میں اس اظہار واقعہ سے پچھلے دنوں ایک کھلبلی سی مچ گئی تھی اور ہم سے مطالبہ ہوا تھا کہ بہاء اللہ کی کتاب سے اس کا ثبوت دیا جائے ۔اس مطالبہ کو ابھی بہت دن نہیں گذرے کہ اللہ تعالی نے اس کا عملی ثبوت پیش کر دیا اور میاں صاحب کو معلوم ہو گیا کہ خود قادیان کے اندر ان کی تعلیم سے بابی مذہب کی جڑیں پرورش پا رہی ہیں۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ جو ان کے خاص الخاص مقربین میں سے ہیں اور ان کے نمائندے ہو کر ان کے خیالات کی وجہ سے بابی مذہب کی پیروی کا دم بھرتے اور دوسروں کو اس کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ امر کہ ان لوگوں کو بابی مذہب کی طرف لے جانے والے خود میاں صاحب کی تعلیم تھی اس خط سے ثابت ہوتا ہے جو مولوی محفوظ الحق صاحب علمی نے قادیان سے اخراج کے بعد حضرت امیر (محمد علی) کی خدمت میں لکھا ہے۔جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہ تین اشخاص ہی نہیں جو قادیان میں رہ کر بابی مذہب کے پیرو بنے ہیں بلکہ کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔.....

کس قدر حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ وہ لوگ جن کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اسلام کا والا و شیدا بنایا تھا...حقہ کی اشاعت کریں اور لوگوں کو اس کا پیرو بنائیں ،جن کو لیظهره على الدين كله کی پیش گوئی کا مکلّف ٹھہرایا تھا، انم مین سے لوگ نکل نکل کر ایسے مذہب میں جائیں جو نہ صرف آنحضرت ﷺ پر نبوت کے دروازہ کو بند نہیں سمجھتا اور آپ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا قرار دے کر آپ ﷺ کی نبوت کو مختص الوقت قرار دیتا ہے بلکہ آپ ﷺ کی شریعت کو بھی منسوخ سمجھتا اور ایک نئی شریعت پیش کرتا ہے۔ یہ میاں محمود صاحب کے بوئے ہوئے کانٹے ہیں جن کی چبھن سے اب وہ خود بھی پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں۔

خدا کرے یہ پریشانی اور یہ بدنتائج ان کو حق کی طرف لے آئیں اور ایک ایسے مذہب اور ان عقائد سے جو اسلام اور قرآن کریم سے روگردانی کا موجب ہیں، رجوع کر کے عقائد صحیحہ کو اختیار کریں، تا ایسا نہ ہو کہ ان کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی جماعت کا ایک بڑا حصہ تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے۔ اب بھی وقت ہے کہ میاں صاحب سنبھلیں اور عقائد حقہ کا اعلان کر کے اس نئے فتنہ کو روک دیں۔ مولوی محفوظ الحق صاحب کے خط کا اقتباس حسب ذیل ہے جس میں انہوں نے قادیان سے اپنے نکالے جانے کا حال لکھتے ہوئے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ قادیان میں ان کے ہم خیال ابھی تک موجود ہیں جن کی طرف ہم میاں صاحب کی توجہ خاص طور پر منعطف کرانا ضروری سمجھتے ہیں:

> خیال تھا کہ جب جناب والا کا اختلاف جماعت قادیان سے ظاہر ہوا تھا تو کیوں جناب کو قادیان چھوڑنا پڑا مگر اب ہمیں اس کی وجوہ بچشم خود نظر آ گئے ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت قادیان اس روح کو فنا کر چکی ہے جو حضرت صاحب نے پیدا کی تھی ہم حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے آپ کے انکار کے باعث مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز سمجھتے ہیں غیر احمدی سے رشتہ جائز سمجھتے ہیں غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں قادیان میں جو غلو حضرت صاحب کی ذات کے متعلق ہو رہا ہے اس کو دنیائے اسلام کے لئے مضر خیال کرتے ہیں ہماری جماعت نے کوئی فتنہ پردازی اور بددیانتی نہیں کی خدا شاہد ہے کہ ہم نے ہر طرح امن وعافیت کی راہ اختیار کی تھی مگر اسکو کیا کیجئے کہ ارباب قادیان نے ہمارے ساتھ وہ ناجائز برتاؤ کیا جسکو وہ خود بھی شرمندگی کے ساتھ ناجائز قرار دینے پر مجبور ہوں گے ہمیں بطور مجرم کے بلایا گیا ہم سے تمسخر کیا گیا غیظ وغضب کی نظریں ہم پر ڈالی گئیں ہم پر آوازے کسے گئے ہمیں اپنی گلیوں میں چلنے پھرنے سے روکا گیا۔ ڈنڈے والے بھیجے گئے جو ہمیں ادھر سے اودھر لے گئے۔ ہر طرح ہمیں بائیکاٹ کیا گیا۔ چلتے وقت ہمیں اپنے گھر والوں سے بھی نہ ملنے دیا گیا۔ تعجب ہے کہ وہ اخلاقی حالت جسکا فخر اخباروں میں کیا جاتا ہے کہاں چلی گئی اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ ہم ارباب قادیان کی نظر میں کافر (یا مرتد) ٹھہرے تھے اور ہم نے ان کی بعض اداؤں سے اختلاف کیا تھا تو کیا ہم اسی سلوک کے مستحق تھے جو کیا گیا کیونکہ کسی غیر احمدی کے احمدی ہوجانے پر لوگ جب ایسے ہی معاملات عمل میں لاتے ہیں تو ارباب قادیان چیخ پڑتے ہیں اور اخباروں میں واویلا مچاتے ہیں ... عجیب تر یہ ہے کہ جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں میں کہا کہ تین روز تک یہ لوگ مجھ سے جو چاہیں دریافت کرسکتے ہیں لیکن ہمیں

کوئی با قاعدہ اطلاع نہیں دی گئی ... جناب نے، آخری نبی، میں خوب فرمایا کہ میاں صاحب اپنے جدید عقائد نبوت کے باعث بابیوں سے جا ملے ہیں سو اس میں شک نہیں کہ جناب میاں صاحب کے بیانات نے اسباب میں ایک بڑا کام کیا ہے اور اس ...ہم لوگ بھی آج اس رنگ میں رونما ہوئے ہیں اور قادیانی گروہ میں کئی دوسرے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں ... چونکہ پیغام صلح میں بطور خبر کے ہمارے متعلق اعلان ہوا ہے اسلئے یہ مراسلہ بھی اس میں درج فرما کر ممنون فرماویں۔ محفوظ الحق علمی از آگرہ

ہم پھر میاں صاحب اور ان کے تمام اصحاب کی خدمت میں جو ان کے ہم خیال ہیں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خدارا اب بھی سنبھلیں اور دیکھیں کہ ان کے خیالات قوم کو کس طرف لے جا رہے ہیں خدارا وہ غور کریں کہ جن باتوں کا ایسا برا نتیجہ اس قدر جلد سامنے آ گیا ہے اور خدا نے ان کو ان کے سامنے دکھا دیا ہے کہ ان کے خیالات کہاں سے کہاں لے جانے والے ہیں وہ کہاں تک عقائد حقہ کہلا سکتے ہیں۔ یہ ایک الارم ہے جو اللہ تعالی نے ان کو دیا ہے کاش وہ اس کو ہوش کے کانوں سے سنیں اور عقائد حقہ کو اختیار کر کے اس کا ابھی سے سد باب کریں۔ (پیغام صلح لاہور ۲۔ اپریل ۱۹۲۴ء ص ۲)

محمودیت اور بہائیت

الفضل ۱۵۔ اپریل میں میاں صاحب کا ایک خطبہ جمعہ چھپا ہے جس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کو کس طرح حق وحقیت سے دشمنی ہے بجائے معقولیت کے ساتھ جواب دینے کے جھٹ دوسروں پر حملے شروع کر دیتے ہیں اب مولوی صاحب کا طرز استدلال ملاحظہ فرمائیے، ہم نے لکھا تھا کہ محمودی جماعت میں بہائیت کا پھیلنا میاں صاحب کی غلط تعلیم کا نتیجہ ہے اس پر میاں صاحب فرماتے ہیں:

کہ فلاں آگرہ والا، کراچی والا ایرانی مصری جو بہائی ہیں، کیا وہ محمودیت سے نکل کر بہائی ہوئے ہیں۔

سبحان اللہ! کیا عجیب استدلال ہے اس عقل کے قربان جس سے ایسے بے عقلی کے الفاظ نکلیں۔ جناب والا زیر بحث امر یہ تھا کہ اگر حضرت مسیح موعود کی نام لیوا غالی جماعت میں بہائیت کیسے آئی نہ یہ کہ دنیا میں بہائیت کیسے پیدا ہوئی اور کب پیدا ہوئی۔ ظاہر ہے کہ آپ نے بہائی تعلیم کے استدلالات کی بنا پر حضرت نبی کریم کے بعد نبوت بلا شریعت کو لعنت سمجھ کر اسے بند سمجھا، آپ کے مریدوں نے جب آپ کے ان دلائل کو بہائی تعلیم کا سرقہ سمجھ کر غور کیا تو انہوں نے نبوت کے ساتھ شریعت کا اجراء بھی رحمت سمجھ کر اسے قبول کر لیا۔

میاں صاحب کا دوسرا استدلال اس سے بھی عجیب ہے، ہیڈنگ ہے، بہائیت غیر مبائعین کے گھر میں،، اور دلیل کیا ہے کہ مولوی محمد احسن صاحب کا بیٹا بابی ہے ۔ اور بقول میاں صاحب، ہوا بھی اس اختلاف سے پہلے ، اس لئے بہائیت پیغامیوں کے گھر سے نکلی۔ کیا عجیب دلیل ہے گو یا ایک شخص کا (جو ہم سے اب تعلق رکھتا ہے) بیٹا چونکہ اختلاف سے پہلے کا بابی ہے، اس لئے بابیت پیغامیوں کے گھر سے نکلی ۔

پھر فرماتے ہیں چونکہ دیگر انبیاء و مامورین کے وقتوں میں مرتد ہوتے رہے کیا وہ بھی آپ کی تعلیم کا نتیجہ تھے۔

سبحان اللہ! قربان جائیے اس استدلال کے، یہ کس نے کہا اور کہاں سے آپ نے نکالا، انبیاء و مامورین کے منکرین کو تو حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو مرتد نہیں، لیکن ایک غیر مامور کو نہ معلوم یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ اپنے منکروں کو مرتد کہے۔ اس طرح تو ہر ایک پیر اپنے ان مریدوں کو جو دوسرے کی بیعت کرلیں مرتد کہہ کر خوش ہوسکتا ہے اور میاں صاحب کا یہ قدم ملانوں کے نقش قدم پر ہے جو ہر ایک مخالف کو کافر و فاسق اور مرتد کہہ کر خوش ہو لیتے ہیں ۔

پھر فرماتے ہیں: ان پیغامیوں میں سے دہریہ ہوئے ۔،

یہ تو میاں صاحب کو ہی خواب آیا ہوگا کہ ہمارا کوئی آدمی دہریہ ہو گیا ہے ورنہ جہاں تک ہمیں علم ہے ہمارا کوئی ممبر نہ دہریہ ہوا نہ بفضل الہی ہے۔ اور نہ دہریت ہماری تعلیم کا نتیجہ ہوسکتی ہے ۔ جس طرح بابیت میاں صاحب کی تعلیم کا نتیجہ ہے ۔ یہ ممکن ہے کہ میاں صاحب کے ہم عمروں میں سے جس نے ان کی صحبت سابقہ سے فیض حاصل کیا ہو وہ ان کی موجودہ روش دیکھ کر دہریہ ہو گیا ہو، لیکن وہ ہماری تعلیم یا صحبت کا نتیجہ نہیں میاں صاحب ہمارے کسی ایک ممبر کا نام لیں جو دہریہ ہو۔ ممکن ہے انہیں خیال ہو کہ چونکہ ان کے ایک معزز مرید نے ایک دہریہ کے ساتھ اپنی لڑکی کا ناطہ کیا ہے وہ دہریہ شائد ہماری جماعت لاہور سے تعلق رکھتا ہو لیکن یہ بھی غلط ہے وہ میاں صاحب کے بنائے ہوئے گروہ کفار سے تعلق رکھتا ہو ، یہ تو ہے حقیقت میاں صاحب کے الزامی جوابات کی جسے سن کر مریدین سبحان اللہ سبحان اللہ پکار اٹھے ہوں گے کہ میاں صاحب نے لاہوریوں کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔

اب نویسندہ خط پر جو جرح ہے وہ قابل دید نہیں بلکہ قابل داد ہے۔ اس خط کا اقتباس دیا ہے :

ہم حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے ۔،

لیکن بیان اس کا یہ ظاہر کیا ہے، حضرت صاحب ایک رنگ میں دعوی نبوت میں صادق تھے، حالانکہ میاں صاحب خود جانتے ہیں کہ ہماری جماعت بھی حضرت صاحب کو ایک قسم کے دعوی نبوت میں صادق مانتی ہے

لیکن باوجود اس کے نبی نہیں مانتی ۔اس کے آگے میاں صاحب نے گواہوں کے تواتر کی شہادت پیش کی ہے اور ہم مانتے ہیں کہ میاں صاحب کے معتبر گواہ کیسے ہوتے ہیں ہم ان لوگوں کی چٹھی کا اقتباس ہرگز اپنے اخبار میں نہ دیتے ،اگر میاں صاحب خدا ترسی سے کام لے کر اپنی خود ساختہ کمشن کی مفصل رپورٹ معہ ملزمان کے بیانات کے اخبار میں شائع کر دیتے ،لیکن چونکہ انہوں نے اپنے گدی خانہ میں بیٹھ کر یک طرفہ فیصلہ شائع کر دیا اس لئے ان کو بھی حقیقت کے اظہار کا موقع ملنا چاہیے تھا حضرت امیر نے ان کے لمبے چوڑے خط کا اقتباس درج کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ ہم احمدیت کو بہرحال بابیت سے بہت افضل سمجھتے ہیں گو میاں صاحب کے غلو نے اسے گدلا کر دیا ہے اس لئے جب ان بابیوں کا دوسرا خط آیا تو حضرت امیر نے انہیں جواب لکھوا دیا کہ ہم اپنے اخبار کو بابیت کی اشاعت کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتے۔

میاں صاحب بابیوں کے خط کا جواب دیتے ہوئے ،جس کی صحت یا غیر صحت کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہم پر پھر نظر عنایت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ، پیغامی ہمیشہ کہتے رہے ہیں کہ قادیان کے بڑے بڑے لوگ ہمارے ساتھ ہیں ، خاندان نبوت کے ایک شخص نے ہمارے پاس اصلیت کی ہے؟ ، نہ معلوم یہ خبر میاں صاحب کے کن معتبر گواہوں نے ان کو پہنچائی ہے اور کس طرح انہوں نے اسے باور کر لیا ہم انتے ہیں کہ قادیان کے لوگوں میں سے غور وفکر اور سچ جھوٹ کی شناخت کا مادہ اسی دن سے مفقود ہو چکا ہے جس دن سے انہوں نے ایک غیر مامور کے کہنے سے حضرت مسیح موعود کی کتب سے بعض حصص کو منسوخ مان کر حقیقی نبوت آپ کی طرف منسوب کر لی اور امت محمدیہ کو یک قلم دائرہ اسلام سے باہر کر دیا اس لئے اگر ایسے لوگ اپنے پیشوا؟ کو خوش کرنے کے لئے ہم پر بہتان باندھتے رہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہم میاں صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے قادیانی مریدوں کو ایسا منصف مزاج اور دلیر نہیں سمجھتے کہ وہ حق کے لئے کسی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وہ بے چارے طرح طرح کی دنیاوی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اس لئے ان کی مخلصی محال ہے ۔راقم ایک احمدی لاہوری (پیغام صلح ۲۳۔اپریل ۱۹۲۴ء ص ۳)

اخبار احمدیہ

میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے تحریر فرماتے ہیں کہ راولپنڈی میں محمودیوں سے ان کی بحث ہوئی تو انہوں نے پیش کیا کہ جب بقول محمودی صاحبان باب نبوت کھلا ہے،تو پھر صاحب شریعت نبی کیوں نہیں آسکتا جب کہ بہاء اللہ کی ایک قوم موجود ہے جو اس کو صاحب شریعت قبول کرتی ہے اور بہائیت اور محمودیت میں کوئی فرق نہیں محمودی اگر چہ زبانی احکام قرآنی کی منسوخی کے قائل نہیں لیکن عملاً وہ بعض احکام قرآنی کو

منسوخ قرار دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت (مرزا) صاحب کی بعثت سے قبل غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز تھی لیکن اب ناجائز ہے ان سے رشتہ ناطہ حلال تھا۔ لیکن اب حرام ہے پہلے محمد رسول اللہ کی شہادت ادا کر کے غیر مسلم مسلمان ہو جایا کرتے تھے۔ لیکن اب لاکھ دفعہ محمد رسول اللہ کی شہادت غیر مسلم ادا کرے وہ دائرہ اسلام میں نہیں آ سکتا جب تک کہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے اسی طرح جہاد کا حکم منسوخ ہے غیر احمدی پہلے مسلمان تھے اب قطعی کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں اگر یہ شریعت میں تغیر وتبدل نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو بہائیت اور محمودیت میں اصولاً کوئی فرق نہیں جو طرز استدلال نبوت کے بارے میں ان کا ہے وہی ان کا ہے اسی لئے قادیان کے بہائی جب قادیان کے اخبارات میں کئی سال تک ایسے مضامین لکھتے رہے تو سارے محمودی انہیں اپنی تائید میں سمجھتے رہے اور کسی نے کوئی فرق محسوس نہ کیا لیکن جب انہوں نے اپنا بہائی ہونا علانیہ ظاہر کیا تب محمودیوں کو فکر پڑی اور اخبارات کی پڑتال شروع ہوئی اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقعہ محمودیت اور بہائیت کے عقائد میں کوئی فرق نہیں صرف نام کا فرق ہے (پیغام صلح لاہور ۲۳۔ اپریل ۱۹۲۴ء ص ۵)

نیز ایک جگہ لکھا ہے:

خدا جانے مسٹر اکمل صاحب کو مفتی محمد صادق صاحب سے کیا ضد ہے کہ اب کے پھر اپنی ہولی کھیلنے میں انہیں بھی شامل کرلیا وہ بے چارے سدا سے عشق ومحبت کے حبك الشيىء يعمى و يصم کے مصداق، وہ نہ لاہور والوں ہر، عداوت محمود، کا افتراء کریں تو اور کون کرے جو دو خلاصے پہلے مفتی صاحب قائم کرتے ہیں وہی ان کے ابطال کے لئے کافی ہیں فرماتے ہیں:

اسلام کا خلاصہ لا الہ ا لا اللہ محمد رسو ل اللہ اور احمدیت کا خلاصہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ سنئے یہی مذہب ہمارا ہے، مفتی صاحب کو چاہیے کہ اب اپنے محبوب محمود سے پوچھیں کہ جب اسلام کا خلاصہ لا الہ الا اللہ محمد رسو ل اللہ ہے تو اس کا پڑھنے واا اسلام سے خارج کس طرح ہو جاتا ہے۔ اور احمدیت کا خلاصہ جب دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے تو نبوت مسیح موعود کا جھگڑا درمیان میں کیوں لایا جاتا ہے۔ کیا یہی وہ اصول نہیں جن کی وجہ سے لاہوری احمدی میاں محمود سے الگ ہوئے پھر عداوت محمود کا بے بنیاد الزام لگاتے ہوئے شرم کرنی چاہیے..........

سنیے جناب اکمل صاحب! ہمیں بہائیوں کے لئے جواب کی توقع کبھی بھی آپ لوگوں سے نہیں بہائی اور آپ لوگ قریب قریب اصولاً ہم مشرب اور ہم مسلک ہیں آپ لوگوں نے کیا جواب نکالنا ہے شیخی بازی امر دیگر ہے جو آپ لوگوں کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے سنئے اب سے بہت پہلے جب قادیان بہائیت

اور بابیت کی نجاست سے پاک تھا حضرت مولانا محمد علی صاحب ریویو آف ریلی جنز میں بہائیت اور بابیت کی مفصل تردید کر چکے ہیں وہی آج آپ لوگوں کے کام آرہا ہے اور آئے گا آپ کی جماعت کے ایک ممبر نے جو ایک بڑے عہدہ دار ہیں اپنے خط میں اس مضمون کے متعلق حال میں ہی یہ لکھا ہے کہ، وہ دراصل بابیت اور بہائیت کے خلاف ایک ماسٹر پیس ہے اگر میرے احمدی بھائی اسی کو ایک رسالہ میں شائع کر دیں تو علی محمد باب بہاء اللہ اور عباس تینوں اگر قبر سے نکل آئیں تو اس کا جواب نہیں ہوسکتا۔ مگر چونکہ محسن کشی آپ لوگوں کے خمیر میں داخل ہے اس لئے نہایت بے حیائی سے الٹا ہمیں الزام دینے لگے اور اپنی خفت مٹانے کے لئے کہنے لگے کہ بہائیت سے تم متاثر ہو۔ ارے صاحب! متاثر وہ ہیں جو نبوت کا دروازہ چوپٹ کھولے بیٹھے ہیں اور جن کے خلیفہ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ان کا طرز استدلال اور بہائیوں کا ایک ہے۔ ذرا جماعت کو ٹٹولو کہ بہائیت کے اثر سے ماتم کس قوم میں پڑا ہوا ہے

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا۔ کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

(پیغام صلح لاہور ۹ جولائی ۱۹۲۴ء ص ۲)

مولانا محمد قاسم نانوتوی اور احمدیت

حافظ کامل الدین منشی فاضل از رنوکالا، ڈاک خانہ پھلرون تحصیل بہرہ ضلع شاہ پور لکھتے ہیں:

مولوی محمد اسحاق صاحب احمدی اپنے رسالہ ختم نبوت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ، مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ عربیہ دیوبند بھی بعد آنحضرت ﷺ عدم انقطاع سلسلہ نبوت کے قائل ہیں۔

چنانچہ مولانا قاسم کی کتاب تحذیر الناس فی اثر ابن عباس سے کچھ عبارت بطور شہادت پیش کی گئی ہے۔

ناظرین! تحذیر الناس اس وقت میرے پاس ہے۔ میں نے اسکو خوب غور سے پڑھا ہے۔ مصنف کا مطلب کچھ اور ہے اور مشہور کچھ اور کیا گیا ہے۔ ہر انصاف پسند شخص جانتا ہے کہ افتراء بہت بری چیز ہے خصوصاً ایک نیک نہاد مرد پر۔

میرے پیارے احمدی دوستو! کیا تم اس بات کیلئے تیار ہو کہ مولانا محمد قاسم

صاحب کا وہ مذہب ثابت کرو جسکے تم مدعی ہو۔ کیونکہ دلیل مدعی کے ذمہ ہوتی ہے جس دعوی کی دلیل آپ لوگوں کے پاس نہیں ہوتی وہ تم پیش کر کے ایک بروزی اور غیر حقیقی نبوت کے اثبات کے در پئے کیوں ہوتے ہو۔ مندرجہ ذیل عبارت مولانا صاحب کی سنو اوران حدیثوں پر غور کرو جن میں افتراء کی بابت وعید ہے۔ وھو ہذا:

بناء خاتمیت اور بات ہے جس سے تاخیر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دو بالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔

(تحذیر الناس مطبوعہ خیر خواہ سرکار پریس سہارنپور۔ ص ۳)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اسلئے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔ (ایضاً کتاب مذکور۔ ص ۳)

اور جگہ فرماتے ہیں:

ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تأخر زمانی لازم ہے۔ چنانچہ اضافت الی النبیین بایں اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں۔ (ایضاً۔ ص ۸)

خلاصہ تقریر مولانا قاسم نانوتوی صاحب یہ ہے کہ:

پیغمبر آخر الزمان کی فضیلت تمام انبیاء پر صرف اسی وجہ سے نہیں کہ آپ کا زمانہ سب سے آخر ہے بلکہ آپ کی نبوت ذاتی ہے اوروں کی عروضی اور اس نبوت ذاتی والی فضیلت کو تأخر زمانی خود بخود لازم ہے۔ انتہی

احمدی مہربانو! معلوم ہوتا ہے کہ آپ حق سے عمداً چشم پوشی کرتے ہیں۔

ایسا ہی احمدی صاحبان کا خیال ہے کہ مولوی عبدالحی لکھنوی بھی احمدی تھے۔

میں ان کی عبارت بھی ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ انصاف شرط ہے۔ وھوہذا

اب یہاں تین احتمال ہیں ایک یہ کہ خاتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرتﷺ کے ہوئے ہوں دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہوں تیسرے یہ کہ ہم عصر ہوں۔ احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہے اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرتﷺ خاتم الانبیاء ہر طبقات ہوں گے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت آنحضرتﷺ کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ میں وہاں کے خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک ان میں کا صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو۔ دوسرے یہ کہ خاتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی ان میں کا صاحب شرع جدید نہ ہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بہ نسبت جملہ انبیاء طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک خاتم باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بہ نسبت عموم نصوص بعثت نبویہ کے جس سے صاف آنحضرتﷺ کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا۔ (فتاوی مولوی عبدالحی صاحب۔ جلد ا۔ ص ۱۷)۔

احمدی صاحبان نے یا تو دونوں بزرگوں کے ذمہ دیدہ دانستہ جھوٹ لگایا ہے یا ان کی کتابوں کو نہیں دیکھا ہے خصوصاً تحذیر الناس کہ کس غرض کے لئے تصنیف کی گئی ہے غالباً احتمال اول ہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ تحذیر الناس حضرت عبداللہ بن عباس کے اس اثر کی تحقیق کے لئے تصنیف کی گئی ہے جو درمنثور وغیرہ میں مروی ہے

ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ار ض آدم کآد مکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم و عیسی کعیسا کم ونبی کنبیکم

جس شخص کو حق کی طلب ہو، وہ کتاب مذکور دیکھ سکتا ہے۔

احمدی دوستو! تم کب تک ریت کے مکانات تیار کرتے رہو گے۔ خدا کے

لئے جھوٹ سے کنارہ کشی کرو۔ مجھے تمہاری دلیری اور اللہ تبارک کے حکم اور حوصلہ پر تعجب آ رہا ہے (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۴۲ھ ص ۱۰ و ۱۴)

مسلمانوں میں باہمی نفاق

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون نکلا ہے جس کا عنوان یہی ہے۔ یعنی: مسلمانوں میں باہمی نفاق۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق یوں ہوسکتا ہے کہ

مسلمانوں کے فرقے ایک دوسرے کے بزرگوں کو برا نہ کہا کریں۔ مثلاً شیعہ، اہل سنت کے بزرگوں (صحابہ کرام) کو برا نہ کہیں۔ اور اہل حدیث، امام ابوحنیفہ کو برا نہ کہیں۔ اس کے علاوہ ایک فرقہ، دوسرے کسی اسلامی فرقہ کو کافر نہ کہے۔

ہم اس تجویز کی تائید کرتے ہیں اور اہل حدیث کی طرف سے اعلان کرتے ہیں کہ: امام ابوحنیفہ تو ایک بڑے پایہ کے بزرگ اور مجتہد تھے کسی امام کو بھی برا کہنے والا اس درجہ کا برا ہے کہ اس کی شہادت مقبول نہیں۔

لا تقبل شهادة من يظهر سبّ السلف لظهور فسقه

(فتویٰ حضرت میاں صاحب مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی مرحوم)

مگر ہم آپ اور آپ کی جماعت سے سوال کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو اپنے منکروں کو کافر کہا ہے (حقیقۃ الوحی از مرزا قادیانی ملاحظہ ہو) کیا کوئی احمدی اس قول مرزا صاحب قادیانی کے ماتحت اگر تمام امت محمدیہ (منکرین مرزا) کو کافر کہے تو اس کافر کہنے میں آپ اس احمدی کو اتفاق شکن کہیں گے یا سرے سے مرزا صاحب قادیانی کو؟

ہمارے خیال میں اس بے چارے احمدی کا کیا قصور جس نے اپنے مسیح موعود اور مہدی مسعود کی ہدایت پر عمل کیا۔ اس کو برا کہنے سے تو شیخ سعدی مرحوم بھی مانع ہوں گے، جو فرماتے ہیں

نہ سگ دامنِ کاروانے درید
کہ دہقان نادان کہ سگ پرورید

اس لئے انصاف کی بات یہ ہے کہ آپ کے مجوزہ اتفاق کی خلاف ورزی جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہے، نہ کہ اور کسی سے۔

دوسرا سوال: آپ ذرہ یہ بھی فرمایئے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب نے جو علماء اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: او بدذات فرقہ مولویاں۔ (انجام آتھم۔ ص ۲۱)

آپ یا کوئی اور احمدی اس قول مرزا غلام احمد قادیانی کے ماتحت علماء اسلام کو بدذات کہے، تو کس کا قصور ہوگا؟۔

اس احمدی کا یا خود مرزا صاحب قادیانی کا؟

احمدی بے چارے کو اگر ملزم بناؤ گے، تو وہ جواب دے گا

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانۂ خمّار دارد پیر ما

مختصر یہ کہ ہم اہل حدیث جماعت کی طرف سے آپ کے مجوزہ اتفاق کی تائید کرتے ہیں کیونکہ ہمارے مذہب میں کسی فرقہ کے بزرگ کو برا کہنا داخل مذہب نہیں بلکہ منع ہے صاف ارشاد ہے

لاتسبّوا الّذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبّوا اللّٰہ عدواً بغیر علم

آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
کفرست در طریقت ما کینہ داشتن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔اپریل ۱۹۲۴ء مطابق ۲۸ شعبان ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۲۳ ص ۲-۳)

کیا مرزا صاحب اہل حدیث تھے؟

(مرزائیوں کا اتباع سنت)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ سے یہ بحث جاری ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی قبل از دعوی

نبوت اسلامی فرقوں میں سے کس فرقہ میں تھے۔ چونکہ بعد دعوی نبوت وہ سب کی نگاہ میں معتوب ہوئے تھے، اس لئے ہر فرقہ ان کو دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے۔

ہمارے حنفی دوست ان کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ اتنا کہنے سے تو کوئی حرج نہیں تھا، جب وہ سب فرقوں سے نکل کر الگ مدعی ہو گئے، تو سابق میں کسی فرقہ میں ہوں کیا اعتراض،۔مگر برادران احناف اس پر یہ ستم ظریفی کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی چونکہ پہلے اہل حدیث تھے اس لئے جتنی خرابی ان سے پیدا ہوئی وہ اہل حدیثوں کے ذمہ ہے۔ اس لئے ہم عرصہ سے اس جستجو میں تھے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مذہب کیا تھا؟

گذشتہ سال لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح کے کئی نمبروں میں ثابت کیا گیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب حنفی المذہب تھے۔ اس کے بعد ہم کو ایک جدید حوالہ ملا ہے، جس سے ان کا مذہب صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔

قادیان سے ایک جدید کتاب سیرۃ المہدی مصنفہ پسر دوم مرزا غلام احمد صاحب حال میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے:

> بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ اوائل میں، میں سخت غیر مقلد تھا اور رفع یدین اور آمین بالجہر کا بہت پابند تھا۔ اور حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا۔ عرصہ کے بعد ایک دفعہ جب میں نے آپ (مرزا قادیانی) کے پیچھے نماز پڑھی، تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا:
>
> میاں عبداللہ! اب تو سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے۔
>
> اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا۔
>
> میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا، بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا۔
>
> اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے، یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا۔ اور نہ بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔ (سیرۃ المہدی۔ص ۱۴۳)

اس حوالہ سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا غیر اہل حدیث ہونا جیسا قطعی ثابت ہوتا ہے، میاں عبداللہ وغیرہ مریدین مرزا صاحب کا اتباع سنت بھی خوب معلوم ہوتا ہے کہ پیرومرشد کی ذرہ سی چشم نمائی کرنے پر افعال مسنونہ کو جواب دے بیٹھے۔ حافظ شیرازی نے شاید ایسے ہی مریدوں کے حق میں کہا ہے

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہء خمّار دارد پیر ما

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔اپریل ۱۹۲۴ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۲۴ ص ۵)

خونی مہدی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بارہا لکھا ہے کہ،

مسلمان خونی مہدی کے منتظر ہیں جو آکر لوگوں کے خون بہائے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی کسی کو جھوٹے الزام سے ملزم کرے، خدا اس کو اسی الزام سے آلودہ کرے گا۔ چونکہ ایسے خونی مہدی کا عقیدہ مسلمانوں کی نسبت غلط ہے اس لئے لازمی تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی خود اور ان کے جانشین اور اتباع اس الزام کے ملزم ہوں۔ چنانچہ اس سال کے قادیانی اسلامی جلسہ میں خونی مہدی کا ظہور ہو گیا جس کی تفصیل یہ ہے:

ناظرین کو معلوم ہے کہ قادیان کے باغیرت مسلمان مگر غریب لیکن دل کے مضبوط سال ہا سال سے قادیان میں اسلامی جلسہ کیا کرتے ہیں۔ جس میں دور دراز مقامات، خصوصاً دیوبند امرتسر لاہور وغیرہ، سے علماء کو مدعو کیا کرتے ہیں۔ اور علماء کرام اپنے مواعظ سے اہل اسلام کو مستفید اور محظوظ کرتے ہیں۔ ان مواعظ میں مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔

چونکہ قادیان میں مرزائی امت کی کثرت ہے اور کثرت سے ان کے پاس اسلحہ بھی ہیں، اس لئے حکومت کی طرف سے انتظام خاطر خواہ ہوتا رہا۔ ایک ڈپٹی (ای

۔اے۔سی)، انسپکٹر، سب انسپکٹر پولیس معہ جوانان پولیس موجود رہتے ہیں۔ چنانچہ اس دفعہ بھی جو یکم دوم سوم اپریل ۱۹۲۴ء کو جلسہ ہوا، اس میں بھی سب تھے۔ بجائے انسپکٹر پولیس کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جو بڑی قابلیت کے دیسی منتظم ہیں شریک جلسہ تھے۔ جلسہ حسب معمول بڑی متانت سے ہوا۔ علماء دیوبند بھی شریک تھے۔ ہر ایک نے حسب استعداد تقریریں کیں۔ سہ روزہ جلسہ میں خاکسار (ثناء اللہ) کی تین تقریریں ہوئیں، یعنی روزانہ ایک۔

جلسہ ایسی متانت اور قانون کے ماتحت ہوا کہ افسران کو کہیں بھی موقع اعتراض کا موقع نہ ملا۔ لیکن قادیان کی آب و ہوا میں یہ تاثیر ہے کہ جتنی متانت ہو اتنا ہی وہاں برا اثر ہوتا ہے۔ چنانچہ قرائن سے معلوم ہوا کہ خلیفہ قادیان نے ایگزیکٹو کونسل (منتظمہ مجلس) کو بلا کر یہ بات پیش کی کہ اس بلاء (جلسہ اسلامی) کے ردّ کی کیا صورت کی جائے۔ آخر کار جو عمل ہوا وہ بتا رہا ہے کہ یہی فیصلہ ہوا کہ ہاتھ کی برکت سے مٹایا جائے۔ چنانچہ اس پاک جماعت نے وہی کیا جو ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے کمال دوراندیشی سے کئی سال پہلے ان کی بابت کہا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ایسا بتا گئے ہوتے، جس کا ظہور من وعن ہوتا جیسا کہ ڈپٹی کمشنر کے کہنے کا ہوا، تو مرزائی امت اس کو معجزہ بنا لیتی۔

عرصہ چند سال کا ہوتا ہے مرزا غلام احمد صاحب کا اپنے چچازاد بھائیوں سے کسی دیوار کے متعلق جھگڑا تھا۔ انہی دنوں ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور دورہ کرتے ہوئے قادیان کی طرف آئے، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی جماعت کا ایک وفد ان کی خدمت میں بغرض اظہار تکلیف بھیجا۔ صاحب موصوف نے ان کو دیکھ کر جو کہا وہ قادیان کی جدید تصنیف سیرۃ المہدی سے ہم نقل کرتے ہیں۔ لکھا ہے:

ڈپٹی کمشنر نے نہایت غصہ کے لہجہ میں کہا کہ تم بہت سے آدمی جمع ہو کر مجھ پر رعب ڈالنا چاہتے ہو۔ میں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں اور خوب سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت (مرزائیہ) کیوں بن رہی ہے۔ اور میں تمہاری باتوں سے ناواقف نہیں۔ اور میں اب جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں۔ اور تم کو پتہ لگ جائے گا کہ کس طرح ایسی جماعت بنایا کرتے ہیں۔ وغیرہ۔ (ص ۱۲۰)

خدا جانے ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور نے کس قیافہ سے یہ رائے دی جو ۲
۔۳۔اپریل ۱۹۲۴ء کی درمیانی شب کو بالکل سچی ثابت ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

(مختلف زبانوں سے جو سنا وہ لکھا جاتا ہے۔العلم عنداللہ) حسب معمول ساڑھے گیارہ بجے شب کے جلسہ برخاست ہوا۔ واعظین وسامعین اپنے اپنے ڈیروں میں چلے گئے۔چند مسافر لوگ ایسے تھے جو بے پناہی کی حالت میں جلسہ گاہ میں پڑے رہے۔ روشنی کے گیس لیمپ جل رہے تھے۔ یہ بے پناہ گہری نیند سو رہے تھے۔ ایک جماعت لٹھ بند بسرکردگی ممبران کونسل آف قادیان آئی اور آتے ہی پوچھا ثناء اللہ کہاں ہے؟

ان خوابیدہ مسافروں نے بیدار ہو کر کہا یہاں نہیں۔

بولے: بتاؤ کہاں ہے؟

انہوں نے کہا اپنے ڈیرے میں ہوں گے۔ مسافروں نے یہ بھی کہا آخر تم لوگوں کو اس وقت ان سے کیا کام ہے؟

بولے ایک اشتہار دینا ہے۔

مسافر بولے: صبح دیدیجئے گا ہمیں کیوں اس وقت تنگ کر رہے ہو۔

اتنا کہنا تھا کہ ٹھاس ٹھاس لکڑی چلنے لگی۔ چنانچہ ان نہتے مسافروں میں سے کئی ایک کو سخت چوٹیں آئیں۔ ایک مسافر ابراہیم بٹالوی بے چارے کو بے شمار زخم لگے۔ سر میں جو زخم ہیں ان کی گہرائی تین انچ ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ مجروحوں اور گواہوں کے بیانوں میں چند سرکردہ ارکان کے نام بھی لئے گئے ہیں جو ماتحتوں کو حکم دیتے تھے۔ سرکردوں میں ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی اور موجودہ خلیفہ کے ماموں میر اسحاق وغیرہ بھی ہیں۔

صبح کے جلسہ میں مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ جلسہ میں کوئی شخص لاٹھی نہ رکھے۔ چنانچہ سب کی لاٹھیاں لے لی گئیں۔ ہم کو بلکہ ہر ایک خدا ترس، بلکہ ہر ایک باانصاف رحم دل انسان کو اس مظلومیت میں ان مظلوموں سے ہمدردی ہے۔ اس لئے ہم ان بے پناہ مظلوموں کو اپنی ہمدردی کا اظہار خدائی الفاظ میں کرتے ہیں۔ ارشاد ہے

فلا تحسبنّ الله غافلاً عمّا يعمل الظّالمون

(ظالموں کے کاموں سے خدا کو بے خبر مت سمجھو)

دوسرے روز یعنی تین اپریل کو علمائے احناف تو امرتسر کو آ گئے، اور علماء اہل حدیث کو موضع بھانبڑی میں دعوت تھی جو قادیان سے قریباً ۴ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق ہے۔ یہ گاؤں سالم اہل حدیث کا ہے۔ اس لئے وہاں ایک انجمن اہل حدیث قائم ہوئی تھی جس کا ارادہ ایک مکتب جاری کرنے کا تھا۔

۴۔ اپریل ۱۹۲۴ء صبح کے وقت جلسہ ہو رہا تھا کہ معلوم ہوا ایک بڑی جماعت قادیانی لٹھ بند سپاہیوں کی بسرکردگی منشی قاسم علی مارچ کرتی ہوئی اس گاؤں میں آئی۔ بدلے ہوئے تیور سے ادھر اودھر دیکھنے لگی۔

وہاں پہلے ہی سے تھانہ دار بھی آئے ہوئے تھے۔ نیز اس گاؤں کے ہندو مسلمانوں میں برادرانہ سلوک ہے۔ جب قرائن ایسے دیکھے کہ یہاں ہمارے لٹھ بند کام نہ دیں گے، تو اپنا سا منہ لے کر واپس چلے گئے۔

مختلف لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ قادیانی امت کہتی تھی کہ اب ہم میں کمزوری نہیں ہے، اس لئے اب خاموش نہ رہیں گے بلکہ ہاتھ اٹھائیں گے۔ اس آواز کا اثر کہیں ایک، کہیں دو، کہیں چند ہیں تو نقص امن کا سخت خطرہ ہے۔ اس بارہ میں ہمارا جو عقیدہ ہے وہ بھی قرآن مجید ہی کے الفاظ میں سنائے دیتے ہیں

سیعلم الّذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون (ظالموں کو انجام معلوم ہو جائیگا)

واقعات مذکورہ کو سامنے رکھ کر کوئی شخص امت مرزائیہ سے پوچھے کہ، خونی مہدی آ گیا، یا ابھی دیر ہے۔،

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے ظلم گر پہلے

وہی ڈھاک کے تین پات:

قادیانی امت کو خدا جانے یہ کس نے سکھا رکھا ہے کہ ایک ہی سوال کئے جاؤ چاہے اسکا جواب کئی دفعہ ہو چکا ہو۔ چنانچہ اس دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔

کسی شخص نے میرے ہاتھ میں ایک جنتری احمدی دی جس کے اخیر میں ایک اشتہار تھا جو سیٹھ عبداللہ الہ دین سوداگر سکندر آباد دکن نے ان دنوں دیا تھا جن

دنوں میں خود سکندر آباد میں تھا اور اس کا جواب وہیں دے چکا تھا۔

اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کذب پر یوں قسم کھائے کہ:

میں مرزا صاحب کو جھوٹا جانتا ہوں اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو سال کے اندر مر جاؤں ۔،

مولوی ثناء اللہ اگر ایسا حلف کرے تو ہم دس ہزار روپیہ ان کو انعام دینگے۔

اس کا جواب سکندر آباد اور حیدر آباد ہی میں، میں بارہا دے چکا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

میں ایسا حلف کرنے کو تیار ہوں۔ چونکہ یہ حلف تمہارا ہی تجویز کردہ ہے، اس لئے میں سال تک اگر زندہ رہا تو خلیفہ قادیان وعدہ کرے کہ میں اپنے باپ کو جھوٹا اور ثناء اللہ کو سچا جانوں گا۔

اور بجکم کو نوامع الصّا دقین ثناء اللہ کا ساتھ دوں گا۔

اس کا جواب آج تک قادیانی امت نے کوئی معقول نہ دیا۔ مردود اشتہار کو برابر شائع کرتے ہیں۔

چنانچہ قادیان میں بھی وہی اشتہار بغرض جواب میرے ہاتھ میں دیا جس کا جواب فوری میں نے وہی دیا جو حیدر آباد میں دے آیا تھا۔ اس کے بعد میں کہا:

قادیانی امت مجھے کھانا تو کھلاتی نہیں، ہر سال قسم ضرور کھلاتی ہے جس سے نہ پیٹ بھرے نہ منہ بھرے۔ اچھا لیجئے میں اب بھی حلفیہ کہتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے دعاوی کو غلط جانتا ہوں۔

یہ وہ اشتہار تھا جسکو تقسیم کرنے کے بہانہ سے مرزائی لٹھ بندوں نے غریب مسافروں پر حملہ کیا جو قادیانی تحریک میں تاریخی واقعہ یاد رہے گا اور آئندہ کے لئے اس امت کے حق میں انقلابی بنیاد ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱۔ اپریل ۱۹۲۴ء مطابق ۶ رمضان ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۲۴ ص ۱۱۔۱۲)

کیا مرزا صاحب حنفی تھے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ پرچہ میں ہم نے بتایا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت جو یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ وہ اہل حدیث تھے، پھر اس پر ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ سب خرابیوں کی جڑ ترک تقلید ہے، اس دعوی کی بنیاد سرے سے غلط ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کا اپنا قول پرچہ مذکور میں نقل ہو چکا ہے کہ آمین بالجہر اور رفع یدین جیسے مخصوص مسائل میں وہ اہل حدیث کے برخلاف تھے۔نہ صرف خود نہ کرتے تھے، بلکہ مخلص مریدین کو باز رکھتے تھے۔آج ہم ایک روایت دکھاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب صحیح معنی میں حنفی بھی نہ تھے، بلکہ رسمی حنفی تھے جنہوں نے حنفی مذہب میں رسوم کلیہ کو بھی شامل کر رکھا ہے۔

کسی شخص کا حنفی ہونا ہی اہل حدیث سے علیحدگی پیدا کرنے کو کافی ہے، رسمی حنفی تو اہل حدیث سے بہت دور ہیں۔غرض مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت آج تک کسی قدر پردہ خفا میں تھا کہ کس مذہب کے پیرو تھے گو کبھی کبھار وہ غصہ میں کہہ دیا کرتے تھے کہ:

میں ان وہابیوں سے ہمیشہ متنفر رہا ہوں۔(اخبار البدر قادیان)

لیکن قادیان کی جو نئی کتاب سیرۃ المہدی نکلی ہے اس نے سارا پردہ اٹھا دیا ہے۔اس کتاب کے مصنف کو خدا صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے، اس نے اپنے باپ (مرزا غلام احمد صاحب) کی بابت روایات جمع کر دی ہیں۔اس میں ایک واقعہ یوں لکھا ہے۔مصنف (پسر دوم مرزا غلام احمد قادیانی) لکھتا ہے:

> بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ یہ ذکر تھا کہ یہ جو چہلم کی رسم ہے، یعنی مردے کے مرنے سے چالیسویں دن کھانا کھلا کر تقسیم کرتے ہیں، غیر مقلد اس کے بہت مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کھانا کھلانا ہو تو کسی اور دن کھلا دیا جائے۔

اس پر حضرت (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ چالیسویں دن غرباء میں کھانا تقسیم کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ مردے کی روح کے رخصت ہونے کا دن ہے۔پس جس طرح لڑکی کو رخصت کرتے ہوئے کچھ دیا جاتا ہے، اسی طرح مردے کی روح کی رخصت پر بھی غرباء میں کھانا دیا جاتا ہے، تا اسے اس کا ثواب پہنچے۔گویا روح کا تعلق اس دنیا سے پورے چالیس دن میں قطع ہوتا ہے۔ (سیرۃ المہدی۔ص ۱۶۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عبارت بآواز بلند پکار رہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نہ اہل حدیث تھے، نہ خالص حنفی، بلکہ رسمی حنفی تھے صورت نوعیہ آج ملک میں بکثرت نظر آ رہی ہے۔

یہ دو روائتیں مرزا غلام احمد صاحب کے مذہب کے بتانے کو کافی ہیں۔امید ہے کہ آئندہ کسی صاحب کو ان کے مذہب شک وشبہ نہ ہوگا کہ وہ رسمی حنفی تھے۔

ہاں ہم مانتے ہیں کہ اہلحدیث کہلانے والے بعض لوگ ان کے مرید ہوئے جیسے مولوی نور الدین صاحب، مولوی محمد احسن صاحب۔مگر یہ مریدی کوئی اہل حدیث کے ساتھ مخصوص نہ تھی، اہل حدیث کی طرح حنفی بھی شکار ہوئے۔مولوی قاضی امیر حسین بھیروی، خلیفہ رشید الدین لاہوری، منشی ذوالفقار علی خان رام پوری وغیرہ بکثرت حنفی گروہ کے آج قادیان میں ملتے ہیں۔

علاوہ اس کے اتباع کے مذہب کا ذکر نہیں، متبوع کے مذہب کی تلاش تھی جو بحمد للہ مل گیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۸۔اپریل ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۲۵ ص ۱۔۲)

(اس موضوع پر مرزائیوں کے اخبارات میں بھی تحریریں نکلتی رہیں بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔بہا)

کیا حضرت مسیح موعود حنفی المذہب نہ تھے

۲۸ جنوری ۱۹۲۲ء کے پیغام صلح میں الفضل کے اس مطالبہ پر کہ حضرت امیر نے جلسہ سالانہ میں جو حضرت مسیح موعود کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو حنفی المذہب لکھتے ہیں اس کا حوالہ دیا جائے۔ہم نے الفضل سے یہ سوال کیا تھا کہ اسے ۱۹۰۱ء سے پہلے کا حوالہ مطلوب ہے یا بعد کا؟

یہ سوال جس شرافت اور تہذیب کے پیرایہ میں کیا گیا تھا ناظرین پیغام صلح سے پوشیدہ نہیں ۔ اس امر کے اظہار کے لئے کہ اس تمام نوٹ میں کہیں بھی کوئی ایسا فقرہ ہم نے نہیں لکھا جس میں اشارۃً یا کنایۃً اصحاب قادیان یا الفضل کے نامہ نگار خصوصی قاضی اکمل پر کوئی چوٹ کرنی مقصود ہو یا انہیں کوئی گالی دی گئی ہو ہم ایک دفعہ پھر اسے یہاں نقل کئے دیتے ہیں:

حضرت امیر (مولوی محمد علی) کے محولہ بالا فقرہ کو نقل کرنے کے بعد ہم نے لکھا ہے کہ، قبل اس کے کہ مطلوبہ حوالہ دیا جائے یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آیا یہ حوالہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا ہونا چاہیے یا بعد کا؟ جب تک اس کی صراحت نہ ہو جائے حوالہ دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا...

یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے پہلے جو حضرت مسیح موعود کے بہت سے ارشادات کو نقل کیا جا چکا ہے جن میں آپ نے صراحت کے ساتھ غیراز جماعت لوگوں کا جو مکفر اور مکذب نہیں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے اور ایسا ہی مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کی کئی ایک کھلی کھلی اور فیصلہ کن تحریرات نقل کی جا چکی ہیں تو ان سے قاضی اکمل صاحب یا دوسرے اصحاب قادیان نے کیا فائدہ حاصل کیا ہے کہ اب حنفی المذہب کے حوالہ سے انہیں فائدہ پہنچے گا تاہم چونکہ حوالہ طلب کیا گیا ہے اس کے بتانے سے دریغ نہیں لیکن پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کا حوالہ دیا جائے یا بعد کا۔..

بہتر ہوگا اگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا جائے کہ جو شخص فقہ حنفی پر عامل ہو اور اپنے پیروؤں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کرے آیا اسے حنفی المذہب کہا جا سکتا ہے یا نہیں ۔ پیغام صلح لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۲۲ء

اس تمام عبارت میں سے ایک بھی لفظ ایسا نہیں دکھا جا سکتا جو خلاف تہذیب یا قاضی اکمل صاحب کے لئے باعث استخفاف ہو، بلکہ اشارۃً اور کنایۃً بھی کوئی ناواجب بات نہیں لکھی گئی ۔ چاہیے تھا کہ قادیان سے بھی اسی تہذیب کیساتھ جواب لکھا جاتا اور شرافت کا وہی نمونہ دکھایا جاتا جو حضرت مسیح موعود کی جماعت کے شایان شان ہے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ شرافت تو ایک طرف پرلے درجہ کی دنائت کا نمونہ ہمارے اس سوال کے جواب میں دکھایا گیا ہے اور ایک کالم سے زائد کے نوٹ میں نصف کے قریب مضمون گالیوں سے بھرا ہوا ہے ۔ ذیل میں ہم ایسے الفاظ کو محض اس لئے نقل کرنا چاہتے ہیں کہ تا معلوم ہو کہ اصحاب قادیان میں شرافت اب کہاں تک باقی ہے اور کس طرح سے ہزیمت خوردہ دشمنوں کی طرح وہ بات بات پر گالیوں پر اتر آتے ہیں۔

۱۔ آہ! پیغام بلڈنگز میں جنس صداقت کہاں ۔۲۔ لگے ایچا پیچی سے کام لینے ۔۳۔ الیوم یئس الذین کا

مصداق ۔۴۔ چناں خفتہ اند کہ گوئی ۔۵۔ آپ یہ سر پر پاؤں رکھ کر کیوں بھاگنا چاہتے ہیں ۔۶۔ سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد ۔۷۔ دماغ چھ سات سال ہی میں کیوں اس قدر بوسیدہ ہو گئے ہیں ۔۸۔ ان میں کبر وانانیت کے کیڑوں نے حماقت وسفاہت کے انڈے دینے شروع کر دیئے ہیں ۔

یہ اس شخص کی شرافت کا نمونہ ہے جسکو قادیان میں اکمل کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ فی الواقعہ اس شخص کو گالیاں دینے میں بہت بڑا اکمال حاصل ہے اور کسی شریف ونجیب انسان کا اس کے ساتھ مخاطب ہونا اپنے دامن شرافت کو آلودہ کرنا ہے اس لئے ایسے شخص کو منہ لگانا میں قطعاً پسند نہیں کرتا نہ اس کی گالیوں کے جواب میں گالی دینا ضروری سمجھتا ہوں لیکن چونکہ منقولہ بالا نوٹ میں یہ وعدہ کر چکا ہوں کہ اس کے مطالبہ کا جواب دوں گا اس لئے ایفائے عہد کے طور پر ذیل کی چند باتیں لکھتا اور حضرت مسیح موعود کی بعض عبارات نقل کرتا ہوں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ حنفی المذہب تھے ۔

سب سے پہلے میں افسوس کیساتھ اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اصحاب قادیان کی روش اور مسلک اب وہی ہو گیا ہے جو مخالفین مسیح موعود کا شروع سے چلا آتا ہے بعینہ اسی قسم کے اعتراضات حضرت امیر پر کئے جاتے ہیں اور ویسے ہی مطالبات ہم سے ہوتے ہیں جس قسم کے ثناء اللہ یا دیگر مخالفین حضرت مسیح موعود سے کرتے تھے ۔ اور اب تک کر رہے ہیں مثال کے طور پر میں بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۱۳۴ پر لکھا ہے کہ: سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد و لا یوفی

اس پر مولوی ثناء اللہ نے اعتراض کیا کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے یہ الفاظ کہیں نہیں لکھے اسکا جواب آپ کو معلوم ہے کہ قادیان سے کیا دیا گیا ؟ یہ کہ ان کی بعض عبارات سے یہی مطلب نکلتا ہے حالانکہ مولوی ثناء اللہ کا اعتراض یہ تھا کہ وہ لفظ سید عبدالقادر جیلانی کی عبارت میں پائے نہیں جاتے جو حضرت صاحب نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں آج وہی اعتراض ہم پر ہوتا ہے کہ ،حنفی المذہب ، کے الفاظ چونکہ زبان سے نکلے ہیں اس لئے بعینہ وہی لفظ حضرت صاحب کے قلم سے دکھائے جائیں ۔

میں نے سوال کیا تھا کہ جو شخص حنفی فقہ پر عامل ہو اور اپنے پیرووں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کرے آیا اسے حنفی المذہب کہا جا سکتا ہے یا نہیں ۔ اس کا یہ جواب ملا ہے کہ

کیا خدانخواستہ حضرت مسیح موعود کی طرف جو فقرہ منسوب کیا تھا وہ نہیں ۔ اور آپ مختلف عبارتوں سے استدلال کرنا چاہتے ہیں ۔

میں کہتا ہوں کیا آپ خدانخواستہ مولوی ثناء اللہ کے ہاتھ میں یہ حربہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے ان الفاظ کو پکڑ کر حضرت مسیح موعود پر حملہ آور جنہوں نے مختلف عبارات سے استدلال کر کے قد یوعد و

لایو فی کے الفاظ حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب کئے جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کی طرف یہ فقرہ منسوب کیا کہ

اگر چہ اس امت کے بعض افراد کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبی اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

حالانکہ مجدد صاحب کے الفاظ میں ، نبی ، کا لفظ نہیں۔ بلکہ انہوں نے محدث لکھا ہے۔ اور اسی کا اعتراف حضرت صاحب نے ازالہ اوہام میں اصل الفاظ نقل کرتے ہوئے کیا ہے لیکن محدث بھی چونکہ لغوی معنوں میں نبی ہوتا ہے اس لئے آپ نے حقیقۃ الوحی میں محدث کے بجائے نبی کا لفظ لکھ دیا۔ مگر آخر یہ استدلال تھا

پھر ہم اگر حضرت مسیح موعود کے نقش قدم پر چل کر آپ کی عبارات سے استدلال کرنا چاہیں تو ہمارے لئے کیوں حرام ہے اگر حضرت امیر نے آپ کے کسی ایسے فرمان کی بنا پر جس میں آپ نے جماعت کو فقہ حنفی پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے اور خود بھی اسی پر عمل درآمد کرنے کا اعلان کیا ہے آپ کے اس طریق عمل کو ان الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ، میں حنفی المذہب ہوں، تو کون سا غضب ہو گیا۔

حضرۃ امیر (مولوی محمد علی لاہوری) کا ہی نہیں بلکہ میں آپ کو ایک ایسے بزرگ کا استدلال بتاتا ہوں جو آپ کے بھی مسلمہ بزرگ اور امام اور پیشوا ہیں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے اسی طائفہ ظاہرین علی الحق میں سے تھے والحمد للہ رب العالمین

یہ مکتوب ۱۴ نومبر ۱۹۱۲ء کے اخبار بدر میں کلام امیر کے ذیل میں چھپا ہوا ہے اور اس پر عنوان ہے :

مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے۔

مجھے حیرت ہے کہ قاضی اکمل نے کیوں اس وقت حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم سے یہی مطالبہ نہ کیا جو آج ہم سے کیا جاتا ہے کیوں اس مکتوب کے شائع کنندہ مفتی محمد صادق صاحب سے یہ دریافت نہ کیا کہ حضرت مسیح موعود نے کہاں اپنے آپ کو حنفی المذہب لکھا ہے کہ یہ مذہب ان کی طرف منسوب کیا گیا ؟ کیوں اسوقت یہی اعتراض پیش نہ کیا گیا کہ :

آپ ایک بزرگ کو مجدد و مامور مان کر ابوحنیفہ کا مقلد بنا رہے ہیں۔

تعجب ہے اسوقت قادیان کے اندر رہ کر حضرت مولانا نورالدین صاحب کے اس شائع شدہ

مکتوب کو دیکھ کر اور اخبار بدر کی ہمسائیگی میں ہو کر اس شخص کے لب پر مہر خاموشی لگی رہی اور وہ ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ اور آج حضرت امیر کے اسی فقرہ کو دوہرانے پر ان سے حوالہ طلب کیا جاتا ہے قاضی صاحب کو اگر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے قدوم میمنت لزوم میں جا کر بیٹھنا دشوار تھا تو کم از..دفتر... جو نصف منٹ کے فاصلہ پر تھا، دن رات وہاں سے گذرتے اور مفتی صاحب سے ملتے جلتے تھے کیوں انہی سے انہوں نے دریافت نہ کر لیا؟ کم از کم جو عنوان انہوں نے دیا کہ، مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے، وہ اسی کی اصلاح کرا دیتے نبی اور کسی خاص فرقہ میں سے ہو؟ ایں چہ بوالعجبی است۔ اب بھی میں کہتا ہوں جاؤ اور مولوی نورالدین کی قبر پر جا کر سروں کو پیٹو کہ وہ کیا لکھ گئے جس سے تمہاری مزعومہ نبوت کا کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا یا جس طرح سے شیعہ حضرت ابو بکر پر اعتراض کرتے ہیں تم بھی کھلے طور پر یہ اعلان کر دو کہ حضرت مولانا نے جو کچھ لکھا وہ غلط تھا اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلاف۔، تا کہ تمہاری منافقت کا پردہ چاک ہو

لیکن ایسا کرنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود کی ذیل کی تحریرات کو بھی ایک نظر دیکھ لینا ضروری ہے تا کہ اگر ممکن ہو تو ان پر بھی خط تنسیخ کھینچ دیا جائے

سب سے پہلے میں ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے پیش کرتا ہوں کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

معلوم ہوتا ہے آپ کے پاس دونوں حوالے ہیں دونوں طرف سے دیجئے۔

سنئے ازالہ اوہام میں جو ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے امام ابوحنیفہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں؛

امام اعظمؒ اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ (امام مالک شافعی احمد) سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان کی خدا داد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت اور عدم ثبوت میں بخوبی فرق جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے درجے تک پہنچ چکے تھے اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کیلئے درجہ علیا مسلم تھا جن تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے سبحان اللہ اس زیرک اور ربانی امام نے کیسی ایک آیت کے اشارہ کی عزت اعلیٰ وارفع سمجھ کر بہت سی حدیثوں کو جو اس کے مخالف تھیں ردی کی طرح سمجھ کو چھوڑ دیا اور جہلاء کے طعن کا کچھ اندیشہ نہ کیا (ازالہ اوہام۔ص ۵۳۰)

اس سے بھی بڑھ کر الفاظ الحق مباحثہ لدھیانہ مطبوعہ ۱۸۹۱ء میں فرمائے جہاں لکھا ہے

امام اعظم ابو حنیفہ نے بعض تابعین کو بھی دیکھا ہے اور وہ فنا فی سبیل اللہ تھا۔ اے حضرت مولوی (محمد حسین بٹالوی اہل حدیث) صاحب آپ ناراض نہ ہوں آپ صاحبوں (یعنی اہل

حدیثوں) کو امام اعظم سے اگر ایک ذرہ بھی حسن ظن ہوتا تو آپ اس قدر سبکی اور استخفاف کے الفاظ استعمال نہ کرتے آپ کو (یعنی اہل حدیثوں کو) امام صاحب کی شان معلوم نہیں وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآنی میں یدطولی تھا خدا تعالی حضرت مجدد الف ثانی پر رحمت کرکے انہوں نے مکتوب صفحہ ۳۰۷ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کے آنے والے مسیح کیساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔ (الحق جلد اول۔ص۴)

ان الفاظ میں حضرت صاحب نے نہ صرف امام ابوحنیفہ کے کمال علم ہی کی تعریف کی ہے بلکہ کھلے طور پر فرمایا ہے کہ استخراج مسائل قرآن میں امام موصوف کے ساتھ آپ کو روحانی مناسبت ہے کیا اب بھی آپ کے حنفی المذہب ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے۔

آیئے اس سے بھی بڑھ کر آپ کو ایک حوالہ دیں اسی الحق لدھیانہ ۳ صفحہ ۸۰ پر آپ فرماتے ہیں:

میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں جس طرح سارے اہل اسلام احکام بینہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ وقیاسات مسلمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں اسی طرح میں بھی جانتا ہوں۔

ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) نے کھلے طور پر قیاسات مسلمہ مجتہدین، کو بھی اپنے لئے واجب العمل بتایا ہے... قاضی اکمل کو تو ایک امام ابوحنیفہ کی پیروی پر.... حضرت (مرزا) صاحب تمام مسلمہ مجتہدین کے قیاسات کو واجب العمل جانتے ہیں۔فرمایئے قیاسات کی پیروی کرنے والا اور وہ بھی مجتہدین کے قیاسات کی پیروی کرنے والا کون ہوتا ہے نبی یا امتی؟ کاش کچھ غیرت اور حیا ہوتا تو ان کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے نبوت کا دعوی آپ کی طرف منسوب کرنے سے پرہیز کیا جاتا....

اب آپ کو ۱۹۰۱ء سے بعد کا ایک حوالہ سناتا ہوں جب آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنا عقیدہ تبدیل کرلیا تھا اور مجددیت سے بڑھ کر نبوت کا دعوی آنے کر دیا تھا اسی زمانہ میں آپ نے ایک کتاب لکھی، ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی۔ یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں؛

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن وسنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنی درجہ کی حدیث ہو اس پر عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس پر ترجیح

دیں ۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتوی نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہادات سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ۔ ہاں جہاں قرآن وسنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں ۔ (از ریویو مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود نے کھلے طور پر جماعت کو فقہ حنفی پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے اور جماعت کا یہ فرض قرار دیا ہے۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ حضرت مسیح موعود خود تو فقہ حنفی پر عامل نہ تھے لیکن جماعت کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیا سوال یہ ہے کیوں جماعت کو یہ نہ کہا کہ تم میری وحی کی پیروی کرو جس طرح نبیوں کا قاعدہ ہے کہ اپنی وحی پر لوگوں کو چلنے کا حکم دیتے ہیں نہ کہ قیاسات مجتہدین، یا انسان کی بنائی ہوئی فقہ، پر۔ مگر اپنی وحی پر چلنے کا حکم آپ کس طرح دے سکتے تھے جب تمام الہامات میں سوائے ... تبشیر کے جو لم یبق من النبوت ا لاا لمبشرات کے مطابق اولیائے امت کے الہامات میں ہوتی ہے اور کچھ بھی پایا نہیں جاتا۔ نہ کوئی شریعت کا مسئلہ ہے اور نہ کچھ اور ۔ غرض منقولہ بالا عبارات صاف طور پر اس امر پر دال ہیں کہ حضرت مسیح موعود حنفی المذہب تھے ورنہ آپ کبھی جماعت کو فقہ حنفی پر عمل کرنے کی نصیحت نہ فرماتے اور امام ابوحنیفہ سے اپنی روحانی مناسبت نہ جتاتے ۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب بھی یہی فرما گئے ہیں۔ اصحاب قادیان کو اگر اس پر اعتراض ہے، اگر اس سے ان کی مزعومہ نبوت میں خلل واقعہ ہوتا ہے تو یہ ہمارا قصور نہیں حضرت مسیح موعود سے جا کر سوال کریں جنھوں نے ایسے لفظ لکھے یہاں تک کہ قیاسات مجتہدین کو اپنے لئے واجب العمل ٹھہرایا اور حضرت مولانا نورالدین صاحب سے دریافت کریں جنھوں نے آپ کو حنفی المذہب قرار دیا۔ خاکسار دوست محمد۔

(پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۲۳ء ص ۳،۴)

نیز یہ تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مسیح موعود حنفی المذہب تھے: قاضی اکمل صاحب کے ایک سوال کا جواب

اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۷ جنوری صفحہ ۵ کالم اول میں حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تقریر میں لکھا ہے کہ:

مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں حنفی المذ ہب ہوں۔ قادیان والوں نے کبھی غور کیا ہوتا کہ نبی اور حنفی یہ کس قسم کی نبوت ہے کہ امام ابوحنیفہ کی پیروی کرتے ہیں۔

اس پر جناب قاضی اکمل صاحب ۱۸۔جنوری کے الفضل میں لکھتے ہیں کہ حضرت صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ میں حنفی المذ ہب ہوں۔

الجواب: افسوس ہے کہ قاضی اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ) اکمل ہوکر ایسا لغواور بے ہودہ سوال! ضداور بغض انسان کواندھا کر دیتا ہے۔

ناظرین! بار ہا آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ ہر ایک مصنف محرر مقرر جب اپنی تقریر یا تحریر میں کسی دوسرے کی تقریر یا تحریر کا حوالہ دیتا ہے، تو کبھی لفظاً نقل کرتا اور کبھی معناً۔ یعنی کبھی دوسرے کی تقریر یا تحریر کا مفہوم اپنے الفاظ میں لے آتا ہے جیسا کہ بعض احادیث کی روایت بالمعنی کی گئی ہے ان کے اصل مفہوم کو مدنظر قال قال رسول اللہ ﷺ ہی کہہ کر روایتاً کی ہے دیکھو کتب احادیث کواور خود حضرت صاحب کی بھی یہی عادت تھی ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں،

عاجز کی ..ترجمہ کی نیت سے نہیں بلکہ تفسیر کی نیت سے معنی کیا کرتا ہے۔

(الحق مباحثہ لدھیانہ۔ص ۱۱۹طبع ثانی)

اور آپ کی پسندیدہ تحریف القرآن تفسیر حیدر آبادی اور خود آپ کی کئی تحریرات میں ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ پس اگر حضرت امیر (مولوی محمد علی لاہوری) نے اسی اصول قدیم اور قاعدہ عام کے مطابق حضرت صاحب کی مفصل تحریرات کا مفہوم اپنے الفاظ میں کہہ دیا تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہ تھی۔ علی الخصوص ستر سالہ واقعات چشم دید بھی اس کے مصدق ہیں یعنی حضرت صاحب کا عمل درآمد حنفی مذہب کے مطابق رہا ہے۔

اب مں حضرت صاحب کی وہ تحریرات درج کرتا ہوں جس کا خلاصہ مطلب حضرت امیر نے اپنے الفاظ میں لکھ دیا ہے لیکن اس سے پہلے قرآن وحدیث سے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالنا ضروری ہے

ازروئے قرآن مجید حضرت مسیح موعود کے حنفی المذہب ہونے کا ثبوت

اللہ تعالی فرماتا ہے

هو الذى بعث فى ا لا ميين رسو لا منهم يتلوا عليهم آ يا ته و يز كيهم و يعلمهم ا لكتا ب و الحكمة و ان كا نوا من قبل لفى ضلال مبين ۔ وآ خر ين

منهم لمّا يلحقوا بهم و هو العزيز الحكيم (الجمعه : ۲۔۳)۔

خلاصہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ محمد رسول اللہ جس طرح اہل مکہ کے لئے مطہر مزکی رسول ہیں ویسے ہی ان لوگوں کے لئے بھی رسول ہیں جو مسلمان ہو کر امور دین میں امیین کی تقلید کریں گے۔ آخرین سے اول مراد مسیح موعود اور پھر آپ کی خاص جماعت ہے جو قلیل من الآخرین کے مصداق ہے۔ کتب فقہ میں لاحق اسی کو کہتے ہیں جو بعد کو آ کر شامل ہو اور اپنے سے پہلے کا مقلد ہو لفظ یلحقوا اس آخرین کے لئے پہلوں کی تقلید کا حکم یا اشارہ ہے۔ خلاصہ مطلب یہ کہ مسیح موعود جو آخرین اور لاحقین میں سے ہے اس لئے ان پر اولین کی تقلید لازم ہے اگر حضرت صاحب کو غیر مقلد یقین کیا جائے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت صاحب اس پیش گوئی کے مصداق نہیں۔

احادیث سے مسیح موعود کے حنفی المذہب ہونے کا ثبوت

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔

اور اسی حدیث کے متصل دوسری روایت بطور تفسیر کے اس کے ساتھ یوں لکھی ہے

فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذا الامت۔ رواہ مسلم۔ دیکھو مشکوۃ باب نزول عیسی

ان ہر دو روایات سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو نماز میں حنفیوں کی تقلید کرنی پڑے گی ان آیات اور احادیث کے مطابق حضرت مرزا صاحب باوجود مجدد وقت ہونے کے ہمیشہ مقتدی ہی رہے شاذو نادر ہی کبھی امام بنے ہوں وہ بھی مجبوری سے کہ اس وقت کوئی دوسرا آدمی لائق امامت نماز نہ ملا۔ اور جماعت نماز کے فوت ہو جانے کے خوف سے امام بن گئے۔

الغرض اللہ نے خود ہی مسیح موعود کو اولین سے ملحق ہونے والا اور سب سے آخر کھڑا ہونے والا قرار دیا ہے۔

اور پھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی مسیح موعود کو دوسروں کا مقلد قرار دے دیا ہے تو اس کے بعد قاضی اکمل صاحب کا یہ سوال کہ مسیح موعود کے مقلد ہونے کا ثبوت دو اگر محض بے ہودہ نہیں ہے تو اور کیا ہے کیونکہ جس امر کی نسبت ہم سے سوال کرتے ہیں خود اس کو آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا اپنے حنفی ہونے کا اعلان

میں تمام مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی

نہیں ۔جس طرح سارے اہل اسلام احکام بینہ قرآن کریم واحادیث صحیحہ و قیاسات مسلمہ مجتہدین کوواجب العمل سمجھتے ہیں اسی طرح میں بھی جانتا ہوں (الحق مباحثہ لدھیانہ ص ۸۰)

آپ قاضی ہیں اور یہ آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہاں آئمہ مجتہدین سے مراد آئمہ حنفیہ ہی ہیں کیونکہ دوسرے آئمہ شافعی مالکی وحنبلی تو یہ کہتے ہیں

النّصوص علی ظواهر العدول عنها الی معان باطن الحاد

..قاضی صاحب آپ کوئی نظیر ایسی پیش کر سکتے ہیں کہ کوئی نبی ایسے امتیوں کا مقلد ہوا ہو جن کی نسبت نبی کریم ﷺ کا یہ فتویٰ ہو المجتهد يخطى و يصيب۔ پھر ذرا یہ بتادیں کہ احکام بینہ قرآن وکتب احادیث وفتاویٰ عالمگیری اور قاضی وغیرہ تو پہلے ہی سے موجود تھے اور تمام مسلمان ان پر عمل درآمد کرتے رہے ہیں جن کے ساتھ خود احمد نبی اللہ بھی اپنا ہم عقیدہ ہونے پر لدھیانہ کے حنفی مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں پھر ایسے نبی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر آپ صدق دل سے حضرت مرزا صاحب کو مطابق دلائل مندرجہ انوار خلافت اسمه احمد کا حقیقی مصداق اور اصلی نبی مانتے ہیں تو اس سوال کا جواب دیں۔ اگر محض کسی ذاتی غرض کے لئے احمدیت کو خیر باد کہہ چکے ہیں، تو خیر۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت مسیح موعود امام ابوحنیفہ کو امام ربانی اور فہم قرآن میں لاثانی یقین کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ربانی امام ہے اور فہم قرآن میں لاثانی ہے امام شافعی امام مالک احمد بن حنبل حضرت امام ابوحنیفہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے امام ابوحنیفہ امام اعظم ہے۔مختصرا دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۰ ۔ رسالہ الحق وغیرہ۔ کیا جسے امام ربانی مانا جاوے اس کی تقلید فرض نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود کے لئے امام ابوحنیفہ کی تقلید فرض ہے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے خود فرمایا ہے جہاں ایسا اختلاف ہو اور صریحی احادیث صحیحہ سے ترجیح نہ ہو سکے تو فقہ حنفی پر عمل کرنا چاہیے۔ یہ جناب الہی کو پسند بات ہے۔

اس پر مولانا مولوی نورالدین صاحب یوں شہادت دیتے ہیں۔

یہ بات میں نے اپنے کان سے سنی اور حضرت اقدس کو دیکھا ہے۔نورالدین۔

دیکھو کتاب حقیقت نماز مولفہ شیخ یعقوب علی صاحب۔

پھر فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کا فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض قرآن وسنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنی درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو

اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں۔ مسیح موعود دیکھو رسالہ عقاید احمدیہ مولفہ قاضی اکمل مطبوعہ دسمبر ۱۹۱۰ء

قاضی صاحب مسیح موعود نے جو فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کی تقلید جناب الٰہی کو پسند ہے کیا یہ اوروں کے لئے فرمایا وہ خود امام اعظم کے مقلد نہ تھے۔ اور یہ جو فرمایا کہ ہماری جماعت پر امام ابوحنیفہ کی تقلید فرض ہے، کیا وہ خود اپنے آپ پر امام ابوحنیفہ کی تقلید فرض نہ سمجھتے تھے۔ اور لدھیانہ کے جلسہ عام میں جو فرمایا کہ میں قیاسات آئمہ مجتہدین حنفیہ کو دیگر حنفیوں کی طرح واجب العمل جانتا ہوں کیا وہ غلط تھا کہدو کہ وہ قول ۱۹۰۲ء سے پہلے کا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ آپ کا رسالہ عقائد احمدیہ وغیرہ تحریرات اور عمل درآمد ۱۹۰۲ء سے بعد کا بھی یہی ہے آپ نے بتوصرف امام ابوحنیفہ کی تقلید کا مطالبہ کیا ہے اور حضرت صاحب نے تمام آئمہ حنفیہ کی فرداً فرداً تقلید کو فرض قرار دیا ہے۔

کیا لدھیانہ والے اعلان کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ میں حنفی المذہب ہوں یا کہ کچھ اور ہے۔ اگر کچھ ہے تو بیان فرمائیے۔

محمد یمین احمدی از مقام داتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ۔ (پیغام صلح لاہور ۴ مارچ ۱۹۲۳ء ص ۳،۴)

کیا مسیح ابن مریم سلسلہ موسیٰ کے خلیفہ ہیں

مولانا ابوسعید محمد شریف قریشیؒ ٹاہلیانوالوای جہلمی لکھتے ہیں:

قادیانی ہوں یا لاہوری مرزائی، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مثیل مسیح تسلیم کرتے ہیں، اور آیت استخلاف سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسیٰؑ کے سلسلہ کے خلیفہ ہیں، آنے والا مسیح بھی بوجہ کمال مشابہت بعیسی ابن مریم محمدی سلسلہ کا خلیفہ ہوگا۔ نزول ابن مریم کا بھی یہی مطلب ہے۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آیا مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی واقعی مثیل مسیح ناصری ہیں اور مسیح ناصری (یہ اصطلاح مرزائیہ ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) واقعی حضرت موسیٰؑ کے امتیوں سے ہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد کا خیال ہے۔ پھر جو اوصاف مسیح ابن مریم میں تھے وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں بعینہ موجود ہیں جن سے مماثلت

مسیح کا دعوی صحیح ہو سکے۔

اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو سلسلہ موسوی کا خلیفہ کہنا علم شریعت (قرآن و حدیث) سے بے خبری ہی نہیں بلکہ مبنی بر تعصب اور انکار صریح ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ کی طرح صاحب کتاب و شریعت ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی مثل صاحب زبور حضرت داؤدؑ، صاحب کتاب (انجیل مقدس) و شرع اور مستقل رسول ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ۔

مماثلت مسیح کے لئے بھی ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں اصل مسیح (ابن مریم) کے نشانات کا نقشہ اور مدعی مماثلت مسیح کا نقشہ بھی سامنے ہے۔ ناظرین اندازہ لگالیں کہ اصیل کے نشان مثیل میں موجود ہیں؟ اگر نہیں تو مماثلت کیسی؟

اصلی مسیح: عیسیٰ ابن مریم کے اوصاف

❊ آپ بلا باپ پیدا ہوئے۔ ❊ گہوارہ میں کلام کیا۔ ❊ مخالفین کے فریب سے قطعی طور پر بچا لئے گئے۔ ❊ چونکہ آپ حضرت موسیٰؑ کے امتی نہیں اسلئے موسوی خلیفہ بھی نہیں ہو سکتے بلکہ توریت کی طرح انجیل اور مستقل شریعت کے مالک تھے۔ ❊ نہ ہی آپ نے کوئی جھوٹ بولا اور افتراء کیا

اور آپ کا آسمان پر جانا،

اور آسمان سے نازل ہو کر اس دنیا میں باقی عمر گذارنا،

اور حسب بشارت نبی ﷺ بیت الروحاء سے احرام باندھ کر امام مہدی کے ساتھ حج کرنا وغیرہ یقینی امور ہیں،

جو ضرور حسب اطلاع مخبر صادق پورے ہو کر رہیں گے

مثیل مسیح (غلام احمد ابن غلام مرتضی) کے نشانات

❊ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے اشد ترین مخالفین کی زندگی میں حسب دعا و اطلاع خود کاذب ہو کر مرے۔

❊ نہ مرزا جی کو تشریعی الہام اور ملکہ عصمت سے سرفراز کیا گیا (مرزا قادیانی، کرامات الصادقین۔ صفحہ ۵ پر تسلیم کرتے ہیں کہ میں تو کجا کوئی انسان بھی نبیوں کی طرح معصوم ہونے کا دعوی

نہیں کرسکتا۔ اور ست بچن صفحہ ۱۶ پر بھی یہی لکھتے ہیں۔ محمد شریف)،

- نہ آپ کو کوئی آسمانی کتاب اور مستقل شریعت بخشی گئی۔
- آپ افتراء کرنے جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے میں یکتائے روزگار تھے۔
- تحریف میں بھی کوئی بشر آپ کا ہم پلہ نہ تھا۔
- اور مرزا صاحب قادیانی باوجود استطاعت حج سے محروم رہے۔

ہم علی وجہ البصیرت ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ کوئی مرزائی حضرت عیسی ابن مریم کو سلسلہ موسوی کا خلیفہ ثابت نہیں کرسکتا نہ مرزا صاحب قادیانی کو مثیل مسیح اور راست باز انسان ثابت کرسکتا ہے۔

مرزائیو! جب تک تم مرزائے قادیانی کی عصمت نہ ثابت کرلو اس پر اتری ہوئی کتاب نہ دکھالو، اس پر تشریعی الہام کا نزول نہ ثابت کرلو، یاد رکھو کوئی سچا اور باخبر مسلمان آپ کا دعوی ماننے کو تیار نہیں ۔ چہ جائے کہ مرزائے آنجہانی کو مسیح موعود اور مثیل مسیح سمجھ لے۔

سوچ لو اور خوب غور کرو۔ کوئی آدمی دعوی کرنے سے مثیل مسیح اور سچا قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ اس میں سچائی اور مماثلت کی شروط نہ پائی جائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۸۔ اپریل ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۲۵ ص ۲)

مباحثہ مرزائیاں میں اہل حدیث کی فتح

موضع راجوال ضلع گورداسپور پنجاب میں مرزائیوں کا مباحثہ ہوا اہل حدیث کی طرف سے حافظ گوہر دین صاحب مناظر تھے۔ بعد مباحثہ سردار شیر سنگھ ذیلدار نے حافظ صاحب کے حق میں فیصلہ سنایا۔ الحمدللہ۔ راقم: حکیم ابراہیم امام مسجد سراوالی ضلع گورداسپور (اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ اپریل ۱۹۲۴ء ص ۹)

خلیفہ قادیان کا غضب فرقہ بہائیہ پر

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

جس طرح پنجاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی نبوت ہیں، ایران

میں شیخ بہاء اللہ ہوئے ہیں۔ ان کا فرقہ بہائیہ کے نام سے موسوم ہے۔ جب سے امت مرزائیہ کے چند افراد بہائی ہو گئے ہیں، قادیانی خلیفہ کو سخت پریشانی دامن گیر ہے، اسی پریشانی میں جو کچھ دل میں آتا ہے کہہ جاتا ہے۔

اخبار الفضل، راوی ہے کہ خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد پسر مرزا آنجہانی) نے اپنے خطبہ میں، فتنہ بہائیہ، ذکر کرتے ہوئے کہا:

> میں سمجھتا ہوں اس فتنہ (بہائیہ) کے پیدا ہونے کی غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس مذہب کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے۔ آج تک جو قوم ہمارے مقابلہ میں آئی اس کو خدا نے تباہ کیا اب اس کو خدا نے لا کھڑا کیا ہے۔
>
> (الفضل قادیان ۱۱ مارچ ۱۹۲۴ء ص ۵)

شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ بہائیوں کے فنا کرنے میں تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں، اور سچ تو یہ ہے جو خدا کو پسند ہے کہ چونکہ آپ بھی ان سے کم نہیں اسلئے آپ کے فنا کرنے میں ہم ان کے بھی ساتھ ہونے کو تیار ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اسلام میں سے کل فتنے مٹ جائیں۔ آپ سچے ہیں تو آمین کہیں۔

مگر آپ سے اور آپ کی جماعت سے عموماً ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کون سی قوم آپ کے سامنے آئی جو مٹ گئی۔

غیر مسلموں میں سب سے اول آپ کے مخاطب عیسائی ہیں جن کو آپ نے خنازیر نام رکھا اور ان کا قتل کرنا اپنا فرض منصبی قرار دیا۔ کیا وہ مٹ گئے؟

ضرور مٹ گئے۔ اس کا ثبوت ہندوستان کی مردم شماری اور دنیا کی مردم شماری دے رہی ہے۔ مزید ثبوت عیسائیوں کا اخبار نور افشاں دے گا۔

دوسری قوم آپ کی خطاب یافتہ ہندو بالخصوص آریہ ہیں۔ یہ تو یقیناً سارے مٹ گئے۔ اس کا ثبوت خود فتنہ ارتداد کے حلقہ سے ملے گا۔ مزید آریہ گزٹ اور پرکاش وغیرہ دیں گے۔

مسلمانوں میں سب سے اول مخاطب آپ کا فرقہ اہل حدیث ہے۔

سب سے پہلے شیخ الکل سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ نے آپ کا دہلی میں مقابلہ کیا۔

بعد ازاں ان کے شاگرد رشید مولانا محمد بشیر صاحب مرحوم نے آپ کے بڑے میاں کو دہلی سے بھگایا۔ بعد ازاں مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے آپ کا تعاقب کیا ۔مولانا محمد اسماعیل علی گڈھیؒ نے کتاب لکھی۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ نے بھی اپنا فرض پورا ادا کیا۔ سب سے زیادہ آپ کے ناوک کا زخمی یہ خاکسار اڈیٹر اہل حدیث ہے جس نے بانی فرقہ احمدیہ کا مرقد مبارک تک نہ چھوڑا۔ جس کے ساتھ آخر کار وہ بیوفائی کر کے چل بسے۔

کیا فرقہ اہل حدیث اس جرم میں مٹ گیا، یقیناً: ہر کہ شک آرد کافر گردد

اسی طرح علماء حنفیہ نے بھی آپ کا تعاقب کیا۔ حیدرآباد، مونگیر، گولڑہ وغیرہ مقامات سے بکثرت تردیدات نکلیں۔

سالانہ جلسہ میں بھی دیوبند سے ایک جماعت زیارت مرقد کو قادیان پہنچتی ہے۔ کیا یہ سب مٹ گئے؟

ان سب کے بعد شیعہ کا نمبر ہے جن کو مرزا صاحب آنجہانی نے اعجاز احمدی میں پانی پی پی کے کوسا ہے۔ کیا وہ مٹ گئے؟

ہاں صاحب! سب مٹ گئے۔ درحقیقت یہ لوگ خواب میں بول رہے ہیں ورنہ دراصل سب مٹے پڑے ہیں۔

حقیقت میں بیٹے (مرزا محمود احمد) کی یہ بڑھ بھی باپ (غلام احمد) کی طرح کی ہے جو (مرزا آنجہانی) اپنی زندگی میں مارا کرتے تھے۔ بڑے میاں کا قول تھا:

جتنے مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلہ میں آئے خدا نے سب کو ہلاک کر دیا

(قول مرزا غلام احمد در اخبار بدر قادیان ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء)

حالانکہ ساری عمر میں صرف ایک مولوی عبدالحق غزنویؒ سے بمقام امرتسر جون ۱۸۹۳ء کو آپ کا مباہلہ ہوا تھا جو قادیانی کی وفات سے کئی سال بعد فوت ہوا۔

ارکان مرزائیہ! الیس منکم رجل رشید۔ کیا تم میں کوئی صاحب بھی اتنی عقل کا مالک نہیں جو ان دیوانوں کی بڑوں کو سمجھ سکے؟ بحالیکہ تم میں عالم ہیں، حکیم ہیں، ڈاکٹر ہیں، بڑے تجربہ کار ہیں، پھر بھی یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ کون سی قوم مرزا صاحب کے مقابلہ میں آکر تباہ ہوگئی۔ سچ ہے

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۲۷ ص ۱۔۲)

قادیان کی تاریخ میں نیا باب

جناب نجم الحسن صاحب بی اے فتح پوری لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ قادیان میں کچھ حضرات پیدا ہوئے ہیں جو کہتے ہیں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دلائل سے شیخ بہاء اللہ کی مہدویت اور نبوت خوب ثابت ہوتی ہے اور یہ کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کا لٹریچر بہائی لٹریچر کا چربہ ہے۔

مدت ہوئی جب کہ مجھے حکیم مرزا محمود ایرانی بہائی سے ملنے کا موقع ملا تھا۔ برسبیل تذکرہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں نے ۱۹۰۴ء میں بمقام لاہور جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو حضرت بہاء اللہ کے دعاوی پیش کرتے ہوئے مذاکرہ مذہبی کے لئے مدعو کیا، لیکن جناب مرزا صاحب قادیانی نے جرأت نہ فرمائی۔ بہت سے احمدی میرے پاس آتے تھے اور میری باتیں سن کر متعجب ہو کر واپس جاتے تھے۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی کی اصلیت کہاں تک ہے، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اس سال قادیان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ جناب مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی کا وہ خط جو نکاح والی پیش گوئی سے متعلق ہے جو آپ کے معزز اخبار (مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۴ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ قادیانی لٹریچر کو متزلزل کرنے والا ہے۔

دوسرا اہم واقعہ قادیان میں ایک جماعت کا پیدا ہونا ہے جو تمام احمدی علم کلام میں ایک عجیب انقلابی تحریک کا موجب ہو کر رہے گی۔ واقعی اہل حدیث امرتسر میں آپ نے خوب لکھا کہ اگر دروازہ نبوت کھلا ہے تو شیخ بہاء اللہ زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو قبول کیا جائے۔ اب تو قادیانی مبلغین کو پہلے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے آخر

کیا وجہ کہ احمدی حضرات جناب بہاء اللہ کے دعاوی پر ایمان نہ لائیں جس حالت میں یہ ثابت ہو جائے کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دلائل واقعی ایسے ہیں جن سے جناب بہاء اللہ کے دعاوی ثابت ہوتے ہیں۔

مولوی محی الدین بی اے قصوری ناظم جمعیت دعوت وتبلیغ پونہ نے بھی اپنی کتاب روداد عمل میں یہی رائے ظاہر کی ہے کہ احمدی تحریک دراصل بابی تحریک کے تاثر کا نتیجہ ہے۔ اب اگر خود احمدی جماعت کے افراد نے اس پر مہر تصدیق کر دی ہے تو اس میں شک نہیں کہ دنیا کے لئے ایک بڑا کام ہو جائے گا۔ ان احمدی صاحبان کو چاہیے کہ وہ اپنے خیالات تفصیل سے شائع کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۲۷ ص ۲)

طاعون اور مرزائی

موضع خانیوالہ ومیاں والہ ضلع سیالکوٹ میں میں تبلیغ کو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں ۱۲۔۱۳ مرزائی شکار طاعون ہوئے حتی کہ ان کا مولوی (افسر علی) بھی ساتھ رخصت ہوا۔

عبدالقادر مبلغ مظفر گڑھی۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مئی ۱۹۲۴ء ص ۹)

دال شوربے پر لڑائی

ہنگامہ رات دن ہے بپا کوئے یار میں
ایسی بھی فتنہ خیز کوئی سر زمین نہیں

الفضل قادیان انجمن اسلامیہ قادیان کے جلسہ کی کیفیت بتاتا ہوا لکھتا ہے

معلوم ہوا کہ مولوی صاحبان اور ان کے ساتھیوں کی اس بات پر اچھی جھڑپ ہوئی تھی کہ ایک فریق کہتا تھا کہ فلاں کو شوربا وغیرہ دیا جاتا ہے اور ہمیں پتلی دال۔ (الفضل ۲۵۔۲۹۔اپریل ۱۹۲۴ء ص ۱۶)

مدیر اہل حدیث امرتسر بتاتے ہیں کہ انجمن اسلامیہ کے جلسہ میں تو یہ نزاع سنی نہیں، البتہ احمدیہ لنگر میں اس قسم کی نزاعات ہوتی ہیں اور ہوتی تھیں جن سے تنگ آکر جناب مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی اپنے مریدوں کے حق میں سخت ریمارک

فرمایا تھا۔ چنانچہ ارشاد مرزا قادیانی ہے:

میں انہیں (مریدین کو) سفلہ اور خود غرض اسقدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ (اشتہار ملحقہ رسالہ شہادۃ القرآن از مرزا قادیانی)

احمدی دوستو! جوتیوں میں دال بٹنے کا نظارہ دیکھا نا؟ جس تمہاری بدکرداری سے اعلی حضرت آنجہانی (مرزا قادیانی) کے دل پر بھی صدمہ ہوتا تھا اور اب بھی ہوتا ہوگا، اسی کا عکس تم نے جلسہ اسلامیہ میں سمجھ لیا۔ آہ!

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم ان کو بتا دیں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۴ شوال ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۲۸ ص ۹)

ماموروں کی چار یاری

(سید محمد جونپوری، سید علی محمد باب، شیخ بہاء اللہ اور مرزا قادیانی)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے قادیان میں تاریخ کا نیا باب مفتوح ہوا ہے، یعنی بابی بہائی مذہب کا وہاں ظہور ہوا ہے، قادیانی اخباروں میں خواہ مخواہ بہائی مذہب کا ذکر آتا ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ، اخبار اہل حدیث امرتسر، بھی ان کے تعاقب میں اس مذہب کے متعلق کچھ لکھے۔

اسی ضمن میں خیال آیا کہ شیخ بہاء اللہ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر سبقت کا اگر فضل ہے، تو ان سے پہلے سید محمد جون پوری کو بھی فضل حاصل ہے۔ الفضل للمتقدم۔ اس لئے ضروری ہے کہ سید محمد جون پوری کا ذکر بھی ان اصحاب

میں کیا جائے۔ چنانچہ آج کا مضمون اسی عنوان سے لکھا گیا ہے۔

سید محمد جون پوری

ہندوستان کے شہر جون پور میں ۸۴۷ھ میں سید محمد جونپوری پیدا ہوئے۔

آپ کے مریدین کہتے ہیں کہ آپ کے والد کا نام سید عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا جو حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا، مگر مخالفین اس کی تردید کرتے ہیں اور تاریخی دلائل زبردست دیتے ہیں جن کے بیان کا یہ محل نہیں۔

سید محمد صاحب جون پوری نے بعد بلوغت اپنی روش صوفیانہ زاہدانہ اختیار کی۔ سفر حج کو گئے۔ خراسان وغیرہ کا سفر کیا۔ اسی سفر میں مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ اس دعوی کی کافی تبلیغ فرمائی۔

جہاں تک ہم نے انکے سوانح زندگی پڑھے ہیں، ان میں مریدانہ جو مبالغے ہیں ان کو چھوڑ کر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب ایک زاہد خدا پرست بزرگ تھے۔

دعوی مہدویت موعودہ کی بابت ہمارا عقیدہ ہے کہ صحیح نہیں، لیکن ان کی زندگی بے شک زاہدانہ تھی۔ صحیح معنی میں عبداللہ تھے۔ رحمہ اللہ۔

خیر جون پوری بزرگ نے، بقول ان کے مریدین کے، دعوی مہدویت موعودہ کیا۔ چنانچہ ان کے مریدوں کا حلقہ دور دراز تک وسیع ہوا۔ باوجود چارسو برس گذرنے کے آج بھی دکن اور میسور میں اس فرقہ کی تعداد بہت کافی ہے جس کا نام ہے فرقہ مہدویہ۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ میرے ایام اقامت حیدرآباد دکن میں اس فرقہ کے علماء سے میری ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ بہت سلجھی ہوئی طبیعت، تیز کلامی سے مجتنب پائے گئے۔ میں نے ان سے کئی ایک کتابیں لیں اور زبانی عقاید بھی دریافت کئے۔ سب سے بڑا مسئلہ تکفیر منکر تھا جس نے مجھے اس فرقہ کی نسبت محو حیرت کیا۔ میں نے پوچھا کہ جو لوگ سید محمد صاحب جون پوری کو مہدی موعود نہیں جانتے، آپ ان کی نسبت کیا خیال رکھتے ہیں؟ ان علماء نے بڑی صفائی سے فرمایا:

ہمارا خیال وہی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے

من انکر المھدی فقد کفر۔ (جو کوئی مہدی کا انکار کرے گا، وہ کافر ہو گا)

انہوں نے کہا چونکہ سید محمد صاحب ہمارے نزدیک یقیناً مہدی تھے اس لئے ان کے منکرین پر یہ فتویٰ ہے۔

میں نے اس حدیث کا ثبوت طلب کیا تو مجھے کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیا گیا جو خود ان کے پاس بھی موجود نہ تھی۔

بعد تسلیم میں نے کہا، کیا یہ ممکن نہیں کہ اس حدیث کے معنی یہ ہوں کہ جو کوئی سرے سے عہدہء مہدی موعود کا منکر ہو وہ ایسا ہے۔ نہ کسی مدعی کی شخصیت کا منکر؟

مثلاً ہم اہل حدیث بلکہ دیگر فرقہ ہائے بھی جو عہدہ مہدی کے قائل ہیں مگر سید محمد صاحب کی شخصی مہدویت کے منکر ہیں وہ بھی اس لئے کہ حدیث میں جو علامات آئی ہیں وہ ہمارے نزدیک ان میں پائی نہیں جاتیں، تو کیا ہم بھی کافر ہوں گے؟ اسکا جواب مجھے نہیں ملا۔

اس کے علاوہ فرقہ مہدویہ کی کتابوں میں، میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ سید محمد صاحب جون پوری کو مثل محمد (ﷺ) جانتے ہیں۔

میرا مقصود چونکہ اس مضمون میں محض تاریخی واقعات سنانا ہے، اس لئے میں اس میں کسی کے خیال کی تائید یا تردید نہیں کروں گا۔

محمد علی باب

دوسرے مہدی صاحب جناب سید علی محمد صاحب الملقب بہ باب ہوئے ہیں جو ملک ایران کے شہر شیراز میں ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ آج (۱۹۲۴ء میں) آپ کی ولادت کو پوری صدی گذر چکی ہے۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ میں باب (دروازہ) ہوں اس موعود کے لئے جسکا نام من یظھرہ اللہ ہے۔ یعنی خدا کا ظاہر کردہ۔

ایران میں چونکہ شیعہ حکومت ہے، اس لئے وہاں مہدی کا دعویٰ کرنا غالباً دعویٰ نبوت سے بڑھ کر قبیح ہوگا۔ لہذا حکومت کی طرف سے باب اور بابیوں پر بہت سختی کی گئی۔ لیکن وہ اپنی ہٹ سے نہ ہٹے۔ بابیوں کی تکالیف اور استقلال کی تاریخ انسانی

برداشت کا ایک نمونہ ہے۔

باب کہتا تھا کہ میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا وقت تم کو اس وقت ملے گا جب وہ (من یظھرہ اللہ) موعود شخص ظاہر ہوگا۔ چنانچہ باب فوت ہو گئے اور شیخ بہاء اللہ نے ۱۲۶۰ھ میں موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ شیخ بہاء اللہ کا دعوی باب کے دعوی سے بہت زوردار تھا۔

پنجابی مدعی

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دونوں عہدوں کا چارج قبول کیا۔ یعنی مہدی مسعود اور مسیح موعود۔ بلکہ ساتھ ہی ان کے ہندوؤں کے بزرگ کرشن کا چارج بھی لے لیا۔ اس مضمون میں ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ شیخ بہاء اللہ کے ادعاء اور مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی کی شکل باہمی مشابہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی ہے کہ میری بابت کل انبیاء نے خبر دی ہے، تورات میں، زبور میں، انجیل میں۔

بعینہ یہی دعوی شیخ بہاء اللہ نے کیا تھا بلکہ کہا کہ آیت قرآنی

اذا خذ اللہ میثاق النبیین لما ءاتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ .. الخ

جس میں ذکر ہے کہ ہر نبی سے اللہ نے وعدہ لیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا، اس آیت میں میری طرف اشارہ ہے۔ (بہاء اللہ کی تعلیمات۔ص۴۳)

مرزا غلام احمد نے دعوی کیا کہ میرا تخت سب تختوں سے اونچا بچھایا گیا۔

شیخ بہاء اللہ نے لکھا ہے:

ھذا یوم لو ادرکہ محمد رسول اللہ لقال قد عرفناک یا مقصود المرسلین۔ (الواح مبارکہ۔ص۹۴)

یعنی یہ میرا زمانہ اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پاتے، تو مجھے مخاطب کر کے فرماتے:

اے مقصود المرسلین ہم نے آپ کو پہچان لیا۔

مرزا غلام احمد صاحب کا دعوی تھا کہ میرا نام محمد ہے، میرا نام احمد ہے۔

چنانچہ ایک شعر میں (تریاق القلوب۔ص۳) آپ نے کئی ایک نام اپنے جمع کئے ہیں جو یہ ہیں
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

یہ دعویٰ بھی شیخ بہاء اللہ سے لیا ہے۔ وہ بھی اپنے الہاموں میں خدا کی طرف سے محمد اور احمد کے ساتھ خطاب بتاتے ہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

يا محمد بشر نی نفسك بمانزل عليك كتاب قدس كريم (الواح مبارکہ۔ص ۳۰۱) (یعنی اے محمد (بہاء اللہ) تو اس کتاب کے ساتھ جو تیرے پر (بصورت کتاب اقدس) اتری ہے اپنے دل میں خوشی حاصل کر)

پھر لکھا ہے:

اے احمد از ابحر منموجہ ملتطمہ مستورہ خود را منع مکن۔ (الواح مبارکہ۔ص ۳۱۶)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو سیاسی اصول اختیار کیا وہ بھی شیخ بہاء اللہ سے سیکھا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے بارہا مریدوں کو حکم دیا ہے کہ انگریزی حکومت کی دل سے اطاعت اور وفاداری کرو (یہ الگ بات ہے کہ خود یہ تعلیم دل سے دیتے تھے یا نہیں) چنانچہ ضرورۃ الامام میں لکھتے ہیں:

میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔ (ص۲۳)

مرزا صاحب قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو حکم ہے

اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولی الامر منكم (اے مسلمانو! تم اللہ کی اور رسول کی تابعداری کرو اور اپنے میں سے حکومت والوں کی اطاعت کرو)۔

جناب مرزا صاحب قادیانی اپنے مریدوں کو کہتے ہیں کہ انگریزوں کی حکومت کو (اولی الامر منکم) جان کر اطاعت کرو۔

شیخ بہاء اللہ نے قرانی آیت میں تصرف نہیں کیا بلکہ صوفیانہ فلسفہ سے مدلل یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

نفوسے کہ لوجہ اللہ بر خدمت امر قیام نمائند ایشاں ملہمند بالہامات غیبی الٰہی ۔ برکل اطاعت لازم۔ (الواح مبارکہ۔ص ۱۲۲)

یعنی حاکمان وقت جو انتظام رعیت کرتے ہیں وہ الہام الٰہی سے کرتے ہیں سب لوگوں کو ان کی اطاعت کرنی لازم ہے۔

اس کے علاوہ اسلوب عربیت میں بھی مرزا صاحب قادیانی، شیخ بہاء اللہ کے متبع ہیں۔ جو صاحب دیکھنا چاہیں وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا حمامة البشری اور شیخ بہاء اللہ کی الواح مبارکہ وغیرہ مقابلہ میں رکھ کر دیکھیں تو یقین کر لیں گے کہ مرزا صاحب قادیانی کا اسلوب عربیت بعینہ شیخ بہاء اللہ کا ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ قادیانی اخبار الفضل نے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ بہاء اللہ کے الفاظ میں دعوی نبوت دکھاؤ۔ حوالجات مذکورہ دیکھ کر امید ہے انکی تسلی ہو جائیگی۔

ان کے علاوہ شیخ نے بعینہ وہی طرز مخاطبت الٰہی کا اختیار کیا ہے جو قرآن مجید میں ہے یعنی بصیغہ امر مخاطب (قل) الواح وغیرہ میں بکثرت شیخ کو خدائی لفظوں میں قل قل کے ساتھ خطاب ہے جیسے آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید میں قل کے ساتھ مخاطب کیا ہے۔

ہم نے جو لکھا ہے دراصل نمونہ ہے ورنہ دونوں صاحبوں کی تصنیفات دیکھنے سے ہم پنجابیوں کو ایک قسم کا غصہ اور رنج پیدا ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ (بقول مرزا قادیانی) آنحضرت ﷺ کے بعد صرف مرزا ہی پنجاب میں نبی ہوئے لیکن وہ بھی ایرانی نبی سے مستفیض، تو بتائیے ہمیں رنج نہ ہو تو کیا ہو جب کہ ہماری غیرت تقاضہ کرتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو بحیثیت ہندی بلکہ پنجابی ہونے کے فرد یگانہ بے نظیر دیکھیں

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث نوشنیدن ندہم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۱۱ شوال ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۲۹ ص ۱-۳)

ثناء اللہ سے چند مطالبات بزبان الفضل

جناب آغا حسن صاحب اکبر آباد سے لکھتے ہیں:

اخبار الفضل قادیان ۱۸۔ اپریل ۱۹۲۴ء میں بعنوان مولوی ثناء اللہ سے چند

مطالبات ، ایک مضمون نکلا ہے۔مولانا موصوف جو کچھ اس کا جواب دیں گے وہ بہتر جانتے ہیں، لیکن ایک جواب یہ خادم بھی ذیل میں درج کر کے اہل قادیان کیلئے غور اور عام ناظرین کے لئے واقفیت کا موقع پیش کرتا ہے۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مخاطب کر کے الفضل لکھتا ہے:

اس ضمن میں آپ نے لکھا ہے :

ایران میں ایک شخص شیخ بہاء اللہ پیدا ہوئے جن کا دعوی تھا کہ میں نبی ہوں، نبی بھی معمولی نہیں بلکہ نبوت محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کو منسوخ کرنے آیا ہوں ...

پھر یہ مطالبہ جناب مولوی (ثناءاللہ) صاحب موصوف سے کیا ہے:

کیا آپ مدعی کے اپنے الفاظ میں یہ دعوی دکھا سکتے ہیں کہ میں نبی ہوں۔

قادیانی اخبارات اور قادیانی مضامین نویس معلوم نہیں کیوں چالا کیوں سے کام لے کر دنیا کو فریب دے کر اور اپنی جماعت کو طفل تسلیوں سے خوش کرنا چاہتے ہیں۔کس قدر شرم اور غیرت کی بات ہے کہ جس امر کا مطالبہ جناب مولوی ثناء اللہ سے آج کیا جا رہا ہے، یہی بات خود اس اخبار الفضل میں بڑی تصریح کے ساتھ شائع کی ہے۔اور اس کے لکھنے والے جماعت قادیان کے ایک مسلّم فاضل اور النبوة فی القر آن کے مؤلف جناب محمد یوسف پشاوری ہیں جو ابھی تک جماعت قادیان میں شامل ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

بابی لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ کے بعد جو نبی آتا ہے وہ سیدنا محمد ﷺ کی اتباع سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کے مذہب کا ناسخ ہے اور اسلام کا منسوخ کرنے والا ہے اور قرآن کے احکام میں تغیر و تبدل کر کے ان کی بجائے کتاب اقدس کو پیش کرتے ہیں۔ (الفضل قادیان۔۸ فروری ۱۹۲۳ء)

اس عبارت کے الفضل میں ہوتے ہوئے اب جناب مولوی ثناء اللہ سے مطالبہ کرنا انصاف اور شرم کا خون کرنا ہے۔

تائید۔پھر امام جماعت احمد یہ قادیان تو آج کل بار بار الفضل میں اعلان کر رہے ہیں کہ بہاء اللہ شریعت قرآن کو منسوخ ٹھہراتا ہے۔الفضل وغیرہ ایسا فضول

مطالبہ مولوی ثناء اللہ سے کرنے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ اب ایک ایسا شخص جو کسی شریعت سابقہ کا منسوخ کرنے والا ہو، وہ تمہارے ہی بیان اور اصطلاح کے مطابق نبی ہونے کا مدعی ہوا یا نہیں۔ یہاں احمدیت کا سارا کورس بھول کر فیل کیوں ہو گئے۔

یہ کیا کرتے ہو باز آؤ۔ اگر کچھ بوئے ایمان ہے

اور اب میں وہی کہتا ہوں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے چشمہ معرفت صفحہ ۵۹ میں کہا ہے:

صاحبو! جو کچھ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اسکے سمجھنے کیلئے کچھ زیادہ عقل کی ضرورت نہیں بلکہ میں آپ ہی کی بات سے آپ کو ملزم کرتا ہوں۔

پھر جس طرح الفضل کا مطالبہ کرنا کہ

کیا آپ (ثناء اللہ) مدعی کے اپنے الفاظ میں دکھا سکتے ہیں کہ میں نبی ہوں،

اسی طرح الفضل سے مطالبہ کرنا بجا ہے کہ کیا آپ مدعی (بہاء اللہ) کے اپنے الفاظ میں دکھا سکتے ہیں کہ میں ناسخ شریعت محمدیہ ہوں۔ اگر نہیں تو وہی الفاظ آپ کے لئے موزوں ہوں گے جو آپ نے مولانا ثناء اللہ کے لئے استعمال کئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۸ شوال ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۳۰ ص ۲۔۳)

میاں محمود اور ان کی جماعت پر اتمام حجت

(از مولوی عبداللہ احمدی تیماپور)

(مولوی عبداللہ صاحب مضمون نگار مرزا غلام احمد صاحب کے اخص مریدین میں سے ہیں۔ بلکہ یوں کہیے کہ آپ احمدیوں میں تیسرے فرقے کے پیشوا ہیں۔ آپ خود بھی دعویدار الہام ہیں، آپ نے چند کتابیں بھی لکھی ہیں۔ قادیانی امت کی دونوں پارٹیوں سے آپ کو اختلاف ہے کیونکہ آپ خود ملہم ہیں۔ بہر حال آپ کے خیالات ناظرین ذرہ ٹھنڈے دل سے ان کا مضمون ذیل پڑھیں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

مولوی عبداللہ تیماپوری احمدی لکھتے ہیں:

مکرمی حضرت میاں محمود صاحب خلیفۃ المسیح قادیان

اخبار اہل حدیث (امرتسر) و اخبار پیغام صلح (لاہور) کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ

آپ کی جماعت کے چند احباب نے اپنے مخالفین پر لاٹھیاں چلا کے اپنے اخلاق کا برا نمونہ دکھلایا ہے جس کی ذمہ داری کا اثر جناب کے اخلاق پر آ پڑتا ہے۔ لہذا اس کی صفائی آپ کے کسی اخبار سے ہوئی ہے تو اطلاعاً ایک پرچہ روانہ کریں، تاکہ اصل حقیقت معلوم ہو۔ ایسا دنگا کرنے والے وہی ہوں گے جن لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھائی گئی ہے کہ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) کی نبوت کے منکر کافر ہیں، حالانکہ ان کا ظلی ومجازی نبوت کا دعوی تھا جس کو آپ نے کھینچ تان کے نبوت حقیقی کا رنگ چڑھا دیا ہے۔

یہ غلطی اس لئے واقع ہوئی ہے کہ آپ حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کے کلام عروج ونزول میں تطبیق نہ دے کے ناسخ اور منسوخ کے قائل ہو گئے۔ یوں حضرت صاحب کو حقیقی نبی قرار دے کر غیر مبائعین مسیح موعود پر کفر کا فتوی لگایا۔

قرآن پاک میں خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی ایک نبی کے آنے کا ذکر نہیں ہے۔ ہاں البتہ خلیفوں کے آنیکا وعدہ ہے اور خلیفوں پر ایمان لانا تفصیل ایمان آمنت باللہ و ملا ئکتہ و کتبہ و رسلہ.. الخ میں کہیں خلیفتہ کا ذکر نہیں ہے۔

ام الاحادیث حدیث جبریل میں ما الاسلام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فقط اقرار توحید ورسالت محمدی کے اقرار پر ہر ایک شخص کے داخل اسلام ہونے کی تصدیق کی ہے۔

نیز اسلام کے پانچ بنیادی اصولوں میں فقط اقرار توحید و محمد رسول اللہ کی گواہی کو اسلام کی پہلی بنیاد قرار دی ہے۔ لہذا اسلام میں داخل ہونے کیلئے کسی اور نبی کی رسالت کا اقرار شرط نہیں ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی رسالت کے ضمن میں ازروئے اسلام تمام انبیاء کی رسالت وصداقت آ جاتی ہے۔

رسالہ تشحیذ الاذہان میں خود جناب کی یہ تحریر ہے:

> ہمارا ایمان ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب خدا کے مرسل تھے اور مامور من اللہ تھے اور ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالی اپنے انبیاء ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے اور نہ معلوم اور کتنے انبیاء بھیجے گا۔ (تشحیذ الاہان نمبر ۴ ص ۱۴)

آئندہ آنے والے کی نسبت حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کا الہام ہے

انا نبشرر ك بغلام ن اسمه يحيى و جا ء ك النور و هو افضل منك كأن الله نز ل من السماء مظهر الحق و العلاء۔

ان الہامات کی تصدیق اس عاجز کے صحیفہ آسمانی سے بخوبی ہوتی ہے۔

چنانچہ اللہ پاک کا الہام ہے: یا یحی خذ الکتاب بقوة (یعنی اے عبداللہ تیماپوری قوۃ کے ساتھ کتاب پکڑ۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

پھر ایسے افضل نورو ماموروں مرسل کا انکار کرنے پر آپ کے اعتقاد و یقین کے مطابق کیا فتوی دیا جائے گا؟

نیز آپ کی تحریر رسالہ تشحیذ الاذہان صفحہ ۱۳۹ میں یہ ہے

بلکہ (مامور کے منکر ہونے کیلئے) اتنا ہی کافی ہوگا کہ وہ نبی لوگوں کو طلاع دے دے اس کے بعد اللہ تعالی کی طرف سے کچھ نشانات ہوں اور بس۔ اتمام حجت ہوگئی اور دعوت پہنچ گئی اور بات بھی درست ہے (میاں محمود احمد)

اگر آپ کی یہ بات درست ہے تو لیجئے یہ خادم اسلام ان تمام امور کا ثبوت دے کے آپ پر اور آپ کی جماعت پر اتمام حجت کرتا ہے۔

اس عاجز کے دعوی ماموریت پر اٹھارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے بذات خود حاضر خدمت ہوکر تبلیغ کا حق ادا کیا ہے۔

اس عرصہ میں جو کچھ نشانات پورے ہوئے ہیں ان کیلئے ایک کتاب درکار ہے۔ آپ کی تحریر کے مطابق کچھ نشانات دیکھنا چاہتے ہیں تو صحیفہ آسمانی و کتاب انجیل قدسی دونوں کو ملاحظہ کرو۔ سردست ایک زندہ اور زبردست نشان خدا کی طرف سے پورا ہو رہا ہے اس کو دیکھ لو وہ یہ ہے۔ انجیل قدسی کے صفحہ ۱۶ پر یہ الہام درج ہے

پنجاب میں طاعون کی بھرمار ہوگئی۔

اس الہام کی نسبت یہ تفہیم ہوئی کہ:

یہ ایک صیغہء راز ہے سات سال کے عرصہ میں یہ راز کھلے گا۔ زور آور حملوں کے ساتھ اہالیان قادیان پر حق ظاہر ہوکر رہے گا۔

(مورخہ ۱۴ صفر ۱۳۳۶ھ دیکھو انجیل قدسی)

۱۳۴۲ھ سال رواں کو چھ سال آٹھ ماہ کا عرصہ گذرتا ہے۔ اس ہفتہ کے

اخبار پیغام صلح لاہور سے اس الہام کے پورے ہونے کی تصدیق کامل طور سے ہوتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

پنجاب میں طاعون کی حالت سرکاری رپورٹ سے:
۱۹۰۸ء سے لیکر اب تک کہیں طاعون کی اس قدر شدت نہیں ہوئی۔
مارچ ۱۹۲۴ء میں اس مرض سے کل ۲۵ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔
معلوم ہوتا ہے اپریل میں مارچ سے زیادہ اموات ہوں گی۔
(پیغام صلح لاہور۔ج ۱۲۔نمبر ۵۷ ص ۲)

نظر ایمان و انصاف سے غور کرو، خدا کا الہام اور خدا کا کام، دونوں سے اس عاجز کی صداقت کا کیسا بین ثبوت ہیں۔ سالوں کی تعداد، اور طاعون کی بھرمار، یہ دونوں کیسے زبردست صیغہ راز کے گواہ ہیں۔

کیا ہم بھی اپنے بھائی میاں محمود کے فتوی کے لحاظ سے آپ کو خارج اسلام کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ واللہ ہرگز نہیں۔

اگر یہ کہیں کہ میں نے اپنی طرف سے فتوی نہیں دیا بلکہ حضرت صاحب کے اقوال والہامات سے لکھا ہے جو کچھ لکھا ہے تو میں کہتا ہوں یہ سچ ہے مگر آپ نے حضرت صاحب کے کلام والہامات کے عروج ونزول میں تطبیق دے کر صحیح فیصلہ کرنے کے بجائے فقط عروج کے کلام پر ایک طرفہ زر دے کر کفر کا فتوی لگایا ہے یہ سخت غلطی ہے۔

چنانچہ خاکسار (عبداللہ تیماپوری) کے الہامات

یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ السلام علیك ایھاالنبی
یہ وہی انسان ہے جس کیلئے ساری دنیا انتظار کرتی تھی
چمکا جہاں میں نور محمد،

وغیرہ، الہامات کثیرہ، از صحیفہ آسمانی

اور کتاب انجیل قدسی کے الہامات

آج سے حکم دیا جاتا ہے محمد کے نام پر بیعت لی جائے (صفحہ ۲۴)۔
اور یہ الہام: نبوت حقیقی حقیقت محمدی کا اعلان کیا جائے (ص ۵۷)۔
اور یہ الہام: مسلمانوں کی بستی میں محمد کے .. ہیں (ص ۴۴)

اور الہام :

دنیا میں محمد کے بجا دین کا ڈنکا
ہے علم لدنی سے یہ یاسین کا ڈنکا
طہ کی دعا ہو گئی مقبول عرش پر
گونجا ہے فرشتوں میں جب آمین کا ڈنکا

کیا ہم ان تمام عروجی الہامات کی بنا پر اپنے ورثۂ نبوت کے سرمایہ کو حقیقی نبوت قرار دیکر اپنے دعوی کے نہ ماننے والوں پر ایسے کفر کا اطلاق کر سکتے ہیں جن سے ایک اہل قبلہ مسلمان کا دل عرش ہل جائے ۔ ہرگز نہیں۔ ہمارے روبرو اس عروجی الہامات کے مقابلہ میں نزولی الہامات میں تو ہیں چنانچہ یہ الہام

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

غور کرو اوپر کے الہامات میں صحیفہ آسمانی کے نزول پر یایحی خذ الکتاب بقوۃ ارشاد ہوتا ہے، اس الہام میں کتاب کے ملنے کی نفی کی گئی ہے۔ دونوں میں تطبیق کرنا ہمارا فرض ہے۔ یعنی ہم کوئی نئی شریعت کی کتاب نہیں لائے اور نہ ہم ایسے رسول ہیں کہ ہم سے بیعت نہ کرنے والے اسلام کے دائرے سے نکل جاتے ہیں۔

یہ الہام کہ: نبوت، حقیقی حقیقت محمدی کا اعلان کیا جائے،

اس سے ظاہر ہے ہمارے اندر جو کچھ نور نبوت کر رہا ہے وہ نبوت حقیقی حقیقت محمدی کا ہی ظلی نور ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے:

چمکا جہاں میں نور محمد۔

ہم کو چاہیے کہ اسی نور کی صداقت پر گواہی دے کے ظلمت میں رہنے والوں کو اس کے نور کی طرف بلائیں۔

اور اہل قبلہ مسلمان جو اپنے دلوں کی قندیلوں میں پہلے سے نور محمدی کی روشنی رکھتے ہیں ان کے دلوں کی چمنیاں امتداد زمانہ کی وجہ سے سیاہ ہو گئی ہیں وہ ہماری بیعت میں داخل ہوں تو اپنی دھیمی روشنی سے نکل کر آسمانی برقی روشنی میں آ جاتے ہیں۔ بس ہمارے آنے اور تبلیغ کرنے کا یہی مقصود الہی ہے۔

والسلام: خادم الاسلام محمد عبداللہ تیما پور تعلقہ شولا پور دکن حیدر آباد۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۸ شوال ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۳۰ ص ۳۔۴)

ایک اور مہدی اور مسیح کا ظہور

جب دروازہ کھل گیا تو اب کیا

آج کل ریاست جاورہ میں ایک کتاب، پرم گیان، کے نام سے شائع ہوئی ہے جس کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحہ سے کچھ زیادہ ہے۔

یہ کتاب سید محمد یحی خان صاحب فرمانروا کی کتاب فرمان کے سلسلہ میں ایک شعبہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

صاحب موصوف موضع یحی پرگنہ اردل ضلع گیا صوبہ بہار کے باشندہ ہیں۔ قریباً چھبیس سال سے سیر وسیاحت میں مشغول ہیں۔

دوران سیاحت میں جس قدر آپ کو مکاشفات روحانی ہوئے ان کو آپ نے بصورت کتاب قلم بند فرما کر ،فرمان، نام رکھا ہے، جو عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہے۔

اسی مناسبت سے آپ اپنے کو فرمانروا کے لقب سے مخاطب کرتے ہیں بلکہ آپ اپنی نسبت ، جناب اعلی حضرت احدت مآب فرمانروا سید محمد یحی خانصاحب یحی دوران نائب اللہ علی العالمین ،تحریر فرماتے ہیں (منشی الہی بخش مرحوم مصنف کتاب عصائے موسی نے اپنے بعض الہام مرزا قادیانی کو پہنچائے تو مرزا صاحب نے لکھا تھا اس کا الہام یاب ہونا بھی امام الزمان (مرزا) کی برکت سے ہے ٹھیک اسی طرح ہمارا بھی یقین ہے کہ گیانی بزرگ کا ایسے ویسے القاب اختیار کرنا بھی امام زمان مرزا قادیانی کے فیض سے ہے۔اڈیٹر اہل حدیث) بقول آپ کے کتاب فرمان ایک آسمانی کتاب ہے اور جملہ ادیان سابقہ اور کتب ہائے سماویہ کی ناسخ ہے۔

دوسری کتاب آپ کی ، پرم گیان، ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے اور ہم اس کی نسبت کسی قدر تفصیل کے ساتھ کیفیت پیش کرنا چاہتے ہیں آئندہ بشرط فرصت پوست کندہ بحث کریں گے۔

پرم گیا ن، بہ حیثیت مجموعی ایک عجیب کتاب ہے جس میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر نثر کے بعد ایک خاص نظم ہے مگر اکثر مقامات پر دونوں میں معقول مناسبتیں نہیں پائی جاتی ہیں اور جہاں تک کتاب کو دیکھا گیا ہے باوجودیکہ کتاب بزبان اردو لکھی گئی ہے لیکن ہندی اور پورب کے غیر معروف الفاظ بھی بکثرت استعمال میں لائے گئے ہیں جن کے باعث اردو دان شخص سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔

کہیں کہیں مختلف اللسان الفاظ میں جو مجانست و مشارکت بتائی گئی ہے وہ اپنی نوعیت میں عجیب معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً صفحہ ۵ پر ایک نظم کے سلسلہ میں یہ مصرعہ ہے

یہی محمد یحی ہے میٹریا اے حضرات،

میٹریا کو حاشیہ پر محمد یحی قرار دے کر یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ محمد یحی بگڑ کر انگریزی میں میٹریا ہو گیا ہے۔

اس کتاب میں کچھ نظمیں بھی ہیں جن میں من حیث الفن کوئی حسن نہیں پایا جاتا، بلکہ اکثر مصرعے نظر سے گذرے ہیں کہ جو وزن سے گرتے ہیں اور بحر میں پورے نہیں آتے۔ مثلاً

گھسوا نکل جائے مہندی نہ نکلے
کیسے یہ سب کا اوپائے کروں ررے دیّا

مصرعہ ثانی میں اگر، کروں، کا لفظ علیحدہ کر دیا جائے تو مصرعہ موزوں ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۳۳ ایک یہ مصرعہ بھی ساقط الوزن ہے

یہ سب ہیں شاخ شجاعت کی ٹہنی جو کارامد ہیں حاجت کے وقت

اس کتاب میں کچھ پیش گوئیاں بھی لکھی گئی ہیں جن کا ماحصل یہ بتایا گیا ہے کہ مہدی موعود یا مثیل مسیح یا اکلنکی اوتار کا ظہور ہونے والا ہے چنانچہ مصنف موصوف، پرم گیان، کے صفحہ ۳۷ پر یہ شعر لکھتے ہیں

اٹھ جا من انیسو چوبیس (۱۹۲۴ء) میں چل من
آتے ہیں سردار زمن شاہ ہمہ من

محمد یحی خان صاحب کے نزدیک مہدی موعود اور مثیل مسیح اور اکلنکی اوتار ایک ہی شخص ہے اور وہ شخص خود آپ ہی ہیں چنانچہ صفحہ ۹۳ پر لکھتے ہیں:

یحی ہیں اکلنکی کنور عیسی مہدی الموعود
دیکھو ان کا علم لدنی کر لو سب تقابل جی

آپ کا یہ دعوی ہے کہ زمانہ قریب میں ایک حکومت، ایک بولی، اور ایک جدید مذہب ساری دنیامیں قائم ہو جائے گا اور پایہ تخت قسطنطنیہ قرار پائیگا۔ ہم اس مقام پر ایک نظم سے جو صفحہ ۱۰۶ پر تحریر ہے دو شعر نقل کرتے ہیں جن سے یہ ادعا ظاہر ہوتا ہے

قسطنطنیہ دنیا بھر کا ہوگا پایہ تخت
آئے مہدی حکم ہوا شد استنبولی رے

رب هب لی من لد نك ذريات طيبات
اک دھرم ایک راج ایک بولی رے

ہم باوجودیکہ کتاب شروع سے اخیر تک پڑھ گئے لیکن محمد یحی خان کے دعوی مہدویت کی کوئی دلیل قاطع ہماری نظر سے نہیں گذری۔ نہ اس کتاب کے دیکھنے سے کسی اور شخص کو اس دعوی کے تسلیم کرنے میں کوئی معقول وجہ معلوم ہوسکتی ہے۔

محمد یحی خان صاحب نے جستہ جستہ قرآنی آیات بھی اس کتاب میں لکھی ہیں اوران میں تصرف کیا ہے مثلاً قرآن مجید کے تیسرے پارے میں تو الله لااله الا هو الحی القيوم ہے اور مصنف صاحب نے اپنی نظم میں صفحہ ۱۲۶ پر الله لا اله الا الحی القیو م لکھاہے اور اس کو مصرعہ اولی قرار دے کر دوسرا مصرعہ یوں تحریر فرمایا ہے

لا تأخذه سنة اور سیتا رام سے چڑنے والو

یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس شعر میں سیتا رام سے چڑنے والو، کے جملہ سے کوئی مناسبت پیدا نہیں ہوتی ہے۔اسی نظم میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں

و الفجر و ليال عشر و الشفع والوتر
کچھ معنی بھی سمجھا او خوش احکام سے چڑنے والو

شعر ہذا کے مصرعہ اولی میں جو الفاظ جمع کئے گئے ہیں وہ قرآن مجید کے تیسویں پارہ سے نقل کئے گئے اور و الفجر نمبر (۱) دے کر ذیل کی عبارت بطور تفسیر کے علیحدہ درج کی گئی ہے:

دس رات کی قیل وقال کے بعد ایک اپنے جوڑے کے ساتھ اور دوسرے

بے جوڑ جس فجر کو جلاوطن ہوئے اس فجر اور سارے واقعات کی قسم، اس کی عربی و مفہوم اسی طرح ہوں گے جس طرح مصرعہ میں ہے۔

مذکورہ دونوں شعروں کے ملانے سے اور مرقومہ تفسیر بالرائے پر نظر کرنے سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ محمد یحیی صاحب کے نزدیک قرآن مجید میں سیتا رام اور لچھمن کے مشہور واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اگر چہ ہم مذہب سے علیحدہ ہو کر رام چندر جی کو ایک برگزیدہ شخص تسلیم کرتے ہیں لیکن جس آسمانی کتاب سے یہ استشہاد کیا گیا ہے اس نے رام چندر جی کی پیغمبری کی کبھی تصدیق نہیں کی بلکہ کوئی ذکر ہی نہیں کیا ہے ایسی صورت میں یہ تاویل کسی طرح قابل قبول نہیں ہوسکتی

کیں راہ تو میروی بہ ترکستان ست

ہماری رائے میں محمد یحیی خان صاحب کو اپنے دعاوی اور موضوعہ اصولوں پر غور کرنا لازم ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے مضامین پر کامل احتیاط کے ساتھ نظر ثانی فرما کر اپنی غیر معتدل روش سے آئندہ کے لئے محترز رہیں گے۔

راقم: ایک خریدار اہل حدیث نمبر ۳۵۵۷

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: جس طرح صبح صادق سے پہلے صبح کاذب کا طلوع ہوتا ہے اسی طرح کسی صادق سے پہلے مدعیان کا خروج ہونا ضروری ہے اسی اصول کے مطابق کبھی ایران میں کبھی قادیان میں کبھی گیا میں ظہور ہو رہا ہے جو درحقیقت اس بڑے ظہور کی خبر دے رہے ہیں خوف اور اضطراب کی بات نہیں

لعلّ الله يحدّث بعد ذلك امراً

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۸ شوال ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۳۰ ص ۵۔۶)

احمدی صاحبان اپنے ایمان کا جائزہ لیں

جناب آغا حسن قریشی صاحب لکھتے ہیں:

جناب مولانا ثناء اللہ صاحب سردار اہل حدیث زادمجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اہل حدیث مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء میں جناب نے:

قادیانی قلعہ پر بالشویک حملہ

ایک مضمون شائع فرمایا ہے، جسے پڑھ کر مجھے بھی تحریک ہوئی کہ اس سلسلہ میں میں بھی کچھ حوالہ قلم کروں۔ ذیل میں چند خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اپنے موقر پرچہ اہل حدیث امرتسر میں شائع فرما کر مرہون منت فرماویں گے۔

آپ نے خوب فرمایا کہ اگر درواہ نبوت مفتوح مانا جائے تو جناب مرزا صاحب کی نسبت شیخ بہاء اللہ زیادہ قبول کرنے کے لائق ہیں۔

واقعہ بھی یہی نظر آتا ہے کہ اگر مرزا غلام احمد صاحب ان دلائل کی بنا پر مہدی یا مسیح موعود ہیں تو جناب باب یا جناب بہاء اللہ مرزا صاحب کی مسلمات کی طرز پر نمبر اول میں مہدی یا مسیح موعود ثابت ہوں گے۔ اس امر کے لئے چند مثالیں مزید وضاحت کا سبب ہوں گی۔ مثلاً مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ

مہدی، مشرق، میں ہی پیدا ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶)۔

اور یہ بھی مان چکے ہیں کہ

ممالک مشرقیہ سے مراد ملک فارس اور نجد اور ملک ہندوستان ہے۔

(ازالہ اوہام۔ ص ۲۴۰)۔

اب ظاہر ہے کہ سید علی محمد باب نے شہر شیراز ملک فارس میں دعوی مہدویت کیا، اور فارس کو مرزا غلام احمد صاحب ممالک مشرقیہ میں اول نمبر پر ذکر کرتے ہیں۔

پس بر تسلیم مرزا غلام احمد صاحب مشرق میں مہدی ہونے کا صدق سید علی محمد باب پر صفائی کے ساتھ درجہ اول میں ظاہر ہوگا۔

دوسری مثال: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ

مہدی اصل فارسی ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۷۶)۔

اب عیاں ہے کہ سید علی محمد باب فارسی تھے، لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا فارسی ہونا ثابت نہیں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ:

کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ (قادیانی اربعین نمبر ۳۔ ص ۱۷)۔

اور مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۴۰)

اب ظاہر ہے کہ اپنی تحریر سے مرزا غلام احمد صاحب کا فارسی نہ ہونا عیاں ہے اور علی محمد باب کا فارسی ہونا بھی دنیا پر روشن ہے۔

اب میں بعض مثالیں ایسی پیش کرتا ہوں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ بہاء اللہ بہ نسبت مرزا غلام احمد صاحب کے زیادہ قبول کرنے کے لائق ہیں۔ اور یہ مثالیں مرزا صاحب قادیانی کی مسلّمہ باتوں میں سے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی اشتہار چندہ مینارۃ المسیح میں لکھتے ہیں:

آیت سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله

میں مسیح موعود کے ظہور کی خبر دی گئی ہے اور کہتے ہیں کہ اس جگہ مسجد اقصی سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں ہے۔

اول تو یہ تاویل کس قدر بعید ہے۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ مسجد اقصی، بیت المقدس میں ہے نہ کہ قادیان میں۔ اور خود ہی دعوی کرنا اور اپنی ایک مسجد کا نام مسجد اقصی رکھ لینا کہاں تک درست ہوسکتا ہے۔

اور یہ تو ظاہر ہے کہ شیخ بہاء اللہ جو کہ مرزا غلام احمد صاحب سے پہلے مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے وہ بیت المقدس اور مسجد اقصی کی حدود میں پہنچے، اور وہاں دعوی کرتے رہے۔ پس وہاں کوئی تاویل نہیں اور مرزا صاحب کے یہاں تاویل ہے۔

دوسری مثال: کتاب نزول المسیح میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بائیبل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: یروشلم سے جیتا پانی بہے گا۔ اور اس کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ وہاں مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ پھر فرماتے ہیں کہ یروشلم سے مراد قادیان ہے۔

ایک عالم جانتا ہے کہ یروشلم کہاں واقع ہے جو دنیا کی بڑی بڑی قوموں کا (روحانی) مرکز ہے اور یقیناً مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اس بیان سے پہلے کوئی بچارا احمدی بھی نہ جانتا ہوگا کہ یروشلم سے مراد قادیان ہے۔

اب ادھر تو یہ تاویل ہے، دوسری طرف شیخ بہاء اللہ کا ظہور براہ راست یروشلم

میں ہوا، اور وہاں انہوں نے اپنے کو مسیح موعود بھی ظاہر کیا۔

پس بر تسلیم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہ بات بھی شیخ بہاء اللہ پر صاف چسپاں ہوتی ہے نہ کہ مرزا صاحب قادیانی پر۔

یہ چند مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے دلائل کی بنا پر ان سے پہلے دو مدعی مرزا صاحب سے زیادہ قبول کرنے کے حق دار ثابت ہوتے ہیں۔پس کیا وجہ ہے کہ احمدی صاحبان اپنے ایمان کا جائزہ نہ لیں اور عام مسلمانوں کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مہدویت و مسیحیت منوانے سے پہلے خود اپنے ایمان کا فیصلہ نہ کریں ورنہ یہ کہنا بالکل درست ہوگا

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں:

اہل اسلام کی رائے میں چونکہ باب نبوت مسدود ہے، مفتوح نہیں، اس لئے دونوں مدعی یکساں ہیں۔فرق اتنا ہے کہ ان میں ایرانی اصل ہے اور قادیانی نقل۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۸ شوال ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۳۰ ص ۷)

<u>قادیانی جال سے نکل آئے</u>

بخدمت جناب مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب شیر پنجاب سردار اہل حدیث السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں قادیانی پھندے میں پھنس چکا تھا۔الحمدللہ آج ۱۶ مئی کو موضع بھٹوٹہ ضلع گورداسپور متصل دینا نگر میں مولوی عبدالحمید کے پیچھے جمعہ پڑھا۔انہوں نے مرزا صاحب کے دعوی نبوت کے کذب پر مدلل بیان کیا۔ جس سے الحمدللہ مجھے خدا نے اس پھندے سے بچالیا۔آپ بذریعہ اہل حدیث مشتہر کردیں۔

اسماعیل ولد علی بخش جٹ بقلم خود موضع بھابڑا ضلع گورداسپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۲۴ء مطابق ۲۵ شوال ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳۱ ص ۱۳)

خلیفہ قادیان بحیثیت پولیٹکل لیڈر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی چونکہ دنیا کے مصلح اعظم بن کر آئے

تھے، اس لئے وہ کبھی کبھی مذہبی اصلاح سے گذر کر کے سیاسیات میں بھی دخل دیا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کیوں کم رہتے، اس لئے انہوں نے بھی اپنی سیاست دانی کا ثبوت دینے کو ایام جلسہ مسلم لیگ لاہور میں ایک رسالہ (اساس الاتحاد) شائع کیا، جس میں مسلم لیگ کی آئندہ پالیسی کے متعلق رہنمائی فرمائی ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ مشورہ کیا گیا وہ ایسا ہے کہ نہ اس میں کسی تدبر کی ضرورت نہ کسی مشورہ کی حاجت مثلاً آپ نے بڑے زوردار لفظوں میں لیگ کو مشورہ دیا ہے کہ

> لیگ کی ممبری کیلئے سوائے دعوی اسلام کے اور ہندوستانی ہونے اور ایک رقم مقررہ چندہ کے طور پر دینے کے اور کوئی شرط نہیں ہونی چاہیے۔
>
> (اساس الاتحاد۔ص ۵)

یہ مشورہ ایسا ہے کہ لیگ کے یوم بنا سے اس پر عمل درآمد ہے۔

بڑی فکر خلیفہ جی کو یہ ہے کہ جس طرح ہو سکے مرزائی جماعت کا لیگ میں داخلہ ممکن ہو۔ باوجود داخلہ کے ان کو فکر ہے کہ ہماری جماعت شر ذمة قليلة (تھوڑی) ہے ممکن ہے مجلس میں ان کی کوئی نہ سنے تو ہتک ہوگی۔ اس لئے انہوں نے بڑی اہمیت سے (اساس الاتحاد کے ص ۵۷ پر) یہ بھی لکھا:

> ایک امر اور لیگ کی کارروائیوں میں مدنظر رہنا چاہیے اور وہ یہ کہ کثرت رائے کے فرائض میں یہ امر شامل ہونا چاہیے کہ وہ قلیل التعداد جماعتوں کے نمائندوں کے جائز ادب اور احترام کی حفاظت کرے اور وہ غیر شریفانہ رویہ جو بعض اوقات پبلک جلسوں میں قلیل التعداد لوگوں کے خلاف برتا جاتا ہے اور اس کی باتیں سننے سے انکار کیا جاتا ہے اس کو روکے۔

ہم بھی اس کی تائید کرتے ہیں مگر آپ کو اس کی فکر کیا ہے۔ کیا آپ کو یہ خیال دامن گیر ہوا کہ لیگ کے ممبر مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کی طرح ہوں گے جنہوں نے امرتسر میں آپ کی تقریر میں ایک حوالہ پوچھنے اور آپ کے نہ بتانے پر تقریر بند کرا دی تھی۔ لیگ میں ایسا نہیں ہوگا آپ تسلی رکھیں۔ مگر آپ کو بھی چاہیے کہ اپنے مریدوں کو ہدایت کریں کہ بات معقول کریں اور دجالوں کی تعریف کے گیت گانے نہ شروع کر دیا کریں۔

باوجود ان پیش بندیوں کے خلیفہ جی کو فکر دامن گیر ہے کہ مبادا کوئی دن ایسا بھی آ جائے کہ گزشتہ ایام کی طرح لیگ بھی کوئی ایسا ریزولیوشن پاس کر دے جو کانگریس نے کئے تھے۔ مثلاً انگریزی حکومت سے عدم تعاون۔ وغیرہ۔

ایسے ریزولیوشنوں پر عمل کرنا مرزائی امت کے لئے محالات سے ہے کیونکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب لکھ چکے ہیں کہ انگریزی حکومت ہمارے حق میں آیت کریمہ و اولی الامر منکم کے ماتحت ہے۔ اس لئے ان کا قول ہے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

لہذا انہوں نے باوجود شوق داخلہ لیگ کے اس کی پیش بندی بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں:

لیگ کے قواعد اس طریق پر بنانے چاہییں کہ لیگ کے ممبروں کی کثرت رائے کا فیصلہ اس کے ممبروں کے لئے واجب الاطاعت نہ ہو وہ صرف لیگ کے نظام کے لئے واجب الاطاعت ہو قلیل التعداد والی جماعت اپنی علیحدہ آرگنائزیشن قائم کر کے اور اپنا سرمایہ جمع کر کے اپنے خیال کی اشاعت کرے۔ (اساس الاتحاد۔ص۶)

کیا خوب! مطلب یہ کہ لیگ میں مرزائیوں کا داخلہ بغلی گھونسہ ہو۔ تجویز پاس شدہ ان کے حق میں مفید ہو تو پابند رہیں، غیر مفید ہو تو باوجود ممبر ہونے کے عمل برخلاف کریں، تاہم ان پر اعتراض نہ ہو یہی معنی ہیں

و ان یکن لهم الحق یأتوا الیه مذ عنین (النور:۴۹)

ہندو مسلم اتحاد کے اصول بھی خیریت سے بہت اچھے بتائے ہیں جو ماشاء اللہ شائد ہی کسی سیاست دان کو سوجھے ہوں چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۔ کوئی فریق کسی دوسرے کے مذہبی امور میں دخل نہ دے
۲۔ کوئی فرقہ کسی دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں نہ دے۔
۳۔ مباحثات میں بحث چھوڑ کر لڑائی جھگڑے کی طرح نہ ڈالی جائے۔

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب نے تو بڑی دماغ سوزی سے یہ باتیں لکھی ہیں

مگر لوگوں کی بے قدری دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں تو مدرسہ سیاست کی پہلی جماعت میں پڑھادی جاتی ہیں خلیفہ کے دماغ سے ان باتوں کا نکلنا اس شعر کا مصداق ہے

پس از صد سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان بورانی

ہاں خلیفہ صاحب کو شکایت ہے کہ ہمارے بڑے حضرت (مرزا غلام احمد صاحب) نے اس طریق پر گورنمنٹ کو بھی توجہ دلائی مگر اس نے بھی اس کو قبول نہ کیا۔

ہمارے خیال میں گورنمنٹ نے اس لئے قبول نہیں کی ہوگی کہ خود بڑے حضرت اس الزام کے نیچے آتے ہیں جنہوں نے عیسائیوں کے جواب میں ان کے بزرگ بلکہ معبود (یسوع کو جن کا نام عیسی مسیح تھا) بے نقط گالیوں کا تحفہ پیش کیا ہوا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ:

اس کی تین نانیاں اور تین دادیاں حرامکار تھیں، خود بھی بدکار تھا، شراب پیا کرتا تھا۔ (رسالہ انجام آتھم اور دافع البلاء)۔ (معاذ الله استغفر الله)

اس لئے گورنمنٹ کو فکر ہوئی کہ ہماری رعیت میں سے ایک چوٹی کا بزرگ (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) غیر شریف نہ بن جائے۔

خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے ایک دلچسپ مگر ناممکن العمل بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

تمام مذاہب کے لوگ اپنی اپنی تقریر تحریر میں صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ دوسرے پر حملہ نہ کریں (اساس الاتحاد۔ ص ۱۵)

کیا خوب! کیا احمدی مناظر آریوں کے مقابلہ میں مسئلہ نیوگ کا ذکر نہیں کریں گے؟ عیسائیوں کے مقابلہ میں تثلیث کا ابطال نہیں کریں گے؟ کیا قرآن مجید نے الوہیت مسیح اور دیگر قسم کی شرک پرستی کے ابطال پر دلائل نہیں دیئے۔ کیا یہ قاعدہ صحیح نہیں تعرف الاشیاء باضداد (چیزیں مقابلہ میں پرکھی جاتی ہیں)

ہمارے خیال میں یہ شرط بھی اپنے بچاؤ کے لئے ہے کہ مناظرہ احمدیہ میں کوئی مناظر میاں صاحب کے اقوال وافعال پر تنقید نہ کرے تاکہ اس نتیجہ پر لوگ نہ پہنچ سکیں

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

مختصر یہ کہ خلیفہ (مرزا محمود) صاحب کی یہ تحریر آپ کی شاعری کی طرح ابتدائی ہے مگر آپ کو سیاسی لیڈر بننے کا بھی شوق ہے۔

خلیفہ صاحب کو تو گورنمنٹ کی شکایت ہے کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کی تجویزات پر عمل نہیں کیا۔ ہمیں لیگ کی شکایت ہے کہ خلیفہ صاحب کے رسالہ میں سے ایک تجویز بلکہ ایک حرف پر اس نے نظر نہیں رکھی بلکہ مسکرا کہ کہہ دیا:

ابھی دل ربائی کے انداز سیکھو
کہ آسان نہیں دل لبھانا کسی کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ جون ۱۹۲۴ء مطابق ۲ ذی قعد ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳۲ ص ۳۔۴)

مسیح موعود

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۶ مئی مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کا دن ہے، اسلئے امت مرزائیہ کی دونوں جماعتوں نے عرسیوں کی طرح اس تاریخ کو یادگار بنانے کیلئے اپنے اخباروں میں مسیح موعود نمبر نکالے جن میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کے متعلق مضامین درج ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی مدعی اسلام تھے۔ اسلام کی ریفارمری کا ان کو دعوی تھا۔ علماء اسلام ان کو غیر مسلم جانتے تھے۔ یہ نزاع بہت پرانی چلی آئی ہے جس کا فیصلہ کسی باقاعدہ حاکم کے سامنے نہ ہوا، مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ احکم الحاکمین کی قدرت نے یہ فیصلہ کر دیا۔ وہ یوں کہ مسلمانوں میں قومی اور مذہبی حیثیت سے تواریخ قمری رائج ہیں۔ ہر واقعہ زمانہ رسالت اور عہد خلافت کا اسلامی تاریخ میں قمری تواریخ سے بتایا جاتا ہے مگر مرزا صاحب کا یوم وفات یا بالفاظ دیگر یادگاری یوم انگریزی تاریخ سے لکھا جاتا ہے، بظاہر تو یہ معمولی اور رسمی بات ہے لیکن عارفانہ نگاہ میں اسکا نتیجہ یہی ہے

میرے پہلو سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

خیر یہ تو ایک عارفانہ نکتہ ہے ممکن ہے کہ جو لوگ باوجود عرفانی کہلانے کے اس عرفان سے واقف نہ ہوں، وہ نہ مانیں۔ ہمارا بھی ان پر زور نہیں۔

اصل مطلب یہ ہے کہ ہر فریق جو کسی بات کو مانتا ہے اس کے اثبات میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اسی اصول سے قادیانی امت جو مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتی ہے اس کے اثبات میں مقدور بھر زور لگاتی ہے۔ ہمارے خیال میں جو ہم حرم بیت اللہ میں بلکہ خدا کے سامنے میدان حشر میں بھی اظہار کر سکتے ہیں، یہ ہے کہ عیسائیوں کی تثلیث کا ثبوت آسان ہے، مرزا صاحب کا مسیح موعود ثابت ہونا ممکن نہیں۔

ان لوگوں کی محنت کی ہم داد دیتے ہیں کہ باوجود ایسے بدیہی البطلان دعوی کے یہ لوگ نئے نئے دلائل سے کام لیتے ہیں آج ہم انہی دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

لاہوری جماعت کی نسبت جو لوگ خوش خیال ہو رہے ہیں کہ وہ مرزائیت سے علیحدہ ہو رہی ہے، ان کو چاہیے کہ ۲۵۔۲۸ مئی کا واحد پرچہ پیغام صلح غور سے دیکھیں کہ کن کن دلائل اور کن کن غلط بیانیوں سے مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود ثابت کیا گیا۔ پیغام صلح لاہور کے مذکورہ پرچہ میں سب سے پہلے مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور یہ کا مضمون ہے۔ ہم بھی پہلے اسی کا جائزہ لیتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف کے سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ:

> مرزا صاحب قادیانی اسلام کے ایسے عاشق تھے کہ اپنے اتباع میں اشاعت اسلام کی روح پھونک دی اس کی نظیر ہم کو تاریخ اسلام میں نہیں ملتی کہ گمراہ فرقہ نے ایسی اشاعت کی ہو یہی ثبوت ہے آپ کی مسیحیت موعودہ کا۔

یہ دلیل اسلوب الفاظ میں نئی ہو، ورنہ مواد کی حیثیت سے پرانی ہے جو مرزائی امت وقتاً فوقتاً پیش کیا کرتی ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ اس کے متعلق ذرہ تفصیل سے بتا دیں۔

مصلح یا ریفارمر کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں:

> ا۔ ایک یہ کہ وہ اصل تعلیم پیش کرتے ہیں اور اپنی شخصیت کو ذرہ دخل نہیں دیتے۔ چنانچہ گروہ مرزائیہ کے مسلمہ دو ریفارمروں کی ہم مثال پیش کرتے ہیں۔ حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی اور مولانا اسماعیل دہلوی ان دونوں کی اصلاحی سکیم دیکھئے کہ ہندوستان میں ایسے وقت میں یہ دونوں مصلح

پیدا ہوئے کہ مسلمان عام طور پر قبر پرستی تعزیہ پرستی ہر قسم کی شرکی اور بدعی رسومات میں مبتلا تھے ان دونوں بزرگوں کی اصلاح نے کیا کیا اثر دکھایا۔ یہ کسی واقف حال سے مخفی نہیں۔ ان کی اصلاحی سکیم کیا تھی؟ محض تعلیم قرآن و حدیث کی اشاعت جس میں احمدی اور اسماعیلی شخصیت کو ذرہ دخل نہیں۔ یعنی یہ نہیں تھا کہ ہم دونوں کو بھی کچھ رتبہ دو بلکہ محض خدا و رسول کی تعلیم سناتے تھے۔

دوسری قسم کے ریفارمر وہ ہوتے ہیں جو اپنی شخصیت کو بھی داخل کرتے ہیں۔ یعنی اصلاحی سکیم میں وہ اپنی شخصیت بھی منواتے ہیں۔ بغیر اپنی شخصیت کے ان کی اصلاحی سکیم مکمل نہیں ہوتی۔ یہ درجہ حضرات انبیاء کا ہے جو لوگوں کو سابقہ تعلیم بتا کر اپنی نبوت یا رسالت بھی تسلیم کراتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو اشاعت اسلام کی تو یہ کس قسم سے تھی۔ کیا محض اسلام کی اشاعت کی یا اپنی شخصیت کو بھی داخل کیا۔ مولوی محمد علی صاحب کو ہم واقعات یاد لا کر پوچھیں گے تو غالباً وہ خود ہی اس سوال کا جواب دے دیں گے جن دنوں اخبار وطن میں تحریک ہوئی تھی کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کی مکمل اشاعت کی جائے۔ ان دنوں اس کے اڈیٹر مولوی محمد علی صاحب تھے۔ وطن نے یہ شرط لگائی تھی کہ رسالہ ریویو میں مرزا صاحب کی شخصیت کا ذکر نہ ہو۔ مولوی محمد علی صاحب نے بتعلیم مرزا صاحب کس حقارت سے اس شرط کو مسترد کر دیا تھا۔ یاد ہو گا لکھا تھا:

> کہ ہمارے کام میں مرزا صاحب کی شخصیت بمنزلہ روح کے ہے۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں اس میں مرزا صاحب کی شخصیت کا دخل ضروری ہے۔ لہذا ہم رسالہ کی مکمل اشاعت شخصیت مرزا کے بغیر قطعاً ناپسند کرتے ہیں۔

اس واقعہ سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب کی اشاعت محض اشاعت اسلام نہیں بلکہ اشاعت مرزائیت سے مرکب اشاعت ہے۔

اس کے برخلاف ایک اور مثال سنئے:

سر سید احمد خان مرحوم بانی علی گڈھ کالج نے بھی اسلام کی حقیقت جو سمجھی تھی (صحیح تھی یا غلط) اس کی اشاعت میں مقدور بھر کوشش کی۔ ان کی بے نظیر کتاب خطبات

احمدیہ سے خود مرزا صاحب نے بھی غالباً اور مولوی نورالدین خلیفہ اول نے یقیناً فائدہ اٹھایا۔ باوجود اسکے مرحوم نے اپنی اشاعت اسلام کو اپنی شخصیت سے آلودہ نہیں کیا۔ یعنی اپنی ہستی کو اسلام میں داخل نہیں کیا۔ ہاں کیا تو مرزا صاحب نے کیا، جو لکھتے ہیں کہ:

میرا انکار کرنا گویا اسلام کا انکار کرنا ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

آیئے ذرا آپ کو اسلامی تاریخ کا نقشہ دکھائیں۔

اسلام کی تاریخ فرقہ معتزلہ کے کارناموں سے لبریز ہے جن کو بلحاظ عقاید کے مرزا غلام احمد قادیانی اور خود مولوی محمد علی لاہوری بھی گمراہ جانتے ہوں گے مگر ان کی اشاعت کا حال ان کو بھی معلوم ہوگا کہ کس جرأت سے انہوں نے اشاعت کا کام کیا اور کہاں تک بڑے بڑے وزرا بلکہ سلاطین پر بھی اپنا اثر ڈالا، بلکہ اپنا مطیع بنا کر بڑے بڑے محدثوں اور مجتہدوں کو پابجولاں کرایا۔ غیر مسلموں سے بڑے بڑے مباحثے کئے۔ کیا ان کی اشاعت ان کو حق بجانب خیال کرے گے؟ جواب کا انتظار ہے۔

مولوی محمد علی لاہوری سے ایک خانگی سوال

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی پارٹی بھی اپنے (مزعومہ) اسلام کی اشاعت کرتی ہے۔ یورپ امریکہ اور افریقہ کے دور دراز ممالک میں ان کے مبلغ کام کر رہے ہیں تو کیا آپ ان کی اس سعی اور اشاعت اسلام کی وجہ سے انکے خیالات اور معتقدات میں ان کو سچا جانتے ہیں؟

ذرہ کھول کر آپ کو سنائیں۔

قادیانی پارٹی کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب بانی فرقہ احمدیہ نبی تھے۔ یعنی خلیفہ قادیان اسلام کے ساتھ ساتھ نبوت مرزا کی بھی تبلیغ کراتا ہے۔ بہت خوب۔ مگر خود تو دعوی نبوت نہیں کرتا۔ صرف اس بیان پر کہ وہ اپنے باپ کا دعوی نبوت ظاہر کرتا ہے، خود مدعی نبوت نہیں، آپ لوگ (لاہوری جماعت) ان کی کوشش کو بنظر تحسین جان کر کبھی ان کی تائید میں ایک لفظ نہیں لکھا ہے؟

یا کیا ان کی مساعی جمیلہ کے لحاظ سے ان ان عقائد کی تصحیح کرتے ہیں؟

اس کا جواب آپ لوگوں کے اخبار سے ملتا ہے کہ کبھی چھوٹے منہ اور ٹوٹے

قلم سے ایک فقرہ کیا ایک لفظ بھی ان کے حق میں تحسین کا نہیں لکھا جاتا ہے۔

ہاں لکھا جاتا ہے تو یہ کہ خلیفہ قادیان یزید ہے، گمراہ کن ہے، فاسق ہے کافر گر ہے، دنیادار ہے، طماع ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ایسا واقعہ کیوں ہے؟ ان کی اشاعت اسلام کی قدر یہی ہے؟

جواب ہوگا کہ یہ لوگ جو اشاعت اسلام کرتے ہیں چونکہ مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت بھی اس میں داخل کرتے ہیں اس لئے ان کی مثال بالکل یہی ہے کہ کوئی شخص ہم کو سیر بھر دودھ دے مگر پاؤ بھر سرکہ ملا کر جو پیٹ میں جا کر بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہو۔

یہ برتاؤ تو آپ کا ہے اس شخص سے جو کسی تیسرے کے حق میں دعوی نبوت کا مصدق ہے، پھر علماء اسلام کیا برتاؤ کریں اس شخص کے ساتھ جس کی نسبت ان کو کامل یقین ہے کہ اس نے نبوت کا دعوی ضرور کیا ہے جس کے اظہار کرنے پر خلیفہ قادیان پر آپ اتنے خفا ہیں جس کا اعادہ ضروری نہیں کیونکہ علماء اسلام کے نزدیک مرزا صاحب آنجہانی کی نسبت یہ کہنا کہ انہوں نے دعوی نبوت کیا ہے بالکل بجا ہے

ایمان سے بتایئے اس صورت میں جتنی خفگی آپ کو میاں محمود احمد خلیفہ قادیان پر ہے، علماء کرام کو مرزا صاحب پر آپ کی خفگی سے کئی حصے زیادہ خفا ہونے کا حق ہے یا نہیں

لمقت الله اكبر من مقتكم انفسكم (غافر:۱۰)

ہمارے نزدیک مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے جو اشاعت اسلام سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی کا ثبوت دیا ہے اس سے زیادہ واضح تر وہ ثبوت ہے جو کسی سکول ماسٹر نے چاولوں کی سفیدی سے زمین کی گولائی کا ثبوت دیا تھا یعنی یوں کہا تھا کہ:

چونکہ چاول سفید ہیں لہذا زمین گول ہے

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الا یا ایها الساقی ادر کأسا و ناولها

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ جون ۱۹۲۴ء مطابق ۹ ذی قعد ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳۳ ص ۲۔۳)

حضرت مسیح کی آمد ثانی

امام عبدالوہاب شعرانی کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:
حکیم خدا بخش احمدی اپنی کتاب عسل مصفی کے حصہ اول میں عنوان:
مسیح کی وفات پر دیگر اشخاص کی شہادت،
باندھ کر آٹھویں باب کی سترھویں فصل کے صفحہ ۵۲۳ پر لکھتے ہیں:

شہادت امام شعرانی:

وہ اپنی کتاب طبقات جلد ثانی صفحہ ۴۴ پر لکھتے ہیں

و کان یقول ان علی بن ابی طالب رفع کما رفع عیسی و سینزل عیسی علیه السلام

(وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب بھی اسی طرح اٹھائے گئے جس طرح عیسی اٹھائے گئے)

اس سے ظاہر ہے کہ جیسے حضرت علیؓ اس دنیا سے وفات پاکر اٹھائے گئے ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی لعنت کی موت سے بچ کر طبعی موت کے بعد آسمان پر گئے۔

نوٹ: نیز دیکھو اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۹ و مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۴ رسالہ تشحیذ الاذہان نومبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۲۳۔ احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۳۱

بابو حبیب اللہ صاحب فرماتے ہیں:
حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ اپنے شیخ سید علی الخواصؒ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب طبقات الکبری (طبع ۱۳۱۵ مطبع عامرہ مصر) کی جلد ۲ صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں:

و کان یقول انّ علی بن ابی طالب رفع کما رفع عیسی و سینزل کما ینزل عیسی۔

(ترجمہ): (سید علی الخواص کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؓ اٹھائے گئے جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اٹھائے گئے تھے اور حضرت علی نازل ہوں گے جیسے کہ حضرت عیسی نازل ہوں گے)۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عبدالوہاب شعرانی کے شیخ علی الخواص اس بات کے قائل تھے کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت علیؓ دونوں اٹھائے گئے تھے اور دونوں نازل ہوں گے اس عبارت سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت امام شعرانی حضرت مسیح کی وفات کے قائل تھے۔

حکیم خدا بخش مرزائی کی چالا کی ملاحظہ کیجئے کہ الفاظ

وکا ن یقول انّ علی ابن ابی طالب رفع کما رفع عیسی

لکھ کر اپنا مطلب یوں سیدھا کرتے ہیں کہ:

اس سے ظاہر ہے کہ جیسے حضرت علیؓ اس دنیا سے وفات پاکر اٹھائے گئے ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی لعنت کی موت سے بچ کر طبعی موت کے بعد آسمان پر گئے۔

اور کتاب طبقات الکبری جلد۲ صفحہ ۳۹ کے الفاظ و سینزل کما ینز ل عیسی کو پوری طرح نقل نہیں کیا اور نہ ہی اس کا ترجمہ لکھا ہے:

بریں عقل و دانش بباید گریست

امام عبدالوہاب شعرانیؒ کی کتاب الیوا قیت و الجوا ھر فی بیا ن عقاید ا لا کا بر کی جلد دوسری بحث ۶۵ ویں صفحہ ۲۹۱۔۲۹۲ پر لکھتے ہیں:

اگر تو سوال کرے کہ جب عیسی آوے گا تو پھر کب مرے گا اور کسطرح مرے گا۔ تو جواب یہ ہے کہ جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ۳۶۹ میں فرمایا ہے کہ وہ جب دجال کو قتل کرے گا اس وقت فوت ہو جائے گا۔

اگر تو سوال کرے کہ عیسیٰؑ کے نزول پر قرآن سے کیا دلیل ہے، تو جواب یہ ہے اس کے نزول پر دلیل یہ آیت ہے

و ان من اھل الکتا ب ا لا لیومننّ بہ قبل مو تہ

یعنی جب عیسی نازل ہوگا اور اہل کتاب ان پر اکٹھے ہوں گے

اور معتزلہ وفلاسفہ و یہود ونصاری نے حضرت عیسی کے آسمان کی طرف جسم کے ساتھ اٹھائے جانے کا انکار کیا ہے اور اللہ تعالی نے حضرت عیسی کے بارے میں فرمایا ہے

و انّه لعلم للسّا عة۔ یعنی حضرت عیسی نشانی ہے قیامت کی۔

اور قرآن میں لفظ علم کو عین اور لام کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے اور ضمیر انه کی حضرت عیسی کی طرف پھرتی ہے۔

حق بات یہ کہ حضرت عیسی اپنے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ۔اور ایمان لانا ساتھ اس کے واجب ہے۔

فرمایا اللہ تعالی نے بل رفعه اللّه اليه

(بلکہ اٹھالیا اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف)

ابو طاہر قزوینی نے کہا ہے کہ جان لو عیسیٰ آسمان میں جانے کی کیفیت اور اسکے اترنے اور آسمان میں ٹھہرنے کی کیفیت اور کھانے پینے کے سوا اس قدر ٹھہرنا یہ اس قبیل سے ہے کہ عقل اس کے جاننے سے قاصر ہے اور ہمارے لئے اس میں بجز اس کے کوئی راستہ نہیں کہ ہم اس کے ساتھ ایمان لاویں اور اللہ کی اس قدرت کو تسلیم کر لیویں۔

اگر کوئی سوال کرے کہ اس قدر عرصہ تک کھانے پینے سے بے پرواہ رہنا یہ کس طرح ہوسکتا ہے حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے

و ما جعلنا هم جسداً لا يأكلو ن الطّعام

(یعنی اور نہیں کیا ہم نے نبیوں کو ایسا جسم کہ نہ کھانا کھاویں)،

تو جواب یہ ہے کہ طعام کھانا اس شخص کیلئے ضروری ہے جو زمین میں ہے کیونکہ اس پر گرم و سرد ہوا غالب ہے اس لئے اس کا کھانا پینا تحلیل ہو جاتا ہے جب پہلی غذا ہضم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالی اس کو اور غذا اس کے بدلے میں عنایت کرتا ہے کیوں؟ اس دنیا میں اللہ تعالی کی یہی عادت ہے۔لیکن جس شخص کو آسمان کی طرف اٹھالیوے اللہ اس کے جسم کو اپنی قدرت سے لطیف اور نازک کر دیتا ہے اور اس کو کھانے پینے سے ایسا بے پرواہ کر دیتا

ہے جیسے اس نے فرشتوں کو اس سے بے پرواہ کر دیا ہے پس اس وقت اس کا کھانا تسبیح ہوگا اور اس کا پانی تہلیل ہوگا جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اس سوال کے جواب میں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ بے کھائے پیئے روزے رکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو اجازت نہیں دیتے (یعنی روزے وصال کے) فرمایا کہ میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں میرا رب مجھ کو کھانا دیتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔

اور مرفوع حدیث میں ہے کہ دجال کے پہلے تین سال قحط کے ہوں گے۔ پہلے سال میں آسمان تیسرا حصہ بارش کم کردگا اور زمین تیسرا حصہ زراعت کا کم کر دے گی۔ اور دوسرے سال میں دو حصے بارش کے کم ہو جائیں گے اور دو حصے زراعت کے کم ہو جائیں گے۔ اور تیسرے سال میں بارش بالکل بند ہو جائے۔ پس اسماء بنت زید نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اب تو ہم آٹا گوندھنے سے پکنے تک بھوک سے صبر نہیں کر سکتے اس دن مومن لوگ کیا کریں گے؟ فرمایا جو چیز اہل آسمان کو کفایت کرتی ہے یعنی تسبیح اور تہلیل وہی چیز اہل ایمان کو کافی ہوگی۔

شیخ ابوطاہر قزوینی نے فرمایا ہے کہ ہم نے ایک شخص خلیفہ خراط نامی کو دیکھا ہے کہ شہر ابہر (جو بلاد مشرق میں ہے) میں رہتا تھا اس نے ۲۳ سال کچھ نہیں کھایا اور دن رات اللہ کی عبادت میں مشغول تھا اور اس سے اس میں کوئی ضعف نہیں آیا تھا۔ پس جب یہ بات ممکن ہے تو حضرت عیسیٰؑ کے لئے آسمانوں میں تسبیح وتہلیل کی غذا ہو تو کیا بعید ہے اور ان باتوں کا اللہ جاننے والا ہے۔،

نتیجہ: امام شعرانیؒ کے الفاظ (حق بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے) روز روشن کی طرح ان کے عقیدے کو ظاہر کر رہے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جون ۱۹۲۴ء مطابق ۲۳ ذی قعد ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳۵ ص ۵۔۶)

مرزا صاحب دلہا اور عیسائی قوم دلہن

عیسائیوں کو نکاح مرزا مبارک!

ولیمہ کی دعوت کس کے ذمہ؟

محمدی بیگم کے نکاح کی حقیقت

پس از صد سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی ست باذنجان و باذنجان بورانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں

ہم اور ہمارے ناظرین تو عرصہ سے اس یقین پر ہیں کہ قادیانی امت اسلام اور قرآن سے بلکہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بھی دل لگی کرتی ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ ان کو کہا جائے گا

ابا لله و آ یا ته کنتم تستهز ؤن

(کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات سے مخول کرتے تھے)

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے رشتہ کی ایک لڑکی محمدی بیگم سے نکاح ہو جانے کا الہام شائع کیا۔ جس کے متعلق عربی الفاظ یہ ہیں:

دعو ت ر بی بالتضر ع و ا لا بتها ل و مددت الیه ایدی السوال فا لهمنی ر بی و قا ل سار یهم آ یة من انفسهم و ا خبر نی و قا ل اننی سا جعل بنتا من بنا تهم .... ستجعل ثیبة و یمو ت بعلها و ابو ها الی ثلا ث سنة من یو م النکا ح ثم نر د ها الیك بعد مو تها و لا یکو ن احد هما من العا صمین۔

(یعنی میں (مرزا قادیانی) نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ

میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤنگا۔ خدا تعالی نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ ہو جائے گی۔ اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے پھر ہم اس لڑکی تیری طرف لاویں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا)۔

یہ عبارت کیسی صاف ہے۔ یہاں تک کہ اس لڑکی کا نام بھی خدا نے بتا دیا۔ مگر چونکہ واقعہ اس کے خلاف ہوا یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا (اس لڑکی سے) نکاح نہ ہو سکا، تو قادیانی امت نے اس کے متعلق جو جو تاویلات کیں ہیں، حقیقت یہ ہے کہ تاویلات نہیں بلکہ ان کو بدحواسیات کہنا چاہیے۔

آج سے پہلے جتنی کچھ انہوں نے تاویلات کی ہیں، وہ تو ہم نے رسالہ نکاح مرزا میں لکھ دی ہیں، آج ایک نئی تاویل یا خواب کی پریشانی ان کو سوجھی ہے جو قادیانی امت کی معقول جماعت لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح میں ڈاکٹر بشارت احمد کے قلم سے شائع ہوئی ہے۔ اس کو راقم ہی کے لفظوں میں نقل کرتے ہیں۔

راقم (ڈاکٹر بشارت احمد) نے حضرت موسی کا مدین کو سفر کرنا اور وہاں حضرت شعیب کی دولڑکیوں کے مویشی کو پانی پلانا۔ پھر حضرت ممدوح کا ایک لڑکی سے نکاح ہو جانا، کا ذکر کر کے جو لکھا ہے ناظرین غور سے پڑھیں :

یہ وہی دو عورتیں ہیں جو نبی کی بیٹیاں تھیں اور جن میں سے ایک کے ساتھ حضرت موسی کا نکاح ہوتا ہے اور شرط آٹھ سال اور دس سال مدین میں ٹھہرنے کی ہوتی ہے۔

اس واقعہ کو قرآن نے کیوں ذکر کیا۔ پنگھٹ پر دو عورتوں کے جانوروں کو حضرت موسی کا پانی پلانا اور پھر ان میں سے نکاح ہو جانا، معاذ اللہ ناول کے طور پر بیان کیا گیا کہ نعوذ باللہ کورٹ شپ یا عشق مجازی کی جھلک دکھانی مقصود تھی۔ ہرگز نہیں حاشا وکلا نہیں۔

قرآن کریم کی شان اس سے بہت بلند ہے۔

بات یہ ہے کہ یہی واقعات دوسرے رنگ میں نہایت اعلی پیمانہ پر نبی کریم ﷺ کی زندگی میں پیش آنے والے تھے۔

عورت سے مراد تمام علم تعبیر کی کتابوں میں قوم یا امت ہوتی ہے کیونکہ نبی کی امت نبی سے ویسے ہی روحانیت کا بیج لیتی اور اس کے اثر سے متاثر ہوتی ہے جیسے عورت مرد سے۔

حضرت موسی کی زندگی میں اگر دو عورتوں سے ان کو مدین میں واسطہ پڑا جو بوجہ اپنی کمزوری اور اپنے باپ کے بڑھاپے کی کمزوری کے سبب جانوروں کو پانی نہ پلا سکتی تھیں، تو نبی کریم ﷺ کو دو قوموں سے واسطہ پڑا جو نبی کی روحانی اولاد تھیں۔ یعنی بنی اسرائیل اور عیسائی۔ (مرزا صاحب تو ہندوؤں کے کرشن بھی تھے۔ بہاء) ان دونوں قوموں نے عرب کے لوگوں کو جو کالانعام بل هم اضل یعنی چوپایہ کے لقب کے مصداق تھے، روحانی زندگی کا پانی پلانا چاہا۔ مگر بوجہ اپنی کمزوریوں اور اپنے نبی کے فیضان کی کمزوری کے جو بوجہ امتداد زمانہ کمزور پڑ گیا تھا، اس قوم کو روحانی زندگی سے سیراب نہ کر سکیں لیکن نبی ﷺ نے مدینہ جا کر عرب کے جنگلیوں کو جنہیں یہود و نصاری کی دونوں قومیں روحانی پانی سے زندہ نہ کر سکی تھیں، روحانی زندگی کے پانی سے سیراب کر دیا۔

کیا مزہ آتا ہے اس رکوع میں، موسی کے اس فعل سے نتیجہ نکالا ہے قوی امین۔ اور قرآن کریم میں قوی اور امین نبیوں کے متعلق بھی استعمال ہوا ہے جہاں ان کے تبلیغ و فیضان کا قوی ذکر ہوتا ہے۔

الغرض جہاں عرب کے وحشی لوگوں کو زندگی کے پانی سے سیراب کیا وہاں آپ کا ان دونوں میں سے ایک قوم کے ساتھ آسمانی نکاح بھی ہو گیا اور وہ یہود کی قوم تھی۔

جس طرح بیوی شوہر سے مستفیض اور متاثر اور مغلوب ہوتی ہے اسی طرح یہ قوم آٹھ اور دس سال کے اندر یا تو ایمان لا کر مستفیض ہو گئی اور یا ہمیشہ کیلئے مغلوب ہو گئی، اور اسی طرح حضرت موسی کی نکاح کی مماثلت پوری ہوئی (پیغام صلح لاہور ۲۵ ذی قعد۔ ص ۲-۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اس چیستان مرزا کے سمجھانے کے لئے چند الفاظ عرض کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کہتے ہیں عرب کے یہود جو مسلمان ہوئے تھے وہ گویا آنحضرت ﷺ کی بیوی یعنی محمدی بیگم تھی، کیونکہ امت نبی کی گویا بیوی ہوتی ہے (باریک فلسفہ ہے)۔ یہ ایک تمہید ہے اصل مضمون آگے ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد فرماتے ہیں:

> جس طرح وہ نبی کی بیٹی موسوی بیگم بنی تھی، اسی طرح یہ قوم جو ایک نبی کی روحانی بیٹی تھی محمدی بیگم بنی۔ البتہ دوسری قوم جو نبی کی دوسری روحانی بیٹی تھی اس کے محمدی بیگم بننے کا زمانہ یعنی عیسوی قوم کے فیض محمدی سے متاثر و مستفیض اور مغلوب ہونے کا زمانہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے یکسر الصلیب کا ارشاد مسیح موعود کے متعلق فرمایا کہ اس کے ہاتھ سے صلیبی مذہب بکلی مغلوب ہو جائے گا اور مسیح موعود کے متعلق اسی قوم کے ساتھ آسمانی نکاح کی طرف اشارہ تھا جو فرمایا کہ یتزوج و یولد لہ کہ وہ نکاح کرے گا اور اس سے اس کی اولاد ہو گی۔ اپنے اندر کوئی خصوصیت نہیں رکھتا۔ تو ایسا آپ نے کیوں فرمایا، جب تک کہ اس تزوج میں کوئی خصوصیت نہ تھی۔ اور وہ یہی تھی کہ نبی کی دوسری روحانی بیٹی یعنی مسیحی قوم اس سے تعلق پکڑ کے فیض محمدی سے بہرہ ور ہوگی۔ اور اس سے اس کے روحانی بیٹے پیدا ہوں گے۔

اس اقتباس کا مطلب بھی بہت باریک فلسفہ پر مبنی ہے۔ مضمون اس کا یہ ہے کہ یہودی قوم سے تو آنحضرت ﷺ کا نکاح ہوا، عیسائی قوم مسیح موعود کے حصہ میں آئی۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی سے عیسائی قوم کا نکاح ہو گیا۔ جو لوگ انگلستان میں اسلام قبول کرتے ہیں وہ مرزا صاحب قادیانی کی اس بیوی سے اولاد ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح موعود شادی کرے گا اولاد پیدا ہوگی۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یہاں تک پہنچے تھے کہ ناحق آپ کو ایک وہم پیدا ہوا کہ آسمانی نکاح کی اگر یہ حقیقت تھی تو مرزا صاحب قادیانی نے خود کیوں اس کو ایک خاص لڑکی کی طرف لگایا۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اس کا جواب دیتے ہیں:

میں یہ مانتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے اس آسمانی نکاح کو دنیا کی ایک ظاہری محمدی بیگم پر لگایا لیکن کسی رؤیا یا کشف یا الہام کی تعبیر اور تعیین میں اجتہادی غلطی ہو جانا کسی مامور من اللہ کی شان کے منافی نہیں۔ بڑے بڑے نبیوں سے پیش گوئی کے معاملہ میں اجتہادی غلطی ہو جانا ممکن ہے۔ آخر مرزا صاحب تو نبی کریم ﷺ کے ایک غلام تھے اور نبی نہ تھے۔ مجدد تھے۔ لیکن خود ہم سب کے سید و آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب ایک سرسبز مقام کو دیکھا جس کی طرف ہجرت ہونی تھی تو آپ نے اسے یمامہ سمجھا اور درحقیقت وہ بعد میں مدینہ ثابت ہوا۔ اسی طرح جب آپ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ سب سے پہلے وہ بی بی فوت ہوں گی جنکے سب سے لمبے ہاتھ ہیں تو سب بیبیوں نے آپ کے سامنے ہاتھوں کو ناپا اور آپ نے منع نہ کیا حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے مگر جب سب سے پہلے حضرت زینبؓ فوت ہوئیں تو واقعات نے بتا دیا کہ سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی بی بی سے سب سے زیادہ فیاض اور سخی بی بی مراد تھیں۔ اسی طرح بعض دفعہ حضرت مسیح موعود سے بھی پیش گوئی کی تعیین و تعبیر میں اجتہادی غلطیاں ہوتی رہیں۔ خود پیر منظور محمد والی محمدی بیگم کے تعیین میں بھی اجتہادی غلطی لگی۔ عالم کباب کا پیدا ہونا آپ نے اسی سے سمجھ لیا مگر واقعات نے بتلا دیا کہ یہ غلطی تھی وہ فوت ہوگئی۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ماشاء اللہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تقریر پر کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے اور حقیقت میں ہو بھی کیا، ایک ناول ہے جو ڈاکٹر صاحب لکھ رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی انجان کو شبہ ہو کہ یہ ڈاکٹر صاحب بریلی کے شفا خانہ میں شائد انچارج رہے ہیں اس لئے ان کو دماغی تکلیف ہے۔ سو ایسے انجانوں کی تو ہم کہتے نہیں، البتہ یہ کہتے ہیں کہ جناب والا مرزا صاحب کی منقولہ عبارت کو دیکھئے اس میں صاف لکھا ہے:

خدا نے اس لڑکی کا نام بتایا اور کہا کہ وہ تین سال میں بیوہ ہو کر تیرے پاس آئے گی۔

ناظرین! ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ کس ہمت اور کس جرأت سے صداقت مرزا کے مدعی ہوتے ہیں۔ کیا یہ ساری دنیا کو بے وقوف جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ کی ہجرت گاہ وہ زمین ہوگی جس میں کھجوروں کے باغ ہوں گے۔ مکہ معظّمہ میں رہ کر ایسی زمین کی بابت آپ کا خیال یمامہ کی طرف گیا کیونکہ وہاں بھی کھجوروں کے باغ بکثرت ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا

فذھب و ھلی الی الیما مۃ۔ (میرا خیال یمامہ کی طرف گیا)

مگر بعد میں مدینہ ثابت ہوا۔ اس کو محمدی بیگم کے نکاح سے کیا تعلق؟ سنئے کھجوروں کے باغ ایک نوع ہے، یمامہ اور مدینہ دونوں اس کے فرد ہیں۔ یمامہ ہوتا تو بھی صحیح ہوتا مدینہ ہوا تو بھی صحیح ہوا۔ برخلاف اس کے محمدی بیگم ایک عورت کا نام ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود لکھتے ہیں: خدا نے اس عورت کا نام لیا۔

نام لینے سے اس کی کلیت نہ رہی۔ بلکہ شخصیت مخصوصہ آگئی۔ پھر عیسائی قوم محمدی بیگم کی فرد کیسے ہوگئی؟ ایسا ہی اطول الیدین (لمبے ہاتھوں والی) عرب کے مجازی معنی میں سخی عورت کو کہتے ہیں۔ ازواج مطہرات نے لفظی معنی کے ماتحت اس کی حقیقت سمجھی اور ہاتھ ناپے۔ مگر آنحضرت ﷺ کے سامنے نہیں بلکہ بطور خود۔ لیکن واقعہ یہ ہوا کہ مراد اس سے مجازی معنی تھے۔ یعنی سخی جو لفظ طول الیدین کے فرد ہیں۔

اس سے آگے کا حصہ سابقہ حصہ سے بھی لطیف تر ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں:

پس کسی الہام یا رؤیا کی تعبیر میں اجتہادی غلطی کا لگ جانا کوئی مستبعد امر نہیں۔ (جب خدا نے نام بتا دیا، تو یہ اجتہادی غلطی نہ ہوئی، اگر غلطی ہے تو نعوذ باللہ خدا کی ہے جس نے نام بتایا۔ اور اگر مرزا کی اجتہادی غلطی ہی قرار دیا جائے تو اللہ نے مرزا کو اس اجتہادی پر ۲۲ سال تک کیوں قائم رکھا۔ وہ تو ۱۸۸۶ء سے ۱۹۰۸ء تادم مرگ محمدی بیگم ہی سمجھتے رہے۔ خدا نے اس اجتہادی غلطی کی اصلاح کیوں نہ کروائی۔ بہاء) محمدی بیگم کے معاملہ میں غلطی لگنے کی اصل کو پہلے سمجھ لینا چاہیے۔ وہ یہ کہ کشف یا رؤیا میں بعض دفعہ ایک شخصیت نظر آتی ہے۔ کبھی تو اس سے مراد وہ شخص خود ہوتا ہے اور کبھی مراد اس سے صرف اس کا نام ہوتا ہے یعنی وہ حقیقت جو اس کے

نام سے ظاہر ہوتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص رؤیا میں یہ دیکھے کہ دین محمد نامی کوئی شخص بڑے اعلیٰ اور ارفع مقام پر پہنچ گیا، تو اس سے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ شخص مذکور کسی اعلیٰ مقام پر پہنچ جائے۔ اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ دین محمد سے مراد وہ حقیقت ہے جو اس کے نام میں مضمر ہے یعنی محمد ﷺ کا دین۔ اس صورت میں تعبیر یہ ہوگی کہ اسلام کو اللہ تعالیٰ شوکت عطا کرے گا۔ اب اس رؤیا کی دونوں تعبیروں کا فیصلہ واقعات ہی کر سکتے ہیں ۔ اگر وہ شخص دین محمد ذلیل ہوگیا تو ظاہر ہے کہ رؤیا میں مراد اس کی شخصیت نہ تھی ۔ بلکہ وہ حقیقت تھی جو اس کے نام میں مضمر تھی ۔ اسی طرح محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کے متعلق جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر ظاہر ہوا چونکہ اس زمانہ میں خود ایک عورت محمدی بیگم کا جھگڑا بھی درپیش تھا، اس لئے آپ کا ذہن اسی بی بی کی طرف گیا۔ اس کے دوسرے پہلو کی طرف سے ذہول رہا۔ جس طرح اگر دین محمد نامی کسی شخص کا جھگڑا تعبیر میں درپیش ہو اور رؤیا میں دین محمد کی علو مرتبت دکھائی جائے تو ظاہر ہے کہ ذہن دین محمد کی شخصیت کی طرف منتقل ہوگا۔ اس کے نام کی حقیقت کی طرف سے ذہول رہے گا لیکن صحیح تعبیر واقعات کریں گے۔ اگر واقعات میں دین محمد کی عزت نہ بڑھی بلکہ پہلے سے بھی گھٹ گئی اور اسلام کی شوکت بڑھی تو ظاہر ہے کہ دین محمد سے مراد اسلام تھا دین محمد کی خصوصیت نہ تھی ۔ کوئی ہرج نہیں اگر ابتداء میں اس طرف ذھول رہا۔

اسی طرح محمدی بیگم کا جھگڑا چونکہ ان دنوں درپیش تھا اور اس کے متعلق بھی ایک مشروط سی پیش گوئی ہوچکی تھی اس لئے محمدی بیگم کے آسمانی نکاح پر آپ کا ذہن انسانی فطرت کے مطابق اس کی شخصیت کی طرف ہی منتقل ہوا (صاف کیوں نہیں کہتے کہ محبت کا تقاضا ہے ۔ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے ۔ ثناء اللہ) حالانکہ واقعات نے بتا دیا کہ درحقیقت محمدی بیگم سے مراد وہ حقیقت تھی جو اس نام میں مضمر تھی ۔ نہ کہ کوئی شخصیت ۔ جو کچھ بھی فیضان محمدی مسیحی اقوام کو یورپ وامریکہ میں آج پہنچ رہا ہے وہ سب آپ کے ہی تعلق اور توجہ

سے آپ ہی کے مرید اس فیضان کو پہنچا رہے ہیں۔ دوسرے فرقے اسلام کے اس سے بے نصیب ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

آپ کی قوت استدلالیہ کا اور کوئی قائل نہ ہو مگر ہم تو قائل ہو چکے اس سے زیادہ جس نے کہا تھا: چاول سفید ہیں لہذا زمین گول ہے۔

اے جناب پھر وہی علمی اور اصولی غلطی۔ سنئے! دین محمد ایک لفظ ہے جس کے دو معنی ہیں۔ اول۔ مرکب اضافی یعنی لفظی ترجمہ۔ دوم۔ علم شخصی یعنی نام۔

مانا کہ اس صورت میں شخصیت سے گذر کر لفظی معنی مراد ہوئے لیکن محمدی بیگم کے لفظ سے گذر کر عیسائی قوم کیونکر مراد ہوسکتی ہے۔ کیا عیسائی قوم محمدی بیگم کا لفظی ترجمہ ہے۔ مرزائی دوستو!

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جولائی ۱۹۲۴ء مطابق ۸ ذی الحج ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۳۷ ص ۴۔۶)

اس زمانہ کے نبی ہم کو پہچان لیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

۱۶ مئی ۱۹۲۴ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک نوٹ نکلا تھا جس میں ضلع ہردوئی میں بلاء ہوا نازل ہونے کا ذکر تھا، جس ہوا سے کئی گاؤں انسان اور مویشی ہلاک ہوئے تھے۔ اس نوٹ کو قادیانی اخبار الفضل (مورخہ ۸ جولائی) نے نقل کر کے اپنے بڑے بھائی رسالہ ریویو آف ریلی جنز کی تقلید میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ چونکہ عذاب بغیر نبی کے آنے کے نہیں ہوتا، اس لئے آج کل بھی کوئی نبی آیا ہوگا۔

دماغ میں یہ رکھ کر عنوان قائم کیا ہے کہ: اس زمانہ کے نبی کو پہچانو۔ یعنی حضرت مرزا صاحب آنجہانی پر ایمان لاؤ

ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم نے اس زمانہ کے نبی کو پہچان لیا۔ کیسے؟

ایسے کہ خود مرزا صاحب قادیانی باوجود مدعی نبوت ہونے کے اعتراف کرتے ہیں کہ میری نبوت اصلی نہیں بلکہ تبعی ہے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اتباع سے میں رسول بنا ہوں۔

بہت خوب! تو جس رسول کے اتباع سے مرزا صاحب رسول بنے ہیں، اصل رسول اس زمانہ کا وہی ہوا۔

مرزا صاحب قادیانی کی مثال اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ لاٹ صاحب کا اردلی لاٹ صاحب کی وجہ سے عزت پاتا ہے۔ جہاں لاٹ صاحب کی عزت ہوتی ہے، لاٹ صاحب کے طفیل اردلی کی بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ اصل عزت کا مستحق لاٹ صاحب ہے، نہ کہ اردلی۔

ٹھیک اسی اصول کے ماتحت ہم نے اصل رسول کو پہچان لیا ہے جس کی شان میں ہے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس لاٹ صاحب کے ہوتے ہوئے اردلی کی جانب متوجہ نہیں ہو سکتے بلکہ ایسا کرنا موجب ہتک جانتے ہو، پس سنو:

کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہے ہیں ہم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جولائی ۱۹۲۴ء مطابق ۱۵ ذی الحج ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳۸ ص ۷)

کھلی چٹھی بخدمت ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

جناب من! آپ کے ضلع میں ایک قصبہ قادیان ہے جہاں مرزا غلام احمد صاحب کے مریدوں کی کثرت ہے۔ لیکن آپ کی انصاف پسندی اور مہربانی سے وہاں دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے مذہبی جلسے کرتے رہتے ہیں۔ مگر اس دفعہ جو اپریل گذشتہ میں اسلامی جلسہ ہوا اس میں رات کے وقت کچھ فساد ہو گیا۔ مسافروں کو پیٹا گیا۔ سخت چوٹیں آئیں۔ پولیس میں رپورٹ ہوئی بیان ہوئے، مگر آج تک جو عرصہ تین ماہ کا ختم ہونے کو ہے پولیس کی اس کارروائی کا نتیجہ معلوم نہ ہوا کیونکہ یہ جلسہ پرائیویٹ نہیں ہوتا بلکہ

سارے ملک سے تعلق رکھتا ہے اس لئے دور دور کے مسلمانوں کو خیال ہے اور وہ سوال کرتے ہیں کہ اس تفتیش کا نتیجہ کیا ہوا۔ مہربانی کر کے جو کچھ آپ فرمائیں گے شائع کیا جائے گا۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جولائی ۱۹۲۴ء مطابق ۱۵ ذی الحج ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳۸ ص ۱۳)

خلیفہ قادیان باپ کی تکذیب کرنے یورپ گئے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

خدا کی شان ہے دنیا میں کوئی بھی واقعہ ہو وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب کرتا ہے گویا یہ شعر انہیں پر صادق آتا ہے

و فی کل شیء له آیة ۔ تدلّ علی انّه کاذب

آج کل احمدی اخباروں میں دھوم ہے کہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان انگلستان کو گئے ہیں تاکہ وہاں کے حالات کا مطالعہ کریں کہ ان لوگوں میں اسلام کس طرح پھیلایا جائے، حالانکہ مرزا صاحب آنجہانی کتاب چشمہ معرفت وغیرہ میں بالتصریح لکھ چکے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی دوسری قوم بجز اسلامی قوم کے نہیں رہے گی۔ بلکہ محض وحدۃ اسلامی پیدا ہو جائے گی۔

جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ آج دنیا کے چاروں براعظم مسلمان ہوتے۔ واقعہ جو ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی واقعہ کی تائید کے لئے خلیفہ قادیان یورپ کو گئے ہیں کہ وہاں انگریزوں کے حالات کا مطالعہ کریں کہ ان میں اسلام کی اشاعت کس طرح کی جائے۔

احمدی دوستو! الیس منکم رجل رشید ۔ کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار نہیں جو سوچے کہ جن لوگوں کو مسیح موعود کے زمانہ میں مسلمان ہو جانا چاہیے تھا ان کی بابت تمہارا خلیفہ ابھی حالات کا مطالعہ کرنے گئے ہیں۔ صاف کیوں نہیں کہتے کہ باپ کی تکذیب کرانے کو خدا تعالیٰ نے ان ولایت بھیجا ہے۔ سچ ہے۔

شهد شاهد من اهلها

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جولائی ۱۹۲۴ء مطابق ۲۲ ذی الحج ۱۳۴۲ھ ج ۲۱ نمبر ۳۹ ص ۳-۴)

عرض حبیب اللہ درتر دید مغالطہ مولوی عبید اللہ

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک نہر امرتسر لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ مولوی عبید اللہ صاحب احمدی نے (جو کہ مرزا محمود خلیفہ قادیان کے مریدوں میں سے ہیں) ایک کتاب حق الیقین فی معنی خاتم النبیین نامی لکھی ہے۔ آپ اس کتاب کے صفحہ ۴ پر اپنا مذہب یوں بیان کرتے ہیں

قولہ: ہمارے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین یعنی خاتم کمالات نبوت اور آخری تشریعی نبی تھے اور بلا شبہ حضور کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور کی شریعت کا تابع نہ ہو کیونکہ شریعت آنحضرت ﷺ کی ذات سے کامل ہو چکی ہے الیوم اکملت لکم دینکم (آج دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے) اور جس طرح آپ خاتم النبیین تھے اسی طرح آپ رحمۃ للعالمین بھی تھے حضور نے بوجہ خاتم النبیین یعنی آخری تشریعی نبی ہونے کے بے شک تشریعی انبیاء کی آمد کا دروازہ بند کر دیا ہے اور بوجہ رحمۃ للعالمین ہونے کے نبوت غیر تشریعی کا دروازہ اپنی امت کے لئے کھول دیا ہے۔

جس طرح حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع انبیاء غیر تشریعی ہوتے رہے اسی طرح حضرت مسیح موعود بھی آنحضرت ﷺ کی شریعت کے تابع ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے انبیاء جو حضرت موسیٰ کے بعد آتے رہے ہیں وہ سب بلا واسطہ جناب الٰہی سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کے واسطہ سے فیض نبوت درگاہ رب العزت سے حاصل کیا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود آنحضرت ﷺ کے امتی بھی ہیں اور آپ کی شریعت کے تابع غیر تشریعی نبی بھی ہیں۔،

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے رسول خداﷺ کو خاتم النبیین کہا ہے اور آنحضرتﷺ نے اناخاتم النبیین لانبی بعدی کہہ کر ہمیں سمجھا دیا کہ آپ کے بعد کسی شخص کو درجہ نبوت تک سرفراز نہ کیا جائے گا یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

۲۔ حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب میں صحیح سند کے ساتھ کوئی ایسی مرفوع روایت موجود نہیں ہے جس میں لکھا ہو کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ میرے خاتم النبیین ہونے یہ مراد ہے کہ میری امت میں سے جو شخص میری کامل طور پر پیروی کرے گا اس کو نبوت غیر تشریعی ملے گی۔

۳۔ صحابہ میں سے کسی نے رسول خدا کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب نہیں بیان فرمایا کہ امت میں سے جو شخص آپ کی کامل پیروی کرے گا اس کو غیر تشریعی نبوت ملے گی

۴۔ کسی مفسر نے آپ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب نہیں بیان کیا کہ آپ کی کامل پیروی کرنے سے غیر تشریعی نبوت ملتی ہے۔

یہی مولوی عبید اللہ احمدی اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ پر اپنے مخالفوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تشریعی نبی کے غیر تشریعی نبی بن جانے کی انبیاء گذشتہ میں کوئی نظیر نہیں پائی جاتی

میں کہتا ہوں کہ آپ پر بھی ہمارا یہی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آدم سے لیکر مرزا صاحب قادیانی تک ایک بھی ایسی نظیر نہیں پائی جاتی کہ کسی تشریعی نبی کی کامل پیروی کرنے کے سبب سے اس نبی کا ایک امتی غیر تشریعی نبی بنایا گیا ہو۔

مولوی عبید اللہ احمدی لکھتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطی تفسیر الدر المنثور میں لکھتے ہیں

عن شعبی قا ل قال ر جل عند المغیرۃ ابن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم ا لا نبیاء لانبی بعدی فقا ل المغیرۃ حسبك اذا قلت خا تم النبیین فا نا کنا نحد ث ان ابن مر یم خارج فان خرج فقد کا ن بعدہ

(یعنی شعبی جو کبار تابعین میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ مغیرہؓ کے پاس ایک شخص کہنے لگا جناب محمد رسول اللہ پر درود ہو آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں حضرت مغیرہ فرمانے لگے تجھے خاتم النبیین کہنا کافی ہے اور لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں کہا کرتے تھے کہ حضرت ابن مریم مبعوث ہونے والے ہیں جب وہ مبعوث ہوں گے تو آنحضرت ﷺ کے بعد نبی ہوں گے ۔(ص۸۴۔۸۵)

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب فرماتے ہیں:

تفسیر درمنثور کی جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ پر روایت کے صحیح الفاظ یوں ہیں:

اخرج ابن ابی شیبة عن الشعبی قال رجل عند المغیرة بن شعبة صلی الله علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعده فقال المغیرة حسبك اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسی علیه السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله و بعده۔ (ابن ابی شیبہ شعبی تابعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سامنے کہا صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ اس پر حضرت مغیرہ نے فرمایا تجھے اتنا کہنا کافی تھا کہ کہہ دیتا خاتم الانبیاء کیونکہ ہم لوگ یعنی صحابہ باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسی ظاہر ہونے والے ہیں پس جب ظاہر ہوئے تو عیسی ہی آپ سے پہلے ہوئے اور عیسی ہی آپکے بعد ہوں گے)

نوٹ: یہی روایت ان الفاظ کے ساتھ مرزا محمود احمد قادیانی نے اخبار الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۹ پر پیش کی ہے۔

اب میں بتلاتا ہوں کہ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ پر اصلی صحیح فقد کان قبله و بعده تھی مگر مولوی عبید اللہ بسمل احمدی نے ان الفاظ کو لکھنے کی بجائے فقد کان بعده لکھ کر ان اترجمہ یوں کر دیا: حضرت ابن مریم مبعوث ہونے والے ہیں جب وہ مبعوث ہوں گے تو آنحضرت کے بعد وہ نبی ہوں۔

حالانکہ اصل عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ تحقیق حضرت عیسی ظاہر ہونے والے ہیں پس جب وہ ظاہر ہوئے تو وہی آپ سے پہلے ہوئے اور وہی آپ کے بعد ہوں گے ۔، یعنی حضرت عیسی کا آنا خاتم النبیین کے خلاف نہیں کیونکہ حضرت ممدوح کی نبوت وہی ہے جو پہلے تھی۔

مولوی عبیداللہ صاحب احمدی نے

۱۔ابن مریم لکھا ہے حالانکہ درمنثور میں لفظ عیسی علیہ السلام ہے،

۲۔حکیم صاحب نے فقد کان بعدہ لکھا ہے حالانکہ اصل عبارت فقد کان قبلہ و بعدہ ہے۔

عبارت ان عیسی علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ و بعدہ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ آنے والے مسیح موعود قاتل دجال وہی مسیح ناصری عیسی بن مریم صاحب انجیل ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے نبی تھے اور وہی آپ کے بعد دوبارہ آنے والے ہیں مگر مولوی عبیداللہ احمدی اپنی خیانت کا ثبوت دیتے ہوئے قبلہ کا لفظ ہی ہڑپ کر گئے تاکہ کہیں احمدیت کا بنیادی پتھر وفات مسیح ناصری ہی چکنا چور نہ ہو جائے۔یہ ہے میاں محمود احمد صاحب کے ایک مرید کی ایمانداری کا نمونہ جسکو اس عاجز نے طشت از بام کر دیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اگست ۱۹۲۴ء مطابق ۲۹ ذی الحج ۱۳۴۲ھ جلد ۲۱ نمبر ۴۰ ص ۳۔۵)

ہر واقعہ مرزا قادیانی کی تکذیب کرتا ہے

ہر گیاہے کہ از زمین روئد

کاذب آنست او ہمیں گوئد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۵ جولائی میں ایک نوٹ نکلا تھا جس میں لکھا گیا تھا کہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کا بغرض دریافت حالات یورپ کو جانا تاکہ وہاں اشاعت اسلام کا کام باقاعدہ شروع کیا جائے، سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوی کی تکذیب ہوتی ہے کیونکہ وہ کتاب چشمہ معرفت میں لکھ چکے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام پھیل جائے گا یہاں تک کہ کوئی دوسری قوم بجز اسلامی قوم کے نہیں رہے گی۔

اسی نوٹ میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہر واقعہ جو دنیا میں ہوتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب کرتا ہے۔

اس پر قادیانی امت کی لاہوری پارٹی کا اخبار پیغام صلح بہت خفا ہوا۔ اس خفگی میں اس نے ہم کو بہت سخت سست الفاظ میں یاد کیا جس میں ہم بجائے ناراضگی کے خوش ہیں کیونکہ اس کے ایسا کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پکا متبع سنت مرزا ہے جو مخالف علماء کے مواخذات سے تنگ آ کر فرمایا کرتے تھے:

او بدذات فرقہ مولویاں۔ (رسالہ انجام آتھم۔ص ۲۱)

مگر اصل بات کا جواب جو دیا ہے وہ البتہ قابل غور ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

مولوی صاحب! پھر آپ کو اگر اپنے تقوے پر نہیں تو کم از کم اپنے فہم پر تو ضرور ناز ہے۔ مگر یہاں تو معلوم ہوتا ہے اس پر بھی پتھر پڑ گئے۔ پتھر نہیں تو تعصب کا پردہ تو ضرور پڑ گیا ہے۔ تعجب ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ کا مفہوم آپ نہ سمجھ سکیں۔

مولوی صاحب! حضرت موسیٰ کا واقعہ آپ کے سامنے ہے۔ فتح ارض مقدس کا الہی وعدہ اپنی قوم کو دیتے ہیں مگر اس کا ایفاء ان کی زندگی میں نہیں ہوتا چالیس سال بعد ہوتا ہے۔

پھر نبی کریم ﷺ کو دکھایا جاتا ہے کہ قیصر وکسریٰ کی چابیاں حضور کو دی گئیں۔ آپ کو علم ہے کہ یہ پیش گوئی کب اور کس کے عہد میں پوری ہوئی۔

مرزا صاحب نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں رہے گا۔ آپ کے اس قول پر ذرا سخت لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جسے ہم استعمال کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہاں یہ بشارت ضروری ہے کہ اسلام ان کے زمانہ میں غالب ہوگا، اور اسکے یہی معنی ہیں کہ ان کے خدام کے ہاتھوں ہوگا۔

اور اگر آپ ان کے خدام کی اشاعت اسلام میں سرگرم اور خدا کے فضل سے کامیابی کو منصفانہ نگاہ سے دیکھیں تو آپ کو خود بھی معلوم ہوگا کہ انشاء اللہ اسلام غالب ہوکر رہے گا اور صرف احمدیوں کے ہاتھ سے ہوگا۔

(پیغام صلح لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۲۴ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: بس مطلب کی بات یہ ہے کہ (بقول پیغام صلح لاہور) مرزا صاحب کی اشاعت اسلام کے متعلق پیش گوئی حضرت موسیٰ اور آنحضرتﷺ کی پیش گوئیوں کی طرح ہے اس لئے ہم بغرض تحقیق ان ساری پیش گوئیوں کے الفاظ سامنے رکھ دیتے ہیں تاکہ مقابلہ میں پوری تحقیق ہو سکے۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:

چونکہ آنحضرتﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرتﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرتﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے

هو الّذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحقّ لیظهره علی الدّین کلّه

یعنی خداوہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اسکو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرتﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں

کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔

چونکہ بلا شبہ سچائی کا جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اسلئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کیلئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ مسیح موعود ہے جو موجود ہے اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالی کی دنیا پر حجت پوری ہو سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا نقارہ دنیا میں بج جائے۔ (چشمہ معرفت۔ص۸۲۔۸۷)

یہ عبارت اردو ہے۔ کسی تشریح یا تفسیر کی محتاج نہیں اپنے معنی صاف بتا رہی ہے تاہم چند الفاظ ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں۔

خدا نے تکمیل اس فعل (یعنی اتحاد قومی) کی زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی اور اس تکمیل کے لئے مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) آئے اور اس زمانہ میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تا کہ فتح کا نقارہ ہر ملک میں بج جائے۔ وغیرہ

ان الفاظ سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ یہ کام یعنی دنیا میں سب کفری قوموں کو مٹانے اور اسلامی قوم بنانے کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے مسیح موعود (مرزا صاحب) آئے تھے چونکہ وہ کام نہیں ہوا بلکہ سابق سے بھی زیادہ کفر کا زور ہے۔ آج تک کبھی نہیں سنا تھا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو اپنے مذہب کی دعوت دی بلکہ ہندو بنائے جو آج فتنہ ارتداد میں سننے میں آیا۔

اور عیسائی مذہب کی ترقی کا یہ حال ہے کہ مرزا صاحب کے دعوی سے پہلے پنجاب ہی میں چند کس عیسائی تھے ان کے دعوے اور تبلیغ کے بعد آج لاکھوں تک شمار پہنچ چکا ہے یہاں تک کہ ملک کی قوموں میں عیسائی قوم کا بھی نام اور شمار کیا جاتا ہے ایسے واقعات دیکھ کر اور سن کر کہنا پڑتا ہے کہ تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔

اب سنئے حضرت موسی کا ارض مقدس کی بابت ارشاد۔

کچھ شک نہیں کہ حضرت موسی نے بنی اسرائیل کو کہا تھا کہ چلو خدا تم کو ارض مقدس پر قبضہ دے گا مگر جب میدان تیہہ میں جا کر بنی اسرائیل نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تو خدا تعالی نے فرمایا:

فا نّها محرّ مة علیهم ار بعین سنة یتیهو ن فی ا لا ر ض فلا تأس علی القو م الفاسقین ۔ (المائدہ:۲۶)

(یعنی خدا نے اعلان فرمایا کہ ارض مقدس کا داخلہ اب ان پر چالیس سال تک حرام کیا گیا ہے پس اب (موسیٰ) ان فاسقوں پر ترس نہ کیجئے)

ناظرین ! للہ غور کیجئے خداوند تعالی اس قوم کی بدعملی پر اعلان کرتا ہے کہ جو انعام میں ان کو دینے والا تھا وہ ان کی بدعملی کی وجہ سے چالیس برس تک ملتوی کر دیا گیا اور وہ چالیس سال جب ختم ہوں گے وعدہ بھی پورا ہو جائے گا اختتام چالیس سال سے پہلے اس کا پورا ہونا خلاف پیش گوئی ہے بعد میں پورا ہونا تو عین مطابق ہے۔

اب سنئے ! حضورﷺ کو قیصر وکسری کی چابیاں ملنا اور زمانہ صحابہ میں ان کا فتح ہونا۔اس کی بابت بھی اپنے لفظوں میں ہم کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے حضورﷺ نے خود اس کی تفسیر فرما دی ہے

لتفتحن عصا بة من المسلمین کنزا مال کسری الذی فی الابیض و الذی نفسی بیده لتنفقن کنو ز هما فی سبیل الله

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۶)۔(یعنی حضورﷺ فرماتے ہیں کسری کے خزانے مسلمانوں کی ایک جماعت فتح کرے گی اور تم مسلمان اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے)۔

اس روایت نے عقدہ حل کر دیا کہ فتح کرنا اور تقسیم کرنا مسلمانوں کا کام ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔الحمد لله

ناظرین ! للہ فی اللہ ان تینوں پیش گوئیوں پر غائر نظر ڈالئے اور فیصلہ کیجئے کہ ان میں سے کون اصلی معنی میں سچی ہے اور کون جھوٹی۔

خدا جانے ان لوگوں کو ایسی غلط بیانی کرنے پر کس طرح حوصلہ ہوتا ہے کیا اس شعر کی تصدیق منظور ہے

نہ مذہب سے ہوئے واقف نہ دین حق کو پہچانا
پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

آگے چلئے اڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور لکھتے ہیں :

مولوی صاحب ! کیا ایک واقعہ مرزا صاحب کی تکذیب کرتا ہے؟ گستاخی

معاف کم از کم ایک واقعہ تو ایسا ہے جو انکی صداقت نا قابل تر دید مہر تصدیق ہے احادیث نبوی میں مسیح موعود کے زمانہ کے مولویوں کا ایک خاکہ دیا ہوا ہے اسے پڑھیئے اور پھر اپنے خط و خال سے مقابلہ کیجئے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ کم از کم ایک واقعہ ایسا بھی ہے جو مرزا صاحب کا مصدق ہے۔

(پیغام صلح لاہور ۲۹ جولائی ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: ہاں جناب ہر واقعہ مرزا صاحب قادیانی کی تکذیب کرتا ہے۔ پس سنئے قرآن مجید میں ارشاد ہے

سنریھم آ یاتنا فی الآ فاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق ۔ (یعنی خدا فرماتا ہے ہم ان کو نشان قدرت دنیا کے کناروں میں اور خود ان کے نفسوں میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان کو معلوم ہو جائے گا کہ وعدہ الہی سچا ہے)

اس آیت کے مطابق ہم آپ کو آپ کے اندر کا واقعہ بتاتے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب کرتا ہے

حدیث شریف میں مسیح موعود کے زمانہ کے آثار یوں آئے ہیں

لتذھبن الشحناء و التباغض و التحا سد (روایت مسلم مندرجہ مشکوۃ)۔

(یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں کینہ اور بغض اور حسد سب دور ہو جائیں گے)

اس حدیث کے مطابق جب کبھی علماء کی طرف سے سوال ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی اگر مسیح موعود ہیں تو مسلمانوں سے یہ عیب کیوں دور نہیں ہوئے؟

اس کا جواب ملتا رہا کہ جو لوگ مسیح موعود کو مانتے ہیں ان کے حق میں یہ حدیث صادق ہے، باقی منکرین کے لئے نہیں ۔

سو خدا کا شکر ہے آج کل تمہارے گھر کا واقعہ ہے کہ پیغام صلح نے خلیفہ قادیان کے سفر یورپ پر جو نکتہ چینی کی ہے، تو الفضل اس کے سلسلہ جواب کے ہر نمبر میں پیغام کی نکتہ چینی حسد بغض پر مبنی قرار دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکور خود قائلین مرزا قادیانی کے حق میں بھی صادق نہیں کیونکہ مصدقین مرزا سے بھی حسد بغض دور نہیں ہو سکا۔

پس اس واقعہ سے بھی جناب موصوف کا دعوی ثابت ہوا ہاں یہ جو آپ نے

لکھا ہے کہ:

مولوی صاحب! گستاخی معاف کم از کم ایک واقعہ تو ایسا ہے جو ان کی صداقت پر نا قابل تردید مہر تصدیق ہے احادیث نبوی میں مسیح موعود کے زمانہ کے مولویوں کا ایک خاکہ دیا ہوا ہے اسے پڑھئے اور پھر اپنے خط و خال سے مقابلہ کیجئے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ کم از کم ایک واقعہ ایسا بھی ہے جو مرزا صاحب کا مصدق ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جن احادیث میں مولویوں کا خاکہ جو دیا ہے ان میں مسیح موعود کے زمانہ کا ذکر نہیں بلکہ قرب قیامت کا ہے ان احادیث میں یہ لفظ آئے ہیں؛

تخرج منهم الفتنة و عليهم تعود

(ان علماء سوء کی علامت یہ ہوگی کہ انہی سے فتنہ اٹھے گا اور انہی پر پڑے گا)

اس کی مثال بھی ہم کو ایک واضح ملتی ہے جو ہر ایک مومن کی تازگی ایمان کا سبب ہے پیغام اگر ایمان داری سے غور کرے گا تو ہماری مثال کی تصدیق کرے گا۔ پس سنئے

جن علماء نے میاں محمود احمد پسر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو خلیفہ بنایا اور پھر کسی وجہ سے ان کی معزولی کا اشتہار دیا یہی وہ فتنہ ہے جو ان سے نکلا اور انہی پر پڑا۔ کہیے کیا رائے ہے،

انّ فی ذلك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع و هو شهيد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اگست ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۴۳ھ ج ۲۱ نمبر ۴۲، ص ۳۔ ۵)

(کینہ بغض حسد وغیرہ کی قادیانیوں میں موجودگی کی وضاحت درج ذیل مضامین سے بھی ہوتی ہے:

قاضی اکمل صاحب کی گل افشانی

قادیان کی جماعت احمدیہ میں قاضی اکمل صاحب کا نام نامی مزید تعارف کا محتاج نہیں آپ کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضمون، الفضل میں قبرستی کی تعلیم، کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کو سخت گالیاں دی ہیں جس کی ہمیں اکمل صاحب سے ہرگز توقع نہ تھی۔ اور خود ڈاکٹر صاحب ممدوح کو بھی امید

نہ تھی کہ اکمل صاحب اس قدر رکیک باتوں پر اتر آئیں گے مثلاً ڈاکٹر بشارت صاحب کے قلم کو بطالت رقم، لکھنا اور آپ کو امیر القوم کے خسر معظم کا طعنہ دینا کس قدر معیوب ہے اور قرآن مجید کی تعلیم لا تنا بزوا بالالقاب کے صریح خلاف ہے۔

پھر سب سے زیادہ ہے کہ جناب اکمل صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو اور ضمناً ہم کو مولوی ثناء اللہ صاحب سے مشابہت دی ہے اور لکھا ہے تنشا بھت قلو بھم کی بنا پر یہ ضروری ہے کہ کہ جو کچھ اہل حدیث میں شائع ہو اس کا چربہ پیغام صلح میں بھی اترے۔ گویا اہل حدیث اور پیغام صلح یکساں حضرت مسیح موعود کے دشمن ہیں۔ اب یہ بات کس قدر حقیقت سے دور اور راست بازی سے بعید ہے۔ اکمل صاحب ہمیشہ تحقیق حق کے مدعی رہے ہیں ہر ایک مسلمان کو فی الحقیقت محقق بھی ہونا چاہیے لیکن کیا وہ انصاف سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیغام صلح فی الواقعہ اہل حدیث کی طرح حضرت مسیح موعود کا دشمن مکفر و مکذب ہے...

تم میں ہائے سوچنے والے کدھر گئے

(پیغام صلح لاہور ۴ فروری ۱۹۲۳ء ص ۲)

نیز ذیل کا مضمون بھی ملاحظہ کیجئے۔ بہا:

نشانات سماویہ اور میاں صاحب

مسٹر اکمل آف گولیکی ثم آف قادیان کو مخاطب کرنا نجاست میں ڈھیلا پھینکنے کے مترادف ہے کہ غلاظت کے چھینٹے اپنے او پر پڑیں یا کھٹل کے مسلنے کے قائم مقام ہے کہ بدبو سے دماغ پراگندہ ہو جائے جناب خلافت مآب میاں محمود احمد صاحب تقریر کر رہے تھے کہ ایک شہاب ٹوٹا حضرت اپنے مریدوں کی عقل وفہم کو خوب جانتے تھے فوراً فرمانے لگے کہ دیکھو یہ آسمان سے نشان ظاہر ہوا سب نے زبان حال سے کہا صل اعلی۔ مسٹر اکمل گوئے سبقت سب پر یوں لے گئے کہ الفضل میں اس نشان کی ڈگڈگی خوب پیٹی اور اس طرح حق نمک خواری ادا کیا آخر دنیا ساری تو اندھی نہیں لوگوں نے اعتراض کیا چونکہ اس میں معجزات اور نشانات سماویہ پر زد پڑتی تھی ہم نے اس کی تردید کی پھر کیا تھا اکمل صاحب نے دستر خوان خلافت کی فضلہ خوری کے نتیجہ میں الفضل میں وہ غلاظت کی قئے کی کہ الامان والحفیظ دماغ پراگندہ ہو گیا گالیوں کی بدبو سے جی متلانے لگا آکر جو اندر تھا وہی باہر نکلنا تھا یہ ...اسی لئے وقف ہے کہ جب کسی معاملہ میں جواب بن بن پڑے تو کاٹنے کے لئے اسے چھوڑ دیا جائے گالیوں کو الگ کر کے جو خلاصہ آپ کے جواب کا ہے وہ صرف یہ ہے کہ کائنات میں ہر چیز ایک نشان ہے اور حضرت مسیح موعود کی تائید میں بھی بعض

نشانات سماوی ظاہر ہووے مثلاً کسوف خسوف رمضان وغیرہ اب اسے دانستہ دھوکا دہی کہا جائے یا انتہائے جہالت کہ جب ہر چیز کائنات میں کسی تقریر پر ایک نشان الٰہی کی حیثیت رکھتی ہے تو پھر شہاب کے گرنے پر خود خلافت مآب اور خود ما بدولت اکمل صاحب کا اس قدر غوغا مچانا کیا ضرور تھا یا اور اگر اس کی مثال مسیح موعود کے نشانات سے دیتے ہو کہ کسوف خسوف رمضان میں آپ کے لئے ظاہر ہوئے اور ایک شہاب عظیم آپ کے وقت میں گرا تو واضح ہو کہ ان نشانات کی قبل از وقت پیش گوئیاں موجود تھیں یہ نشانات تو پیش گوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے نشان ٹھہرے اگر یہ پیش گوئیاں نہ ہوتیں تو کسوف خسوف یا شہاب ثاقب کوئی نشان نہ ہوسکتا تھا کیا میاں محمود نے خدا سے خبر پا کر کوئی پیش گوئی کی تھی کہ میری تقریر میں شہاب ثاقب گرے گا اور وہ خدا کی طرف سے نشان ہوگا اگر یہ نہیں تو پھر محض شہاب کا گرنا کوئی نشان نہیں کسی کی صداقت پر ایسی نشان تو خدا کے علم اور قدرت نمائی پر مبنی ہوتا ہے نہ کہ محض کسی حادثہ کائنات کا ظاہر ہونا۔ اگر اللہ تعالی کی طرف سے قبل از وقت علم حاصل ہونے کے بغیر محض کسی حادثہ کائنات کو میاں محمود اپنی تائید میں پیش کر سکتے ہیں تو پھر ایک عیسائی ایک ہندو ایک بہائی ایک کافر بھی پیش کرسکتا ہے اگر کسی پادری کی تقریر میں ایک پتھر کوٹھے سے گرے تو وہ فوراً چلا پڑے کہ دیکھو مسیح نے میری تائید میں نشان ظاہر کیا میں اسلام کو اس پتھر کی طرح کچل دوں گا، تو کیا یہ اس پادری کی حماقت پر نشان نہ ہوگا، یا کم سے کم یہ ثابت کر دے گا کہ وہ پادری اپنے سامعین کو احمق سمجھتا ہے پس میاں صاحب کا اس شہاب کو نشان قرار دینا کم سے کم یہ ضرور ثابت کرتا ہے کہ وہ اپنے سامعین و مریدین کو احمق ضرور سمجھتے ہیں جن کے سرتاج میاں اکمل ثابت ہوئے جو کاتا اور لے دوڑی کا مصداق بن کر فوراً ڈھول بجانے کھڑے ہو گئے یا پھر وہ خود ساری محمودی جماعت کو احمق سمجھتے ہیں جو سب کو سنانے بیٹھ گئے اور اب اس نشان پر ایمان لانے کو شیوہ مومن قرار دیتے ہیں کیا خوب! جناب یہ وہ نشان اور ایمان ہے جس کی لغویت پر کفر خندہ زن ہے اس نشان کو تو آپ دفتر بے معنی کی مد میں داخل کر کے اپنے، ساقی کے خم خانہ، میں غرق مئے ناب اولی، کر دیتے تو کم سے کم معجزات الٰہیہ اور نشانات سماویہ کی ہتک اور ذلت تو نہ ہوتی اور غیروں کو ہنسنے کا موقعہ تو نہ ملتا۔)

(پیغام صلح لاہور ۹ جولائی ۱۹۲۴ء ص۲)

آئینہ مرزا:

ہمارے ناظرین اہل حدیث کے پرانے نامہ نگار بابو عبدالحی (یکےازکوہاٹ) کو جانتے ہیں۔ آپ کو قادیانی لٹریچر میں بہت کافی واقفی ہے۔ آپ نے بڑی محنت سے یہ کتاب بطرز ناول لکھی ہے مگر

واقعات صحیحہ سے لبریز۔ اصل کتاب ۲۴۰ صفحات پر ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی کے حالات از زمانہ ملازمت تا وفات لکھے گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ پتہ۔ بابو عبدالحی پنشنر کوہاٹ صوبہ سرحد
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اگست ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۴۳ھ ج ۲۱ نمبر ۴۲، ص ۱۳)

تردید مرزا قادیانی میاں محمود کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

آیات قرآنی:

و لمّا ضرِب ابن مر یم مثلاً اذا قو مك منه یصدّو ن ۔ و قالوا ء آ لهتنا خیر ام هو ۔ ما ضر بو ہ لك ا لّا جد لا ۔ بل هم قو م خصمو ن ۔ ان هو الّا عبد انعمنا علیه و جعلنا ہ مثلا لبنی اسرا ئیل ۔ و لو نشاء لجعلنا منکم ملا ئکة فی ا لا ر ض یخلفو ن ۔ و انه لعلم للسا عة فلا تمتر ن بها و اتبعو ن هذا صرا ط مستقیم۔ (الز خر ف :٥٧۔٦١)

جب ابن مریم مثال بیان کیا گیا تو ناگہاں تیری قوم کے لوگ اس سے تالیاں بجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے معبود بہتر یا ابن مریم، وہ لوگ صرف جھگڑا کرنے کے لئے اس کو بیان کرتے ہیں بلکہ وہ لوگ جھگڑالو ہیں حضرت ابن مریم ہمارا ایسا بندہ ہے کہ جس کو ہم نے (نبوت کا) انعام عطا کیا تھا اور ہم نے ابن مریم کو بنی اسرائیل کے واسطے ایک نمونہ بنایا تھا اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے کرتے جو زمین میں جانشین ہوتے (و انه لعلم للساعة) اور تحقیق ابن مریم قیامت کی نشانی ہے پس اسکے ساتھ شک مت لاؤ اور میری پیروی کرو یہ راہ سیدھی ہے۔ (الزخرف: ۵۷۔۶۱)

نوٹ۔ مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۱۷، ۳۱۸ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲، ابن کثیر جلد ۹ صفحہ ۱۴، ابن جریر جلد ۲۵ صفحہ ۴۸۔۴۸، ترجمان القرآن جلد ۱۴ صفحہ ۶۰، ۶۲، ۶۶ اور فتح البیان کی جلد ۸ کے صفحہ ۳۱۱ پر لکھا ہے:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا و انه لعلم للسا عة سے مراد حضرت عیسیٰ

ابن مریم کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے۔

حدیث رسول ربانی

بخاری جلد اصفحہ ۴۹۰ ، فتح الباری پارہ ۱۳ اصفحہ ۲۸۱ ،عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۴۵۱ ، ارشاد الساری جلد ۵ صفحہ ۴۱۹ ،فیض الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۱۷۸ ، مشکوۃ مترجم جلد ۴ صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸، مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۲۳۰۔۲۳۱ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۷۳ ، ۳۷۴، مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۷۶ پر ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب تم میں نازل ہوگا ابن مریم حاکم عادل ہوکر پس توڑے گا صلیب کو اور قتل کرے گا خنزیر کو اور جنگ کو بند کر دے گا اور مال کثرت سے پھیل پڑے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا یہاں تک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ پڑھو تم یہ آیت:

اگر ہو کہ کوئی اہل کتاب میں سے نہیں مگر یہ کہ ایمان لاویگا ساتھ حضرت عیسی کے پہلے مرنے عیسےؑ کے اور قیامت کے دن حضرت مسیح ان پر گواہ ہوگا

نوٹ: یہ جو رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ابن مریم حاکم ہوکر اترے گا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اترے گا حاکم ہوکر ساتھ اس شریعت محمد یہ کے۔ پس تحقیق یہ شریعت باقی ہے اور منسوخ نہ ہوگی بلکہ عیسی ہوں گے حاکم اس امت کے حاکموں سے (دیکھو فتح الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۸۱ فیض الباری پارہ ۱۳ صفحہ ۱۷۸ اور مجمع البحار جلد اصفحہ ۲۸۶)

الفاظ حکماً عادلا کا مطلب یہ بھی ہے کہ مسیح موعود حکم عدل ہوکر آئے گا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا یعنی ابن مریم مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والا ہوگا۔

میاں محمود احمد صاحب قادیانی

اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۱۵۵ پر لکھتے ہیں:

بعض نادان کہدیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوسکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

و ماارسلنا من رسو ل ا لا لیطاع با ذ ن اللہ
اوراس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں
لیکن یہ سب بسبب قلت تدبر ہے جب اللہ خوددوسری جگہ فرماتا ہے کہ
انّا انزلنا التو راۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیو ن .. الخ
(یعنی ہم نے توریت اتاری ہے جس میں ہدایت ونور ہے اس کے
(اہل حدیث کا یہ شمارہ میرے پاس نامکمل ہے اس لئے یہ مضمون بھی نامکمل ہے۔ بہاء)
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ ستمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۵ صفر ۱۳۴۳ھ جلد ۲۱ نمبر ۴۵ ص ۶ ..)

کابل میں سنگساری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

آج کل اخباروں میں اس خبر کی بازگشت بڑے زور سے ہورہی ہے کہ افغانستان میں بحکم عدالت شرعیہ ایک شخص نعمت اللہ خان کو بجرم احمدیت کیوں سنگسار کیا گیا۔

ہماری ذاتی رائے اس واقعہ کی نسبت جو ہے وہ گزشتہ پرچہ میں ظاہر کرچکے ہیں آج بتصدیق صحت خبر ہم اپنا عندیہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ نعمت اللہ کی سنگ ساری احکام شرعیہ کے موافق ہوئی یا مخالف۔

ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ صورت موجودہ میں سنگسار کرنے کا حکم نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ کتب فقہ حنفیہ میں نہ شافعیہ وغیرہ میں۔ اگر اس کا نام سیاسی حکم رکھا جائے تو ہمیں اس پر بحث نہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔

قرآن شریف کی آیت مندرجہ ذیل پہلے ملاحظہ ہو:

انّ الذین ء امنوا ثم کفروا ثم ء ا منوا ثمّ کفروا ثمّ ازدادوا کفراً
لم یکن اللّٰہ لیغفر لھم و لا لیھد یھم سبیلا۔ (النساء۔۱۳۷)

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو دو دفعہ ایمان لائے اور دو دفعہ کافر ہوئے۔ یا بالفاظ دیگر مرتد ہوئے۔مگر ان مرتدین کی سزا سنگساری مذکور نہیں۔

ایک حدیث اس مضمون کی آئی ہے

من بدّل دینه فا قتلو ہ (جوکوئی دین بدلے اس کو قتل کردو)

اس کی صحیح تشریح جو فہم ناقص میں ہے وہ تو آگے عرض کریں گے، سردست بطور تسلیم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے بھی مرتد کی سزا سنگسار (پتھراؤ) ثابت نہیں ہوتی۔

مرزائی ہونا سخت گمراہ ہونا ہے۔

کچھ شک نہیں کہ مرزا کا مصدق ہونا گو یا خدا و رسول کا مکذب بننا ہے مگر یہاں تنقیح یہ ہے کہ مرتد عن الاسلام ہونے سے شرعی اصطلاح میں کیا مراد ہے؟

کچھ شک نہیں کہ مرتد عن الاسلام ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ اسلام کو جھوٹا مذہب سمجھ کر چھوڑ دے۔

ان معنی سے مرزائی جو کچھ بھی ہیں بفتوی شریعت مکفر ہیں مگر باقرار خود کافر یا باصطلاح اسلام مرتد نہیں کیونکہ وہ باقرار خود مصدق اسلام ہیں۔ اس لئے بھی مرتد کی سزا اگر ثابت بھی ہوجائے کہ سنگسار ہے تو بھی مرزائی کی سزا یہ نہیں ہوسکتی۔

اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ مرتد کی سزا جن حدیثوں میں قتل آئی ہے ان کا صحیح مفہوم کیا ہے۔

ہمارے ناقص خیال میں جس کی بابت ہمارا عقیدہ ہے کہ :

ان یکن صادقاً فمن الله و ان یکن غیرصا دق فمن نفسی ان النفس لا مار ۃ با لسوء ، کے جو معنی ہیں ان کے سمجھنے کے لئے اس زمانہ کے قومی تعلقات کو زیرغور رکھنا ضرور ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا ہر فرد اسلامی حکومت اور اسلامی قوم کا ہم درد ہوتا تھا اور کافر کا ہر فرد خیرخواہ ملت کفر یہ اور بدخواہ اسلام اور اہل اسلام ہوتا چنانچہ ارشاد ہے

المو منو ن و المومنات بعضهم او لیاء بعض ،

یعنی مسلمان مرد ہوں یا عورتیں ایک دوسرے کے ہم درد ہیں

مخالفین کے حق میں فرمایا:

و الذ ین کفروا بعضهم او لیاء بعض ۔ (پ۲ع۶)

یعنی منکرین کی جماعت اسلام کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی ہمدرد ہیں۔

ان آیات اور دیگر احوال عامہ کو ملحوظ رکھ کر اس حدیث کا مطلب سمجھنا بالکل آسان ہے جو خود اس حدیث کے الفاظ بتا دیں گے جو یہ ہیں؛

لا یحلّ دم امرء مسلم یشهد لا اله الا الله و انی رسول الله الا باحدی ثلا ث۔ الشیب الزا نی، و النفس با لنفس، و لتا ر ك لدینه المفارق للجماعة (صحیحین)۔(یعنی کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین میں سے ایک وجہ سے ا۔شادی شدہ زانی ہو جسے سنگسار کیا جائے ،کسی بے گناہ انسان کا قاتل، دین اسلام اور جماعت اسلامیہ چھوڑنے والا)۔

یہ اخیر کا حصہ آج کل زیر بحث اور سارا مدار کار ہے اس میں میں حضور ﷺ نے دو لفظ فرمائے ہیں: دین اسلام چھوڑنے والا اور جماعت سے مراد اسلامی قوم ہے یعنی مسلم قوم کو چھوڑ کر کفار کی حمایت کرنے والا، جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ان دو جزوں کے مجموعہ پر سزا مرتب ہے نہ کہ صرف ایک پر۔

اور ان دو کا مجموعہ یہی ہے کہ مسلمانوں سے نکل کر کفار کی جماعت میں مل جائے یعنی جیسے اس زمانہ میں کفار حربی مسلمانوں سے برسر جنگ رہتے تھے چنانچہ ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا

لا یر قبو ن فی مو من ا لا و لا ذمه

یعنی یہ دشمنان اسلام ایک مسلمان کے حق میں کسی قسم کے تعلق اور ذمہ داری کا لحاظ نہیں کرتے

بلکہ لا یالو نکم خبا لا تمہیں نقصان پہنچانے میں ذرہ کمی نہیں کرتے۔

اس لئے ایسے اشخاص جو اسلام چھوڑ کر کفار میں جائیں گے وہ ضرور حربی ہوں گے، لہذا ان کا حکم ان حربیوں کے برابر قرار دیا۔ ورنہ محض ترک اسلام سے ان پر موت یا قتل کا حکم نہیں لگایا جیسا کہ آیت مرقومہ سے صاف ظاہر ہے جس کے الفاظ مکرر بغرض تدبر نقل ہیں

ان الذین آ منوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن الله لیغفرلهم (جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر وہ مرتے دم تک کفر ہی میں بڑھتے گئے خدا ان کو نہیں بخشے گا)

پس یہی عدم بخشش ان کی سزا اخروی ہے قتل یا سنگسار وغیرہ کا ذکر منفی ہے لہذا سزا بھی منفی۔

نتیجہ یہ ہے کہ افغانستان میں جو کسی مرزائی کو محض مرزائی ہونے کی وجہ سے (اگر یہ صحیح ہے) سنگسار کیا گیا ہے قرآن حدیث اور کتب فقہ میں اس کا ثبوت نہیں اس لئے یہ سزا نہ حد ہے نہ تعزیر۔ ہاں اگر کچھ ہوسکتا ہے تو باصطلاح افاغنہ سیاسی حکم ہے۔ دگر ہیچ

قادیانی امت اپنے صبر وسکون پر فخر کیا کرتی ہے اور اپنے مقابلہ میں کسی امت جدیدہ کو نظر میں نہیں لاتی حالانکہ ان کے مدمقابل بابی فرقہ یا بہائی جماعت نے ایران میں جس بے جگری سے ایران کے سرکاری احکام کا مقابلہ کیا وہ ان کی تاریخ میں نمایاں حصہ ہے۔ قریب تیس ہزار بابیوں کے تہ تیغ بے دریغ کئے گئے مگر انہوں نے اف تک نہ کی۔ نہ اپنے خیالات کو چھوڑا۔ قادیانی امت تیس ہزار تک کیا پہنچے گی ابھی تین ہی تک پہنچی ہے کہ دنیا بھر میں شور مچا دیا

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کاں سوختہ را جان شد و آواز نہ آید

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۔۳۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء۔۳ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ جلد ۲۱ نمبر ۴۹ ص ۳۔۴)

مناظرہ مرزائیاں فیروز پور

کچھ دنوں سے تھانہ ملوٹ ضلع فیروز پور میں تھانہ دار صاحب مرزائی مذہب کے آئے ہوئے ہیں جن کی تحریک سے شوال ۱۳۴۲ھ میں مولوی عصمت اللہ (ہوشیار پوری) مرزائی ملوٹ میں آئے اور تھانہ دار صاحب کی معرفت علاقہ کے علماء و رؤساء کو چیلنج مناظرہ دیا۔ چنانچہ مولوی نور محمد صاحب ساکن ملوٹ سے گفتگو ہوئی اور اس کے بعد مولوی عبدالفتاح صاحب کو ملوٹ میں مناظرہ کے لئے بلایا گیا، تھانہ دار صاحب نے ان مناظروں میں خوب حصہ لیا اور اپنی تھانہ داری کا رعب داب بھی خود دکھایا۔ چنانچہ مولوی نور محمد صاحب کو دوران گفتگو میں بہت سخت الفاظ اور حقارت آمیز کلمات سے پیش آئے وہ بے چارے خاموش رہے (جہاں افسروں کی طرف سے بے جا مداخلت ہو

مناظرہ بند کر کے سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کو فوراً شکایتی تار دے دینا چاہیے۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

اس کے بعد پھر مسلمانوں کو چیلنج پر چیلنج دیئے اور کہا کہ اپنے مولویوں کو بلا کر فیصلہ کرو ورنہ احمدی (مرزائی) ہو جاؤ۔ آخر تنگ آ کر قیر والہ کے لوگوں نے مولوی غوث محمد صاحب ساکن موضع منہاری ضلع حصار کو ساتھ لے جا کر پھر مناظرہ کرایا جس میں بحمد اللہ بہت اچھی طرح حق واضح ہو گیا اور مسلمانوں کو نمایاں فتح ہوئی اور مرزائی فرقہ کو شکست فاش ہوئی لوگوں پر نہایت اچھا اثر ہوا۔

پھر ۲۰ ستمبر کو تھانہ دار صاحب موصوف اور پیر اکبر علی وکیل فیروز پور اور ڈپٹی سب ڈویژن افسر مال تحصیل نگلہ ضلع فیروز پور اپنے ایک مرزائی مولوی سمیت موضع قیر والہ میں جمع ہوئے اور مناظرہ کے لئے چیلنج دیا۔ چنانچہ مولوی عبد الفتاح صاحب سے گفتگو ہوئی۔

اس کے بعد پیر اکبر علی صاحب اور ان کے مولوی صاحب کے بار بار مطالبہ اور خواہش پر قیر والہ کے لوگوں نے ایک آدمی سرسہ میں جناب مولوی حافظ خیر الدین صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ ۲۱ صفر کو جناب مولانا موصوف و مولوی غوث محمد صاحب موضع قیر والہ میں پہنچے۔ اتوار کی صبح کو مولوی خیر الدین صاحب سے ۱۲ بجے تک معمولی سوال و جواب ہوتے رہے شام کو مسئلہ حیات مسیح پر بحث ہوئی جناب مولانا صاحب مدعی حیات ہوئے جس کو عمدہ طریق سے ثابت کر دیا مرزائی جماعت کی طرف سے مولوی غلام رسول راجیکی مقابل ہوئے۔ مغرب تک بحث ختم ہوئی۔

۲۲ ستمبر کو محمدی جماعت کی طرف سے یہ مطالبہ ہوا کہ حیات مسیح کا اقرار کرو یا اس کے خلاف پر کوئی دلیل پیش کرو مگر ۱۲ بجے تک کو یہ جواب نہ دیا اسی ہیر پھیر میں وقت ختم ہو گیا۔

شام کو پھر مناظرہ اس پر ہوا کہ قادیانی مرزا جی نبی تھے یا نہ۔ اس پر مولوی غلام رسول مرزائی مدعی نبوت ہوئے محمدیوں کی طرف سے مولوی غوث محمد مقابل ہوئے۔ مدعی نے اپنے دعوی کی تائید میں ایسے کچھ دلائل بیان کئے جن سے حاضرین مجلس بھی سمجھ گئے کہ مرزا صاحب قادیانی دعوی نبوت میں بالکل جھوٹے تھے کیونکہ دلائل سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔

مثلاً مرزائی مناظر نے لقد لبثت فیکم عمراً سے ثابت کرنا چاہا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی تھے کیونکہ ان کے حالات زندگی اس پر شاہد ہیں۔

اس پر مولوی غوث محمد جو محمدیوں کی طرف سے مناظر تھے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بس مرزا صاحب کے حالات ہی کو ہم دیکھتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ آیت مذکورہ مرزا صاحب کے نبی ہونے پر دال ہے یا ان کے دجال ہونے کی دلیل ہے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے نبی ہونے کے بعد مسٹر عبداللہ آتھم کے متعلق اپنے خدا کے حکم سے پیش گوئی کی اور وہ پوری نہ ہوئی محمدی بیگم کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا اور کہا کہ اللہ تعالی نے مجھ پر الہام کیا ہے کہ ضرور مجھے ملے گی اگر نہ ملی تو مجھ کو جھوٹا سمجھا جائے چنانچہ محمدی بیگم کا نہ ملنا سب پر ظاہر ہے، اور اسی آرزو میں کوچ فرما گئے:

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اسی طرح جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیان کے متعلق کہا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مرے گا سو چونکہ وہ جھوٹے تھے پہلے مر گئے اور جناب مولانا موصوف اب تک بفضلہٖ تعالی زندہ ہیں اور مرزائیوں کی چھاتیوں پر مونگ دل رہے ہیں۔

اس لئے ان واقعات کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ کاذب اور کافر تھے لہذا لقد لبثت سے مرزا صاحب قادیانی کا کافر ہونا ثابت ہوا۔

مولوی غوث محمد صاحب نے مرزا صاحب کے اور بھی بہت سے الہامات پڑھ کر سنائے جن سے ثابت کیا کہ وہ قرآن شریف اور حدیث نبوی اور خود اپنے اقوال سے بھی کافر و دجال ثابت ہوتا ہے مولوی غلام رسول مرزائی مناظر کا رنگ اڑ گیا زبان خشک ہوگئی اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ جس حدیث یا آیت کو معیار نبوت پر پیش کریں مولوی غوث محمد صاحب اسی سے مرزا صاحب کا دجال کافر و کاذب ہونا ثابت کر دیں چنانچہ مرزائی مناظر نے ایک آیت یہ بھی پڑھی کہ و قد خاب من افتری اور مرزا صاحب خاب یعنی ذلیل نہیں ہوئے اس لئے وہ نبی تھے۔

مولوی غوث محمد صاحب نے فرمایا جس کی عورت اور عورت بھی وہ جس کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہو اور ہو بھی نبوت کے سچا جھوٹا ہونے کی دلیل وہ تمام زندگی

بھر نہ ملی، دوسرا شریک لے جائے اس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی۔ پس و قد خاب من افتری سے معلوم ہوا کہ وہ ذلیل ہوئے اس لئے مرزا غلام احمد صاحب نبی نہ تھے بلکہ جھوٹے اور کاذب تھے۔

غرض اس طرح مناظرہ میں مرزائی مناظر تنگ ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا اور نہ ہی کوئی دعوی ثابت کر سکا مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا نماز پڑھی گئی۔

۲۳ ستمبر کو پھر دونوں فریق میدان مناظرہ میں اکٹھے ہوئے اور کہا گیا کہ اب کس مسئلہ پر بحث ہوگی ۔مولوی غوث محمد صاحب نے محمدیوں کی طرف سے کہا کہ حیات پر بحث ہو چکی اور نبوت مرزا پر بھی بحث ختم ہوئی، آؤ ہم اب اس پر بحث کریں کہ مرزا صاحب کافر تھے یا مسلمان ۔ یہ بحث بفضلہٖ ایسی مسکت ہوئی کہ مرزائی جماعت کی تمام حقیقت کھل گئی اور بالکل خاموش ہوگئی اور بحث سے انکار کر دیا۔

جناب مولوی خیر الدین صاحب اور مولوی خیر محمد مدرس مدرسہ صادق گنج نے حیات مسیح پر تقریر کی جسکا لوگوں پر بہت عمدہ اثر پڑا۔آخر بفضلہٖ تعالی مرزائی جماعت جس حوصلہ سے آئی تھی وہ سب نامراد ہو کر اور شکست فاش کھا کر واپس چلی گئی۔

نوٹ : حکام بالا کی خدمت میں التماس ہے کہ مہربانی فرما کر تھانہ دار صاحب اور ڈپٹی صاحب کو فہمائش کی جائے کہ دونوں صاحب حکومت کے رعب سے لوگوں کو اپنے (مرزائی) مذہب کی تلقین کرنے میں تنگ نہ کیا کریں۔اس میں ہم مسلمان نہایت تنگ ہوتے ہیں اور ہم کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔

روشن الدین طالب علم ساکن موضع سنگھیاں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ١٠۔ اکتوبر ١٩٢٤ء مطابق ١٠ ربیع الاول ١٣٤٣ھ ج ٢١ نمبر ٥٠ ص ٣۔٤)

خلیفہ قادیان کے سفر یورپ پر تبصرہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا پختہ یقین ہے کہ دنیا جو اہم واقعہ ہوگا اس میں کبھی تو اوپر کی سطح پر، کبھی نیچے کی تہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تردید مضمر ہوگی ۔ اسی اصول سے ہم

نے اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۲۴ء میں لکھا تھا کہ خلیفہ قادیانی (مرزامحمود احمد) کا سفر یورپ بھی مرزا صاحب آنجہانی کی تردید کرتا ہے جسکا ثبوت وہاں ہی دیا تھا۔

آج بھی اسی سلسلہ کا نمبر ہے جس میں ثابت ہوگا کہ (مرزامحمود احمد) خلیفہ قادیان کا سفر یورپ مرزاغلام احمد صاحب کے دعوی کی تردید کے لئے خدا نے کرایا ہے۔ ہمارے مرزائی دوست ہمارا دعوی سن کر کان اور آنکھوں کو بند نہ کرلیں بلکہ بغور سنیں اور باخلاص پڑھیں۔ پس سنیئے :....

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کی مشرقی جانب سفید منارہ کے پاس اتریں گے۔

جناب مرزا صاحب اس روایت کو تسلیم کر کے اسکی تشریح کرتے ہیں

دمشق چونکہ یزیدیوں کا دارالحکومت تھا اس لئے دمشق سے مراد یہاں وہ مقام ہے جس میں یزیدی الطبع لوگ رہتے ہوں چنانچہ قادیان میں اکثر لوگ یزیدی الطبع ہیں

گویا یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القاء کیا ہے انا انزلناہ قریباً من القادیان

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف مشرقی عند المنارۃ البیضاء۔ کیونکہ اس عاجز (مرزاقادیانی) کی سکونتی جگہ قادیان کے مشرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس (ازالہ اوہام۔طبع اول۔ص ۶۳، ۷۵)

یہ عبارت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ دمشق سے مراد قادیان ہے جس میں یزیدی لوگ رہتے ہیں اور منارہ بیضاء بھی وہاں ہے۔

علماء اسلام نے ہر چند کہا جناب مرزا صاحب کسی لغت میں یہ نہیں آیا، کسی محاورہ میں یہ نہیں ملتا کہ دمشق سے مراد قادیان ہوا کرتا ہے۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا بے دین اور دنیاپرست لوگ جو بقول آپ کے قادیان میں رہتے ہیں ایسے لوگ کسی اور جگہ نہیں رہتے آخر دمشق کے لفظ سے قادیان مراد لینے کی وجہ سوائے آپ کی زبان الہام ترجمان کے کچھ اور بھی ہے؟ جواب یہی ملتا رہا کہ یہی مراد ہے۔ دگر ہیچ

اب جو خلیفہ صاحب قادیان (مرزامحمود احمد) یورپ کو جاتے ہوئے دمشق پہنچے

تو تصرف الٰہی کا اثر ان پر ہوا جس سے متاثر ہو کر انہوں نے حدیث مذکورہ کی تائید اور اپنے ابا جان کی تردیدیوں کی جسکا ذکر ان کے سفر نامہ میں درج ہے

منارۃ البیضاء کے پاس نزول:

منارہ بیضا صرف وہی منارہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے مصلحت تامہ کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی کو ان دنوں ٹھہرایا ہے۔ اور یقیناً یہی بات ہے کہ اس ہوٹل سنٹرال میں اللہ تعالیٰ نے ہی قیام کیلئے سامان کر دیئے جس کے بالکل ملحق (درمیان میں صرف ایک بازار ہے) جانب غرب ایک مسجد کا منارہ ہے اور وہ بیضا ہے۔

۶۔ اگست کی صبح کو حضور (خلیفہ قادیان) نے نماز صبح اسی ہوٹل میں خدام ہمرکاب کے ساتھ پڑھی۔ سلام پھیرا تو مینارہ مسجد کی طرف نظر پڑی جو بیضا تھا۔ اور حضور اس کے مشرقی جانب سنترال ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ معاً اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا کہ یہی وہ منارۃ البیضاء ہے جسکے متعلق وارد ہے کہ مسیح عند منارۃ البیضاء نازل ہوگا۔ سو حضرت مسیح موعود کے خلیفہ حضور کے لخت جگر اور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کے نظیر کا اس مقام پر نازل ہونا خود حضرت مسیح موعود کا ہی نزول تھا اور یہی (یہی کا لفظ حصر کے لئے۔ یاد رہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اس حدیث کے معنی ہیں جو واقعات کے مطابق ثابت ہوئے اور حدیث نبوی پوری ہوئی جامع مسجد امویہ کے صحن سے منارہ شرقی کے اوپر کا حصہ نظر آتا تھا حضرت میاں شریف احمد صاحب نے اس مناظرہ کا فوٹو مسجد کے شمالی جانب کے برآمدے میں کھڑے ہو کر لیا اور بعد میں ایک فوٹو حضرت صاحب کا مع خدام اسی مسجد امویہ کے صحن میں ایک قطار میں لیا گیا جس کے بعد حضور وہاں سے معہ خدام واپس مکان میں تشریف لے آئے (الفضل قادیان ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: ناظرین بغور دیکھیں اور احمدی دوست للہ فی اللہ بتدبر پڑھیں کہ جو مضمون حدیث ترمذی وغیرہ میں آیا ہے کہ مسیح موعود دمشق میں سفید منارہ کے پاس نازل ہوگا قادیانی خلیفہ نے اس کی تصدیق

اور اپنے ابا جان کی تکذیب کی ہے یا نہیں کیا صاف اقرار ہے کہ:

یہی وہ منارۃ البیضاء ہے جس کے متعلق وارد ہے کہ مسیح عند منارۃ البیضاء نازل ہوگا۔

ہاں صاحب! یہی منارۃ بیضاء ہے نتیجہ صاف ہے کہ آپ کے ابا جان (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) مسیح موعود نہ تھے۔

احمدی دوستو! کیا رائے ہے۔

ہاں یہ عجیب چال ہے کہ مسیح موعود کی بجائے اسکے بیٹے کا نزول مجرا کیا گیا۔ کیا خوب! اے جناب وہ امور اور علامات خاصہ جو کسی موعود کے لئے آیا کرتے ہیں وہ خاص اس کی ذات سے وابستہ ہوتے ہیں ان میں کسی کی نیابت نہیں ہوتی۔ مثلاً جو آثار اور نشانات حضرت پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے حق میں پہلی کتابوں میں آئے ہیں ان کا آپ کی ذات خاص میں پایا جانا ضروری ہے۔ ان میں کسی دوسرے کی نیابت جائز نہیں نہ آئندہ کسی موعود کے حق میں نیابت ہوسکتی ہے۔ مثلاً حدیث شریف میں امام مہدی موعود کا نام محمد اور باپ کا نام عبداللہ آیا ہے۔ یہ علامت خاصہ ہے۔ اس میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ کسی مدعی کا نام اپنا تو غلام احمد ہو مگر اس کی اولاد میں سے کسی کا نام محمد بن عبداللہ رکھا جائے تو کافی ہوگا۔

علاوہ اس کے مرزا صاحب کے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں جو لفظ دمشق آیا ہے اس سے استعارہ کے طور پر قادیان مراد ہے اور یہ کہنے والا (بقول خود) مسیح موعود ہے جس نے دمشق میں منارہ بیضاء کے پاس اترنا تھا۔ پس جب وہ مسیح موعود اپنے مجازی مقام دمشق میں اتر چکا اور دمشق کے معنی یقینی اور قطعی قادیان متعین ہو گئے تو اب یہ خلیفہ جی کون جو مسیح موعود کے خلاف منشاء اس لفظ کو حقیقت میں لے جارہے ہیں اور ان کے ممبران سٹاف کون ہیں جو مسیح موعود کی تصریحات کے خلاف معنی کی تائید کررہے ہیں۔

ہائے افسوس ان قادیانیوں کی عقل پر پتھر پڑے ہیں اتنا نہیں سوچتے کہ بیٹا ہوکر مسیح موعود کی تردید کرے؟ مالھؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثاً

قادیانی قافلہ کا ورود دمشق میں

یہ امر تو مسلّم ہے چاہے کتنا ہی کوئی قادیانی امت کا مخالف ہو، اسے بھی تسلیم ہوگا کہ اشاعت کے کام میں قادیانی امت بڑی ہوشیار ہے۔ یورپ کے جتنے طریق اشاعت ہیں انکے سب سیکھے ہوئے ہیں۔ دمشق میں گئے ہیں کسی کو کانوں خبر نہیں۔ حسب قاعدہ اخباروں کے دفتروں میں گئے، کچھ تحفہ نذرانہ پیش کیا۔ اپنے حسب منشاء قادیانی پارٹی کی آمد کی خبر اور پتہ نشان لکھوایا۔ یہ سن کر خطباء نے خطبوں میں اس فرقہ جدیدہ کی تردید کی اور بخیال خود لوگوں کو ان سے ملنے سے روکا، مگر انسان بالطبع ایک ہی سرشت کے ہیں الانسان حریص لما منع

بہت سے لوگ ان کو قابل دید جان کر ہوٹل میں پہنچے، تو اتنا ہجوم ہوا کہ ہوٹل والے نے تنگ آکر ان کو ہوٹل چھوڑنے کا نوٹس دیا۔ اس بیان کے متعلق قادیانی اخبار کے الفاظ سنئے:

> حضرت (خلیفہ محمود احمد) صاحب جب دمشق میں پہنچے اور دوسرے دن تک لوگوں کی آمد ورفت شروع نہ ہوئی، تو حضور (خلیفہ محمود احمد) نے دعا کی کہ اے اللہ ان لوگوں کے دلوں میں تحقیق حق کا جوش پیدا کردے۔
>
> بعض اڈیٹران اور بعض علماء کو حضور گھروں پر جا کر سلسلہ کی تبلیغ کر آئے (تبلیغ کیا کر آئے ہوں گے اپنے پہنچنے کی خبر دے آئے ہوں گے) مولوی صاحبان نے خطبہ میں ہمارے متعلق اعلان کیا۔ گو مخالفت کی اور سخت سست کہا مگر بہر حال اشتہار دے دیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا جہ بہت سے لوگ اور کئی مولوی خطبہ جمعہ میں ہمارا ذکر سن کر آئے۔
>
> آج ہوٹل میں لوگوں کی اس قدر بھیڑ رہی کہ ہوٹل والا چلّا اٹھا۔ آخر تنگ آکر اس نے ہوٹل کا دروازہ بند کر دیا۔ لوگ دروازہ پر اس کثرت سے جمع ہیں کہ دروازہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہوگیا۔ علماء کثرت سے جمع ہیں اور کہتے ہیں کہ عوام کو چھوڑ کر ہم سے گفتگو کریں۔ وغیرہ۔ (الفضل قادیان ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس بیان میں گو حقیقت حال پر بہت کچھ پردہ ڈالا گیا ہے، تاہم اس سے حقیقت حال کی جھلک معلوم ہوتی ہے کہ دمشق میں اسی قدر آپ کی خاطر ہوئی ہوگی جتنی کہ دیو بند میں آپ کے وفد کی ہوئی تھی جس کا نقشہ اس شعر میں ہے

سودا نہ نکل گھر سے کہ ہیں ڈھونڈتے تجھے
لڑ کے پھرے ہیں پتھروں سے دامن بھرے ہوئے

مرزائی دوستو! دمشق میں نزول مسیح تم کو مبارک ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ١٧۔ اکتوبر ١٩٢٤ء مطابق ١٧ ربیع الاول ١٣٤٣ھ ج ٢١ نمبر ٥١ ص ١۔٢)

اہل قادیان اور اہل فارس۔ نمبر٢

مرزائی اور بہائی

و عن ابی ہریرہ ان رسول اللہ ﷺ تلا ھذہ الآیۃ و ان تتولّوا یستبدل قوماً غیرکم ثمّ لا یکونوا امثالکم قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الّذین ذکر اللہ ان تولینا استبدلوا بنا ثم لایکونوا امثالنا

فضرب علی فخذ سلمان الفارسی ثم قال:

ھذہ و قومہ و لو کان الدین عندالثریا لتناولہ رجال من الفرس۔ (رواہ الترمذی مشکوۃ باب جامع المناقب۔ ج ٨ ص ١٥٨)

اس حدیث کا مصداق بہائی محمد علی باب کو اور مرزائی مرزا غلام احمد صاحب کو ٹھہراتے ہیں۔ لہذا ان دونوں مدعیوں میں دیکھیں اپنے دعوی میں کون سچا نکلتا ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ٢٢۔ اگست ١٩١٩ء)

جناب منشی محمد حسین صابریؒ عقب کوتوالی بریلی سے لکھتے ہیں:

یہ سوال ایک اہل حدیث برادر کی طرف سے حنفیہ کرام پر تھا۔ اس وقت تو اس کا جواب کچھ بے نتیجہ اور غیر موزوں ہوتا، لیکن آج تینوں مدعی ہندوستان کی اخباری پبلک میں زور شور سے موجود ہیں، لہذا ان کے بیانات ان کی کتابوں سے درج ذیل

ہیں۔مگر آسانی کے لئے حدیث مذکور کا مطلب بھی بیان کرنا ضروری ہے جو یہ ہے:
روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ تحقیق رسول خداﷺ نے پڑھی یہ آیت: اگر منہ پھیرو تم، لا وے گا خدا تعالی تمہارے بدلہ میں ایک گروہ کو سوائے تمہارے۔پھر وہ نہیں ہوں گے مانند تمہارے یعنی بلکہ بہتر ہوں گے تم سے۔ عرض کیا بعض صحابہ نے یارسول اللہﷺ کون ہیں وہ لوگ کہ ذکر کیا خدا نے کہ اگر روگردانی کریں ہم ہمارے بدلے میں اور بجائے ہمارے لائے جاویں پھر وہ نہیں ہوں گے مانند ہمارے۔
پس مارا آنحضرتﷺ نے ہاتھ اپنا اوپر ران سلمان فارسیؓ کے۔ پھر فرمایا کہ وہ لوگ یہ ہے اور قوم اس کی، یعنی فارسی اور عجمی اور اگر ہوتا دین نزدیک ثریا کے، یعنی آسمان میں، تو البتہ لیتے اس کو کتنے اشخاص فارس میں سے۔
نقل کی یہ ترمذی نے (مظاہر حق باب جامع المناقب تتمہ جلد چہارم ص۲۰۳)

مرزائی بیان

برلاس ایک مشہور قوم مغل ہے جس میں تیمور جیسے نامور فاتح اور عالی انسان گذرے ہیں۔ چھٹی صدی ہجری کے قریب قراچار نامی اس قوم کا اعلی مورث تھا۔قراچار نے اپنی قوم برلاس کو سمرقند کے جنوب کی طرف تخمیناً تیس میل کے فاصلہ پر شہر کش کے گردنواح میں آباد کیا۔تمام علاقہ جو والگا سے بحیرہ فارس تک اور افغانستان و بلوچستان سے بخارا تک پھیلا ہوا ہے فارس کہلاتا تھا۔چنانچہ دو بڑے مشہور مصنف بھی اسی طرف گواہی دیتے ہیں بلکہ بقولے بعض اکثر حصہ افغانستان اور بلوچستان موجودہ اور دریائے گنگا کے منبع سے شمالی علاقہ جو کاشغر کی طرف پھیلا ہوا ہے، اسی میں داخل ہے اور کش بھی انہی حدود کے اندر ہے۔

(رسالہ محقق از ابوالبرکات احمدی دہلوی۔ص۳۷۰۔۳۷۲)

مرزا صاحب اہل فارس اور خصوصا سلمان فارسی کی اولاد ہیں کیونکہ دنیا جانتی ہے اور تاریخیں بھری پڑی ہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب

خاندان برلاس سے ہیں اور وہ سلمان فارسی کی اولاد ہیں۔(ایضاً ص۱۹۲)
خراسان فارس کا صوبہ ہے اور سمرقند خراسان میں ہوا، تو سمرقند فارس میں ہی ہوا۔لہذا قادیانی صاحب سمرقندی الاصل اور فارسی الاصل ہوئے۔آپ کسی ایک مسئلہ میں حضرت اقدس کو بتاویں کہ وہ کتاب وسنت سے کیا مخالفت رکھتا ہے۔ہمارا مسیح موعود اپنے دعوی پر کتاب اللہ وسنت صحیحہ رؤیا اور مکاشفات صالحین بہت بیان کرتا ہے آسمان وزمین اس کے دعوی کی تصدیق کر رہے ہیں (ص۲۳۴ کا حاصل از شمس البازغہ مولوی محمد احسن امروہی) (سیف چشتیائی ص۳۰۱)

بہائی بیان

حضرت(باب) ایک تجارت پیشہ شخص تھے ان کا سلسلہ نسب سادات عظام سے ملتا ہے وہ یکم محرم ۱۲۳۵ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوئے

(باب الحیات۔ص۲)

فارس فقط شیراز کا نام ہے اور احادیث میں مشرق زمین بھی اسی کا نام ہے یعنی شیراز کا اور اس کا نام دارالعلم شیراز اہل فرس ہے۔(عمدۃ التنقیح ص۵۱)

مرزا قادیانی کا بیان

بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت ﷺ ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا۔یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا، اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا۔
(حاشیہ) یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت ﷺ نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا

سلمان من اهل البيت على مشرب الحسن

میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور شحناء

کو دور کرے گی ۔اور دوسری بیرونی جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی ۔معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں، ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیش گوئی صادق نہیں آتی ۔اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں، اور بموجب اس حدیث کے جو کنزالعمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں ۔چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے ۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ۔حقیقۃ النبوۃ ۔ص ۲۶۶)

اس معقول بیان کو جو تاریخی ثبوت کے علاوہ الہامات اور مبشرات اورکشوفات پر مبنی ہے بہائی بالکل نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہمارا مہدی تو فارس ہی میں پیدا ہوا ،اور خاص سادات میں سے تھا، پھر کسی کے الہام اور وحی کو کیوں مانیں ۔چنانچہ بہائی یوں جواب دیتے ہیں :

صحیح بخاری، صحیح مسلم ، ترمذی شریف، بیہقی شریف میں رجال من الفرس کے الفاظ ہیں ۔رجال من الفرس سے یہ بھی ہویدا ہے کہ جس زمانہ میں یہ لوگ ہوں گے ایران میں ہوں اور ایرانی کہلائیں گے ۔اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ، فارس، یہاں ظرف مکان ہے اور ،من ،اس جگہ مرادف ،فی ، ہے اور بجائے حرف ظرف ہے کتب نحو ولغت ملاحظہ فرمالیجئے

لہذا حدیث یہی بتلاتی ہے کہ یہ ایرانی فرقہ ہوگا اور ایران میں ہوگا اب فرمایئے کہ اس حدیث کو جناب مرزا صاحب سے کیا لگاؤ تھا ۔نہ تو ان پر رجال کا اطلاق ہوسکتا ہے نہ وہ ایرانی ہو سکتے ہیں ۔

یہ تو اللہ میاں کی بڑی زبردستی ہے کہ کہلوایا رجال من الفرس اور آپ کے زعم میں مراد رکھی رجال من الھند ۔

لوگ شجرے دیکھیں، نسب نامے پڑھیں، تاریخ کی ورق گردانیاں کریں تو کہیں نتیجہ پر پہنچیں ۔صاحب حدیث کے سیدھے سادھے لفظوں کو الٹی کھیر

نہ بنائیے۔آخر خدا کا خوف بھی کوئی چیز ہے یا نہیں۔ یوں تو کل کو سندھ کا، پرسوں کو کابل کا ،اترسوں کو روس کا بھی کوئی نہ کوئی کہدے گا کہ میں بھی فارسی الاصل ہوں اور اس حدیث کا مصداق ہوں کہ کسی زمانہ میں یہ ملک بھی فارس کی حدود میں داخل تھے۔ امریکہ کے ڈوئی کو نہ سوجھی، نہیں تو وہ بھی کہدیتا کہ میں بھی فارسی الاصل ہوں۔ثبوت میں الہام پیش کر دیتا۔

فارسی الاصل بنتے کیا دیر لگتی ہے۔آپ کے ہاں تو سید چٹکیوں میں بنتا ہے ۔چنانچہ جناب مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میری دادیوں پردادیوں میں سے کوئی سیدانی بھی تھی، اس لئے میں بھی عترت میں داخل ہوں۔اور دنیا کے سیدوں کی سیادت میں تو ہمیں شبہ رہے گا، مگر آپ کو تو اپنی آنکھوں سے سید بنتے دیکھ لیا۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد (عمدة التنقيح ص ١٧، ١٩، ٢٠)

اے قادیانی صاحبان ! علماء کرام اورصوفیا عظام کو یہودی اور بدترین مخلوق وغیرہ لکھتے لکھتے تو آپ کی قلمیں گھس گئیں، مگر اب ان مسائل میں اپنے اتنے بڑے دشمن کے سامنے کیوں خاموش ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کی تمام طاقت خرچ ہوچکی ۔مگر افسوس کہ بے جا خرچ ہوئی۔اگر آپ اسلام کے سچے خیر خواہ ہیں تو اب یہی مناسب ہے کہ جو رکیک تاویلات کا سلسلہ اسلامی دنیا میں پھیلا رہے ہیں، اس سے باز آجایئے اور اسلام کے سیدھے سادے مسائل کو سلف صالحین کی آنکھوں سے دیکھئے جس سے مرزا صاحب قادیانی تو بے شک آپ سے چھوٹ جائیں گے مگر اسلام بڑی پختگی سے آپ کے ہاتھ میں آجائے گا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ حدیث اپنا مطلب بتانے میں صاف ہے مگر جہاں فرقہ وارانہ خودغرضی آجائے وہاں کھینچ تان مستفید نہیں ہوتے ۔کوئی بہاء اللہ کو اسکا مصداق کہے، یا قادیانی کو ۔امام ابوحنیفہ کو کہے، یا امام بخاری کو۔، یہ تو ہر ایک کو اختیار ہے مگر حدیث کا مفہوم ان سب خصوصیات سے بالاتر ہے حضور ﷺ سے سوال ہوا کہ

قرآن مجید میں جو ارشاد ہے کہ: اگر تم (اہل عرب) روگردانی کروگے تو ہم (خدا) ایک اور قوم دین کی متولی بنادیں گے پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔

یہ کون لوگ ہیں؟

حضور ﷺ نے سلمان فارسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ھذا و اصحابہ یعنی عرب کے بعد فارسی لوگ اسلام کے خدمت گار رہوں گے پھر اس فقرہ کی دلیل میں حلفیہ بیان فرمایا:

قسم ہے اللہ کی ایمان اگر آسمان پر پہنچا ہوتا تو فارسی لوگ اسے لے آتے۔

تحقیق طلب بات یہ ہے کہ کسی ملک کی طرف جب ابناء کا لفظ مضاف ہو تو وہاں اس ملک کے اصلی رہنے والے مراد ہوتے ہیں یا دور دراز پشت ہاپشت سے تعلق رکھنے والے۔ مثلاً کہا جائے ابناء عرب، ابناء عجم، ابناء پنجاب، وغیرہ تو اس سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ ان ممالک کے باشندے۔

پس حدیث مذکور کا مطلب یہ ہوا کہ ایرانی لوگ بوجہ خدا داد ذہانت کے ایمان قبول کرنے میں دوسری قوموں سے اقدم ہیں،،

چنانچہ ایسا ہی ہوا عرب سے اسلام نے خروج کر کے جونہی ایران میں قدم رکھا، سب نے قبول کرلیا۔ الحمدللہ۔ اس میں کسی خاص شخص کی طرف اشارہ نہیں، نہ کسی زمانہ کی طرف کنایہ ہے۔ بلکہ عام حالت فارس کا بیان ہے جیسے یمن کے حق میں آیا ہے

الایمان یمان و الحکمۃ یمانیۃ

یعنی اہل یمن کا ایمان بہت اچھا ہے اور ان کی عقل بھی بڑی تیز ہے۔

اسی طرح اور ملکوں کے حق میں بھی نیک یا بد لفظ آئے ہیں۔ ایسے الفاظ سے ان ممالک کی ایک عام حالت پر مجمل تبصرہ ہوتا ہے، یہ نہیں کہ کوئی خاص شخص مراد ہے۔ اللہ اعلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء مطابق ۱۷ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ ج ۲۱ نمبر ۵۱ ص ۳۔۴)

اسمہ احمد کس کے حق میں ہے

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک نہر امرتسر لکھتے ہیں:

سورہ صف میں آیت قرآنی ہے

و اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ

الیکم مصدقاً لما بین یدیّ من التوراۃ و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاء ھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین (ترجمہ: اور جس وقت حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ نے فرمایا اے بنی اسرائیل تحقیق میں خدا کی طرف سے ایک رسول ہوں تمہاری طرف، اس چیز کو ماننے والا جو تورات سے میرے آگے ہے، اور میں خوش خبری دینے والا ہوں ساتھ ایک نبی کے جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔ جب احمد پیغمبر کھلی کھلی دلیلوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے)

حدیث رسول ربانی ہے

مشکوۃ مترجم جلد۴ صفحہ ۲۲۳ مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۷ پر لکھا ہے

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ اس نے نقل کی رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا:

میں اللہ کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا ہوں اس حال میں کہ حضرت آدم اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اب میں تم کو اپنے امر کے اول کی خبر دوں کہ وہ دعا حضرت ابراہیمؑ کی ہے، اور حضرت عیسیٰؑ کا خوش خبری دینا ہے اور میری ماں کا خواب دیکھنا ہے کہ انہوں نے دیکھا جب کہ مجھ کو جنا۔ اور میری ماں کے لئے ایک نور ظاہر ہوا کہ جس سے ان کے لئے ملک شام کے محل ظاہر ہوئے۔

اعتراض

میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی انوار خلافت کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں :

باوجود آپ کا نام احمد نہ ہونے کے آپ پر یہ پیش گوئی چسپاں کرنے کی یہ وجہ ہو سکتی تھی کہ آپ نے خود فرما دیا ہوتا کہ جس احمد کا ذکر ہے وہ میں ہی ہوں۔ لیکن احادیث سے ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ نہ سچی، نہ جھوٹی، نہ وضعی، نہ قوی، نہ ضعیف، نہ مرفوع، نہ مرسل، کسی حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں فرمایا ہو، اور اس کا مصداق

اپنی ذات کو قرار دیا ہو۔

اس کی تائید میں مرزا غلام احمد کا قول

آپ ازالہ اوہام صفحہ ۶۷۳ پر لکھتے ہیں:

اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اس کی طرف یہ اشارہ ہے

و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد

مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا، (یعنی پیش گوئی کے مطابق میں (قادیانی) مسیح موعوہوں)۔

نوٹ: ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پیش گوئی کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۴۲ اور اربعین نمبر ۴ کے صفحہ ۱۵ پر اس کو آنحضرت ﷺ پر چسپاں کیا ہے

مذہب حکیم نور الدین بھیروی

رسالہ القول الفصل کے صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الاول (حکیم نوردین) کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہی احمد ہیں۔ اور ہم نے بارہا یہ ان سے سنا ہے، بلکہ سینکڑوں نے سنا ہے۔ چنانچہ اخبار بدر میں آپ کا یہ مذہب بھی شائع ہو چکا ہے وہو ہذا؛

اس سورت (صف) کی تفسیر میں آپ نے ثابت کیا کہ جس احمد کی بشارت اس سورت شریف میں ہے وہ مثیل مسیح ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنے مثیل کے متعلق پیش گوئی کی تھی اور حضرت مسیحؑ نے اپنے متعلق پیش گوئی کی ہے فرمایا میں اپنی ذوقی باتیں کم بیان کیا کرتا ہوں سائل تو صرف احمد کے متعلق کھول کر بیان چاہتا ہے یہاں تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی قرآن شریف میں اشارہ کر دیا ہے آگے دین کا لفظ بھی موجود ہے اور اسی کو نور نہ

ماننے کے متعلق بھی کہا و لو کرہ الکا فرو ن۔

(کلام امیر ضمیمہ اخبار بدر قادیان بابت ۱۹ دسمبر ۱۹۱۲ء)

اسکے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح (نور دین) کی ایک تحریر اس آیت کے متعلق ڈاکٹر نور محمد لاہوری نے بھی شائع کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

میں مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح علیہ السلام کے ہی متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں (یعنی مرزا صاحب)

نوٹ: حکیم نور الدین بھیروی نے ۱۳۰۵ھ میں اپنی کتاب فصل الخطاب میں اس بشارت کا مصداق آنحضرت ﷺ کو ٹھہرایا تھا اور یہ کتاب عیسائیوں کے ردّ میں لکھی گئی تھی مگر بقول (مرزا محمود احمد) مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی کو قبول کرنے کے بعد حکیم صاحب نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا کہ یہ بشارت صرف مرزا صاحب کے ہی متعلق ہے۔

یہ ہے حکیم نور الدین کا مذہب اور ملت عیسائیوں کے مقابلہ پر کچھ لکھتے ہیں اور معتقدوں کے سامنے کچھ اور ہی خیال ظاہر کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ جلد ۲۱ نمبر ۵۲ ص ۵-۶)

نعمت اللہ خان باقرار پیغام صلح منافق بھی تھا

(آج کل مسئلہ سنگسار نعمت اللہ کابلی مرزائی کا بہت چرچا ہے۔ میرے خیال میں اس پر بحث کافی ہوچکی ہے۔ زیادہ طول دینا قادیانی امت کا مقصود ہے۔ اس لئے اب علماء کو چاہیے کہ بس کردیں۔ اہل حدیث امرتسر مورخہ ۳۔ اکتوبر میں ہم نے اپنی رائے کا اظہار کردیا ہے۔ آج مولوی میرک شاہ صاحب دیوبندی کا مراسلہ درج ہے۔ اہل حدیث امرتسر کے صفحات ہر موافق ومخالف مضامین کے لئے ہمیشہ سے کھلے ہیں یہ بھی اسی قسم کا ہے جس میں مضمون نگار اپنی رائے کے ذمہ دار ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث)

جناب مولانا میرک شاہ صاحب لکھتے ہیں:

نعمت اللہ خان کے سنگ سار کئے جانے پر مرزائیوں کی ہر دو جماعت اور

بالخصوص پیغام صلح نے اول تو اس کی بے گناہی پر زور دیتے ہوئے ارتداد سے انکار کیا۔ اس کے عقاید صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور پھر اس پر زور دیا کہ وہ مرتد بھی تھا تب بھی شریعت میں ارتداد کی سزا قتل نہیں۔ غرض ہر طرح اس کی بے گناہی، اور اس کے قتل کو ناجائز وحشیانہ وظالمانہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن خدا کی قدرت ہے کہ اپنے ہی قلم سے اور اپنی ہی تسلیم واقرار سے نعمت اللہ کو منافق بنا کر سزائے قتل کا مستحق ٹھہرا دیا۔ یہ ایک غیبی طمانچہ ہے جو اس حق پوش اور ناحق کوش جماعت کے منہ پر بڑے زور سے لگا ہے۔

پیغام صلح لاہور اپنی اشاعت ۱۰ صفر ۱۳۴۳ھ میں لکھتا ہے:

نعمت اللہ اگرچہ میاں محمود احمد کے مریدین میں داخل تھے..الخ

اور اشاعت ۱۴ صفر ۱۳۴۳ھ میں لکھتا ہے:

ان بیانات سے شہید مرحوم نے جن عقائد کا اظہار کیا ہے وہ میاں محمود احمد صاحب کے نہیں، بلکہ وہ عقائد حقہ ہیں جس کا اعلان ہماری طرف سے بارہا ہو چکا ہے۔،

ان ہر دو عبارتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نعمت اللہ دل میں عقائد محمودیہ کا معتقد تھا اور اس نے ظاہر میں ان عقائد کا اظہار کیا جو لاہوری پارٹی کے تھے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ عقاید محمودی پیغام صلح کے نزدیک باطل ہیں اور اگر لاہوری پارٹی کے سابقہ بیانات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقاید کفریہ ہیں اور خواجہ کمال الدین تو قادیانی جماعت کو خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ دیکھو رسالہ، اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ صفحہ ۱۶۵۔

پس پیغام صلح کے نقطہ نظر سے یہ نتیجہ نکلا کہ نعمت اللہ نے اپنے اصلی عقاید کو جو باطل تھے، پوشیدہ رکھ کر عقاید حقہ کا اعلان کیا، اور یہی معنی نفاق کے ہیں کہ دل میں باطل یا کفر مضمر ہو اور ظاہر میں اسلام یا اعتقادیات حقہ کا اظہار کرے۔ اور ہمارے نزدیک یہ نتیجہ نکلا کہ اس نے صریح ارتدادی عقائد کو چھپا کر اپنے آپ کو حنفی ظاہر کیا۔ اور مرزائی عقائد کو، جن کا وہ معتقد تھا، صاف ظاہر نہ کیا اور یہ صریح نفاق تھا جو اس نے اختیار کیا تھا۔

غرض پیغام صلح کے نزدیک بھی اور ہمارے نزدیک بھی اس نے نفاق کیا

فرق صرف اتنا ہے کہ پیغام صلح نے از روئے نفاق یا عناد اس کے ان عقائد کو جن کو وہ چھپا تا تھا بجائے کفریہ کہنے کے باطل کہتا ہے اور ہم کفر صریح اور ارتداد سے تعبیر کرتے ہیں غرض نفاق اقراری ہے خواہ اخفاء عقائد باطلہ کی وجہ سے ہوا خفاء کفر وارتداد کی وجہ سے اور منافق کی سزا قرآن کریم کی آیت ذیل سے واضح ہے

لئن لم ینتہ المنافقون و الذین فی قلو بھم مر ض و المرجفو ن فی المدینة لنغر ینك بھم ثم لا یجا ورو نك فیھا الا قلیلا۔ ملعو نین اینما ثقِفوا ا خِذوا و قتّلوا تقتیلا

(الا حزاب :٦٠۔٦١)

یاایّھا النّبی جاھدالکفار و المنا فقین واغلظ علیھم و مأوا ھم جھنم و بئس المصیر۔ یحلفو ن باللہ ماقا لوا و لقد قا لوا کلمة الکفر و کفروا بعد اسلا مھم و ھمّوا بما لم ینا لوا و ما نقموا ا لا ان اغنا ھم اللہ ورسو له من فضله فا ن یتو بوایك خیرا لھم و ان یتولوا یعذ بھم اللہ عذا باً الیما فی الد نیا و ا لآ خر ۃ وما لھم فی الا ر ض من ولی و لا نصیر (التو بة :٧٣۔٧٤)

قاضی بیضاوی فی الد نیا و الآ خرة کی تفسیر میں لکھتے ہیں بالقتل والنار یعنی دنیا میں قتل اور آخرت میں نار کی سزا دی جائے گی۔

قرآن کریم کی دونوں آیتیں باعلی نداء منافق کے واسطے قتل کا فتوی صادر کرتی ہیں اور آیت اولی میں قتل کو باب تفعیل میں لے جا کر اس سزا کی اہمیت کو اور بڑھا دیا گیا ہے اور یہی حکم جو منطوق کلام الٰہی سے ثابت ہے فقہ حنفی میں بھی ہے چنانچہ درمختار میں ہے

والمنافق الذی یبطن الکفر و یظھر ا لاسلا م کا لز ندیق و کذا من علم انه ینکر فی البا طن بفعل الضرو ر یا ت

اور نہ صرف فقہ حنفی میں یہ حکم ہے بلکہ دوسرے آئمہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

پس مسلمان خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں، وہی پیغام صلح جو اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ شریعت اسلامیہ کے قطعی فیصلہ یعنی حکم سزا ارتداد کا انکار کرکے اور اس کو اسلام کے چہرہ پر بدنما داغ بتلا کر نعمت اللہ کی سزا کو اسلام کے خلاف اور ناجائز ثابت کرے، وہ خود ہی

اس کے نفاق کا اقرار کر کے مستحق قتل ثابت کرتا ہے۔ اور اہل اسلام کے ہاتھ میں ایک اور دلیل اس کے مستحق قتل ہونے کی دیتا ہے، کیونکہ وہ انہی عقائد کی وجہ سے اسے مرتد کہتے تھے جن کی نسبت پیغام صلح کو اقرار ہے کہ ان کو چھپا کر دوسرے عقائد ظاہر کرتا تھا اس کو کہتے ہیں غیبی مار اور خدائی پکڑ ان بطش ر بك لشد يد

پیغام صلح نے یہی نہیں کیا، بلکہ تمام قادیانیوں کو منافق ٹھہرا کر سزائے قتل کا مستحق ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ پیغام صلح لاہور مطبوعہ ۲۴ صفر ۱۳۴۳ھ میں لکھتا ہے:

قادیانی جماعت نے بھی جو حضرت مسیح موعود کی طرف دعوی نبوت منسوب کرتی ہے غیر ممالک میں اسلام اور صرف اسلام کی اشاعت میں اپنے آپ کو لگا کر...الخ

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اعتقاد نبوت مرزا کو اس جماعت نے غیر ممالک میں ظاہر نہیں کیا، بلکہ اسلام کے وہی عقائد حقہ ظاہر کئے جن پر دنیائے اسلام متفق ہے۔ پس کیا یہ صریح نفاق نہیں؟ اور کیا وہ اس حالت میں سزائے نفاق کے مستحق نہیں؟ محمودی جماعت کو اختیار ہے کہ اس کو نادان کی دوستی پر محمول کرے یا دانا کی دشمنی پر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ نومبر ۱۹۲۴ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ ص ۸-۹)

قادیانیوں کی طرف سے علماء کابل کو دعوت مناظرہ

سید محمد لطف اللہ رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر سے لکھتے ہیں:

۱۷ نومبر ۱۹۲۴ء کے زمین دار میں علمائے کابل کو ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے بواسطہ وزیر خارجیہ دولت افغانستان ان لفظوں میں مباحثہ کی دعوت دی گئی ہے کہ:

نعمت اللہ کی سنگساری شریعت اسلام کے قطعاً خلاف ہے۔

اگر اعلیٰ حضرت امیر غازی رضا مند ہوں تو احمدی علماء، کابل کے علماء سے اس بارے میں بحث کرنے کو تیار ہیں، تا کہ اعلیٰ حضرت کو ذاتی طور پر معلوم

ہو جائے کہ کابل کے علماء احمدیوں کے خلاف کفر وارتداد کے فتوے دینے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

اس کے متعلق میں قادیانی جماعت سے مختصر لفظوں میں چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

۱۔ مرتد نعمت اللہ قادیانی کی سنگساری شریعت اسلامیہ کے اصول پر صحیح ہے۔ اس مسئلہ پر علماء ہند عموماً اور وابستگان خانقاہ رحمانی مونگیر خصوصاً ایک فیصلہ کن مناظرہ کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لہذا ان کو کابل تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔

تو کارے زمین کے نکو ساختی
کہ بر آسمان نیز پرداختی

۲۔ قادیانی کے کفر وارتداد پر جو علماء کابل نے فتاوی دیئے ہیں اس کے حق بجانب ہونے پر بحث کرنے کے لئے بیرون ہند، افغانستان پہنچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ علماء ہند ان سے پہلے قادیانی جماعت کے کفر وارتداد پر فتاوی دے چکے ہیں لہذا پہلے اس مسئلہ کے متعلق بھی قادیانی جماعت ہمت کر کے مقامی علماء سے یہیں نپٹ لے جو ہمیشہ اس تمنا میں رہتی ہے کہ :

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

۳۔ قادیانی جماعت کا یہ کہنا کہ،

اعلی حضرت (امیر کابل) کو ذاتی طور پر معلوم ہو جائے،

انتہائے جہالت اور کور باطنی پر مبنی ہے کہ وہ منافقانہ جذبات سے نا ملائم انداز میں اپنی طرح اعلی حضرت امیر غازی کو اس شرعی مسئلہ سے ناواقف سمجھتی ہے، جو ہر طرح قابل نفرت اور سزاوار صد ہزار ملامت ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ دسمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۸ ص ۴)

مرزا قادیانی کی خلافت پر ایک نظر

جناب معونت حسین زیدی، خلیفہ باغ بھاگلپور سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی تو مسیح موعود بھی بنا، مہدی آخر الزمان بھی ہوا، اور لے

دے کے کرشن اوتار بھی ہو گیا۔ یہ سب کر کرا کے ایک فساد عظیم پیدا کر کے دنیا سے چلتا بھی ہوا۔ نور الدین خلیفہ اول بنے اور وہی راستہ آخر انہوں نے بھی لیا جو مرزا قادیانی کے قدم بقدم تھا۔

بعد کو مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے خلف سعید ہوئے۔ اور تقدیر جاگی تو خلیفہ ثانی بھی مانے گئے، انگلینڈ سے بھی ہو آئے۔

لیکن حقیقت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان خلفاء اور تمام مرزائیوں میں سے کوئی بھی ان کی صداقت کا قائل نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان میں سے کوئی یہ نہیں ثابت کر سکتا ہے کہ مسیح موعود یا مہدی آخر الزمان کے خلیفہ ہونے کی پیشین گوئی بھی کسی کتاب میں کہیں پر درج ہے۔

ان موعود بزرگوں کو تو شریعت محمدیہ ﷺ کے اندر اندر اپنا کام تمام کر کے خاتم دور زمان ہونا ہے، نہ کہ سلسلہ خلافت کو چھوڑ جانا ہے جو مرزا چھوڑ گیا ہے۔ شائد یہ خلفاء بحیثیت مرزا کے کرشن اوتار ہونے کے جانشین ہوئے ہوں تو ممکن ہے جس کی اسلامیوں کو کوئی خبر نہیں ہے، ورنہ اسلامی کتابوں سے تو مسیح موعود و مہدی آخر الزمان کی خلافت کی خبر نہیں ملتی ہے، اور نہ وہ سلسلہ علیحدہ کوئی نبوت غیر مشروع کا قائم ہوتا ہے اور نہ وہ بزرگان کبھی غیر مشروع سمجھے گئے ہیں۔ اب ان مریدین نے اور نیز ان کے خلفاء نے ان کی خلافت کو قائم کر کے بہترین تکذیب بے چارے مرزا کی کی ہے جو دوسروں سے نہیں ہو سکتی تھی۔ اور شکر ہے کہ یہ بیخ کنی اسکی دنیا میں اسی کے مریدوں و خلفاء کے ہاتھوں ہوئی والسلام علی من اتبع الھدی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ دسمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۸ ص ۵)

قتل دجال باب لد پر

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ، بریلی سے لکھتے ہیں:

اس عنوان کے نیچے اہل حدیث کے نامہ نگار جناب منشی حبیب اللہ صاحب

امرتسری نے ایک مضمون اہل حدیث ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں لکھا تھا جس میں باب لد کی تحقیق اور اس کا اختلاف قادیانی تحریروں سے دکھایا تھا۔ اس میں ایک حوالہ مرزائی کتابوں میں سے یہ بھی تھا:

لندن میں ایک محلّہ کا دروازہ باب اللّد ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ دجال باب اللّد پر قتل ہوگا سوممکن ہے پادریوں کے گروہ کو کامل شکست باب اللّد واقع لندن پر نصیب ہو۔ واللہ اعلم

خوشی کی بات ہے کہ اس تحریر کے مطابق اہل قادیان کا مسیح یا مسیح موعود کا جانشین اسی باب الد پر پہنچ گیا۔ چنانچہ ولایت کا اخبار لندن السٹریٹڈ قادیانی خلیفہ کی تصویر کے ساتھ جو خبر شائع کرتا ہے، اس کا لفظ بلفظ ترجمہ یہ ہے:

اسلام کی احمدیہ تحریک کے بزرگ خلیفۃ المسیح بشیر الدین محمود احمد زندہ مذاہب کی کانفرنس بمقام امپیریئل انسٹی ٹیوٹ میں شامل ہونے کی غرض سے حال ہی میں لندن پہنچے ہیں۔ اپنے پہنچنے کے دن انہوں نے لڈگیٹ سرکس میں ایک اسلامی روایت کے مطابق جو کہ باب الد میں دعا کے متعلق ہے، دعا کی۔ باب الد عربی کا لفظ ہے جو کہ ہمارے گیٹ آف لڈ کا مترادف ہے۔

(دی السٹریٹڈ لندن بابت ۳۰۔ اگست ۱۹۲۴ء)

اخبار الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۲۴ء میں بھی لڈگیٹ پر دعا مانگنے کے متعلق لکھا گیا ہے، مگر وہاں یہ نہیں بتایا کہ یہ دعا مانگنا کس حدیث پر مبنی ہے۔ اس میں کچھ مصلحت ہوگی جس سے ہمیں کچھ غرض نہیں، کیونکہ ولایتی اخباروں کو اسلامی روایتوں کا پتہ دینے والا بجز ان لوگوں کے کون ہوسکتا ہے جو وہاں گئے ہوئے تھے، اور اپنی اغراض کو ادھر ادھر کی باتیں کر کے پورا کرا رہے تھے۔ چاہے خود خلیفہ صاحب نے یہ مطلب بتایا ہو یا ان کے کسی حواری نے، اس سے بھی ہمیں بحث نہیں ہمارا مطالبہ تو یہ ہے:

کہ دجال کے لغوی معنی ہیں بسیار دروغ گوئندہ۔ دیکھو منتخب اللغات۔

یا تو یہ روایت دکھائیں کہ مسیح موعود یا اس کا جانشین باب اللد پر دعا مانگے گا یا دجال کا لقب قبول کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ دسمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۸ ص ۵)

خلیفہ قادیانی کی مدارات مادھو پور میں

ریاست جے پور میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے امتی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ڈاکٹری عہدہ پر عرصہ سے ممتاز ہیں۔ خلیفہ صاحب قادیانی (مرزا محمود احمد) جب ولایت جانے لگے، تو ڈاکٹر صاحب موصوف نے اسٹیشن سوائی مادھو پور پر خلیفہ صاحب کو تناول طعام کی دعوت دی۔ لیکن خلیفہ صاحب دوسرے راستہ سے بمبئی پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب کف افسوس ملتے ہوئے بے نیل ومرام واپس آئے۔

خدا خدا کر کے بعد انتظار بسیار وہ دن نصیب ہوا کہ خلیفہ صاحب سفر ولایت سے بمبئی واپس آئے، تو ڈاکٹر صاحب نے اپنے لڑکے ڈاکٹر عبد اللطیف کو خلیفہ کے استقبال کے لئے اور دعوت ماحضر دینے کے لئے بمبئی بھیجا، اور خود دعوت طعام کا نہایت شدومد سے انتظام کیا۔ قیمتی چاول اور نہایت تیار بکرے مع دیگر سامان کے حوارین کے ہمراہ سوائی مادھو پور پہنچے۔ شومئی قسمت سے ایک تار امیر المجاہدین کی طرف سے آیا کہ خلیفہ صاحب مادھو پور کی طرف سے نہیں جائیں گے۔ اس خبر وحشت اثر نے ایسا کچھ اثر کیا کہ ڈاکٹر صاحب کا چہرہ کا رنگ فق، حواس باختہ مع عابد حسین صاحب تحصیل دار کے متھرا جی پدھارے اور ایک صاحب کو سامان خوردنی پر چھوڑا اور چلتے ہوئے فرما گئے کہ کھانا تیار نہ کرنا۔

ادھر خلیفہ صاحب ناگدہ لائن سے روانہ ہو کر مادھو پور کی طرف چل پڑے ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب اثناء راہ میں اقسام اقسام کے طعام کی بشارت دے دے کر خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین کو انتظار مجسم بنا رکھا تھا وہ اپنے ظروف طعام دھو دھلا کر تیار بیٹھے تھے کہ ریل اسٹیشن سوائی مادھو پور پہنچی

دیکھا تو کھانا ندارد۔ ہائے کیا سماں تھا

ہم دم سے گئے ہم دم کے لئے ہم دم کی قسم ہم دم نہ ملا

بے چارے خلیفہ صاحب مع حوارین کے چشم پرنم حسرت بھری نگاہوں سے

تکتے ہوئے زبان حال سے الجوع الجوع کہتے ہوئے بھوکے سدھارے۔ ڈاکٹر عبداللطیف خجالت کے دریا میں مستغرق پشیمانی سے عرق عرق ہوکر ندامت کا طوق پہنے ہوئے اور ڈاکٹر محبوب عالم مع عابد حسین تحصیل دار کے الانتظار اشد من الموت کا ذائقہ چکھ کر افتاں وخیزاں جے پور پہنچے۔ دیکھنے والوں کیلئے یہ ایک عجیب منظر تھا

والله غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون

راقم۔ یکے از حاضرین سوائی مادھو پور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ دسمبر ۱۹۲۴ء مطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۸ ص ۵۔۶)

تردید قادیانی بزبان قادیانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۶

مرزا غلام احمد قادیانی ازالہ اوہام صفحہ ۷۳۰ پر لکھتے ہیں:

پھر آخر (دجال) باب لد پر قتل کیا جائے گا۔ لد ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑنے والے ہوں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب دجال کے بے جا کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کردے گا۔

تردید: ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۲۰ پر ہے:

پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا کر پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

(ثنائی نوٹ۔ رسالہ الھدیٰ میں لکھتے ہیں۔ لد مخفف ہے لدھیانہ کا جو پنجاب میں امرتسر سے مشرق کی جانب ۶۰ میل پر ایک شہر ہے۔ وہاں عیسائیوں سے مباحثہ کر کے دجال عیسائیوں کو شکست دی ہے۔ پس یہی قتل دجال ہے)

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۷

ا۔ ملائکہ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سپید منارہ دمشق کے شرقی جانب میں مسیح کے اترنے سے یہ مراد ہے کہ اس کی بات محض سماوی اسباب سے ملک شام میں پھیل جاوے گی، (حمامۃ البشری مترجم۔ص ۵۵ کا حاشیہ)۔

ب۔ اور البتہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود اور دجال ظاہر ہوگا بعض مشرقی بلاد میں یعنی ملک ہند میں پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔ پس یہ ہیں معنی اس قول کے جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ عیسی اترے گا نزدیک منارہ دمشق کے کیونکہ نزیل وہ مسافر ہوتا ہے جو دوسرے ملک سے وارد ہو۔ (حمامۃ البشری مترجم۔ص ۳۷)۔

ج۔ اور اگر بروزی معنوں کی رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہوسکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ

اھدنا الصّراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔

سو یاد رکھنا چاہیے کہ ان معنوں کی رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا (ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ حقیقۃ النبوۃ۔حصہ اول۔ص ۲۶۳۔۲۶۴)

تردید۔ ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۲۰ پر ہے:

یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے۔

وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۷)۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۸

ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۰۷ پر ہے:

دجال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدا تعالی کا قائل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔

تردید۔ ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۱۸ پر ہے:

پھر دجال ایک اور قوم کی طرف جائے گا اور اپنی الوہیت کی طرف ان کو دعوت کرے گا۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۹

آیت مقدسہ : و ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن بہ ....کا مطلب ازالہ اوہام حصہ اول کے صفحہ ۳۷۲ پر یوں لکھتے ہیں:

کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہے جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے جو مسیح اپنی موت سے مر گیا۔..

یعنی قرآن شریف کے الفاظ ہیں ان من اھل الکتا ب جس کے معنی ہیں؛

تمام کے تمام اہل کتاب بغیر استثنا کے....

خدا تعالی فرماتا ہے کہ ان من اھل الکتا ب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ۔ یعنی تمام کے تمام اہل کتاب اپنی موت سے پہلے اسی بات پر ایمان رکھیں گے (کہ مسیح واقعی مصلوب ہو گیا) لیکن ان کا یہ ایمان صرف ان کی موت تک رہے گا۔ (ریویو آف ریلیجنز جولائی ۱۹۱۷ء ص ۲۶۹۔۲۷۰)

تردید۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۴، اسرار شریعت جلد ۳ صفحہ ۲۸۵، رسالہ جواب شبہات۔ صفحہ ۴۲، تفسیر خزینۃ العرفان جلد ۳ صفحہ ۱۵۵ پر ہے:

آیت ممدوحہ بالا کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اہل کتاب میں سے ہے وہ اپنی موت سے پہلے آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آویں گے۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۱۰

ا۔ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۶۹ پر لکھتے ہیں:

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع ہو جانا نصوص قرآنیہ اور

حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے

و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

یعنی ہر یک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔

ب۔ اخبار الحکم ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء، اور کتاب ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۹۶ پر لکھا ہے:

اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں، یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالی سے تعلق رکھتے ہیں۔

تردید: ضمیمہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ پر ہے:

نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۱۱

عسل مصفی مؤلفہ حکیم خدا بخش، حصہ دوم صفحہ ۵۲۷۔۵۲۸، اور کتاب مسیح موعود مؤلفہ مولوی محمد علی لاہوری کے صفحہ ۲۹۸۔۲۹۹ پر مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ (اشتہار مورخہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء کے حوالے سے) یوں درج ہیں:

میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقاید میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہیان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلّم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب

رسول اللہ محمد ﷺ پر ختم ہوگئی ،

تر دید ۔ا۔ دافع البلاء کے صفحہ ۸ ،۱۰، ۱۱ اور حقیقت النبوۃ کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے :

خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑ دے (دافع البلاء ص ۸)

خدا تعالی قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے ۔(دافع البلاء ۔ص ۱۰)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔(دافع البلاء ص ۱۱)۔

ب ۔ ایک غلطی کا ازالہ ۔صفحہ ا، اور حقیقۃ النبوۃ حصہ اول میں ہے :

چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا ۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالی کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ ۔

نیز رسالہ البلاغ مولفہ حکیم محمد حسین مریم عیسی احمدی کے صفحہ ۳ پر ہے :

محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں ، دوسری جائز ہے ۔مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جنوری ۱۹۲۵ء ۔ ٦ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ ص ۷۔۸)

تردید قادیانی بزبان قادیانی

(یہ سلسلہ ۱۹ دسمبر ۱۹۲۴ء سے شروع ہے ۔اس سے غرض یہ ہے کہ قرآن مجید نے جو کلام اللہ اور غیر کلام اللہ کا امتیازی اصول بتایا ہے لو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا کہ جس کلام میں اختلاف تناقض ہو وہ کلام اللہ نہیں مرزا صاحب کے کلام اس اصول سے جانچے جائیں ۔ چنانچہ اس سلسلہ کا نمبر ۳ آج درج ہے ۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

جناب حبیب اللہ صاحب کلرک دفتر نہر اپر باری دواب امرتسر لکھتے ہیں:

تحریر مرزا قادیانی نمبر۱۲

کتاب ست بچن میں حاشیہ در حاشیہ صفحہ۵ پر مرزا صاحب نے لکھا ہے:

ایک عمیق نظر کے بعد نہایت تسلی بخش طریق کے ساتھ کھل جائے گا کہ دراصل یہ لفظ (یوز آسف)... یسوع آسف ہے یعنی یسوع غم گین۔ آسف اندوہ اور غم کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح نہایت غم گین ہو کر اپنے وطن سے نکلے تھے اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملا لیا...

یوسف جو حضرت یعقوب کا بیٹا تھا، اسکی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ اس کی جدائی پر اندوہ اور غم کیا گیا جیسا کہ اللہ جلشانہ نے اس بات کی طرف اشارہ فرما کر کہاہے ، یا اسفی علی یوسف۔ پس اس سے صاف نکلتا ہے کہ یوسف پر اسف یعنی اندوہ کیا گیا اس لئے اس کا نام یوسف ہوا۔

تردید۔ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ۱۱۴، اور ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ کے صفحہ ۲۲۸ پر ہے:

ماسوا اس کے وہ (کشمیری) لوگ شاہزادہ نبی کا نام یوز آسف بیان کرتے ہیں۔ یہ لفظ صریح معلوم ہوتا ہے کہ یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے۔

آسف عبرانی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو قوم کو تلاش کرنے والا ہو، چونکہ حضرت عیسیٰ اپنی اس قوم کو تلاش کرتے کرتے جو بعض فرقے یہودیوں میں سے گم تھے، کشمیر میں پہنچے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا۔ آسف کے معنی پر غور کریں۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر۱۳

راز حقیقت کے صفحہ۱۹ پر مرزا قادیانی نے لکھاہے:

حضرت عیسیٰ جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام بھی مشہور ہیں، یہ ان کا مزار ہے۔ اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلّہ خانیار میں ہے۔

تردید نمبر۱۳۔ رسالہ ریویو آف ریلی جنز اکتوبر ۱۹۰۲ کے صفحہ ۴۱۹ پر لکھا ہے:

یہ مقام جہاں یسوع مسیح کی قبر ہے خطہ کشمیر ہے یعنی سری نگر۔ محلّہ خان یار میں ہے۔ اس بارے پرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جو اس قبر کا حال بیان کرتی ہیں۔ پورانے گنبد کے دیکھنے والے بھی شہادت دیتے ہیں کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے۔ علاوہ ازیں سری نگر اور اسکے نواح میں کئی لاکھ آدمی ہر ایک فرقے کے بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ صاحب قبر عرصہ انیس سو سال کا ہوا ہے کہ ملک شام کی طرف سے اس ملک میں آیا تھا۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر۱۴

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۲ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے حضرت عیسیٰ کا حلیہ سرخ رنگ کا لکھا ہے جیسا کہ عام طور پر شامی لوگوں کا ہوتا ہے۔

تردید نمبر۱۴: کتاب، مسیح ہندوستان میں، کے صفحہ ۸۱ پر قادیانی نے لکھا ہے:

بدھ نے اپنی پیش گوئی اس آنے والے بدھ کا نام بگوامتیا اس لئے رکھا کہ بگوا سنسکرت زبان میں سفید کو کہتے ہیں اور حضرت مسیح چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے اس لئے وہ بگوا یعنی سفید فام تھے۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر۱۵

مسیح ہندوستان میں، کے صفحہ ۲۸ پر مرزا صاحب نے لکھا ہے:

اور چونکہ وہ ملک (کشمیر) بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کر لی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔

تردید نمبر۱۵: تریاق القلوب کے صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

اور ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کی کوئی آل نہیں تھی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۱۶ جنوری ۱۹۲۵ء۔ ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۱۱ ص ۷)

انگریزی حکومت کے محافظ

مرزا قادیانی اور حافظ جماعت علی شاہ علی پوری

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

انگریزی گورنمنٹ کو جو ترقی اور استقلال حاصل ہے باوجودیکہ اس پر کئی طرح کے زلزلے آئے، ہندوستان میں ایجی ٹیشن ہوئے، یورپ میں جنگ عظیم ہوئی تاہم سب حکومتوں سے زیادہ انگریزی حکومت فائدہ میں رہی۔ اس کے سپاہی بھی بہ نسبت دوسری حکومتوں کے شائد کم مرے۔ اس کا سبب دریافت کرنے پر عرصہ سے اہل سیاست متوجہ تھے۔ آخر کار اس کا سبب ہمیں جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس حکومت کے ماتحت دو بزرگ بطور رعیت کے رہتے ہیں ان کی برکت سے یہ سب کچھ ہوا جس کی تفصیل یہ ہے۔

جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی تھا کہ حکومت انگریزی کو اس لئے ترقی ہے کہ میں اس کی رعیت میں ہوں۔ خدا نے مجھے کہہ رکھا ہے:

جدھر تیرا منہ، اودھر میرا منہ۔

بلکہ اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ انگریزی حکومت کو اپنے اولی الامر میں سے سمجھو اور دل سے مطیع رہو۔

موجودہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے حال ہی میں لندن میں اعلان کیا ہے کہ میں انگریزی حکومت کی تائید کرتا رہوں گا۔ ایک سبب تو یہ ہے۔

دوسرا سبب انگریزی حکومت کی فتح کا حضرت جماعت علی شاہ صاحب علی پوری ہیں جنہوں نے خود اس امر کا اظہار فرمایا جس کی تفصیل یہ ہے۔

۲ جنوری ۱۹۲۵ء کو شاہ صاحب کا وعظ مسجد میاں محمد جان مرحوم امرتسر میں ہوا اس وعظ میں کیا فرمایا؟ بروایت اڈیٹر صاحب اخبار اتحاد الاسلام امرتسر اپنی کرامات کا کافی اظہار فرمایا۔

واضح رہے کہ صوفیا کرام فرمایا کرتے تھے الکرامات حیض الرجال یعنی اولیاء اللہ کی کرامات مثل حیض کے ہیں۔
جس طرح کنواری لڑکی حیض کو چھپاتی ہے اسی طرح اولیاء اللہ اپنی کرامات چھپاتے ہیں تاکہ نفس میں غرور پیدا نہ ہو۔ ممکن ہے شاہ صاحب کا یہ اصول نہ ہو بلکہ یہ اصول ہو

تا نہ گرید کودکِ حلوے فروش
ابر رحمت کے ہے آید بجوش

آپ نے فرمایا قرآن مجید کی برکت ہے کہ گذشتہ جنگ یورپ میں ہم نے جن لوگوں کو دم کر کے بھیجا وہ سب زندہ رہے اس کی مثال میں سردار محمد جمعدار رہتک کا نام لیا جو کہتے ہیں کہ

کوت الامارۃ (عراق) میں ترکوں کی گولیاں بارش کی طرح آئیں مگر کسی کو نہ لگیں سب زندہ محفوظ رہے۔

اسی طرح مختلف امراض کا ذکر کر کے فرمایا کہ

ایسے مریض میرے پاس لاؤ میں دم کروں گا

تعجب ہے ترکوں کی گولیاں تو شاہ صاحب کے مریدوں کو نہ لگیں مگر ان مریدوں کی گولیوں سے بیچارے ترکوں کی کیا حفاظت؟ شاہ صاحب کی اس کرامت کا فائدہ انگریزی حکومت ہوا یا اسلامی حکومت کو۔ اس کا جواب معقول پیرائے میں ہم سننا چاہتے ہیں۔ سردست تو ترک یہ شعر پڑھتے ہوں گے

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

شاہ صاحب کے مرید کہا کرتے ہیں کہ ہمارے پیرومرشد خلافت کے حامی رہے ہیں، مگر شاہ صاحب نے جو راز افشا فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ خلافت کے حامی نہیں، بلکہ ان کے مقابلہ میں انگریزی حکومت کے حامی رہے۔

مگر افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے آپ کی خدمات کی قدر نہ کی، نہ آپ کی قدر کی نہ آپ کے سابق مرزا قادیانی کی کی۔ قدر کرتی تو اور کچھ نہیں تو سالانہ خطاب تو دیتی۔ مرزا صاحب بے چارے تو اسی تمنا میں چل بسے حالانکہ ان کو الہام بھی

ہوا تھا لك خطا ب العزت لك خطا ب العزة تجھے عزت کا خطاب ملے گا۔ہم کو اس افسوس میں ان دونوں صاحبوں سے دلی ہمدردی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۱۶ جنوری ۱۹۲۵ء۔۲۰ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۱۱ص ۱۱)

تردید قادیانی بزبان قادیانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۱۶

کتاب: مسیح ہندوستان میں، کے صفحہ ۱۲ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

حضرت مسیح ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سری نگر محلّہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔

تردید۔ تذکرۃ الشہادتین اردو کے صفحہ ۲۷، اور ریویو آف ریلیجنز نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۴۲۹ پر مرزا صاحب قادیانی لکھا ہے:

(مسیح) خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

آ وینا هما الی ربوة ذات قرار و معین

یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ بن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا۔

نوٹ۔مرزا (غلام احمد) صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ۳۳ سال کی عمر میں مصلوب ہوئے تھے (راز حقیقت صفحہ ۳ کا حاشیہ۔تحفۃ الندوہ صفحہ ۱۰۔تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۰۔کتاب البریہ صفحہ ۲۴۳ کا حاشیہ۔ایام الصلح صفحہ ۱۴۵) اس عبارت کے الفاظ (اس واقعہ کے بعد عیسیٰ بن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی) سے یہ بات نکلتی ہے کہ اس جگہ مرزا (غلام احمد) صاحب،

حضرت مسیح کی کل عمر ۱۵۳ برس مانتے ہیں۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۱۷

ازالہ اوہام میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

اور ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ بلکہ اس تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔

تردید۔ لیکچر لاہور کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ۲ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

آج پیسہ اخبار ۲۷۔ اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم مرزا محمود نامی ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں دعویٰ کرتے ہیں اور مجھ سے مقابلہ کے خواہش مند ہیں۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۱۸

ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۴۷ کے حاشیئے پر مرزا صاحب نے لکھا ہے:

سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے۔

تردید: ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴ پر مرزا صاحب نے لکھا ہے:

برخلاف اجماع صحابہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے معراج کے دونوں ٹکڑوں کی نسبت یہی رائے ظاہر کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جسم کے ساتھ نہ بیت المقدس گئے، نہ آسمان پر، بلکہ وہ ایک رؤیائے صالحہ تھی۔ اب ظاہر ہے کہ عائشہ صدیقہ کا یہ قول بخاری اور مسلم کا کچھ خلل انداز نہیں ہوا اور نہ صحاح ستہ کو اس نے نکما اور بیکار کر دیا، تو پھر اس عاجز کے اس الہام سے صحاح ستہ کیونکر نکمی اور بے کار ہو جائیں گی۔ مسیح کا جسم کے ساتھ آسمان پر جانا کہاں ایسا ثابت ہے، جیسا ہمارے نبی ﷺ کا۔

نوٹ۔ پہلے قول میں معراج جسمانی کا انکار دوسرے میں اقرار

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۱۹

ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۳۰۷ کا حاشیہ :

...اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں (اس میں اشارہ ہے اس آیت کی طرف انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فیکو ن طیراً با ذن اللہ ۔ثناء اللہ) کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہونچتا اور نہ درحقیقت انکا زندہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے

تردید۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ٦٨ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

اور حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں اور کہیں خدا تعالی نے یہ نہ فرمایا کہ وہ زندہ بھی ہوگئیں۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۲۰

اعجاز احمدی کے صفحہ ۷۱ میں سطر اول میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

لہ خسف القمر المنیر و انّ لی خسفان القمران المشر قا ن اتنکر؟

آنحضرت ﷺ کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔

ب۔ نزول المسیح کے صفحہ ۱۲۸۔۱۲۹ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

یہ آیت یعنی و ان یروا آ یۃ یعر ضوا و یقو لوا سحر مستمر ۔

یہ سورت القمر کی آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں اس وقت کا فروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کرکے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے۔

تردید: چشمہ معرفت ضمیمہ کے صفحہ ۴۱۔۴۲ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ

ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے، یہ سراسر فضول باتیں ہیں کیونکہ قرآن شریف تو فرماتا ہے:

اقتربت السّاعة و انشق القمر و ان یروا آیة یعرضوا و یقولوا سحر مستمر۔

یعنی قیامت نزدیک آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور کافروں نے یہ معجزہ دیکھا اور کہا کہ یہ پکا جادوگر ہے جس کا آسمان تک اثر جا پہنچا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۲۵ء مطابق ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ ص ۵۔۶)

تردید قادیانی بزبان قادیانی

جناب بابو حبیب اللہ کلرکؒ دفتر نہر اپر باری دواب امرتسر لکھتے ہیں:

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۲۱

ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۸ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

اناجیل اربعہ قرآن شریف کے اس قول پر کہ ما قتلوہ و ما صلبوہ صاف شہادت دے رہی ہیں کیونکہ قرآن کریم کا منشاء ما صلبوہ سے یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھا یا نہیں گیا بلکہ منشا یہ ہے کہ جو صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا، اس سے خدا تعالیٰ نے مسیح کو محفوظ رکھا، اور یہودیوں کی طرف سے اس فعل یعنی قتل عمد کا اقدام تو ہوا مگر قدرت اور حکمت الٰہی سے تکمیل نہ پا سکا۔

تردید: ازالہ اوہام صفحہ ۶۹ کے حاشیہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

دمشق کا لفظ بطور استعارہ لیا گیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے وہ زمانہ آ جائے جس میں لخت جگر رسول اللہ ﷺ، حضرت مسیح کی طرح کمال درجہ کے ظلم اور جور و جفا کی راہ دمشقی اشقیاء کے محاصرہ میں آ کر قتل کئے گئے۔

نوٹ۔ اس جگہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ:

(لخت جگر رسول ﷺ، حضرت مسیح کی طرح قتل کئے گئے)
سے یہ بات نہیں نکلتی کہ ان کے خیال میں حضرت مسیح بھی قتل کئے گئے ہیں۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر۲۲

ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۰۲ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے و اذ قال الله یا عیسی أأنت قلت للناس ... الخ۔

اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی ہے اور اس کے اول و اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے ...اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا، نہ زمانہ استقبال کا۔

تردید۔ براہین حصہ پنجم (نصرۃ الحق) کے صفحہ ۴۰ پر ہے:

اس تمام آیت کے اول آخر آیتوں کے ساتھ یہ معنی ہیں کہ خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰؑ کو کہے گا کہ کیا تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرانا،

تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا تو میں ان کے حالات سے واقف تھا، یعنی بعد وفات مجھے ان کے حالات کی کچھ خبر نہیں۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر۲۳

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۰ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

اس آیت میں صریح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ عیسائیوں کے بگڑنے کی نسبت اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے تو اس وقت تک ان کے حالات کی نسبت علم تھا جب کہ میں ان میں تھا اور پھر جب مجھے وفات دی گئی تب سے میں ان کے حالات سے محض بے خبر ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے پیچھے کیا ہوا۔

تردید۔ آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۵۴ پر مرزا غلام احمد نے لکھا ہے:

اور میرے پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا

میں پھیل گئی حضرت عیسی کو اس کی خبر دی گئی تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی امت کو ہلاکت کا مفسدہ پرداز پا کر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ چاہا جو اس کا ہم طبع ہو کر گویا وہی ہو۔ سو اس کو خدا تعالی نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کیا۔

نیز: آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۸ کے حاشئے پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

اور حضرت عیسی کے نام پر اس عاجز کے آنے کا سرّ یہ ہے کہ خدا تعالی نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو بپا کیا ہے۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر۲۴

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۲۶ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

اور جب تک عیسی ان میں رہے جیسا کہ آیت ما دمت فیھم کا منشاء ہے، وہ سب لوگ توحید پر قائم رہے۔ بعد وفات حضرت عیسیؑ کے ان لوگوں کی اولاد بگڑ گئی۔ یہ معلوم نہیں کہ کس پشت میں خرابی پیدا ہوئی۔ مورخ لکھتے ہیں کہ تیسری صدی تک دین عیسائی اپنی اصلیت پر تھا۔

تردید: کشتی نوح کے صفحہ ۶۰ کے حاشیہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

پولس وہی ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک کہ وہ اس ملک میں رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعہ حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ کھڑا کیا... اور انجیلی عقیدہ میں تثلیث کو داخل کیا تا کہ ان تمام بدعتوں سے یونانی بت پرست خوش ہو جائیں۔

نیز: کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۵۴ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے

ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسی خدا بنائے گئے
نوٹ : حضرت مسیح کو جب نبوت اور رسالت ملی اس وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی (طبقات الکبری۔ابن سعد ج اص ۲۶) مرزا صاحب قادیانی کی ان تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ مسیح کی زندگی ہی میں بگڑ گئے ۔مرزا صاحب قادیانی نے حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس لکھی ہے ۔(راز حقیقت ۔ص ۲ کا حاشیہ)

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۲۵

مسیح ہندوستان میں، کے صفحہ ۲۰ ، ۲۶ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

حضرت مسیح نہ تین دن تک صلیب پر رہے اور نہ تین دن کی بھوک پیاس اٹھائی اور نہ ان کی ہڈیاں توڑی گئیں ۔ بلکہ قریباً دو گھنٹہ تک صلیب پر رہے ۔ (مسیح ہندوستان میں ۔ص ۲۰)

اور یہ قریب قیاس نہیں کہ دونوں چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے وہ زندہ رہے اور مسیح صرف دو گھنٹہ تک مر گیا ۔(مسیح ہندوستان میں ۔ص ۲۶)۔

تردید : ایام الصلح اردو کے صفحہ ۱۱۴ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ تین دن تک صلیب رکھ کر پھر بھی بعض آدمی زندہ رہ جاتے تھے پھر کیوں ایسا شخص جو صرف چند منٹ صلیب پر رہا اور ہڈیاں نہ توڑی گئیں وہ مر گیا ؟

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۲۶

ایام الصلح اردو کے صفحہ ۱۳۷ کے حاشیئے پر مرزا صاحب لکھتے ہیں :

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جس قدر حضرت عیسی کی طرف اعجوبے منسوب کئے گئے ہیں ان کی نظیر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ ایک قوم نے ان کو خدا کر کے مان لیا ہے پھر اگر حضرت عیسی کے کاموں اور ذات کی نظیر نہ ہو تو یہ خصوصیت جاہلوں کی نظر میں ان کی خدائی پر ایک دلیل ٹھہرتی ہے ۔

تردید ۔مسیح ہندوستان میں ، کے صفحہ ۵۳ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح ؑ میں وہ دو

باتیں ایسی جمع ہوئیں تھیں کہ کسی نبی میں دونوں جمع نہیں ہوئیں (بالکل جھوٹ بات ہے۔ثناء)۔ایک یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی یعنی ایک سو پچیس برس زندہ رہے (قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت نوحؑ کی عمر ۹۰۰ برس سے زائد ہوئی۔ثناء)۔ اور دوم یہ کہ انہوں نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی، اس لئے نبی سیاح کہلائے۔

نتیجہ وہی جو خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے۔اور اپنی نسبت شکایت کی ہے کہ حافظہ اچھا نہیں، یاد نہیں رہا۔

(دیکھو رسالہ ریویو آف ریلی جنز۔اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۵۳ کا حاشیہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۳۰ جنوری ۱۹۲۵ء مطابق ۴ رجب ۱۳۴۳ھ ص ۵۔۶)

ایک مرزائی تائب ہوا

ایک (محرم علی) شخص کا بیان ہے کہ وہ حنفی تھا۔پھر قادیانی ہوگیا۔چندہ دیتا رہا۔اس کے زیر اثر کئی قادیانی ہوئے، پھر اسے خواب آئی، ایک نعش دیکھی۔وغیرہ۔سمجھ نہ آئی۔پھر ایک دفعہ وہ دیوریا ضلع گورکھپور گیا جہاں اسے فاتح قادیان، الہامات مرزا، نکاح مرزا، عقائد مرزا، فیصلہ آسمانی وغیرہ کتابیں دیکھنے کا موقع ملا۔غور سے پڑھا۔تو اپنی غلطی کو محسوس کیا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قادیانیت چھوڑ کر اہل حدیث ہوگیا۔

راقم محرم علی شاہ۔ساکن شاہ پور ڈاکخانہ کسیا۔ضلع گورکھپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ فروری ۱۹۲۵ء ص ۶ و ۹)

آج کل نبی کیوں نہیں آیا؟

الفضل میں ایک سوال بڑی اہمیت سے پیش کیا گیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں:

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

یا اھل الکتا ب قد جا ء کم رسو لنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقو لوا ما جا ء نا من بشیر و لا نذیر فقد جا ء کم بشیر و نذیر

کہ اے اہل کتاب ہم نے تمہاری طرف ایک وقفہ کے بعد رسول بھیجا ہے

اس لئے کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ تمہاری طرف کوئی نبی نہیں آیا۔ چونکہ ہم نے رسول بھیج دیا ہے اس لئے اب تم یہ عذر پیش نہیں کر سکتے

سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے چھ سو سال بعد آنحضرت ﷺ مبعوث کئے گئے۔ اگر اتنے عرصہ میں رسول نہ آنے کی وجہ سے قوم کا یہ عذر صحیح ہو سکتا ہے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری طرف کوئی رسول نہیں آیا، تو کیا آنحضرت ﷺ کے بعد اب جب کہ تیرہ سو سال گذر گئے ہیں، قوم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہہ سکے کہ ہماری طرف کوئی رسول نہیں آیا۔ اور کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کا عذر توڑنے کے لئے آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ آئے۔ (الفضل قادیان ۲۴ جنوری ۱۹۲۵ء۔ ص ۲)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کہتے ہیں:

آؤ اس کا جواب ہم خود مرزا غلام احمد سے پوچھیں۔ وہ لکھتے ہیں:

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ ان میں نہیں پائی جاتی۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۱۱)۔

قادیانی دوستو! بتاؤ مرزا صاحب کے قول کے مطابق مرزا صاحب کے دعوی سے پیشتر جب کوئی نبی نہ ہوا، تو اتنی مدت کے لوگوں کا خدا کے ہاں کوئی عذر ہوگا یا نہیں؟ اور اگر گمراہی کے زمانہ میں کسی نبی کا آنا ضرور ہے تو مرزا صاحب سے پہلے تیرھویں صدی کے خاتمہ تک کوئی نبی کیوں نہ آیا؟ سوچ سمجھ کر اپنی کونسل میں پیش کر کے جواب دیں اور جواب شائع کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ مقابل اہل حدیث ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ فروری ۱۹۲۵ء مطابق ۲۵ رجب ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۱۶ ص ۶ و ۱۲)

<u>مباحثہ قادیان:</u>

موضع اپل ضلع گوجرانوالہ میں خاتم النبیین اور پیش گوئی محمدی بیگم پر احمدیوں اور محمدیوں کے درمیان بحث ہوئی۔ محمدیوں کی طرف سے محمد الدین، اور احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد ابراہیم مناظر تھے۔ محمدیوں کو فتح ہوئی۔ مرسلہ: خیرات اللہ۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ فروری ۱۹۲۵ء۔ ۲۵ رجب ۱۳۴۳ھ ص ۱۴)

مراقی نبی اوراس کی امت

مراقی کیڑوں کو مارنے کی دوا

جناب محمد حنیف خادم، ڈیرہ دون سے لکھتے ہیں:

معزز ناظرین! ڈاکٹروں کی تحقیق ہے کہ طاعون ہیضہ وغیرہ امراض کے کیڑے ہیں جوانسان کی موت کے سبب ہیں۔ میری تحقیق ہے کہ مذاہب باطلہ کے بھی کیڑے ہیں

میں سچ عرض کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا اسم مبارک ثناء اللہ (جو جمالی رنگ میں ہے) ہم محمدی مسلمانوں کے لئے تو اسم با مسمی ہے مگر مرزائیوں کے حق میں آپ س سے سناء اللہ ہیں (یہ جلالی رنگ میں ہے)۔ حکیم مطلق خداتعالی کی یہ عطا کی ہوئی عجیب وغریب لا ثانی دوا، مرزائی کیڑوں کے زہریلے اثر کو دور کرنے اور مارنے کے لئے ایسی مفید اوراکسیر ثابت ہوئی ہے کہ فی الفور اپنا اثر دکھلاتی ہے۔ صرف نام کی ہیبت سے ان کی حالت میں تغیر عظیم پیدا ہو جاتا ہے چہروں پر ہوائیاں ارنے لگتی ہیں بدن کپکپانے لگتا ہے، گھبراہٹ ومردنی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں، منہ خشک ہو جاتا ہے، زبان سے بہکی بہکی باتیں نکلنے لگتی ہیں۔ بالآخر فحش کلامی اور بدزبانی پر اتر آتے ہیں۔

اگر ان کا آخری فیصلہ چاہو تو سفوف ثنائی (آخری فیصلہ والی دعا، دوا) تھوڑی سی مقدار میں دے دو کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو گیا۔

پھر دیکھو کتنے کھل کر دست ہوتے ہیں چند سانس جن سے ان کی زندگی کا شبہ ہوتا ہے وہ محض برائے نام ہوتی ہے۔ اس دوا کے اکسیر اور سریع الاثر ہونے کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اس جماعت قادیانی کا پیر ومرشد مرزا غلام احمد قادیانی خود اسی دوا کے اثر سے ہلاک ہوا۔

خاکسار کو ایک مرزائی دوست نے اخبار الفضل کے چند پرانے پرچے دیکھنے کیلئے دیئے۔ اتفاق سے میری نظر اخبار الفضل ۴ جنوری ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۹ پر پڑی جس

میں مولوی عمر الدین شملوی کی تقریر (جو آپ نے جلسہ سالانہ احمدیہ میں کی تھی) درج تھی۔

مقرر بدزبان نے عالی جناب علامہ زمان فاتح قادیان مفسر کلام اللہ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب کی شان والا میں بہت کچھ گستاخی آمیز کلمات کا استعمال کیا اور خوب دل کھول کر اپنی لیاقت علمی کا ثبوت دیا۔ (مرزائیوں کے مولوی عمر الدین شملوی نے ہمارے سردار کو ابلیس ثانی کے لقب سے پکارا ہے دیکھو الفضل ۴ جنوری ۱۹۲۳ء، مگر ہم اس کا بدلہ نہیں لیتے۔ درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔ اہل حدیث: نامہ نگار کو ان منشی عمر الدین صاحب کی حقیقت حال معلوم ہوتی تو آپ ان کو اس تیز کلامی اور دشنام دہی میں معذور جانتے سنئے لودیانہ کے مباحثہ میں جو مبلغ سہ صد کی رقم بطور غنیمت فاتح کے ہاتھ آئی تھی اس میں پوری پچاس کی رقم ان عمر الدین صاحب کی تھی پھر یہ خفا کیوں نہ ہوں آپ کو اصل وجہ خفگی کا جاننا ضروری تھا؛

کہہ دیا بس کہ تری آہ میں تاثیر نہیں۔ یہ نہ دیکھا کہ کلیجہ میں ہے روزن کیسا)

آئینہ ثنائی مظہر اسرار الٰہی میں اسے اپنی شکل نظر آئی فاتح قادیان کی پوزیشن بیان کرنے کھڑا ہوا تھا کہ نام کی دہشت اس درجہ غالب ہوئی کہ بھول کر اپنی پوزیشن بیان کرنے لگا وہی حالت ہوئی جو عموماً سفوف ثنائی استعمال کرانے سے ان کی ہوا کرتی ہے۔ مبلغ مرزا اچھی طرح جانتا تھا کہ فاتح قادیان (مولانا ثناء اللہ) اپنی مہذبانہ روش کب چھوڑنے لگے۔ میری ان گالیوں کا جواب دینا تو درکنار توجہ بھی نہ کریں گے زیادہ سے زیادہ اگر کچھ بولیں گے تو امرتسر سے بیٹھے بیٹھے یہ جواب دے دیں گے بقول خادم: چلو ہم ہوں نہ ہوں لیکن پریشان ان کے کرنے کو۔ ہمارا ذکر تو اغیار کی محفل میں رہتا ہے۔

اب میں اس ذات شریف (منشی عمر الدین شملوی) کی علمی پوزیشن کا اظہار کرتا ہوں جس سے آپ کی ذاتی قابلیت وعلمیت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

تھوڑا عرصہ ہوا آپ کی شادی ہمارے شہر ڈیرہ دون میں ایک مرزائی خاتون سے ہوئی قیام ایام شادی میں انجمن احمدیہ کی طرف سے آپ کی تقریر کرائی گئی بصورت اشتہار اعلان کیا گیا کہ فلاں تاریخ شب کے آٹھ بجے مولانا عمر الدین شملوی دلائل صداقت رسالت محمدیہ پر لیکچر دیں گے سب کو شریک ہونا چاہیے۔ چنانچہ وقت مقررہ پہر جلسہ ہوا۔ محمدی مسلمانوں میں سے سوائے پانچ چھ اصحاب کے جو مرزائی احباب

کے دوستوں میں سے تھے اور کوئی شامل نہ ہوا کیونکہ سب جانتے تھے

ہے صدق اور رسالت نبوی سے کیا تعلق
آ کر پھنسیں اڑنگے میں پس مدعا یہی ہے

حاضرین کی تعداد ہاتھ پیروں کی انگلیوں کی مجموعی تعداد سے نصف یا کچھ زیادہ ہوگی سب کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب نے تقریر شروع کی مگر افسوس تقریر کا کل حصہ جو مسلسل دو گھنٹہ تک جاری رہا دلائل صداقت رسالت مرزائیہ پر صرف ہوا۔ دلائل صداقت نبوت محمد یہ کا اگر کہیں کہیں ذکر آتا تو ضمناً نبوت مرزا کا اظہار بڑے زوردار الفاظ میں ضرور ہوتا لیکچر سن کر رنج وافسوس کے ساتھ کہنا پڑا

سمجھے تھے جسکو پھول وہ نکلے شرار سنگ

بعد اختتام تقریر بابو غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ نے بیٹھے بیٹھے بغرض تبلیغ ناواقفوں کے پھانسنے کے لئے مختصر تقریر کی۔ مرزا صاحب کی قبل از دعوی زندگی کے متعلق بہت کچھ مدح سرائی کی۔ فرمایا ایسا عالی دماغ صاحب علم وفضل جسکی تعریف میں بڑے بڑے مشاہیر علماء اسلام رطب اللسان تھے اس سے ایسی غلطی نہیں ہوسکتی کہ جھوٹا دعوی نبوت کر دے۔

خاکسار محمد حنیف نے بابو صاحب سے سوال کیا کہ نبی کا صحیح الدماغ ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

فرمایا ہاں صحیح الدماغ ہونا ضروری ہے۔

پھر سوال کیا کہ جو شخص جنون مراق جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو اس کے قول وفعل کا اعتبار ہے یا نہیں؟

فرمایا یہ اعتراض پہلے بھی کسی نے کیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا مجھے مراق کی بیماری ہے۔

یہ کہہ کر کچھ دیر سکوت کیا تو مولوی عمر الدین جب کو اعتراض کی معقولیت اور سوال کی نزاکت محسوس ہوگئی تھی کرسی سے سنبھلے اور جھٹ سے بول اٹھے کہ مرزا صاحب نے ایسا کہیں نہیں فرمایا۔

خاکسار نے فوراً اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۱۹ء جیب سے

نکال کر حوالہ پڑھ کر سنایا۔

فرمایا یہ قول دعوی سے پہلے کا ہے۔

خادم نے عرض کیا کہ مولوی صاحب! یہ قول دعوی سے بعد کا ہے جس کو مرزا صاحب قادیانی علامت مسیح قرار دیتے ہیں مہربانی فرما کر پوری عبارت پڑھ جائیے (مولوی صاحب نے اخبار میرے ہاتھ سے لے کر کل مضمون بلند آواز سے پڑھا) پڑھنے کے بعد حاضرین کو مخاطب کر کے دریافت کیا کہ یہ شخص محمد حنیف ڈرافٹسمین کون ہے؟

حاضرین نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے کیا غرض۔ کسے باشد۔ آپ ان کے اعتراض کا جواب دیں۔

فرمایا اس کے سینکڑوں اقسام ہیں (بتایا ایک نہیں کیونکہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ سب ناواقف ہیں یہ کہہ کر ٹال دو، ڈاکٹری وطبی بحث کون کرے گا) اور کمال ہوشیاری سے پہلو بچا کر شان تکلمانہ سے یوں گویا ہوئے:

ایسا بڑا فلاسفر جس کے علم وفضل کے علماء تک قائل ہوں اس سے ایسی غلطی کا ہونا ناممکن ہے کہ جھوٹا دعوی کر دے،

خاکسار نے عرض کیا مرزا صاحب فلاسفر سے غلطی کا ہونا ممکن مانتے ہیں اور آپ ناممکن بتلاتے ہیں۔ مرزا صاحب اسلامی اصول کی فلاسفی میں لکھتے ہیں:

افلاطون جیسے فلاسفر نے ایسی فاش غلطی کھائی کہ مرغ کی قربانی چڑھائی۔

میں کہتا ہوں کہ جیسی غلطی افلاطون جیسے فلاسفر سے ظاہر ہوئی، ایسی ہی غلطی مرزا صاحب قادیانی سے بھی سرزد ہوگئی کہ جھوٹا دعوی نبوت کر بیٹھے۔

میرے اس جواب پر مولانا شملوی کو شملہ سنبھالتے ہوئے (اور خاکسار کے چہرہ پر متعجبانہ نظر ڈالتے ہوئے) یوں گویا ہوئے: یہ تمہارا قیاس ہے۔

بہت اچھا جناب یہ تو ہمارا قیاس ہے۔ اب جناب کا عالمانہ قیاس سنئے کیسا معقول جواب دیتے ہیں کہ اعتراض کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیتے ہیں اور صحابی رسول اللہ پر بھی ہاتھ صاف کرتے ہوئے ذرہ نہیں جھجکتے۔ فرماتے ہیں کہ:

ابو ہریرہؓ مدینہ کی گلیوں میں پچھاڑیں کھا کر گرتے تھے (کیوں گرتے تھے؟ بھوک کی وجہ سے! اس کو ہضم کر گئے) تو لوگ آپ کو دیوانہ اور مجنون کہا کرتے تھے۔

سوال از آسمان جواب از ریسمان

مطلب صاف ہے (بزعم مولوی صاحب) کہ مرزا غلام احمد اگر مراقی ہے، تو یہ صحابی رسول اللہ بھی تو دیوانہ اور مجنون تھے،

برین عقل و دانش بباید گریست

مرزائیو! اگر تمہارے مایہ ناز قابل فخر علماء کے استدلال وقوت استنباط کا یہی حال ہے تو کیفیت بالا معلوم شد۔

اب دوسرے صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کا حال سنئے۔ برافروختہ ہو کر کرسی سے اٹھے۔ پیشانی پر تین بل (بشکل حرف ک ف ر) ڈالتے ہوئے اور اپنے خارج از اسلام ہونے کا ثبوت اس طرح دیتے ہوئے کرختی ہوئی آواز سے چلائے:

رسول اللہ کی نسبت بھی قرآن میں ساحر و مجنون آیا ہے (العیاذ باللہ)

کوئی ان عقل مندوں سے پوچھے کہ ان جوابات سے ہمارے سوال کو کیا تعلق؟ کہاں خود کو مراقی بتلانا اور کہاں لوگوں کا دیوانہ اور مجنون کہنا؟

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

اس موقع پر مجھے اپنے آقا و مرشد علامہ ثناء اللہ امرتسری کا وہ بزرگانہ قول یاد آیا جو آپ نے الہامات مرزا میں لکھا ہے کہ:

مرزائی چاہتے ہیں کہ سلسلہ رسالت اور خاندان نبوت پر بھی وہی الزام لگایا جاوے جو ہم پر لگایا جاتا ہے تاکہ یہ کہہ سکیں کہ ہم بھی تو آخر اسی سلسلہ کے ایک فرد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر الزام ہے تو ہم پر بھی ہے۔،

ناظرین! میں سچ سچ خدا تعالی کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتا ہوں کہ یہی جوابات جو اوپر مرقوم ہوئے ان کی طرف سے دیئے گئے۔ شب کے بارہ بجے چکے تھے اور ہم مصر تھے مجبور ہو کر مولوی صاحب کو مراق کی یہ تعریف کرنی پڑی:

غیر مستقل مزاجی کا ہونا۔

اس تعریف کو سن کر ہم کھڑے ہو گئے کیونکہ اب کوئی جھگڑا نہیں رہا جب طبیعت میں استقلال نہیں تو اس کے قول و فعل کا بھی اعتبار نہیں۔

محترم ناظرین! یہ ہیں وہ لائق و فائق قابل مبلغ جماعت احمدیہ جو شیر اسلام

علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری جیسے ماہر علم وفن مناظرہ کو... مقابلہ ومباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں اور گیدڑ بھبکی دکھاتے ہیں۔ اور باوجود بارہا پئے در پئے شکست اٹھانے کے اسی ایک ہٹ پر اڑے ہوئے ہیں کہ اب کے مار کے دیکھ

آنکھ جس کی نہ زمانہ میں کسی سے جھپکی
آج اس شیر کو دکھلاتے ہیں گیدڑ بھبکی

لطیفہ: اگلے روز ایک مرزائی دوست مجھے بازار میں ملا۔ میں نے دوستانہ طریق سے دریافت کیا کہ بھائی سچ سچ ایماناً کہنا رات تمہارے مولوی صاحب نے میرے اعترض کا کوئی تسلی بخش جواب دیا؟ پست آواز سے بولے۔ یہ کوئی بات نہیں ایک بات کا جواب نہیں آیا تو کیا ہے۔ تمہارے ثناء اللہ سے بھی اکثر باتوں کا جواب نہیں آتا۔ دریافت کیا کہ ان اکثر باتوں میں سے ایک تو بتلایئے فرمایا سینکڑوں ہیں (سینکڑوں کا لفظ رات مولوی صاحب سے سن لیا تھا) پھر بولے:

ممکن ہے کاتب کی غلطی ہوگئی ہو۔ ایسی غلطیاں اکثر ہوجایا کرتی ہیں

خادم نے عرض کیا کہ ہاں بیشک یہ قرین قیاس ہے اس پر ہمارا بھی صاد ہے۔ اگر رات مولوی صاحب اس لفظ مراق میں کاتب کی غلطی مان لیتے تو گفتگو جلد ختم ہوجاتی۔

وہ غلطی کیا ہے؟ شائد تم بتلاتے ہوئے شرماؤ۔ مرزا صاحب کی شان مسیحیت ونبوت مانع آئے۔ اس لئے سنئے میں ہی بتلائے دیتا ہوں

کاتب مراق کی م کے اوپر نقطہ لگانا بھول گیا مراق نہ تھا، بلکہ فراق تھا۔

ہاں اب یہ سوال ہے کہ فراق کس کا اور فراق کی بیماری کیسی؟ اسکا جواب صاف معلوم اور ثابت ہے کہ فراق اسی منکوحہ آسمانی کا جس کے حسرت دیدار اور تمنائے شادی میں مرزا صاحب قادیانی اس دار فانی سے عالم جاودانی کو یے کہتے ہوئے رخصت ہوئے

کبھی مرنے سے پہلے کاش تم کو دیکھ ہی لیتے
یہی حسرت لئے دنیا سے اب ہم ہائے جاتے ہیں

اور آج مزار مرزا سے بھی یہ آواز آرہی ہے کہ سننے والوں کو بھی رحم آتا ہے

لگا کر دل کسی سے ہائے مرزا
مصیبت مول لے لی حشر تک کی

میرے اس جواب پر مرزائی دوست بہت بگڑا۔ برہم ہو کر کہنے لگا تم لوگوں نے (مولوی) ثناء اللہ سے مزاح اور استہزاء کرنا سیکھا ہے، اور خاک نہیں جانتے۔

میں نے کہا بھائی جان! اگر ہم نے مذاح اور دل لگی کرنا سیکھا ہے، تو تم نے اپنے سردار مرزا غلام احمد قادیانی سے جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا اور گالیاں دینا سیکھا ہے۔ چلو دونوں برابر ہو گئے۔

ناظرین! یہ ہے مراقی کیڑوں کی اکسیر دوا۔ جس کی بابت دعا ہے کہ خدا اس کو محفوظ رکھے اور دنیا کو اس سے فائدہ پہنچائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ فروری ۱۹۲۵ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۴۳ھ ج ۲۲ نمبر ۱۷ ص ۴۔۶)

مسیح کی آمد ثانی: احمد مجتبی کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک امرتسری ذیل کا مکالمہ لکھتے ہیں:

عاشق احمد مدنی:

(ایک احمدی سے مخاطب ہو کر): جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی کیا تھا؟

خادم کرشن قادیانی:

مرزا غلام احمد صاحب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۹۵ پر لکھتے ہیں:

میرا دعوی یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالی کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔

عاشق احمد مدنی:

ہم لوگوں کا تو یہ مذہب ہے کہ وہی مسیح عیسی بن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی تھی آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہو گا۔

خادم کرشن قادیانی:

حضرت مسیح نے صلیبی واقعہ سے نجات پا کر ہندوستان کا سفر کیا اور نیپال ہوتے ہوئے آخر تبت پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے ان کو ہدایت کی اور آخر ایک سوبیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا اور محلّہ خان یار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے یوزآسف نبی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (راز حقیقت۔ص ۹ کا حاشیہ)

عاشق احمد مدنی:

صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۰ پر لکھا ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ عنقریب ہے کہ اترے گا تم میں اے مسلمانو! عیسیٰ بیٹا مریم کا۔

خادم کرشن قادیانی:

بعض احادیث میں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے لیکن حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اسکا نزول آسمان سے ہوگا (حمامۃ البشری مترجم ص ۷۷)

درحدیث لفظ از آسمان نیست (انجام آتھم۔ص ۱۲۹)

عاشق احمد مدنی:

کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸، منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۵۶ اور حجج الکرامۃ کے صفحہ ۴۲۳ پر لکھا ہے:

قال ابن عباس قال رسو ل الله ﷺ فعند ذلك ینزل ا خی عیسی بن مر یم من السماء علی جبل افیق اما ما ھا د یا حکما عادلا علیه برفس له مر بوع الخلق اسلت سبطا الشعر بیده حر بة یقتل الد جال فا ذا قتل الدجا ل تضع الحر ب او زارھا

خادم کرشن قادیانی:

کنز العمال نے یہ حدیث ابن عساکر سے لی ہے اور خود صاحب کنز العمال نے دیباچہ میں ابن عساکر کی حدیث کے متعلق لکھدیا ہے کہ جو حدیث بھی ان چاروں (عقیلی، ابن عدی، خطیب اور ابن عساکر) کی طرف منسوب ہوگی وہ ضعیف ہوگی۔ پس یہ حدیث بقول صاحب کنز العمال ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں اور نیز اس کی سند بھی نہیں۔ (ریویو اکتوبر ۱۹۲۳ء ص ۱۳، ۱۴)

عجالہ نافعہ صفحہ ۷ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عساکر طبقہ رابعہ سے ہے۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ اکتوبر ۱۹۲۳ء ص ۱۵، ۱۶)

عاشق احمد مدنی:

۱۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۵ کے حاشیہ پر حدیث کی ایسی کتابوں کے نام درج کئے ہیں اور ان کی روایتوں سے استدلال کیا ہے جن کو عجالہ نافعہ کے صفحہ ۷ اور اسی رسالہ ریویو کے صفحہ ۱۶ پر طبقہ رابعہ میں شمار کیا گیا مثلاً ابن جریر ابوالشیخ، بغوی، ابن...عبد بن حمید، اور عبدالرزاق۔

۲۔ حدیث کی کتاب، تاریخ ابن عساکر، کے حوالے خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۴۹ کے حاشیہ اور مسیح ہندوستان میں، کے صفحہ ۵۴ پر دیئے ہیں اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ سند کسی روایت کی نہیں دی۔

۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی، حمامۃ البشری، صفحہ ۸۸۔۸۹ پر لکھتے ہیں:

و فی حد یث ابن عباس قال سمعت رسو ل الله ﷺ یقول ینزل اخی عیسی بن مر یم علی جبل افیق اما ما هادیا حکماعادلا بیده حر بة لقتل الد جال وتضع الحر ب او زا ر ها (حمامۃ البشری۔ص ۸۸)۔

روی ابن عباس قا ل قا ل رسو ل الله ینزل ا خی عیسی ابن مر یم علی جبل افیق اماما هادیا حکما عا دلا بیده حر بة یقتل به الد جال۔ (حمامۃ البشری۔ص ۸۹)

نوٹ: اب دیکھئے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتاب حمامۃ

البشری کے صفحہ ۸۸۔۸۹ پر الفاظ من السماء نہیں ہیں۔

یہ ہے مرزا صاحب قادیانی کی ایمان داری۔

خود مرزا صاحب قادیانی اس روایت کو (جو کنز العمال میں ابن عسا کر سے نقل کی گئی ہے) درج کرتے ہیں اور لفظ مخالف، من السماء، نقل نہیں کرتے تاکہ کتاب حمامۃ البشری میں جو دعوی کیا ہے کہ کسی حدیث میں سماء کا لفظ نہیں آیا اس کی تکذیب نہ ہو جائے۔ یہ ہے ہمارے مسیحا کی سچائی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ فروری ۱۹۲۵ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۴۳ھ ج ۲۲ نمبر ۱۷ ص ۶ و ۱۲)

کافر گروہوں کے دو زبردست سرگروہ

سوامی دیانند اور مرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں

لاہوری احمدی اخبار پیغام صلح ۲۲۔۲۵ فروری ۱۹۲۵ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس کی سرخی ہے

کافر سازوں کے دو زبردست گروہ: علماء اسلام اور علماء نصرانیت

اس مضمون میں بزور قلم ثابت کیا ہے کہ علماء اسلام لوگوں کو کافر بناتے ہیں چنانچہ پیغام صلح کے الفاظ یہ ہیں:

باوجود ان تمام خونی مناظر کے مسلمانوں میں ایک خاص طبقہ ہے جس کو علماء اسلام کے نام سے دنیا یاد کرتی ہے یہ فرقہ جس کا مرتبہ انبیاء بنی اسرائیل سے کم نہیں اور جس کی سیاہی کا ایک ایک قطرہ شہیدوں کے خون سے زیادہ قیمت رکھتا ہے اور جن کی صحبت میں ایک لمحہ گذارنا ایک سال کی عبادت سے زیادہ مفید اور بابرکت ہے جو قرآن حکیم کی ایک ایک زبر اور زیر اور ضمہ اور جزم میں اپنا گھر بنائے ہوئے ہے اور جن کے حلقوم عین اور قاف کے تلفظ میں خشک ہو جاتے ہیں اور جن کو معارف و دقائق قرآن کے حل کرنے میں

ید طولی حاصل ہے اور جن کو خدا معلوم کیا کیا کچھ نہیں آتا اور جاتا اس دنیا میں خدا کی رحمت وہدایت کے شمع بردار مقرر کئے گئے تھے اور ان کو حکم تھا کہ مسلمانوں کو حبل اللہ کے ذریعہ نہایت مضبوطی سے باندھے رکھنا اور کسی ایک کو بھی علیحدہ نہ ہونے دینا، مروت ومحبت مودت واخوت اور تمام ان الفاظ سے جو ت کے ساتھ ختم ہوتے ہیں (مگر جن کے معنی بھی ان چار الفاظ سے ملتے ہوں) ان اسلامی موتیوں کو ایک ہی رشتہ میں پروئے رکھنا کیونکہ ایک مسلمان کا کم ہو جانا اس عظیم الشان عمارت میں جس کی بنیاد خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین کے تقدس مآب ہاتھوں سے رکھی گئی اور کی دیواریں بلند کرنے میں خود اس عظیم الشان انسان اور اس کے جاں نثار احباب کے خون نے سیمنٹ اور چونے کا کام دیا نقص واقعہ کا خطرہ ہے اور جب نقب زن چوری کے لئے آئے گا تو اسکو سیندھ لگانے میں آسانی ہوگی کیونکہ ایک اینٹ کے نکل جانے سے اس کا کام آسان ہو جائے گا اور وہ دوسری اینٹوں کو اپنے اوزار سے جلد علیحدہ کر سکے گا مگر واہ رے طبقہ علماء عمارت کی بنیادوں میں خود ڈائنا میٹ بھر دیا اور نقب زن کو ہاتھ بھی ہلانے کی تکلیف نہ دی۔

(پیغام صلح لاہور۔مورخہ ۲۲۔۲۵ فروری ۱۹۲۵ء ص ۲)

شیخ الاسلام امرتسری لکھتے ہیں: ہم سے پوچھو تو ہم بھی ایسے کافر گر لوگوں کو اور ان کی کافر گری صنعت کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نہایت کراہت سے سنتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ایسے لوگوں کو ہدایت کرے۔مگر پیغام صلح کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آیا لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہ آیا۔ ہماری تحقیق میں کافرگروں کے سرگروہ جیسے ہمارے دو ہیرو (سوامی جی اور مرزا جی) ہیں ایسا کوئی نہیں ہم اپنی عادت کے موافق بے دلیل دعوی کرنا بھی کفر نہیں تو قریب کفر جانتے ہیں۔ پس ناظرین سنیں آریوں کے گرو سوامی دیانند لکھتے ہیں۔

جو ویدوں کو نہیں مانتا وہ دہریہ (سخت ترین کافر) ہے (ستیارتھ پرکاش باب ۱۰)

اسی طرح مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں جو مجھے مسیح موعود نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ شریفہ یہ ہیں:

کفر دو قسم پر ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو با وجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اگر غور کیا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۷۹)

اسی کتاب کے دوسرے مقام پر قادیانی کافر گر نے صاف لفظوں میں فیصلہ کر دکھایا ہے کوئی نہ مانے تو اس کا اختیار ہے مگر حضرت قادیانی نے تو اس کے صاف کرنے میں کسر نہیں رکھی۔ صاف صاف بلکہ صاف ترین الفاظ میں ارشاد ہے:

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۶۲)

مطلب صاف ہے کہ وہ پکا کافر ہے۔

احمدی دوستو! بتاؤ ساری دنیا کے مسلمان جو ان بڑے حضرت کو نہیں مانتے (باستثناء افغانستان، اسلئے کہ وہ ڈنڈا چلاتا ہے) سب کافر ہیں یا نہیں؟ تاویل بلکہ تحریف کا دروازہ تو خود حضرت صاحب نے کھول رکھا ہے جن کی اصطلاح میں شہر دمشق سے مراد قصبہ قادیان ہے وہ تاویل کیوں نہ کریں گے مگر دنیا میں اردو زبان سمجھنے والے بہت ہیں جو ان حوالہ جات کے صحیح معنی سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے دعاوی کے منکر کو کافر کہتے ہیں

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
ہندوستان میں دھوم ہماری زباں کی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۴۳ھ ج ۲۲ نمبر ۱۹ ص ۲۔۳)

مرزا قادیانی اور ایک لڑکی لاہوری

خدا کی شان ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق دلائل نقلیہ عقلیہ کے علاوہ واقعات یومیہ بھی ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ ان کی تردید اور تغلیط کرنے

کو کافی ہوں۔ چنانچہ آج کل لاہور میں ایک ایسا واقعہ پیدا ہوا ہے کہ مرزا صاحب کے غلط ادعا کی کافی تردید کرتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کہا کرتے تھے کہ حضرت عیسی مسیح اگر زندہ ہیں تو آسمان پر زندہ ہیں، تو پائخانہ کہاں پھرتے ہوں گے۔

یہ ایک ایسا مغالطہ انہوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ عموماً ان کے مریدوں کے منہ پر چڑھا ہوا ہے۔ علماء نے اسکے کئی جوابات دیئے مگر آج کل لاہور میں ایک واقعہ ایسا وقوع پذیر ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوی کی کافی تردید کرتا ہے وہ یہ ہے کہ

ایک لڑکی جسکے والد کا نام نانک بخش (مسلمان) محلّہ چابک سواراں میں رہتا ہے۔ وہ لڑکی جوان بالغہ ہے۔ روزانہ غذا کھاتی ہے مگر پائخانہ اسے گیارہ مہینوں سے نہیں آیا۔ بہت سے علاج بھی کرا چکے ہیں حتی کہ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کا علاج بھی کرایا گیا ہے، مگر پائخانہ نہیں آیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس لڑکی کا پائخانہ کہاں جاتا ہے؟ جب تک مرزائی امت اس واقعہ کا جواب نہ دے اسکا حق نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پائخانہ کی تلاش میں وقت ضائع کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۴۳ھ ج ۲۲ نمبر ۱۹ ص ۳)

مجدد الف ثانی اور مرزا غلام احمد قادیانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰، کتاب حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۹۹-۱۰۰ کتاب ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۵۶ پر یوں درج ہیں:

ایک اور نادانی (ان مخالفوں کی) یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑ کانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعوی کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعوی ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں

اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیوض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد کو مکالمہ ومخاطبہ الہیہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔

اقول: مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ہفتم مطبوعہ ۱۳۳۲ھ مطبع روز بازار امرتسر مکتوب ۵۱ صفحہ ۲ پر لکھا ہے۔

بداں اے برادر محبّ کہ بہ تحقیق کلام حق سبحانہ وتعالیٰ با بشر گاہے رو برو بود و ایں نوع از کلام مر آحاد انبیاء است و گاہے ایں نعمت عظمی بعضے را از کمّل متابعان ایشاں نیز بہ تبعیت و وراثت میسر گردد و این قسم از کلام با یکے از ایشان ہرگاہ بکثرت واقع گردد انکس محدث نامیدہ مے شود چنانچہ امیر المومنین عمرؓ

نوٹ: مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت ایک دفعہ اہل حدیث امرتسر میں لکھا گیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی، فن روایت میں معتبر نہیں۔ اس پر مرزائی پریس بہت خفا ہوا تھا۔ اب وہ خفا ہونے والے لوگ مرزا غلام احمد صاحب کی راست گوئی ملاحظہ کریں۔ آپ بحوالہ مجدد صاحب لکھتے ہیں: وہ نبی کہلاتا ہے،

حالانکہ اصل عبارت میں ہے: آنکس محدث نامیدہ مے شود،

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے (چنانچہ امیر المومنین عمرؓ) نقل نہیں کئے کیونکہ مجدد صاحب کی یہ تمثیل بتا رہی ہے کہ ان کی مراد نبوت نہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مراد نبوت ہے: ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ مارچ ۱۹۲۵ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۴۳ھ ج ۲۲ نمبر ۱۹ ص ۳)

برادرانہ مکاتبت

میرے ایک پھوپھی زاد بھائی کلکتہ میں چمڑہ کی تجارت کرتے ہیں۔ کچھ

مدت سے مرزائی مذہب قادیانی میں شامل ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے ان سے قادیانی مشن کے متعلق خط وکتابت جاری رکھی ہوئی ہے۔مگر تاحال وہ اپنی ضد سے باز نہیں آئے، حتی کہ اب کی دفعہ انہوں نے قادیان کے سالانہ جلسہ پر آنے کیلئے مجھ کو ایک خط میں مرزائیت کی دعوت دیتے ہوئے لکھا تھا جس کا اقتباس ناظرین اہل حدیث کی دل چسپی کے لئے درج ذیل ہے۔

میں ۲۱ دسمبر کو کلکتہ سے روانہ ہو کر ۲۷ دسمبر کو قادیان دارالامان پہنچ جاؤں گا ۔آپ بھی تاریخ مقررہ پر قادیان آویں یہاں کی فضا کا مطالعہ کریں اور اپنے شبہات کو دور کریں۔ لوگ دور دراز سے حضرت مسیح کے خلیفہ کے سلسلہ کا نظارہ دیکھنے کو آتے ہیں، آپ قریب رہ کر کیوں محروم ہو۔جواب ملاقات کی صورت میں ہو تو خوب ہے ۔ دوست محمد احمدی

جواب میں مندرجہ ذیل خط لکھا گیا:

میں چونکہ خلیفہ قادیان کے والد بزرگوار مرزا صاحب کی تالیفات سے بہت سے نظارے دیکھ لئے اس لئے مجھ کو آپ کے دارالامان میں آنے کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ اعتبار نہ ہو تو سن لو

۱۔میرے وقت کی فتح آنخضرت ﷺ کی فتح سے اعظم اور کبراور اظہر ہے۔ (سیرۃ الابدال۔ص۱۹۳)

۲۔آنخضرت ﷺ کے لئے صرف چاند کو کسوف ہوا (شق القمر) میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو (قصیدہ اعجازیہ۔ص۷۱)

۳۔کربلا ایست سیر ہر آنم ۔صد حسین است درگریبانم (نزول المسیح۔ص۹۹)

۴۔آنچہ داد ند ہر نبی را جام ۔ داد آن جام را مرا بہ تمام ۔(ص۹۹ نزول المسیح)

۵۔لوگ آنخضرت ﷺ کی حدیثیں زید اور عمرو سے ڈھونڈتے ہیں میں بلا انتظار آپ کے منہ سے سنتا ہوں۔ (دافع الوساوس۔ص۲۵)

۶۔میں نے کئی دفعہ آنخضرت ﷺ کو اس عالم بیداری میں دیکھا، باتیں کیں، سوال پوچھے۔ (جنگ مقدس۔ص۱۲۹)

۷۔ایک دن میں رات کی نماز کے فرض اور سنتیں ادا کر چکا تھا۔ جاگ رہا

تھا۔نہ نیند میں تھا، نہ غنودگی میں، بیدار تھا۔ اس حالت میں میں دروازہ پر دستک کی آواز سنی۔ جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ دستک دینے والے جلدی جلدی میری طرف آرہے ہیں۔ جب وہ قریب آ گئے تو میں نے پہچان لیا کہ پنج تن پاک ہیں۔ یعنی حضرت علی مع دونوں بیٹوں کے اور رسول اللہ ﷺ کے۔ (دافع الوساوس۔ص ۵۴۹)

۸۔حضرت عیسیٰ کی والدہ اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھی۔ (ایام الصلح۔ص ۶۵)

۹۔یوسف (نجار) کی ایک بیوی موجود تھی اور شریعت موسوی میں ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی جائز نہ تھی لیکن قوم کے بزرگ مجبور ہوئے کہ عین حمل میں مریم کا نکاح یوسف سے کر دیں اور بعد اس نکاح کے جتنی اولاد مریم کی یوسف سے ہوئی وہ حضرت عیسیٰ کے سگے بھائی اور بہن تھے۔

(خلاصہ مضمون کشتی نوح۔ص ۱۶)

نوٹ: حوالہ ۸ و ۹ کو پڑھتے ہوئے سورہ مریم پارہ ۱۶ نکال لیویں

اور بھی اس قسم کی بلکہ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر مرزا جی کی لن ترانیاں ہیں جو بخوف طوالت نظر انداز کر دی گئی ہیں۔ اس قسم کے نظارے آپ کو اور مسیح کے حواریوں کو مبارک ہوں، میں ان سے باز آیا

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

اس خط میں مذکور سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا تھا کہ خلیفہ جی حوالہ جات مذکورہ بالا کو جلسہ عام میں پڑھ کر سنا دیں، مگر چند روز بعد جواب ملا کہ:

تمہارے اعتراضات تعصب پر مبنی ہیں، کلکتہ جا کر جواب لکھوں گا۔

امید ہے قادیانی الفضل اور لاہوری پیغام صلح ان حوالجات پر کماحقہ روشنی ڈالیں گے۔

مرزا جی کے مریدو! تم ایسے شخص کو مسیح موعود تسلیم کر رہے ہو جو معاذ اللہ، رسول اکرم ﷺ پر اپنی فضیلت ظاہر کرر ہا ہے جو حضرت مریم جیسی پاک عورت کو جسکی پاک دامنی کی قرآن کریم گواہی دے رہا ہے نعوذ باللہ زانیہ ثابت کرر ہا ہے جسکو سو

حسین کو اپنے گریبان میں ڈالنے کا دعوی ہے مگر و اللہ یعصمیك من الناس کا خداوندی وعدہ ہوتے ہوئے حج کو نہیں جاسکا۔

مرزا جی کو مجدد ماننے والے پیغا میو! تم نے اپنے سالانہ جلسہ پر (ازالہ کفر) کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں مرزا جی کو بایزید بسطامی جیسے بزرگوں کے زمرہ میں شامل کرنیکی کوشش کی ہے۔ مگر یاد رکھو

بت کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

ان لوگوں نے تو شریعت کے نام پر اپنی جانیں قربان کر دیں مگر آپ کے مسیح نے گورداسپور کے حاکم سے ڈر کر اپنا الہام شائع کرنا بند کر دیا تھا۔

از چنیوٹ: مرسلہ: الٰہی بخش خریدار اخبار اہل حدیث ۶۰۵۵۔
بقلم خود محمد اسماعیل تاجر کتب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مارچ ۱۹۲۵ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۴۳ھ ج ۲۲ نمبر ۲۰ ص ۹)

انعام المنعم فی تفسیر آیت وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم

بہائی، مہدوی اور مرزائی کی گفتگو

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

بہائی

آنحضرت ﷺ اہل ایران کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ:

جس طرح سلمان فارسی نے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے میں پیش قدمی اور سبقت کی ہے اسی طرح حضرت موعود کے ظہور فرمانے کے وقت بھی ایران کے باشندے ان پر ایمان لانے میں دوسری سب اقوام اور امتوں سے پہلے پیش قدمی کے ساتھ سبقت کریں گے (المعیار الصحیح ص ۱۳۷)

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ خاتم

الاولیاء حضرت عیسیٰ ہیں اور وہ عجم (ایران) کے ملک سے ظاہر ہوگا اور حضرت مہدی، نبی اکرم ﷺ کی اولاد میں سے ظہور فرمائیں گے اور اس بنا پر (کہ وہ آنحضرت ﷺ کی اولاد میں سے ہیں) وہ عرب (اور بنی ہاشم کی نسل میں سے) ہیں۔(المعیار الصحیح۔ص ۱۳۸)

مہدوی

سید محمد جونپوری نے سورہ جمعہ کی آیت و آخرين منهم لمّا يلحقوا بهم کو خاص اپنے فرقہ مہدویہ پر حمل کیا ہے (ہدیہ مہدویہ۔ص ۱۱۲)

مرزائی

جب ہم قرآن مجید کی طرف توجہ کرتے ہیں و آخرین منهم کے نیچے یہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ یہ مسیح موعود کی جماعت سے مراد ہے۔

پس اگر ان احادیث قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر کے ساتھ ملایا جائے تو یہ بات بہ بداہت ثابت ہوتی ہے کہ آنے والا مسیح موعود فارسی الاصل ہوگا۔

(حیات النبی۔ص ۵ حصہ اول)

احادیث میں ایک فارسی الاصل مصلح کے مبعوث ہونے کی خبر تھی اور وہ مسیح موعود ہونے والا تھا۔ (حیات النبی حصہ اول ص ٦)۔

اقول:

آیت قرآنی: سورہ جمعہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ وہ ہے جس نے مبعوث کیا ان پڑھوں میں سے ایک نبی ان میں سے جو ان پر اللہ کی آیتوں کو پڑھتا ہے اور ان کو (اثر صحبت سے) پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ اور تحقیق وہ لوگ اس سے پہلے ظاہر گمراہی میں تھے (و آخرين منهم لما يلحقوا بهم) اور دوسرے لوگوں کو بھی جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے اللہ فضل دیتا ہے اس کو جسے چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

احادیث نبویہ

صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۷۲۷۔ تفسیر ابن جریر جلد ۲۸ صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے:
ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ کی یہ آیت اتاری گئی و آ خر ین منھم لمّا یلحقوا بھم ۔ میں نے کہا یا حضرت وہ لوگ کون ہیں جو ابھی ہم کو نہیں ملے ۔ حضرت ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ میں نے تین بار پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی تھے۔ حضرت ﷺ نے سلمان پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا

لو کا ن ا لا یما ن عند الثر یا لنا له ر جا ل (او ر جل) من ھؤ لاء ۔ اگر ایمان ثریا کے نزدیک ہوتا تو اس کو بہت سے مرد یا ایک مرد فارسیوں میں سے پا لیتے۔

صحیح مسلم جلد۲ صفحہ۳۱۲ پر لکھا ہے:

عن ابی ھر یرۃ قا ل کنا جلو ساً عند النبی ﷺ اذا نز لت علیه سورۃ الجمعة فلما قرأ (و آ خر ین منھم لمّا یلحقوا بھم) قا ل من ھؤ لا ء یا رسو ل الله ﷺ فلم یزا جعه النبی ﷺ حتی سا له مرۃ او مر تین او ثلا ثاً قا ل و فینا سلما ن الفارسی قا ل فو ضع النبی ﷺ یدہ علی سلما ن ثم قا ل لو کا ن ا لا یما ن عند الثر یا لنا له ر جا ل من ھؤ لاء ۔

یعنی آنحضرت ﷺ سلمان فارسی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ لوگ اس آیت سے مراد ہیں۔

سنن ترمذی جلد ثانی کتاب التفسیر صفحہ ۴۰۷ پر لکھا ہے:

عن ابی ھر یرۃ قا ل کنا عند رسو ل الله ﷺ حین انز لت سورۃ الجمعة فتلا ھا فلما بلغ و آ خر ین منھم لمایلحقوا بھم قا ل له ر جل یا رسو ل الله من ھو لا ء الذین لم یلحقوا منا فلم یکلمه قا ل و سلما ن فینا قا ل فو ضع یدہ علی

سلمان و قال و الذی نفسی بیده لو کان الا یمان بالثریا لتناولہ رجال من ھؤلاء ۔ یعنی سلمان اور اس کے ملک ایران والے ایسے ذہین ہیں کہ دین اگر آسمان پر بھی جا پہنچا ہوتا تو یہ اسے لے آتے۔

تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ پر لکھا ہے:

سعید بن منصور و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابونعیم و بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب سورہ جمعہ نازل ہوئی۔ پس آپ نے اسے پڑھا۔ جب آپ آیت وآخرین منھم لمایلحقوا بھم پر پہنچے تو ایک آدمی نے آپ سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں جو ہمارے ساتھ نہیں ملے ہیں۔، پس آپ نے اپنا دست مبارک سلمان فارسیؓ کے سر پر رکھا اور فرمایا: مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اس کو فارس میں سے کتنے لوگ پالیتے۔

آیت وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم، اور حدیث

لو کان الا یمان عند الثریا لنالہ رجال من ھؤلاء

میں اہل فارس کی باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی ہے۔ اس آیت اور اس حدیث سے یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ مسیح موعود فارسی الاصل ہوگا اور اہل عجم میں سے پیدا ہوگا۔ حضرت ﷺ اور صحابہ نے کہیں نہیں فرمایا کہ مسیح، قاتل دجال اہل فارس میں سے ہوگا۔

مرزا حسین علی بہاء اللہ کی نسبت ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اپنے دعویٰ مسیحیت میں سچے نہ تھے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے لکھ دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان کی طرف جسم عنصری کے ساتھ اٹھائے گئے تھے اور آپ آسمان میں زندہ ہیں۔ (فتوحات مکیہ ج ۳)

حضرت امام مہدی کے زمانہ میں حضرت مسیح نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ (فتوحات مکیہ۔ ج ۳)۔

مرزا غلام احمد کی نسبت شیخ یعقوب علی تراب اڈیٹر الحکم لکھتا ہے کہ:

آپ فارسی الاصل ہیں اور یہ کہ آپ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں

(حیات النبی۔ ج ا ص ۹)۔

میں کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد ، فارسی الاصل ہرگز نہ تھے اور نہ ہی حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے بلکہ آپ مغلوں میں سے تھے اور خاندان مغلیہ سے تعلق رکھتے تھے

حیات النبی جلد اصفحہ ۱۸ پر لکھا ہے:

آپ مغلوں کی مشہور قوم برلاس کی یادگار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی متعدد کتب میں اس کا متعدد مرتبہ ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں (اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم برلاس ہے۔ کتاب البریہ۔ ص ۱۳۴) اور یہ برلاس ایک مشہور اور معزز قوم مغل کی ہے جس میں تیمور جیسے نامور فاتح اور صاحب ہمت و استقلال کشور کشا گذرے ہیں۔ اس قوم کا مورث اعلیٰ قراچار نامی تھا۔

سر لیپل گریفن نے تاریخ رؤساء پنجاب میں لکھا ہے:

شہنشاہ بابر کے عہد حکومت کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں ایک مغل مسمی ہادی بیگ باشندہ سمرقند اپنے وطن کو چھوڑ کر پنجاب میں آیا تھا۔

(حیات النبی ۔ج ا ص ۱۷)

برلاس ایک مشہور قوم مغل ہے جس میں تیمور جیسے نامور فاتح اور عالی انسان گذرے ہیں چھٹی صدی ہجری کے قریب قراچار نامی اس قوم کا مورث اعلیٰ تھا (براہین احمدیہ طبع ۱۹۰۶ء بدر پریس لاہور۔ ص ۵۴)

مرزا قادیانی مرزا ہادی بیگ مغل کی اولاد میں سے تھے۔ اور مرزا ہادی حاجی برلاس کے لڑکے تھے حاس جی برلاس کے باپ کا نام برقال بن قراچار تھا۔ اس حساب سے بھی مرزا صاحب کا خاندان مغلیہ معلوم ہوتا ہے (لہذا دعوی ترابی مثل تراب)

ابن عساکر میں ابو ہریرہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نوح کے تین بیٹے تھے سام حام یافث ۔سام کی اولاد عرب فارس روم ہیں یافث کی اولاد یاجوج ماجوج ترک اور صقالی لوگ ہیں اور حام کی اولاد بربری قبطی اور سوڈانی ہیں ۔ (کنز العمال۔ ج ۶ ص ۱۲۹)۔

حاکم نے اپنی تاریخ میں ابن عمرؓ کی روایت سے کہا ہے کہ اہل فارس حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے ہیں (یعنی بنی اسرائیل ہیں)۔ (کنز العمال۔ ج ۶ ص ۲۱۵)۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دو بیٹے تھے حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل۔ حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے اور حضرت اسماعیل کی اولاد بنی اسماعیل کہلاتی ہے بنی اسرائیل ہوں یا بنی اسماعیل، ان ہر دو قوموں کے جد حضرت ابراہیم ہیں اور حضرت ابراہیم حضرت نوح کے بیٹے سام کی اولاد ہیں۔

(تاریخ الاسلام باب اول فصل دوم ص ۱۰)

احمدیہ جنتری ۱۳۳۹ھ صفحہ ۲ پر (براہین احمدیہ کتاب البریہ تاریخ فرشتہ اور تاریخ ہند کے عمیق مطالعہ کے بعد) لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا شجرہ نسب یوں تھا:

مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ بن عطا محمد بن گل محمد بن ہادی بیگ بن حاجی برلاس بن برقال بن قراچار بن بورنجیر قان بن النقوابن جوثیہ بہادابن یلہ دوز خان بن تیمور تاش بن قیان بن ایلخان بن تنگیز خان بن آغوز خان بن قرا خان بن مغل خان بن البخا خان بن کیوک خان بن مالاپ باثولی بن البخا خان بن ترک بن یافث بن حضرت نوح۔ (اڈیٹر: اس جنتری کے ص ۳ پر لکھا ہے کہ مرزا ساھب سمرقندی الاصل ہیں برلاس مشہور قوم مغل کے مورث اعلیٰ مرزا ھادی بیگ نے دسویں صدی ہجری کے قریب خراسان سے نکل کر پنجاب کی راہ لی) (اور اوپر نسب نامہ میں درمیان میں کئی نام رہ گئے ہیں۔)

اگر مرزا نبی اسماعیل یا بنی اسرائیل (یعنی فارسی الاصل ہونے کے سبب اولاد اسحاق) میں سے ہوتے تو ابراہیم کے ذریعہ ان کا نسب سام بن نوح تک پہنچتا مگر آپ کا نسب قراچار اور مغل خان کے ذریعہ ترک بن یافث بن نوح تک پہنچتا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب فارسی الاصل نہ تھے اور نہ حضرت ابراہیم کی اولاد سے تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۔اپریل ۱۹۲۵ء جلد ۲۲ نمبر ۲۲۔ص ۲۔۴)

قادیانی تبلیغی رپورٹوں کی حقیقت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج تک تو ہم قیاسی اور استدلالی طور پر جانتے تھے کہ بحکم قرآن شریف

فتبینوا قادیانی رپورٹیں قابل اعتبار نہیں ہیں، مگر آج کل جو ہم کو علم ہوا ہے وہ رویت سے ہے اس لئے اس علم کو پہلے استدلال علم پر فوقیت ہے۔

چند روز کا عرصہ ہوا جب ہم (میں، مولانا سیالکوٹی اور دو تین قادیانی مبلغ مولوی اللہ دتا جالندھری اور عبد الرحیم نیر وغیرہ) قصور سے سوار ہوئے تو سٹیشن ہی پر مولانا سیالکوٹی اور مولوی غلام رسول مرزائی مبلغ سے بطور تفریح کچھ باتیں ہوئیں جن میں مدار گفتگو یہ فقرہ تھا۔ المرء یقیس علی نفسه،

مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے کہا کہ قیاس کا صلہ علی صحیح نہیں۔

اتنے میں مولوی اللہ دتہ نے لغت کی ایک کتاب سے دکھایا کہ قیاس کا صلہ ب بھی ہے اور علی بھی۔

مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے کہا، یہ کتاب مستند نہیں۔

اسی اثنا میں کسی گفتگو میں اللہ دتا نے ابوجہل (بکسر الجیم) کہہ دیا تو فاضل سیالکوٹی نے اس پر بھی ٹوکا۔ چنانچہ مذکور نے ابوجہل (بفتح الجیم) تسلیم کیا۔ مگر میں نے اس ساری گفتگو میں حصہ نہ لیا جس کی دو وجہیں تھیں:

ایک تو اسٹیشن پر اپنے بیگانوں کا ہجوم تھا جس سے مجھے شماتت ہمسایہ کا خیال تھا۔

دوم میں نہیں چاہتا تھا کہ ناشکرے لوگوں کی لفظی اغلاط پر ان کو اطلاع دی جائے۔ مگر قادیانی مبلغوں نے اپنی کارگزاری دکھانے کو یوں لکھا:

مولوی ثناء اللہ صاحب تو دم بخود ہو گئے۔ (الفضل ۴ جون ۱۹۲۵ء ص ۶)

یہ حال ہے حواریان مسیح قادیانی کا کہ معمولی بات بھی سچ لکھنا نہیں جانتے۔ ہاں یہ بھی نہ کہہ سکے کہ ابوجہل کہہ کر میں نے جہالت کا ثبوت دیا تھا اور مولانا سیالکوٹی کے ٹوکنے پر میں نے تصحیح کی تھی۔ اس لئے میں اپنے احباب کو عموماً اور مولانا سیالکوٹی کو خصوصاً بزور التماس کرتا ہوں کہ کسی ناشکرے گروہ یا شخص کی غلطی نہ بتایا کریں تاکہ ہمیشہ اس کیلئے موجب ذلت بنی رہے۔

ڈیرہ بابا نانک میں قادیانیوں سے مولانا ابراہیم سیالکوٹی کا مباحثہ ہوا۔ سب مسلمان خوش ہوئے۔ اس کے متعلق بھی قادیانی مبلغ مذکور اپنے افسروں کو خوش کرنے کیلئے لکھتا ہے کہ، ہم نے یہ کیا، وہ کیا۔ سیالکوٹی نے دعوی کیا تھا کہ مصدر اپنے

سب مشتقات کے معنی میں آتا ہے۔ یہ نہ دکھا سکے۔

ہم حیران ہیں کہ فاضل سیالکوٹی کو اس دعوی کی حاجت کیا تھی کیونکہ مباحثہ اس وقت حدیث یدفن معی فی قبری (یعنی حضرت عیسیٰ میرے (آنحضرت ﷺ کے) ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے) پر تھا جس میں یہ دکھانا تھا کہ قبری سے مراد یہاں مقبرہ ہے، بمعنی مصدر بمعنی ظرف مکان ہے یہی بیان مولانا موصوف نے ہم کو زبانی بتایا تھا چنانچہ انہوں نے دکھا بھی دیا۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اس بحث کو طول دینے کی حاجت ہی کیا۔ قبر بمعنی مقبرہ تو سارے ہی مراد لیتے ہیں ورنہ یہ مثال کیا معنی رکھتی ہے کہ، زید کی قبر گر گئی، عمر کی قبر پر گنبد بنا، وغیرہ۔ کیا قبر جو مصدر ہے ان مثالوں میں قبر کے معنی مصدری ہیں؟ نہیں بلکہ عرف عام میں قبر سے مراد ہی ظرف مکان ہے یعنی جائے دفن، نہ دفن کرنا۔ لیکن مرزائی مبلغ اپنی صداقت کا ثبوت دینے کو لکھتا ہے کہ:

> قبر بمعنی مقبرہ کے لئے لغت کا حوالہ طلب کیا گیا تو مولوی ابراہیم نے کوئی جواب نہ دیا۔ (الفضل قادیان۔ ۴ جون ۱۹۲۵ء)

ناظرین! قادیانی امت کی کارگزاری کی رپورٹیں اسی قسم کی ہوتی ہیں۔

مولوی ظفر علی خان کو سنگسار:

لاہوری مرزائی اخبار پیغام صلح پوچھتا ہے کہ:

> چونکہ حزب الاحناف نے مولوی ظفر علی خان مالک اخبار زمیندار پر فتوی کفر لگایا ہے جس کی وجہ سے وہ مرتد ہوئے ہیں۔ الہذا ان کی سزا سنگسار ہے۔ پس وہ کب سنگسار ہوں گے۔

جواب: یہ ہے کہ جب وہ کابل میں جائیں اور وہاں کی شرعی عدالت فتوی ہذا کو صحیح قرار دے تو سنگسار ہو سکتے ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ لاہوری جماعت کے امیر مولوی ظفر علی خان کابل پہنچا آئیں مگر:

پہنچ کر کے وہیں کے نہ ہو رہنا
کوئی جا کر کے کہدو نامہ بر سے

پیغام صلح کی غلط بیانی

لاہور کے مباحثہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بدزبانی کا ذکر آنے پر میں نے کہا کہ انہوں نے صاف لکھا ہے:

او بدذات فرقہ مولویاں۔(انجام آتھم۔ص ۲۱)

اس پر لاہوری پیغام مرزا صاحب کی اس شیریں کلامی کا ثبوت دیتا ہے:

لاہور میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب ناظم مدرسۃ العلوم دیوبند نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

یہ مولوی اور پیر کلی طور پر یہود ہیں۔انسان کی شکل میں شیطان ہیں۔

یہ لکھ کر پیغام صلح کہتا ہے:

اب مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں کہ ان شیطان سیرت مولویوں کو بدذات فرقہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جاوے۔(پیغام صلح ۳ جون ۱۹۲۵ء)

اس کا جواب تو ہم اس وقت دیں گے جب ہم معلوم کرلیں گے کہ واقعہ بھی ایسا ہی ہوا ہے جیسا پیغام نے لکھا ہے۔ہاں اس سے پہلے ہم بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ:

جسکا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے اسکا کسی بات میں اعتبار نہیں (چشمہ معرفت)

چونکہ مولوی حبیب الرحمان صاحب ناظم مدرسہ دیوبند لاہور تشریف نہیں لائے تھے نہ کسی جلسہ میں شریک ہوئے تو حسب فتوی مرزا صاحب:

اڈیٹر پیغام کے اس جھوٹ کی وجہ سے ہم آئندہ کو اسے غیر معتبر سمجھیں یا کیا۔

چودھویں صدی کے مولوی

قادیانی اخبار الفضل نے یہ عنوان (چودھویں صدی کے مولوی) مقرر کرکے اس کے ماتحت مولویوں کی سچی جھوٹی کیفیت لکھتا ہے۔اسلئے ہم اس سے دریافت کرتے ہیں کہ اس عنوان کے تحت مولوی محمد احسن امروہی، اور مولوی محمد علی لاہوری وغیرہ کا ذکر بھی ہوگا یا نہیں جنہوں نے خاندان نبوت قادیانیہ کو یہ اور وہ کیا۔امید ہے اس کا جواب ہاں میں ہوگا۔اور اس کی مرضی سے حسب ضرورت اہل حدیث میں اس کا ذکر

کیا جائے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۲۵ء مطابق ۲۶ ذی قعد ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۳۳ س ۲۔۳)

مباحثہ مرزائیاں

ہمارے گاؤں چک ۹۱ شمالی ضلع سرگودھا میں مرزائیوں نے ہمیں دق کیا ہم نے سنا کہ مولانا ثناء اللہ سرگودھا تشریف لائے ہیں ہم بغرض استمداد حاضر ہوئے۔ آپ نے از راہ مہربانی مولوی محمد امین صاحب کو ہمارے ساتھ بھیجا۔ مولوی صاحب موصوف نے وعظ اور مرزائی مولوی غلام احمد سے خوب مباحثہ کیا۔ ہم لوگوں کو اس مباحثہ سے بہت فائدہ ہوا۔

چوہدری روشن دین نمبردار۔ اللہ دیا قریشی چودھری اللہ دین وغیرہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جون ۱۹۲۵ء مطابق ۲۶ ذی قعد ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۳۳ ص ۱۳)

قادیان میں دروغ بافی
کون ہے نادان؟
اڈیٹر اہل حدیث یا مرزا قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہماری تحقیق یہ ہے کہ ولایت میں کوئی مشن کتنی ہی تیز چلنے والی ہو، اتنا کپڑا نہیں بن سکتی جتنا قادیانی مشین میں دروغ بنا جاتا ہے۔ پرانی مثالیں اس بارہ میں ہم ذکر نہیں کرتے، تازہ مثال دیتے ہیں۔

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ عرصہ کئی سال سے قادیان میں ایک جلسہ اسلامیہ ہوا کرتا ہے جس کا مضمون قادیانی عقاید کی اصلاح ہوتا ہے حسب معمول امسال بھی ۶ تا ۸ جون کو ہوا۔ جلسہ مذکورہ کی روداد ہمیشہ قادیانی مرزائی اخباروں میں دروغ بافی کی صنعت میں نکلا کرتی ہے۔ مگر اس دفعہ جو اس روداد میں دروغ بافی کا کمال دکھایا ہے وہ پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا۔ مختلف علماء کرام کی تقریروں پر ریویو کرنے کے بعد مجمل

رائے کا اظہار یوں کیا ہے :

حاضرین جلسہ کی تعداد بہت کم تھی دوسرے مولوی ثناء اللہ صاحب بھی نہ آئے۔ان دونوں کمیوں کی وجہ سے ہمیں بھی نقصان ہوا ہے۔جلسہ کی اس حالت کو دیکھ کر غالباً دیو بندیوں نے کہہ دیا اب ہمارے آنے کی بھی ضرورت نہیں رہی کیونکہ جب کوئی پوچھتا نہیں آمد و رفت کا کرایہ تک وصول نہیں ہوتا تو آنے کا کیا فائدہ۔

معلوم ہوا ہے اب کے جو تھوڑے بہت لوگ آئے انہیں نہ تو رات کاٹنے کے لئے مناسب جگہ ملی ،نہ پیٹ بھر کے کھانا نصیب ہوا۔ایک وقت تو یہ نظارہ دیکھا گیا کہ سٹیج کے میز پر کتابوں کی بجائے روٹیاں چنی گئیں۔پھر چھین جھپٹ کر جو کسی کی قسمت میں تھی ،اس نے حاصل کر لی۔

(الفضل قادیان ۱۳ جون ۱۹۲۵ء ص ۷)۔

اس میں شک نہیں کہ ابتداء تاریخ جلسہ اسلامیہ قادیان سے میں کسی جلسہ میں غیر حاضر نہ ہوا۔اس دفعہ کچھ خانگی ضرورت کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا گو اپنی طرف سے میں نے واعظ بھیجے، تاہم مجھے اس عدم شرکت کا بہت افسوس ہے۔لیکن اس اقتباس میں علماء دیو بند کی طرف جو منسوب کیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔انہوں نے یہ کہا تھا کہ قادیان کو ہم فتح کر چکے ہیں اس لئے اب قادیان میں ہمارے آنے کی ضرورت نہ ہو گی۔یہ نہیں کہ ہمیں پوچھتا کوئی نہیں۔وغیرہ

ہاں یوں تو ہر دروغ بے فروغ یعنی بے اصل ہوتا ہے مگر اس دروغ کے لئے ایک فروغ ہو سکتا ہے بلکہ ضرور ہے کہ وہی ہو۔وہ یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ میرے مرید کتوں کی طرح ایک دوسرے کو کاٹتے اور کھانے پینے کی چیزوں پر لڑتے ہیں (اشتہار ملحقہ شہادۃ القرآن) ممکن ہے اس مسیحی شہادت کی بنا پر مرزائی رپورٹ نویس کو اپنا عکس نظر آیا ہو اور اس نے پنا چہرہ اس آئینہ میں دیکھا ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۲۵ء مطابق ۴ ذی الحج ۱۳۴۳ھ۔جلد ۲۲ نمبر ۳۴ ص ۳۔۴)

کون ہے نادان؟

اڈیٹر اہل حدیث یا مرزا قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:
قرآن مجید میں ایک جگہ فطری علم کا ذکر یوں آیا ہے

بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ و لو القی معاذیرہ

(انسان اپنے حال کو خوب جانتا ہے چاہے اوپر سے کتنی حجتیں کرے)

مرزائی مذہب کی حقیقت صرف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی باکمال بزرگ تھے، وحی الٰہی کے مخاطب تھے، مامور من اللہ تھے، نبی یا مجدد تھے، مسیح موعود تھے اور مہدی مسعود۔ دیگر علماء کی طرح قال اقول یعنی محض لفظی علم نہ رکھتے تھے بلکہ تعلیم الٰہی کے متعلم تھے۔ چنانچہ اپنے حق میں ان کا یہ مصرعہ ہے

امّیاں را امید ہی فہم وذکا

یہ سب دعاوی مرزا غلام احمد صاحب کے اپنے الفاظ میں ہیں۔ چنانچہ حضرت موصوف کا ایک ہی شعر اس مضمون بتانے کو کافی ہے:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمتر ز کسے

بلکہ آپ نے اس پر بھی ترقی کی ہے، چنانچہ فرمایا ہے:

آنچہ داد ست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

اس لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دیگر علماء کی طرح لفظی بحثوں میں لا کر کبھی صیغہ شناسی کرانا اور کبھی نحوی ترکیب میں پھنسانا مخالفوں کی طرف سے غیر موزوں اور موافقوں کی جانب سے موجب ہتک ہے

اسی بنا پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خود لکھا ہے کہ:

ہمارا صدق وکذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک

امتحان نہیں ہوسکتا۔ (دافع الوساوس۔ص ۲۸۸)

کیسا صاف اور صریح محک (معیار صداقت ہے)۔معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا صاحب موصوف اپنی حیثیت کو خوب جانتے تھے کہ واقعی لفظی تحقیقات اور مباحثات سے میری حقیقت نہیں کھل سکتی تا وقتیکہ کوئی خاص امتیاز قرب الٰہی کا مجھ میں نہ ہو،وہ یہی ہے کہ میں علم غیب پاکر پیش گوئی کروں اور بالکل مثل فلق الصبح سچی ثابت ہو۔

ناظرین اس بیان مرزا غلام احمد قادیانی کو خوب ذہن نشین کریں اور اصل قصہ سنیں جس پر یہ نوٹ لکھا گیا۔

علم مناظرہ میں ایک قاعدہ لکھا ہے کہ مدعی جب دلیل پیش کر چکے تو مخالف (منکر) کو تین اختیار حاصل ہوتے ہیں۔

ا۔نقض کرے۔۲۔منع کرے۔۳۔یا معارضہ کرے۔

نقض اور منع تو پیش کردہ دلیل ہی پر اعتراض ہوتے ہیں مگر معارضہ میں اس دلیل کو چھوا نہیں جاتا بلکہ اس کے بالمقابل مدعی کے دعوی کو غلط ثابت کرنے کے لئے دلیل قائم کی جاتی ہے۔چنانچہ معارضہ کی تعریف یہ ہے:

اقامة الدليل على خلاف ما اقام عليه الخصم

مدعی نے جس دعوی پر دلیل قائم کی ہے اسکے برخلاف دلیل قائم کردینا اور مدعی کی دلیل کو بالکل کچھ نہ کہنا۔

ایسی صورت میں مدعی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی دلیل کو زد سے محفوظ رکھنے کے لئے اس معارضہ والی دلیل کا جواب دے۔وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مخالف نے میری دلیل کا جواب نہیں دیا بلکہ وہ یہ سمجھے کہ معارضہ میں جو دلیل قائم ہوئی ہے درحقیقت میری دلیل ہی کو نقصان پہنچانے کیلئے قائم ہوئی ہے۔

مرزائیوں سے جب کبھی صداقت مرزا پر مباحثہ ہوا،اور انھوں نے ادھر ادھر کی باتیں صداقت مرزا میں پیش کیں،تو ہم نے بطور معارضہ کے مرزا غلام احمد صاحب کی پیش گوئیاں ان کے ابطال دعوی کے لئے پیش کیں۔کیونکہ ایسا کرنے کا از روئے علم مناظرہ ہمیں اختیار ہے۔چنانچہ لاہور کے مباحثہ ۳ جون ۱۹۲۵ء کو بھی ہماری طرف سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیش گوئی (متعلقہ نکاح) پیش ہوئی۔جس کے

جواب میں مرزائیوں کی وہی حالت ہوئی، جو ہونی چاہیے تھی۔ جس پر ہمیں ہی نہیں ہزاروں کی تعداد میں حاضرین کو بھی رحم آ رہا تھا۔

خیر یہ ایک وقتی نظارہ تھا دیکھا اور ختم ہوا۔ لیکن اخبار پیغام صلح لاہور، اس مباحثہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے اور ماشاء اللہ کیا اچھا لکھتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

امرت سری مکذب کی بحث:

بریلوی مولویوں کی اکھاڑہ بندی کے سلسلہ میں لاہور کے اہل حدیثوں نے بھی جماعت احمدیہ کے بالمقابل اکھاڑہ جمایا اور امرتسر کے مولوی ثناء اللہ کو اپنی فضیلت کا ذبہ کی نمائش کے لئے بلایا۔ گذشتہ اتوار اور بدھ کو باغ بیرون موچی دروازہ میں لاہوری جماعت محمودیہ سے اس کی بحث ہوئی اور یہ دیکھنا موجب تعجب نہیں کہ امرتسری معاند نے فریق مقابل کے دلائل کا جواب دینے کی بجائے اپنی عادت مستمرہ کے مطابق ایسی راہ اختیار کی جس سے پبلک کو آسانی کے ساتھ مغالطہ میں ڈالا جا سکتا ہے۔ پیش گوئیوں کو کسی کے صدق وکذب کا معیار قرار دینا ان نادانوں ہی کا کام ہے جو امرتسری مکذب کی طرح علم وفضل کو بغض وتعصب کی قربان گاہ پر نثار کر چکے ہیں۔

(پیغام صلح لاہور ے جون ۱۹۲۵ء ص ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عبارت میں ہم کو صرف وہی فقرہ زیر نظر ہے، یعنی پیش گوئیوں کو صدق وکذب کا معیار قرار دینا نادانوں کا کام ہے۔ اس فقرہ کے ساتھ حضرت مرزا صاحب قادیانی کا منصفانہ اعتراف معروض ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ:

ہمارا صدق وکذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی ہی معیار ہیں۔ وغیرہ

پس ان دونوں عبارتوں کو سامنے رکھ کر ہم اپنا سوال مندرجہ عنوان ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں کہ: کون نادان ہے؟

اڈیٹر اہل حدیث یا اڈیٹر پیغام، یا مرزا صاحب قادیان۔

اصل یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی میں اور تو کوئی کمال نہ تھا یہی ایک کمال تھا کہ وہ امور غیبیہ کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن امور غیبیہ کی صداقت کا ثبوت دینا سوئی

کے ناکے میں سے اونٹ کے گزرنے سے مشکل تر ہے۔ جس کا امت مرزائیہ خصوصاً پیغامی پارٹی کو بھی احساس ہے اس لئے جب کبھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے امور غیبیہ (پیش گوئیوں) کا ذکر آتا ہے تو امت مرزائیہ ایسے بھاگتی ہے کہ کا نهم حمر مستنفره فرت من قسورة ۔جس پر یہ شعر پڑھنا موزوں ہے:

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

بے انصافانہ روش

لاہوری مباحثہ مذکور میں قادیانی مناظر منشی عمر الدین پر سوال ہوا تھا کہ تم جو کہتے ہو کہ مرزا صاحب قادیانی نے باتباع آنحضرت ﷺ جملہ کمالات محمدیہ حاصل کرلئے تھے، کمالات محمدیہ میں ایک کمال خاتم النبیین بھی ہے۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کو خاتم النبیین کا وصف بھی حاصل تھا۔

اسکا جواب انہوں نے یہ دیا کہ ہاں مرزا غلام احمد کو خاتم النبیین کا وصف بھی حاصل تھا یہ تقریر ان کی پیغامی پارٹی کے ممبر سن رہے تھے۔ جو پیغامی پارٹی کے نزدیک کفر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس کفر پر تو پیغام صلح نے اظہار نفرت نہ کیا لیکن مرزا غلام احمد صاحب کی پیش گوئیوں پر بحث کرنا نادانی قرار دیا۔ پیغامیو!

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء مطابق ۱۸ ذی الحج ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۳۶ ص ۱۔۲)

معارف نمائی کے متعلق علماء دیو بند کا چیلنج منظور

(خلیفہ قادیان کی طرف سے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ جلسہ اسلامیہ قادیان میں کسی دیو بندی عالم نے جناب مرزا غلام

احمد قادیانی کے ذکر میں کہا تھا کہ

ہم کو معلوم نہیں کہ وہ معارف قرآنیہ کیا ہیں جو مرزا صاحب قادیانی نے قرآن مجید سے استنباط کئے ہیں۔

انہوں نے لکھا:

مرزا صاحب کے معارف علم کلام جدید لا ثانی دلائل نئے انوکھے اچھوتے مسائل کی دھوم تھی غل تھا مگر جب پوچھا گیا کہ وہ معارف کیا ہیں تو جواب ندارد۔ کم سے کم کس قدر معارف قرآنیہ ہونے چاہییں کتنے دلائل اور علوم مختصہ ہوں جن سے انسان مسیح موعود مہدی مسعود ہو سکے (تم احمدی) ان کی صرف فہرست بنا دو تو پھر خدا چاہے ہم (دیوبندی) بتا دیں گے کہ یہ معارف بالکل مسروقہ ہیں۔ (الفضل قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)۔

اس کے جواب میں خلیفہ قادیان (محمود احمد) کا ایک مضمون الفضل قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں دیوبندیوں کو مخاطب کر کے خلیفہ قادیان نے بہت سی باتیں لکھی ہیں۔ پھر ان کا روئے سخن پھیرنے کو لکھا ہے:

مگر مولوی صاحبان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم میں وہ معارف ہیں جو پہلی کتب میں نہیں ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے پرکھنے کے لئے پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کر لینا چاہیے اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ غیر احمدی علماء مل کر قرآن کریم کے وہ معارف بیان کریں جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔

پھر میں ان کے مقابلہ میں کم از کم دو گنے معارف بیان کرونگا جو مسیح موعود نے لکھے ہیں اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔

اگر میں کم از کم دو گنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں۔

طریق فیصلہ یہ ہوگا مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک

سال تک لکھ کر شائع کریں اور اس کے بعد میں اس پر جرح کروں گا، جس کے لئے مجھے چھ ماہ کی مدت ملے گی۔

اس مدت میں جس قدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں ان کو میں پیش کروں گا۔

اگر ثالث فیصلہ دیں کہ وہ باتیں واقع میں پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ کتاب کا تسلیم کیا جائے گا جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں جو پہلی کتب میں نہیں پائے جاتے۔

اس کے بعد میں چھ ماہ کے عرصہ میں ایسے معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب سے یا آپ کے مقرر کردہ اصول کی بنا پر لکھونگا جو پہلے کسی مصنف اسلامی نے نہیں لکھے۔

اور مولوی صاحب کو چھ ماہ کی مدت دی جائے گی کہ وہ اس پر جرح کر لیں اور جس قدر حصہ ان کی جرح کا منصف تسلیم کر لیں اس کو کاٹ کر باقی کتاب کا مقابلہ ان کی کتاب سے کیا جائے گا۔

اور دیکھا جائے گا کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ جو حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے نقل کئے گئے ہوں گے اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں گے ان علماء کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دوگنے ہیں یا نہیں جو انہوں نے قرآن کریم سے ماخوذ کئے ہوں اور وہ پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔

اگر میں ایسے دوگنے معارف دکھانے قادر نہ ہوں تو مولوی صاحبان جو چاہیں کہیں۔

لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں یا شکست کھائیں تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود کا دعوی من جانب اللہ تھا۔

(الفضل قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قبل از فیصلہ متعلقہ چیلنج اول جدید چیلنج دینے کا خلیفہ قادیان کو حق تھا یا نہیں

اس کا فیصلہ تو ہم اہل الرائے پر چھوڑتے ہیں، ہاں ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ چیلنج منظور کر کے کم از کم کاغذی میعاد اڑھائی سال اور فیصلہ منصف کو شامل کر لیں تو تین سال لکھیں گے جس پر یہ کہنا بے جا نہ ہو گا

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

مگر چونکہ چیلنج علماء دیو بند کو ہے اس لئے اصل جواب کا حق انہی کو حاصل ہے۔ ہاں اہل حدیث بطور مشورہ عرض کرتا ہے کہ طویل مدت پر کہیں یہ قول صادق نہ آئے کہ

تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

خلیفہ قادیان کی نکتہ سنجی

خلیفہ کا کمال علم جانچنے کو ان کا یہ فقرہ ملاحظہ فرمائیں:

پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کر لینا چاہیے۔

کثرت کا معیار تو بتایا کہ جتنے معارف غیر احمدی علماء بتائینگے، اس سے دو گنے میں خلیفہ بتاؤں گا مگر جدت کا معیار نہ بتایا۔ وہ غالباً ہمارے لئے چھوڑ دیا۔ پس ناظرین سنیں۔

علماء دیو بند مانیں یا نہ مانیں ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایسے نکتے اور معارف قرآن سے نکالے ہیں جو ان سے پہلے واقعی کسی نے نہیں نکالے تھے۔ شوق ہو تو کان لگا کر سنیئے

و اذا العشار عطلت

یہ پیش گوئی ہے۔ اس امر کی کہ جس وقت ریل جاری ہو گی تو اونٹ بے کار ہو جائیں گے اس وقت مسیح موعود آئیں گے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی تشریف لائے۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

لیلۃ القدر سے مراد گمراہی کا زمانہ ہے۔ یہ پیش گوئی ہے اس امر کی کہ جب سخت گمراہی ہو گی تو مسیح موعود آئیں گے۔ چنانچہ یہ زمانہ سخت گمراہی کا ہے لہذا مرزا غلام احمد صاحب بمنصب مسیح موعود آ گئے چنانچہ الہام الٰہی ہے انا انزلناہ قریباً من القادیان ۔ اگر میں (مرزا قادیانی) مسیح موعود نہیں تو پھر دکھاؤ کون ہے۔

سخت بے انصافی ہے جو یہ کہا جائے کہ قادیانی نے نکتہ آفرینی نہیں کی۔ کیا مولانا مرتضی حسن دیوبندی ان معارف کا کوئی ثبوت کسی سابق مفسر کے کلام سے دکھا سکتے ہیں (فرقہ باطنیہ کی ہم نہ سنیں گے) اس لئے ایسے معارف پر مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی امت بطور فخر کہہ سکتے ہیں

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے
ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

دوسرا طریق فیصلہ

خلیفہ قادیان نے علماء دیوبند کے سامنے دو طریق فیصلہ لکھے ہیں۔ ایک کا ذکر ہوا جس میں کم سے کم تین سال لگیں گے۔ نیز اس میں مرزا غلام احمد آنجہانی کی نکتہ سنجی کا مقابلہ تھا۔ دوسرا طریق فیصلہ وہ ہے جس میں خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) خود پیش ہوتے ہیں۔ اس کے الفاظ یہ ہیں

> اگر مولوی صاحب (دیوبندی) اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں، تو دوسرا طریق یہ ہے کہ میں جو حضرت مسیح موعود کا ادنی خادم ہوں میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کرلیں اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں۔ اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھونگا اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کرونگا۔ اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کروں گا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہوں گے اور پھر دنیا خود دیکھ لے گی۔ (خاکسار محمود احمد)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عرصہ دراز ہوا مرزا صاحب آنجہانی نے پیر مہر علی صاحب گولڑہ کے ذیل میں خاکسار کو بھی بالمقابل تفسیر نویسی کی دعوت دی تھی۔ جو اس زمانہ میں منظور کر کے پیر صاحب موصوف مع جماعت علماء تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ گئے، مگر مرزا غلام احمد

صاحب قادیانی تشریف نہ لائے۔

اس زمانہ میں بھی خاکسار (ثناءاللہ) نے مرزا صاحب قادیانی کی دعوت قبول کی تھی۔اب تو مطلع بالکل ہی صاف ہے۔گو ہماری اس میں ہتک ہے کہ ہم ایک ایسے شخص کے سامنے بیٹھیں جو نہ علوم ظاہری کے عالم ہیں، نہ کسی باطنی درجہ کے مدعی ہیں۔ تاہم چونکہ مثل سابقہ فیصلوں کے اس مرتبہ بھی ہم کو فیصلہ کرنا منظور ہے۔ لہذا ہم اس چیلنج کی منظوری دیتے ہیں کہ بلا تکلف ہم کو یہ صورت منظور ہے۔

پس آپ اسی میدان میں تشریف لایئے جس میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے امرتسر میں (صوفی عبدالحق غزنوی سے) مباہلہ کیا تھا۔میں آپ کی طرف سے تقرر تاریخ اور جواب باصواب کا منتظر ہوں۔

میں ہوں مرزا صاحب قادیانی نبی کا پرانا باوفا۔ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اگست ۱۹۲۵ء مطابق ۳۰ محرم ۱۳۴۴ھ جلد ۲۲ نمبر ۴۲ ص ۱۔۳)

فاروق کو جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

میرے عنایت فرما منشی قاسم علی لودھیانوی سہ صدی دوست نے اپنے اخبار فاروق قادیان میں مجھ سے چند سوال کئے ہیں جن کو مرزائی مبحث کے لئے آسان فیصلہ کن سمجھا ہے اور مجھے بڑی دل سوزی سے مشورہ دیا ہے کہ میں یہ راہ اختیار کروں کیونکہ اس راہ کی منزل نزدیک ہے گویا ایک گولی سے دو شکار مرتے ہیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ میں چونکہ تمہارا (خاکسار ابوالوفاء کا) دیرینہ خدمت گذار ہوں اس لئے میں جانتا ہوں کہ تم جواب نہ دو گے۔ وغیرہ

میں (ابوالوفاء) آپ کی دیرینہ خدمت گذاری کا معترف ہوں بلکہ اسی خدمت گزاری کی وجہ سے میں ایک مشورہ دینے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ آپ خدمت گزاری کی بجائے باج گذار لکھا کریں تو واقعہ بھی صحیح ہو جائے اور ایک تاریخی مضمون بھی یاد آجائے جو اپریل ۱۹۱۲ء کو لودھیانہ میں ہوا تھا۔

ہاں صاحب آپ کے سوالات کے طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ محض میری آسانی کے لئے یہ سوال کرتے ہیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں (ابوالوفا) حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت کردوں تو مباحث مرزائیہ کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اس کے جواب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں چونکہ آپ نے اس مضمون میں گولی کا ذکر کیا ہے اس لئے میں جواب دینے سے پہلے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ

آپ اگر فرنچ جرنیل کی جگہ ہوں اور غازی عبدالکریم کو یہ مشورہ دیں کہ تم میرے قلعہ پر مشرق کی جانب سے حملہ کروتو جلدی کامیاب ہوسکتے ہو تو کیا وہ اس مشورہ کو مانے گا یا ماننے پر مجبور ہوگا؟ اور اگر وہ اپنی مصلحت اور فوجی بصیرت سے آپ کا مشورہ نہ مانے تو آپ اس کو کسی طرح کی ملامت کرسکتے ہیں۔

ہر ایک دانا یہی کہے گا کہ جنگ میں ہر فریق اپنی مصلحت خود جانتا ہے جو مخالف کی بتائی ہوئی سمت سے آئے گا وہ دھوکہ کھائے گا اس کو سمجھنا چاہیے

دشمنان کہن دوستان نو کردن
بدست دیو بود عقل را گرو کردن

تفصیل سے سنو۔

اگر مسئلہ حیاۃ مسیح کو بطور عقیدے کے دیکھنا اور جانچنا ہو تو ہم اس سے فارغ ہوچکے ہیں۔ تفسیر ثنائی میں مفصل لکھا گیا۔ کتاب شہادۃ القرآن کی دو جلدوں میں کافی بحث ہوچکی ہے، ایسی کہ مزید کی گنجائش نہیں۔

ہمیں مباحثہ مرزائیہ میں حیاۃ مسیح ثابت کردینے سے وہ لطف حاصل نہیں ہوتا جو مرزا غلام احمد قادیانی کی تنقید شخصیت میں ہوتا ہے کیونکہ حیات مسیح کے ثابت کرنے سے ہم درحقیقت سرسید احمد خان مرحوم پر فتح پاتے ہیں جو اس مسئلہ حیاۃ مسیح کے موجد تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دم خم ابھی باقی رہتا ہے کیونکہ ان کا دعوی مولویانہ قال اقول کے رنگ میں نہ تھا بلکہ وہ اپنا رتبہ ان لفظوں میں بتاتے تھے

انبیا گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم کسے

اس دعوی مرزا کی تنقیح ان کی حیثیت کے مطابق ہونی چاہیے۔ اس کا طریق یہی ہے کہ ان کے اخبار غیبیہ کی تحقیق کی جائے۔ کس قدر بے انصافی ہے کہ ایسے مہاتما

بزرگ ایسے مدعی کے دعوی کی تحقیق ملانہ طریقہ سے کی جائے جس کا دعوی ہے کہ میں

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اگست ۱۹۲۵ء مطابق ۷ صفر ۱۳۴۴ھ جلد ۲۲ نمبر ۴۳۔ ص ۴)

مرزا جی کا الہامی نظارہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عنوان سے ایک مضمون اہل حدیث امرتسر مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۵ء میں نکلا تھا جس میں نامہ نگار نے مرزا جی کی نسبت کئی ایک الزام لگائے تھے جن میں سے صرف ایک بار پیغام صلح لاہور نے آنکھ کھولی ہے۔ جو یہ ہے کہ مرزا جی کہتے ہیں:

جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں احمدیوں پر قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھیں۔

اس مضمون کا حوالہ نامہ نگار (محمد شریف قریشی) نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸ سے دیا ہے۔ فاضل اڈیٹر پیغام صلح اس پر بہت بگڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۸ پر یہ حوالہ موجود نہیں یہاں تک لکھا ہے:

مسیح موعود (مرزا) کی کسی کتاب سے اس کا ثبوت دے۔ (۱۸ محرم ۱۳۴۴ھ)

ہم حیران ہیں کہ اڈیٹر پیغام صلح نامہ نگار کے سارے الزاموں میں سے کس الزام پر اتنے بگڑے ہیں۔ یہ حوالہ تو کوئی ایسا نہیں تھا کہ کسی ادنی سے ادنی مرزائی کو بھی اس کے پوچھنے کی ضرورت ہوتی۔ سنئیے یہ حوالہ دو جزوں سے مرکب ہے:

اول۔ جو شخص مجھے (مرزا قادیانی) نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں اس کا ثبوت حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ پر یہ عبارت ہے:

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا و رسول کو بھی نہیں مانتا۔

کہیے یہ کون ہوا۔ مومن یا کافر؟

سنئیے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس کو کھلے لفظوں میں کافر کہتے ہیں

ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹۔ مزید کے لئے کتاب الفضل مصنفہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود) ملاحظہ ہو۔

رہا دوسرا جز و یعنی مکفر مکذب متردد کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ آپ کو حوالوں کی تلاش ہوا کرے تو اخبار میں شائع کر کے شرمندہ ہونے کی بجائے ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ منشی عمر دین احمدی قادیانی ملازم شملہ سے دریافت کرلیا کریں۔ سنئیے یہ عبارت پورے لفظوں میں یوں ہے۔

احمد یو! یادرکھو خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ (اربعین نمبر۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ ہمارے نامہ نگار پر جو تقاضا تھا ہم نے پورا کردیا۔ اب ایک آسان سا تقاضا پیغام صلح سے کرتے ہیں امید ہے وہ بھی اس کو آسانی سے پورا کردیں گے۔

پیغام صلح نے کسی پرچہ میں لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی خدمات اور تصنیفات کے مداح سرسید احمد خان بھی تھے۔ مہربانی کر کے اڈیٹر پیغام صلح بتادیں کہ سرسید احمد نے یہ رائے کہاں ظاہر کی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸۔ اگست ۱۹۲۵ء مطابق ۷ صفر ۱۳۴۴ھ جلد ۲۲ نمبر ۴۳۔ ص ۴۔۵)

مسلمانوں پر عالم گیر انحطاط

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان مرزا صاحب قادیانی کا کذب دعوی ایسا عالمگیر مسلم ہے کہ خود ان کے مرید اور امتی بھی کسی نہ کسی لفظ میں ان کے دعوے کی تردید ہی کر جاتے ہیں حقیقت میں یہ بھی خدا کی طرف سے ایک معنی سے تائید اسلام ہے۔ قادیانی اخبار الفضل میں ایک مضمون نکلا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ایک وقت وہ تھا جب کہ مسلمان صفحہ دنیا پر اپنی وہ شان و شوکت اور ایسا رعب رکھتے تھے کہ کوئی قوم چاہے کتنی بڑی کیوں نہ ہو، وہ بھی ان کا

مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ ہر رنگ اور ہر طریق میں چاہے وہ ملک سے تعلق رکھتا ہو، چاہے سیاست سے، چاہے دین سے وابستہ ہو، چاہے اخلاق سے، اس میں ان کی برتری اور فوقیت پائی جاتی تھی۔ ہر بات میں ان کا قدم روز تصعد اور ترقی میں تھا۔ وہ علم و ہنر میں ایسے بڑھے ہوئے تھے کہ اس زمانہ میں وہ قومیں جو بام ترقی پر پہنچی ہوئی ہیں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھارہی ہیں ان کا جاہ جلال ایسا تھا کہ ان سے قیصر وکسری جیسی بڑی بڑی سلطنتیں لرزاں وترساں تھیں۔ ان کے تقوی وطہارت کی یہ حالت تھی کہ دشمن بھی ان کی پاک بازی کے معترف تھے اور مسلم کا لفظ اس بات کے لئے کافی ہوتا تھا کہ جو مسلم کہلائے اس پر ہر طرح اعتماد اور اعتبار بھی کیا جائے۔ لیکن بخلاف اس کے آج یہ زمانہ اور یہ وقت ہے کہ کوئی جگہ اور کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں مسلمان بستے ہوں اور وہ ذلت وادبار کا نشانہ نہ بنے ہوئے ہوں کوئی خطہ ارض ایسا نہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہو اور وہ رسوائی اور فضیحت کے گڑھے میں سکون پذیر نہ ہوں ہوں زندگی کے ہر پہلو میں ان کا قدم پیچھے کی طرف پڑ رہا ہے وہ ہر لمحہ اور ہر سیکنڈ تنزل اور انحطاط کی طرف جارہے ہیں اور یہ ایک صاف اور واضح حقیقت ہے جس سے کوئی صاحب عقل و دانش انکار نہیں کرسکتا بلکہ خود مسلمان کہلانے والے بھی اس کا نہایت صفائی سے اعتراف اور اقرار کررہے ہیں (الفضل قادیان ۶۔اگست ص ۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین اس صحیح کیفیت کو جو اڈیٹر الفضل نے دل سوزی سے لکھی ہے یاد رکھیں اور حضرت مرزا صاحب کا کلام سنیں۔ حضرت موصوف فرماتے ہیں:

هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار

میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸۔۴۹۹)

اس عبارت سے دو باتیں صاف ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ ایک تو حضرت عیسی مسیح دو بارہی خود تشریف لائیں گے جیسا کہ اہل اسلام کا عام طور پر عقیدہ ہے۔۲۔ دوم یہ کہ ان کے آنے سے ہرسو اسلام ہی کا طوطی بولے گا کیا دینی حیثیت سے کیا دنیاوی حیثیت سے۔

امر اول کو تو اس وقت ہم چھوڑتے ہیں۔ امر ثانی کو پیش کر کے ناظرین سے عموماً اور قادیانی امت سے خصوصاً پوچھتے ہیں کہ مسیح موعود بشکل مرزا صاحب آ گئے مگر نتیجہ برعکس ایسا کیوں پیدا ہوا جو آپ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں مسلمان ہر طرح تنزل پذیر ہیں حالانکہ مسیح موعود کے زمانہ میں ان کو بام عروج اور معراج کمال پر ہونا چاہیے تھا۔

افسوس! تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ ستمبر ۱۹۲۵ء مطابق ۱۴ صفر ۱۳۴۴ھ ص ۴۔۵)

پشاور میں مرزائیوں کا ورود

کیا آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

یہاں پشاور میں قادیانی گروہ باہر سے آیا اور اپنے پروگرام میں اصحاب ذیل کے نام سے اشتہار جاری کرایا۔ تاریخ ۳۰ ستمبر و یکم و ۲۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء۔ اول روز مولوی عمر الدین منشی قاسم علی وغیرہ جس پر خصوصیت سے خاص خاص لوگ حافظ جمال احمد وغیرہ صداقت مسیح سننے گئے اور خیال کیا کہ شائد کوئی دلیل ہو۔

اشتہار میں درج تھا سوال جواب کا موقع دیا جائے گا۔ چنانچہ اسی بنا پر مولوی شاہ محمد پشاوری جو ما شاء اللہ لائق اور قابل عالم ہیں، اول روز بعد اختتام جلسہ بلکہ بعد مغرب مسجد احمدیہ میں تن تنہا پہنچ گئے اور جا کر کہا کہ آپ کے اشتہار کے مطابق میں اپنا اطمینان کرنے آیا ہوں۔ بس یہ کہنا تھا کہ فوراً یہ جواب ملا: ابھی ہم کو فرصت نہیں۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ: آپ نے نوٹ میں کیوں لکھا۔، تو جواب ندارد

اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس جگہ سے اٹھ کر اٹھ کر سب چل دیئے اور مولوی صاحب اکیلے رہ گئے اور دریافت کیا: صاحب مجھے کیا جواب ہے۔، تو چلتے ہوئے یہی کہا کہ، جی ہاں اس وقت تو موقع نہیں۔

مولوی صاحب مجبور ہوکر چلے آئے اور بوجہ پٹھان ہونے کے بہت پیچ و تاب کھاتے رہے اور یہ سوچ لیا کہ کل انشاء اللہ عین جلسہ میں پوچھوں گا۔ چنانچہ اگلے روز حافظ جمال احمد کی تقریر میں مولوی صاحب مذکور پہنچے اور کمترین بھی موجود تھا۔

حافظ جمال احمد تمہیدی طور پر یہ کہہ رہے تھے کہ کسی ایک نبی یا رسول کا انکار سارے رسولوں کا انکار بلکہ اللہ کا انکار لازم آتا ہے اور دلیل میں کہہ رہے تھے کذبت ثمود المرسلین، کذّبت عاد المرسلین وغیرہ سے ثابت ہے ثمود نے صالح کی تکذیب کی اور عاد نے ہود کی تکذیب کی ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ مرسلین کی تکذیب کی۔

اور قریب تھا کہ اصل مقصد پر آجاتے کہ مرزا نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے مگر مولوی صاحب کچھ تو کل شام سے بھرے ہوئے تھے اور کچھ اسوقت مضمون کے نتیجہ پر نظر ڈال کر ایک دم مشتعل ہو گئے اور بے اختیارانہ بھری مجلس میں کسی کی کچھ پرواہ نہ کی اور باآواز بلند پکار دیا کہ

مولانا آپ سب کو کافر بنا رہے ہیں اور مرزا کے نبی ہونے کا ثبوت نہیں آپ کو لازم ہے کہ قرآن سے صاف طور پر یہ دکھلا دو کہ مرزا غلام احمد پنجابی نبی ہے۔،

بس یہ کہنا تھا کہ ایک دم چاروں طرف سے شور ہوگیا۔ کچھ تو مولوی صاحب کو روکتے تھے کہ ابھی خاموش رہو اور کچھ لوگ ان روکنے والوں کو کہتے تھے کہ مولوی صاحب کیوں رکیں مولوی صاحب ٹھیک کہتے ہیں ۔ اور اسی شور میں مولوی صاحب بڑھتے بڑھتے خاص واعظ حافظ جمال احمد صاحب کے پاس تک پہنچ گئے۔ اب مولوی صاحب کو (مولوی عطاء اللہ شاہ کی طرح) بلائے ناگہانی دیکھ کر قادیانیوں کے حواس جاتے رہے اور ہزار نرمی برتتے ہیں مگر مووی صاحب ہیں کہ بس بگڑے ہوئے ہیں۔

باآلآخر لوگوں نے ایک فلاٹ لاکر رکھ دی اور اس پر مولوی صاحب کو کھڑا کر دیا اور مولوی صاحب نے اپنا کل کا واقعہ کہہ سنایا اور وجہ دریافت کی کی مرزا کے نبی ہونے

کا ثبوت قرآن سے کیوں نہیں دیتے اور بغیر ثبوت عام مسلمانوں کو کافر بنا دیا کیا معنی؟

اس پر جلسہ کی رونق تو جاتی ہی رہی تھی بالآخر قادیانی لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ اچھا صاحب ہم جاتے ہیں نہ ہم بیان کریں نہ بحث کریں، اور ادھر لوگوں نے وہ فرش وغیرہ اٹھانا شروع کر دیا آخرکار قادیانی لوگ چل دیئے اور پکار گئے کہ آج شام کو مسجد احمدیہ میں جلسہ ہوگا۔

خیر یہاں سے سب لوگ باتیں کرتے ہوئے اپنے ٹھکانے پر واپس ہوئے۔ اس کے بعد مولوی صاحب موصوف پشاوری کا میرے ساتھ یہ مشورہ ہوا کہ ان کو ایک چیلنج دینا چاہیے۔ چنانچہ میں نے ایک پرچہ اپنی طرف سے اور مولوی صاحب کی طرف سے اس مضمون کا لکھا کہ اگر آپ کے پاس کوئی دلیل صاف طور پر قرآن حدیث سے ایسی ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی نبی تھے تو پیش کیجئے اور شرط یہ ہے کہ تاویل کچھ نہ ہو۔ اگر آپ نے یہ ثابت کر دیا تو آپ کے سارے معیار اور نبوت کی ساری ضروریات جو آپ نے تجویز کر رکھی ہیں سب تسلیم کر لی جائیں گی بس آپ متن سے ثابت کر دیں۔

یہ ہماری تحریر ان کے دوران بیان میں پہنچائی گئی انہوں نے اختتام پر دیکھا تو لوگوں کو دکھلائی اور کہنے لگے دیکھئے ان کی شرارت اور بدنیتی ثابت ہے۔ وہ کیا، وہ یہ کہ میں نے القاب اور آداب نہیں لکھا معمولی مولوی صاحبان نو واردان پشاور لکھ دیا تھا۔ بس، اسکے بعد کہنے لگے کہ اخیر میں دستخط کیوں نہیں۔ حامل پرچہ نے کہا کہ شروع میں دونوں مولویوں کے نام موجود ہیں۔ کہا نہیں اخیر میں دستخط کرا کر لاؤ۔ ہم نے اخیر میں بھی دستخط کر دیئے اور دل میں سوچ لیا کہ خاتمہ پر جو یہ لوگ بحث کیا کرتے ہیں کہ دیکھ لو عام قاعدہ ہے کہ سرکار بھی کارڈ لفافوں پر شروع میں مہر لگایا کرتی ہے اور اسٹامپ پر بھی شروع میں مہر ہوا کرتی ہے۔ یہ پہلے ہم سوچے ہوئے تھے کہ موقع پر دیکھا جائے گا بالآخر وہ دستخط شدہ تحریر پھر ان کے پاس پہنچائی گئی تو جواب ملا کہ اچھا سوچ کر جواب دیں گے اور نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے روز مردان کو کوچ ہو گیا۔

ہاں ان سب باتوں کے بعد یہ خوشی ہوئی کہ مولوی شاہ محمد کی کوشش سے ایک قادیانی انہی تاریخوں میں قادیانیت سے تائب ہوا۔ اور ایک اور تازہ قادیانی کل

(۴۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو) ایک خلافت کے مولوی عطاء اللہ امرتسری صاحب کے جلسہ میں تائب ہوا الحمدللہ تعالی۔ فقط والسلام۔ کبیر...

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء مطابق ۴ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۲ نمبر ۵۱ ص ۳)

متفرقات مرزائیہ

ملتان میں مرزائیوں سے مباحثہ

مرزائی حسب عادت ملتان میں اشاعت کذب کرنے آئے تو اہل حدیث کی طرف سے مولوی عبدالعزیز صاحب ملتانی نے ان سے مناظرہ کر کے مرزائی عمارت کی اینٹ سے بجادی۔ الحمدللہ

مرزائیت سے توبہ

میں اکیسویں پشت میں حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہوں۔ بحسن ظن کچھ مدت تک مرزائی مذہب میں رہا۔ اب حقیقت مجھ پر کھل گئی تو میں تائب ہوتا ہوں۔ آئندہ مجھے جوئی شخص مرزائی نہ سمجھے۔

صاحبزادہ چراغ الدین ولد سید بہاء الدین شہر پشاور محلّہ موچی پورہ

قادیان سے خارج البلد

خبر آئی ہے کہ قادیانی خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے ۲۸۔ اشخاص کو بوجہ مخالفت سلسلہ کے خارج کر دیا۔ تفصیل کا انتظار ہے۔ اللہ اعلم

مدراس میں مرزائی مبلغ

یاجوج ماجوج کی طرح مرزائی مبلغ ہر جگہ پھرتے ہیں۔ گذشتہ ایام میں مدراس میں بھی آئے۔ جلسہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مدح سرائی خوب کی۔ اثناء تقریر میں یہ بھی کہا کہ مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر ثنائی میں وفات مسیح کا مسئلہ لکھا ہے۔ بہت لمبی چوری تقریر کی۔

اتفاق حسنہ سے ان دنوں مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مدراس میں تھے انہوں نے خوب ان کارد کیا جزاہ اللہ۔ خاکسار والا جاہ ابوالصمصام از مدراس

اڈیٹر اخبار اہل حدیث لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کے مذہب کے بطلان پر میرے نزدیک یہی بڑی دلیل ہے کہ مرزا صاحب خود اور مرزائی واقعات بتانے میں جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ وفات مسیح پر مرزا صاحب قادیانی نے جتنی آیات کتاب ازالہ اوہام میں پیش کی ہیں، تفسیر ثنائی جلد دوم میں ان سب کا جواب دے کر میں نے حیات مسیح کا ثبوت دیا ہے تاہم کہتے ہیں کہ تفسیر ثنائی میں وفات مسیح کا ثبوت ہے۔ کس قدر سفید جھوٹ ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ نومبر ۱۹۲۵ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ا ص ۱۴)

شذرات قادیان

بریلی میں قادیانی جلسہ

مولوی ظفر علی خان صاحب پر فتوی کفر ہونے کے بعد سے بریلی کا مطلع مکدر ہو رہا ہے۔ کسی صاحب نے ایک نظم بعنوان: خواب عبرت، چھپوا کر شائع کی جس میں صراحتاً تو کسی کا نام نہیں مگر اشارۃً جناب مولوی احمد رضا خان صاحب مرحوم کے متعلق ایک خواب جو کہ پیلی بھیت کے مشہور درویش حضرت شاہ محمد شیر میاں صاحب مرحوم کے کسی مرید کا بتایا جاتا ہے منظوم کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم کو خواب بین نے دوزخ میں بہت بری حالت میں دیکھا۔ اس حالت کو بیان کرتے ہوئے شاعر نے مولوی صاحب اور ان کے خاندان پر خوب سبّ وشتم کی ہے۔

اس کے جواب میں مرحوم مولوی صاحب کے مریدوں کی طرف سے کئی ایک نظمیں نکلی ہیں جن میں شاعر کو اور اس کے ساتھ اکابر دیوبند کو خوب بازاری گالیاں دی ہیں۔

اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کیلئے اہل قادیان کا ایک جلسہ منشی غلام جبار صاحب مرزائی کے مکان پر ہوا جس میں قریباً پچاس آدمی تھے۔

شاید چھ سات مرزائیوں کے سوا باقی سب مسلمان تھے۔ جلسہ مذکور میں تقریر کرنے والے ایک صاحب پچاس ساٹھ برس کی درمیانی عمر کے مسمی غلام احمد سابق مہاشہ ہیرالال تھے۔ مقرر نے اپنی تقریر میں بریلی کے مذکورہ بالا اختلاف کا ذکر کر کے اس سے بہت فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کو اس کی طرف توجہ دلا کر اپنے مذہب کی شان دکھائی۔ کاش ہم مسلمان اغیار کی ان چالوں کو سمجھیں اور آپس میں فضول بحثوں سے دوسروں کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہ دیں۔

مقرر کی تقریر

مقرر نے بیان کیا کہ وہ پہلے ہندو تھا اس کا باپ سورج پرستی کیا کرتا تھا، ایک دفعہ جب کہ اس کی عمر چھ برس کی تھی باپ اپنے ساتھ لے گیا اور سورج کی پوجا کرنی اسے بتائی۔ مگر اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میں اس کی پوجا نہیں کرتا کیونکہ یہ صبح کو نکلتا ہے اور شام کو ڈوب جاتا ہے میں تو اس کے بنانے والے کی پوجا کروں گا،۔ پھر جبکہ اس کی عمر چھ اور سات برس کے درمیان تھی تو اسے خیال ہوا کہ دیکھنا چاہیے کہ مسلمان کس کو پوجتے ہیں۔ چنانچہ وہ ایک مسجد کے پاس شام کو جا کر کھڑا ہو گیا۔ دیکھا کہ بہت سے لوگ قطار باندھ کر ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور ایک ان کے آگے کھڑا ہے آگے والے نے جب پڑھا الحمد للہ رب العالمین تو یہ فقرہ سن کر فوراً اس کے دل میں خیال آیا کہ اس رب العالمین کی عبادت کرنی چاہیے۔

اسی طریقے سے مقرر نے اپنی سوانح عمری دس برس کی بتا کر آخر کار ایک حنفی مولوی کے ہاتھ پر اپنا مسلمان ہونا بیان کیا پھر مسلمانوں کے اختلاف سے بیزار ہو کر قادیان میں پناہ لینے کا ذکر کیا۔

ناظرین! مقرر کی عمر (چھ سات برس) کو مدنظر رکھ کر اسکے اس وقت کے خیالات پر غور فرمائیں گے تو تعصب سے نہیں بلکہ انصاف سے کہنا پڑے گا کہ یہ قادیان کا اثر ہے اور اسی سے مقرر کی باقی تقریر کا اندازہ بھی ہو سکے گا اس نے اپنے بیان میں صداقت سے کتنا کام لیا۔

فرقہ ملعونہ قادیانیہ

مقرر نے بریلی میں ایک اشتہار جماعت رضائے مصطفیٰ کا شائع کردہ پڑھا تھا جس میں الفاظ فرقہ ملعونہ قادیانیہ، بھی کہیں لکھے ہوئے تھے۔ اثناء تقریر میں ان الفاظ پر بہت غصہ کا اظہار کیا، حالانکہ مقرر صاحب اگر اپنی جماعت کی تحریروں کی سختی ملاحظہ فرماویں تو جماعت رضائے مصطفیٰ اور جماعت قادیانیہ کی تحریروں کو ایک ہی حالت میں پاویں گے۔ تاہم مقرر نے بڑے جوش میں آکر کہا:

کیا خدا پر، رسول پر، فرشتوں پر ایمان رکھنے والا بھی کوئی ملعون ہوا ہے؟

اس کے جواب میں مقرر صاحب اور انکی پارٹی کو یاد دلانے کے لئے اتنا ہی بتا دینا کافی ہے کہ وہ جناب بہاء اللہ صاحب ایرانی مدعی مسیحیت کی الواحات پڑھیں اور دیکھیں کہ ان کا ایمان خدا پر، رسولوں پر، اور فرشتوں پر کیسا ہے۔ اور پھر ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۵ء کے قادیانی اخبارات میں سے اہل بہاء کے متعلق الفاظ دیکھیں تو بریلی کے مذکورہ بالا الفاظ سے بہت وزنی الفاظ ان کو مل جاویں اور ان کی حیرانی مرزائیوں کی ملعونیت کے متعلق رفع ہو جائے گی۔

نعمت اللہ کی سنگ ساری: مقرر مذکور نے اپنے مذہب کی صداقت پر کابل کے مرزائی کشتوں کا بھی ذکر بڑے جوش وخروش سے کیا آخر یہ بات ہے کہ احمدی لوگ پتھروں سے کچلے جانے سے بھی نہیں ڈرتے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تو سنگسار ہونیوالوں کی اپنی غلطی ہے کیونکہ مرزا صاحب کی سنت تو ایسے موقع پر معافی مانگ لینے کی ہے چنانچہ انہوں نے گورداسپور کی عدالت میں اس کا نمونہ اپنی امت کیلئے قائم کر دیا تھا کہ حکومت کے احکام کے سامنے گردن جھکا کر اپنی جان کو ہلاکت اور مصیبت سے بچالینا چاہیے (خلیفہ قادیان کا فتوی ہے کہ جب حکومت مذہب کے لئے گھروں سے نکالے یا تکلیفیں پہنچائے تو اس ملک سے ہجرت کر جانا فرض ہے (ترک موالات اور احکام اسلام۔ ص ۴۸) اس سے بھی کابل میں مرزائی مرنے والوں کی سخت غلطی معلوم ہوتی ہے کہ انہیں قادیانی حکم کا بھی پتہ نہیں اور خواہ مخواہ مرتے ہیں حالانکہ قادیان کو واپس آجانا چاہیے۔ منہ)۔

علاوہ اس کے انہوں نے حج بیت اللہ کو اسی جان کے خوف سے ترک کیا تھا۔ تو اب مرزائی کابل میں جو مارے جاتے ہیں وہ خود اپنے پیشوا کی سنت کے خلاف ہو کر ظاہر ہے کہ حرام موت مرتے ہیں۔ ہاں اگر مرزا صاحب اپنی زندگی میں ایسی

مثالیں قائم نہ کرتے تو مرزائیوں کا شور وغل معقول ہوسکتا تھا لیکن جب ان کا جری اللہ ہلاکت اور بے ڈرتا رہا تو مریدوں کا سنگسار ہونا یا قید ہونا پیشوا کی صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتا۔

ایک لاکھ دس ہزار روپیہ

قادیانی خلیفہ صاحب کی دعاؤں کے بدلے میں قوم نے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ جمع کر دیا۔ (الفضل قادیان ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس روپیہ کی تعداد مجھے خواب میں پہلے ہی معلوم ہوگئی تھی اور میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کر دیا تھا اسی کے مطابق ایک لاکھ دس ہزار روپیہ آ گیا۔ خوب ہوا روپے کا روپیہ آ گیا نبوت کی نبوت پوری ہوگئی۔ مرزا صاحب آنجہانی بھی جب نبوت یا پیش گوئی کیا کرتے تھے تو لوگوں کو بتا دیا کرتے تھے بعض وقت تو لالہ شرم پت اور بشن داس بھی گواہ بنائے جاتے تھے (مگران کی شہادت مسموع نہیں ہوئی۔ اڈیٹر اہل حدیث) اگر کسی کو تحقیق کرنے کی ضرورت ہو تو گواہوں کو مرگھٹ میں تلاش کرتا پھرے نہیں تو قادیانی مسیح کو مان لے۔

گناچوری نبی

اسی قسم کے ایک نئے نبی مدعی مہدویت مرزائی جماعت میں سے مولوی عبد اللطیف نامی گناچور ضلع جالندھر سے بھی ظاہر ہوئے ہیں تین سال سے دعوی کر رہے ہیں آپ نے ایک کتاب پانچ سو صفحہ کی بنام چشمہ نبوت شائع کی ہے اس میں اپنی صداقت اور معجزات کا ذکر مرزا صاحب کی پیش گوئیوں اور دلائل صداقت کی طرز پر کیا ہے اور جگہ جگہ اس بات کا التزام رکھا ہے کہ اپنی پیش گوئیوں کو مرزا صاحب کی پیش گوئیوں سے مقابلہ کر کے ان پر اپنی فوقیت ثابت کی ہے اور جماعت مرزائیہ پر ظاہر کیا ہے کہ جب مرزا صاحب کو تم نبی مانتے ہو تو ان سے بڑھیا پیش گوئیوں کی وجہ سے جب میری نبوت ثابت ہے تو مجھ کو بھی مانو۔ نہیں مانتے تو مرزا صاحب کو بھی چھوڑو۔ بات بہت معقول ہے۔

مسیح کے ساتھ مہدی

ساری خدائی ایک طرف اور میرزائی ایک طرف ۔ مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں مسیح ابن مریم نزول فرمائیں گے اور انکے ساتھ مہدی بھی ہوں گے یعنی مسیح اور مہدی دو ہیں رقیب اعظم قادیان یعنی بہائی کہتے ہیں کہ بے شک مہدی اور مسیح دو شخص ہیں خود مرزائی جماعت کا گنا چوری فرقہ اعتقاد رکھتا ہے آنجہانی مرزا صاحب مسیح موعود تھے اور گنا چوری امام مہدی آخرالزمان ہے مگر قادیان اور لاہور کے چند پیرو ساری دنیا سے الگ ہوکر اب تک یہی کہے جاتے ہیں کہ مہدی مسیح جو کچھ تھے وہ جناب مرزا صاحب ہی تھے اور بس ۔ ظاہر ہے کہ ان چند نفوس کا خیال دنیا بھر کے علماء کے بالمقابل کیا حقیقت رکھتا ہے ۔

اہل بہاء سے حساب بے باق

اگر قادیان اور لاہور کے پیشوا کتاب چشمہ نبوت کو بنظر انصاف پڑھیں اور تعصب سے کام نہ لیں تو مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئیوں مندرجہ نزول المسیح اور حقیقۃ الوحی سے گنا چوری پیش گوئیوں کو کسی طرح کم نہ پائیں گے اور جب اسی قسم کے سچے الہام مرزائیوں کے نزدیک مدعی ماموریت کی صداقت کی دلیل ہیں تو گنا چوری صاحب کی صداقت ثابت ہے پس ان کو امام مہدی مان لینے سے نہ صرف جماعت کا شیرازہ (جو لاہوری اور قادیانی وغیرہ پارٹیوں میں بکھرا ہوا ہے) بندھ جائے گا بلکہ جماعت کے پرانے دشمنوں یعنی اہل بہاء سے بھی حساب صاف ہو جائے گا کیونکہ وہ لوگ جب احادیث سے مہدی اور مسیح کو دو ثابت کر دیتے ہیں تو جماعت مرزائیہ کو بجز منہ چڑانے اور کوئی جواب نہیں آتا لیکن گنا چوری مہدی کو مان لینے سے اہل بہاء کو کم از کم اس مسئلہ میں مرزائیوں کو مقابلہ کرنیکی جرأت نہ ہوگی ۔

قرآن آسمان پر

مرزائیوں کا اعتقاد ہے کہ احادیث کی پیش گوئیوں کے مطابق قرآن مجید آسمان پر چلا گیا اہل بہاء بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں مگر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اس قسم

کی پیش گوئیاں قرب قیامت یعنی دنیا کے فنا ہونے کے قریب پوری ہوں گی چنانچہ لکھا ہے کہ

قائم نمیشود قیامت تا آنکہ مرفوع شود قرآن ازاں جا کہ آمدہ است۔

(حجج الکرامۃ۔ ص ٤٦٠)

بہائی اور مرزائی عقائد میں فرق اور مساوات

بہائی اور مرزائی عقائد میں فرق تو صرف اسی قدر ہے کہ بہائی قرآن کو آسمان پر پہنچا کر اس کی جگہ دوسری کتابیں آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں لیکن مرزائی قرآن مجید ہی کے واپس آ جانے کے معتقد ہیں صرف چند احکام (جہاد وغیرہ کے متعلق) کو منسوخ سمجھتے ہیں بہرحال اس پر دونوں کا اتفاق ہے کہ وہ قرآن جو آنحضرت ﷺ پر آیا تھا آسمان پر چلا گیا ظاہر ہے کہ اس کی جگہ دوسری کتابیں آنے کا عقیدہ رکھنے والے یا اسی میں کمی بیشی کر کے اتارنے والے مسلمانوں کے نزدیک برابر ہیں۔

بہائی مطالبہ کر سکتے ہیں

اہل بہاء کا یہ مطالبہ مرزائیوں سے نہایت معقول سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ کون سی حدیث ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن آسمان پر جانے کے بعد واپس آئے گا۔ مرزا صاحب قادیانی کی تحریروں سے تو صرف اسی قدر پتہ چلتا ہے کہ رفع قرآن والی حدیثوں کے ساتھ لو کان الایمان معلقا عند الثریا لنالہ رجل من فارس والی حدیثوں کو ملا کر اپنا مطلب پورا کیا گیا ہے (ازالہ اوہام، وحقیقۃ الوحی)

اگر ایمان اور قرآن مجید دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا کے مصداق صرف قادیان کا کنبہ جوڑنے کی فکر کی ہے اور بس۔

دشمنان اسلام

مرزائی کہتے ہیں کہ اہل بہاء اسلام کے دشمن ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو اس میں بھی ذرہ شبہ نہیں کہ مرزائی بھی اسلام کے دشمن ہیں۔ جس طرح بہائی نئی شریعت اور

نئے نبیوں کے (جن کو وہ اپنی اصطلاح میں مظاہر اللہ کہتے ہیں) آنے کے قائل ہیں اسی طرح مرزائی بھی نئے نبیوں اور قرآن مجید کے نئے نئے معنی کرنے میں ان کے ساتھ ہیں بلکہ مرزائیوں نے تو قرآن مجید کو بازیچہء اطفال بنا رکھا ہے اور اس پر فخر یہ ہے کہ ہم جو معارف بیان کرسکتے ہیں دنیا کا کوئی عالم نہیں کرسکتا۔

لیکن اگر قادیانی معارف کی حقیقت پر نظر کی جاوے تو وہ بالکل ایسے ہیں جیسا کہ ایک شخص کا دعوی تھا کہ صفت ایمان کے اصل معنی مجھ جو معلوم ہیں جنہیں کوئی نہیں جانتا یعنی آمنت بالله کے معنی ہیں اللہ میاں کے ہاں ایک بلاّ تھا، وغیرہ اسی قسم کے قادیانی معارف ہیں جن کا یہ نمونہ ہے کہ اخبار الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۲۳ء میں خلیفہ صاحب قادیان نے فرمایا تھا کہ فتنہ ارتداد (قوم ملکانہ) کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ سورہ کہف کے گیارھویں رکوع میں بتایا گیا ہے کہ ذوالقرنین ایک بادشاہ تھا اور اس ذوالقرنین سے مراد مسیح موعود ہے۔ قرآن مجید کے سارے رکوع کا مطلب بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عین حمئة سے مراد عیسائی لوگ و وجد عند ھا قو ماً سے مراد ہندو لوگ مطلع الشمس وجد ھا تطلع ....(مضمون نگار کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث ۶ نومبر ۱۹۲۵ء مطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱ ص ۳۔۴)

مسیح موعود کی آمد ثانی کے متعلق اقوال مرزا

حکیم محمد ابراہیم سکرٹری جماعت دین خدا، الہ آباد لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

ھوالذی ارسل رسو له بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)

ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر

حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں بلکہ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا۔ (ازالہ اوہام۔ص۲۰۰)

خدا تعالی نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ (ازالہ اوہام)

اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعوی نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آوے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتے ہیں اور ممکن ہے کہ ظاہر جلال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اول دمشق میں بھی نازل ہو۔

نوٹ: یہ عالمگیر غلبہ اسلام مرزا صاحب کے زمانہ میں نہیں ہوا اور مرزا صاحب مانتے ہیں کہ باسیاست مسیح آویں گے تو مرزا صاحب جیسے بے سیاست کو کوئی کیوں مانے جو دو دو پیسے مریدوں سے چندہ مانگے۔ لہذا مرزا صاحب کاذب مسیح تھے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء مطابق ۳ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۳ ص ۶۔۷)

مباہلہ در بارہ صداقت مرزا

(نامہ نگار معاہدہ کے خود ذمہ دار ہیں۔ اڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر)

احوال یہ ہے کہ ایک عہدنامہ مندرجہ ذیل فریقین کے درمیان ہوا ہے۔ برائے مہربانی اس کو اپنے اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔ نقل عہدنامہ حسب ذیل ہے

۱۔ میں عبدالحمید اہل سنت بقائمی ہوش وحواس روبرو گواہوں کے یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے اور مجھ کو وہ جھوٹا اور کافر ثابت ہوا ہے اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو خدا تعالی مجھ پر عرصہ ایک سال میں ایسا عذاب نازل کرے جو کہ واقع میں ہی عذاب ہو معمولی بیماری یا تکلیف شرط مباہلہ میں داخل نہ ہو گی۔

گواہ شد: عنایت حسین بقلم خود۔ گواہ شد: محمد عبدالمجید منشی۔
گواہ شد: محمد بشیر بقلم خود۔ گواہ شد: حسین بخش بقلم خود

۲۔ میں غلام حسین احمد بقائمی ہوش وحواس رو برو گواہوں کے اقرار کرتا ہوں کہ اگر عبدالحمید پر جو کہ مباہلہ کرتا ہے عرصہ ایک سال میں کوئی عذاب نہ آیا تو میں مرزا صاحب کی بیعت کو ترک کر دوں گا اور مرزا صاحب کو جھوٹا اور کافر سمجھوں گا۔

بقلم خود غلام حسین احمدی مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۹۲۵ء

گواہ شد: عنایت حسین بقلم خود۔ گواہ شد محمد عبدالمجید منشی۔ گواہ شد محمد بشیر بقلم خود۔ گواہ شد حسین بخش بقلم خود، انڈین ٹیکنیکل سیکشن رائل ایرفورس ڈرگ روڈ شہر کراچی۔

راقم محمد علی کراچی

مدیر اہل حدیث کا نوٹ: سال کے اندر کوئی فریق مبتلائے مصیبت ہو، باقی احباب اطلاع دیں اور سال بخیریت گزرنے پر بھی مطلع فرمائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۰ نومبر ۱۹۲۵ء مطابق ۳ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۳ ص ۷)

قادیانی مذہب سے بچو

(منقول از پیغام صلح لاہور)

مرزائی امت کی لاہوری پارٹی کے اخبار پیغام صلح میں اس عنوان سے ایک مضمون نکلا ہے۔ ناظرین بغور ملاحظہ کریں (مدیر اہل حدیث امرتسر)۔

جناب دلاور حسین صاحب فاروقی لکھتے ہیں:

میاں محمود احمد صاحب قادیانی کا خیال ہے کہ ان کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھے خداوند عظیم اپنے کلام واجب التکریم میں ارشاد فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (ترجمہ: اب ہم (اے محمد ﷺ) آپ کے دین کو کامل کر چکے اور ہم نے آپ پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور ہم نے آپ ہی کے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا)

حضرت رسول اکرم ﷺ نے ہم کو اس دین اسلام کی حقیقت سے یہ اطلاع دی

ا لاسلا م ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسو ل الله و تقيم الصلوة وتؤتيء الز كو ة وتصو م ر مضا ن و تحج البيت ان استطعت اليه سبيلا (بخاری مسلم)(ترجمہ: اسلام یہ ہے کہ گواہی دے تو اس پر کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ محمد بھیجے ہوئے اللہ کے ہیں اور پڑھا کر نماز اور دیتا رہ زکوۃ اور رمضان کے روزے رکھا کر اور تجھ کو راہ داری کا مقدور ہو تو اللہ کے گھر کا حج کر)

اللہ تعالی اس شخص کے حق میں جو دین اسلام کے سوا اور کسی دین کی تلاش میں بھٹکتا پھرتا ہے۔فرماتا ہے:

من يبتغ غير ا لاسلا م دينا فلن يقبل منه و هو فی ا لآ خر ة من الخا سرين ۔(جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہو تو خدا کے پاس اس کا وہ دین مقبول نہیں اور وہ آخرت میں گھاٹے میں ہوگا)۔

اوپر کی دونوں آیتوں اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول کا دین مکمل ہو گیا اس میں کوئی نقص بھی باقی نہیں رہا۔اس کے پانچ رکن ہیں ان میں افراط وتفریط درست نہیں ۔افراط وتفریط کی گنجائش ہوتی تو اسلام ناقص رہتا اور اللہ اكملت لكم د ينكم نہ فرماتا خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے چند اعتقادات شائع کئے ہیں ہم ان کو یہاں درج کرتے ہیں تاکہ لوگ گمراہ نہ ہوں۔

ا۔قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے جو شخص قرآن شریف میں سے کچھ کم وبیش کرے وہ شیطان اور بدکرداروں میں ہے۔

(مواہب الرحمان۔۱۹۰۳ء)

۲۔لہذا میں اظہار الحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سرا سر افتراء ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت

آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔

(قادیانی اشتہار۔ ۲۔اکتوبر ۱۸۹۱ء)

۳۔اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔

(نشان آسمانی ۱۸۹۳ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ سب کچھ کہا ہے مگر یہ بھی کہا ہے

قل یا ایھا لناس انی رسو ل الله الیکم جمیعا (معیارالاخیار)۔

یہ آیت قرآنی ہے اس میں خداوند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوکر آیا ہوں۔

یہی آیت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے الہام میں لکھ کر اپنی رسالت کا اعلان کیا ہے اس صریح آیت کے الہامی لفظوں میں اگر دعوی رسالت نہیں ہے تو ہم نہیں جان سکتے کہ دعوی رسالت کن لفظوں میں کیا جاسکتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۶ ص ۱۲)

وہابی اور احمدی

نجد کے اہل توحید (وہابیوں) کا ذکر آج کل زبان زد عام خلائق ہے۔گو ان کے مخالف بھی آواز اٹھتی ہے مگر دونوں (موافق ومخالف) اس پر متفق ہیں کہ وہ نشہ توحید میں بڑے سرشار ہیں۔اس لئے خلیفہ قادیان کو بھی خیال آیا کہ نجدی تو ایک معمولی عالم شیخ محمد عبدالوہاب کے پیرو ہوکر اتنے موحد بن گئے اور ہم مسیح موعود اور مہدی مسعود کے اتباع بن کر ان سے کم؟

اس لئے خلیفہ قادیان اپنے معمولی لڑکپن کی سی بڑی لمبی تقریر نجدیوں کے متعلق کی، جو الفضل کے کئی صفحوں میں درج ہوئی جس میں ہمارے مطلب کی بات جو ہے وہ نقل ہے۔آپ کہتے ہیں:

وہابیوں نے بے شک شرک کو مٹایا مگر ہم یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ اس شرک کو مٹاتے مٹاتے انہوں نے شعائر اللہ کی بے حرمتی بھی کی اور حضرت عیسی کے ایک بت کو بھی قائم رکھا، جسے آخر ہم نے توڑا۔

پس وہابیوں سے بڑھ کو ہم شرک کے دشمن ہیں۔ ہم نے نہ صرف حضرت عیسی کے بت کو، جسے وہابیوں نے بھی چھوڑ دیا تھا، توڑا بلکہ اس کے سوا اور بھی بت توڑے۔ اور اور بھی کئی قسموں کے شرکوں کو مٹایا۔ مگر ان بتوں کو توڑتے اور ان شرکوں کو مٹاتے ہوئے ہم نے شعائر اللہ کی بے حرمتی نہیں کی اور کسی رنگ میں جبر بھی نہیں کیا، اور نہ ہی جبر کرنا ہم جائز سمجھتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کی طرح یہ بھی نہیں کیا کہ شعائر اللہ کے اندر جو عظمت ہے اس کا انکار کر دیں اور یہ کہہ دیں کہ یہ شرک ہے کیونکہ شعائر اللہ کو ہی اگر شرک کہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا نے (نعوذ باللہ) شرک کو پھیلایا اور ایسا شائد وہابی بھی نہ کہیں گو عملاً ان کے فعل کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ پس ہم تو وہابیوں سے بڑھ کر شرک کے دشمن ہیں۔ (الفضل قادیان ۵ دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۱۰)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مطلب یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ماننا شرک ہے، جو وہابی بلکہ سارے مسلمان مانتے ہیں۔ اس لئے آج ہم اس شرک کی تحقیق کر کے بتاتے ہیں کہ اس شرک کے قائل وہابی یا بالفاظ دیگر کل مسلمان ہی نہیں، بڑے بڑے مدعیان نبوت اور مسیح اور مہدی بھی اس شرک کے قائل تھے۔ پس غور سے سنئے:

آپ کے باپ جناب مرزا غلام احمد براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں:

هو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے، تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت

انکسار اور توکل اور ایثار اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔
اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت متشابہ واقع ہوئی ہے۔
گو یا ایک ہی جوہر کے دو ٹکرے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور
بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔

(براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! اس عبارت پر غور کریں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیسے صاف لفظوں میں حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کا اعلان کرتے ہیں اور کمالات روحانیہ اور مراتب باطنیہ میں یہاں تک ترقی یاب ہیں کہ حضرت مسیح کے ساتھ آپکو کمال مشابہت حاصل ہے، یہاں تک کہ عالم کشف میں دونوں میں تمیز مشکل ہے۔ حالانکہ آپ کا عقیدہ اس وقت حیات مسیح کا ہے جس کو خلیفہ صاحب از قسم بت پرستی شرک قرار دیتے ہیں۔ اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ شرک کی قباحت قرآن مجید میں اس درجہ آئی ہے کہ مشرک کو مرتبہ روحانی اور قرب خداوندی میں حصہ کیا، اس کے سارے کئے کرائے اعمال سب ضائع ہو جاتے ہیں۔ غور سے پڑھو:

لو اشر کوا لحبط عنهم ما کا نوا یعملو ن

انبیاء بھی اگر شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے

لاہوری پارٹی کے امیر مولوی محمد علی صاحب بھی اس عقیدہ کو شرک کہا کرتے ہیں۔ اس لئے ساری مرزائی امت اس امر کا فیصلہ کرے:

۱۔ مرزا صاحب قادیانی زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں مشرک مطرود خدا تھے۔

۲۔ یا ہمارا خیال کہ حیاۃ عیسیٰ کا عقیدہ شرک ہے، غلط ہے۔

من نگویم کہ ایں مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

رہا مسئلہ شعائر اللہ کا، جو خلیفہ صاحب نے قبہ پسندوں سے سن کر یقین کیا ہے، اس کی کوئی مثال نہیں دی کہ شعائر اللہ میں سے کون سا نشان وہابیوں نے مٹایا ہے۔، اس لئے اس کا جواب سر دست اتنا ہی ہے:

ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندہ معنی نہ ہوا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۷ ص ۳۔۴)

منٹگمری میں مرزائی تحریک

جناب منشی قائم الدین صدیقی نقشہ نویس، منٹگمری لکھتے ہیں:

گذشتہ مارچ کو مرزائیوں کا جلسہ منٹگمری میں ہوا تھا۔ چونکہ اس موقع پر ان کی طرف سے کوئی باقاعدہ اشتہار نہ نکلا، بلکہ عین وقت پر جلسہ کا اعلان کیا گیا جس میں عیسائیوں اور آریوں کو دعوت دی، جس کا انتظام آریوں کی طرف سے یہ ہوا کہ انہوں نے اپنا مناظر دھرم بھکشو بلا لیا۔ جب میدان مناظرہ گرم ہونے لگا تو حکام ضلع کی طرف سے ممانعت کا حکم پہنچنے کے باعث مناظرہ بند کر دیا گیا۔

اس لئے مرزائیوں نے اس پہلو کو چھوڑ کر مسلمانوں پر بہت حملے کر کے بعض ناواقفوں کو مذبذب کر دیا۔ جوں ہی مرزائیوں کے وفد کی آمد کی اطلاع شہر میں گشت لگانے لگی، تو بہت سے احباب کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس موقع پر ان کے دجل کی تردید کا انتظام کرنا چاہیے۔

چنانچہ بعد از مشورہ جناب سردار اہل حدیث (مولانا ثناء اللہ) کی خدمت میں عرض کی گئی۔ آپ نے کمال مہربانی سے جناب مولوی عبدالرحیم شاہ صاحب کو منٹگمری تشریف لے جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ شاہ صاحب ۱۱ ستمبر کی دوپہر کو تشریف لائے۔

۱۲۔۱۳ ستمبر کے لئے مرزائیوں کی طرف سے جلسہ کا اشتہار نکلا ہوا تھا۔ آپ کی تشریف آوری پر سب کو حوصلہ ہو گیا۔ اب تجویز ہوئی کہ مرزائیوں سے مناظرہ کے لئے وقت دریافت کیا جائے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مناظرہ کے لئے حکام ضلع نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ مشتہرہ تواریخ پر یعنی ۱۲۔۱۳ کو جلسہ بھی نہ ہوگا۔ چونکہ شاہ صاحب تشریف لا چکے تھے اس لئے منٹگمری کا ہر فرد بشر شاہ صاحب کی زبان سے ان کے دجل کی تردید کا خواہاں تھا، اس لئے ۱۱۔۱۲ ستمبر کی درمیانی رات کو جلسہ منعقد کر

کے مولانا صاحب کی تقریر کرائی گئی جو مختصر طور پر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

جناب نے سٹیج پر کھڑے ہو کر بعد از تلاوت قرآن مجید پہلے ختم نبوت پر قرآن وحدیث سے روشنی ڈالی بعد ازاں نکاح مرزا یعنی محمدی بیگم کا قصہ مع خطوط وغیرہ کے پورے طور پر تشریح کر کے حاضرین کو محظوظ کیا۔

بعد ازاں قادیان میں طاعون اور ان کے رسول کے تخت گاہ کے خوب بخئیے ادھیڑے اور قضاوقدر کے مسئلہ کی خوب پڑتال کی۔ حاضرین کی تعداد بے اندازہ تھی مرزائی بھی شامل تھے۔ بار بار جزاک اللہ جزاک اللہ کی صدائیں گونج رہی تھیں۔

الغرض حاضرین جلسہ شاہ صاحب کی تقریر سے نہایت محظوظ ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے آکر مولانا صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ہمارا کوئی مولوی ان کے مقابلہ کا نہیں، لیکن اب ہم کو یقین ہو گیا اور ان کے ڈھول کا پول بخوبی ظاہر ہو گیا۔ الحمدللہ

دوسرے دن صبح کو چند مرزائی آئے اور کہا کہ مناظرہ کی اجازت ہم کو نہیں ملی ہاں فریقین کے چند احباب بیٹھ کر تبادلہ خیالات کر لیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ چونکہ فریقین کا مقصود عوام الناس کی تبلیغ ہے اس لئے جلسہ عام میں اگر گفتگو کے لئے آپ تیار ہوں تو مجھے عذر نہیں۔ لیکن افسوس یہ بات انہوں نے نہیں مانی۔ آخر ۱۳ ستمبر کی دوپہر تک شاہ صاحب انتظار کر کے واپس تشریف لے گئے کیونکہ اس وقت تک ان کے جلسہ کا کوئی اشتہار نہ نکلا تھا۔

لیکن شاہ صاحب کے جانے کے بعد ۱۴، ۱۵ کی شام کو مرزائیوں کا جلسہ ہوا جس میں مناظرہ کی بدستور ممانعت تھی حاضرین کی تعداد بہت کم تھی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۷ ص ۴)

اختلاف بیانی مرزا قادیانی

جناب حکیم محمد ابراہیم سکرٹری جماعت دین خدا، الہ آباد سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ص ۱۹۷)

اس کے خلاف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

جو شخص سری نگر محلّہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر اٹھایا گیا، کس قدر ظلم ہے۔ (دافع البلاء۔ص ۱۵)

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔ (کشتی نوح۔ص ۵)

اس کے مخالف، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبیوں نے اس کی فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹی نکلی۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم۔ص ۲۵۸)

بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ گرو نانک کا آسمان سے نازل ہوا ہے اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں۔ ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آج کل نیچری ہیں یا برہمو سماج کے نام سے موسوم ہیں (ست بچن۔ص ۳۷)

اس کے مخالف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

مسیح کے اترنے کے بارے میں اب تک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارچہ جات کی پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ یہ پارچہ جات از قسم پشمینہ یا ابریشم ہونگے جیسے چوڑیا، گلبدن، اطلس، کم خواب، زربفت، زری، لاہی، یا معمولی سوتی کپڑے جیسے نین سکھ، تن زیب، چکن، گلشن، ململ، جالی، خاصہ، ڈوریا، چارخانہ، اور کس نے آسمان میں بنے اور کس نے سیئے ہونگے اور ابتک کسی نے مسلمانوں یا عیسائیوں میں سے اسکا کچھ پتہ نہیں بتایا۔ (توضیح مرام ص ۶)

نوٹ : مرزا غلام احمد قادیانی عمر بھر تاریکی کے گڑھے میں پڑے رہے اسی وجہ سے ہمیشہ متخالف بولتے اور لوگوں کو بہکاتے رہے ۔ امت میں اس کا اثر ہونا لازمی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۷ ص ۴۔۵)

امت مرزائیہ کے سرداروں کے نام کھلی چٹھی

جناب مولوی دوست محمد پنجابی، مدراس سے لکھتے ہیں:

بخدمت جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہوری،

و جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ جماعت قادیانی

مندرجہ ذیل سوالات چار پانچ برسوں سے کئی ایک احمدیوں سے دریافت کیے گئے ہیں مگر آج تک کسی کو بھی ان کے جواب کا حوصلہ نہ ہوا۔

چنانچہ حافظ روشن علی قادیانی کی تشریف آوری مدراس میں ان سے بھی بذریعہ اخبار روزانہ، آزاد ہند، دریافت کیے گئے تھے مگر اب تک جواب سے محروم رہا ہوں امید ہے کہ آپ صاحبان حوصلہ سے کام لے کر جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔

صاحبان! اگر آپ ہمارے سوالات کے جوابات اصول مندرجہ ذیل کے ماتحت عنایت فرمائیں گے، تو بہت سے ایسے احمدی بھی آپ کے ممنون ہوں گے جن کو اب تک مجددیت مسیحیت و مہدویت کی حقیقت معلوم نہیں۔

(خلیفہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا: بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے (مرزا کی) مہدویت اور مسیحیت کو دعوی کو سمجھ کر مانا ہو۔ الفضل قادیان ۱۱۔ اگست ۱۹۲۱ء)

چونکہ آنے والے بزرگوں کی خبر قرآن و حدیث میں ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہر سوال کے جواب میں صرف آیت، اور اگر آیت نہ ہو تو صحیح حدیث مع لفظی ترجمہ کے تحریر فرمائیں۔

صحیح حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو اصول محدثین کے مطابق صحیح ہو، نہ کہ اپنے خیال کے مطابق۔

نیز اپنی طرف سے ترجمہ میں اضافہ اورتاویل نہ فرمائیں تاکہ ایک طالب حق کوخود غور کرنے اور حقیقت تک پہنچنے میں روکاوٹ نہ ہو۔

سوال نمبر۱

ہرصدی کے سرے پر مجدد کے آنے کی کیا وجہ ہے۔اور بحیثیت ایک خاص عہدہ حاصل کرنے کے اس کے فرائض کیا ہیں۔ اور اگر نص صریح اور شریعت اسلام کیخلاف لوگ چل رہے ہوں، تواس وقت کا مجدد ان کوحکم خدا ورسول کی تبلیغ کرے گا یانہیں۔اور خود اس کے لئے نمونہ بنے گا یانہیں۔

اور مجدد صدی کے کس سرے پر دعوی کرتا ہے اوراس دعوی کا اظہار مجددیت قرآن وحدیث کے رو سے ضروری ہے یانہیں۔

سوال نمبر۲

مسیح موعود کیوں آئیں گے اوران کے فرائض کیا ہیں اورکون کون سامخصوص کام وہ سرانجام دیں گے اورکیا مندرجہ ذیل نشان بھی مسیح کے ہیں:

۱۔کیا مسیح حاکم ہوں گے۔

۲۔ان کے پاس مال دولت کثرت سے ہوگا جسے لوگ قبول نہ کریں گے۔

۳۔ان کے زمانہ میں کینہ وبغض جاتا رہے گا۔

۴۔اونٹنیاں بے کار ہوجائیں گی اوران پرسواری نہ کی جائے گی۔

۵۔اورکیا مسیح جب نازل ہوں گےتو مسلمانوں کا امیر انہی میں سے ہوگا،

۶۔مسیح نماز میں اس امیر کی اقتداء فرمائیں گے۔

۷۔مسیح نکاح بھی کریں گے۔

۸۔مسیح بیت اللہ بھی جائیں گے یانہیں۔

۹۔کیا مسیح بعد نزول ۴۵ برس دنیا میں زندہ رہیں گے۔

۱۰۔کیا کسی صحیح حدیث میں ہے کہ مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔

سوال نمبر۳

مہدی سے مراد کوئی ایک شخص ہے یا جو بھی ہدایت یافتہ ہو وہ مہدی کہلا سکتا ہے اوران کے فرائض کیا ہیں ؟

ا۔مہدی، محمد رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔

۲۔اوران کا نام محمد ہوگا۔

۳۔اوران کے باپ ، نبی ﷺ کے باپ کے ہم نام ہوں گے۔

۴۔اور کیا درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے لوگ ان سے بیعت کرینگے

۵۔اور کیا مہدی مدینہ طیبہ کی طرف بھی سفر کریں گے۔

۶۔اور کیا وہی زمین کو داد اور عدل سے بھر دیں گے۔

سوال نمبر۴

دجال کیوں آئے گا اور کیا کیا کام کرے گا اور کیا دجال کو عیسی باب لد پر پاویں گے اور وہیں قتل کریں گے۔

باب لد کس ملک میں ہے۔اور کیا دجال اپنے سفید گدھے پر سوار ہوگا۔

خر دجال پر مسلمان بھی سوار ہوں گے یا نہیں۔ ہاں مسیح مہدی بھی سوار ہوں گے یا نہیں؟

سوال نمبر۵

رسول اللہ ﷺ کو جو بات اللہ تعالی کی طرف سے ارشاد فرمائی گئی ہو، اس کے برعکس کوئی بات کوئی شخص کہے کہ مجھے خداوندکریم نے کہی ہے تو ایسا شخص سچا ہے یا جھوٹا۔اور ایسا مفتری اور جھوٹا شخص قوم کا رہبر ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔دسمبر ۱۹۲۵ءمطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۷ ص ۸)

پیر جماعت علی ،علیپوری اورمرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید کتنا ہی کچھ زور ماریں، اور مرزا

صاحب قادیانی کو جملہ خلائق موجودہ سے افضل کہیں، لیکن ہم بھی اپنے اعتقاد کے پابند ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں (علی پوری اور قادیانی) اس درجہ مشابہت تامہ رکھتے ہیں کہ ان میں تمیز کرنا ایک محال کام ہے۔اس کی پوری تفصیل تو تطویل چاہتی ہے جو کسی اور وقت پر ہم رکھتے ہیں، سر دست ایک دو امور میں مشابہت بتاتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں نے ایک نظم پڑھی جس میں ایک شعر تھا

کل اولیاء سے افضل بعض انبیاء سے بہتر
یہ مصطفیٰ (مرزا) ہمارا یہ دل ربا ہمارا

اسی طرح پیر جماعت علی شاہ کے مریدوں نے ایک نظم پڑھی جو پیر صاحب نے بڑی خوشی سے سنی۔جس میں ایک شعر یہ ہے

اولیاء ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیاء
ان کی صورت ان کی سیرت ان کی عادت کا کہاں

عرصہ ہوا پیر صاحب کے مریدوں نے ایک کتاب شائع کی تھی جس کا نام ہے برکات علی پور۔اس میں آنحضرت ﷺ کے درود میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کو شریک کر کے یوں لکھا گیا تھا

اللھم صل علی محمد و علی جماعت علی صاحب

ہم حیران تھے کہ درود میں پیر صاحب جماعت علی سے مرزا قادیانی پیچھے رہ گئے جب کہ ہمارا دعوی دونوں بزرگوں میں مساوات کا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے شبہ کا ازالہ ہو گیا کیونکہ قادیانی اخبار الفضل نے صاف صاف لفظوں میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ:

درود میں حضرت مرزا صاحب کو شامل کرو۔

چنانچہ اخبار الفضل قادیان کے اصل الفاظ یہ ہیں:

مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو بھی درود میں شامل کرو۔ میں نے بتایا ہے کہ درود رسول کریم ﷺ کے احسانوں کو یاد کرنا اور اپنی احسان مندی جتانا اور خدا سے اس کا عوض دینے کی درخواست کرنا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد ہم پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے بھی بے شمار

احسانات ہیں، اس لئے درود میں ان کو بھی شامل کرنا چاہیے...

ہم مختلف اوقات میں آنحضرت ﷺ پر درود پڑھیں اور اس درود میں آپ کے خلیفہ مسیح اور مہدی کو بھی شامل کریں اور ان پر بھی درود پڑھیں تا ان کے احسانوں کا بھی اقرار ہو اور شکریہ ادا ہو سکے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

الحمدللہ! ہمارے دعوی پر جو غبار آنے کا خطرہ تھا، یعنی یہ کہ پیر جماعت علی شاہ علی پوری اور مرزا صاحب قادیانی میں مشابہت تامہ ہے، وہ دور ہو گیا۔ ہاں اس بات کا جواب ہمارے پاس نہیں جو ہمارے دعوی کے برخلاف ہے۔ وہ یہ کہ پیر صاحب میں ایک بات ایسی مزیت ہے کہ مرزا صاحب قادیانی میں اس کی مثال ہمیں نہیں ملی ۔کوئی صاحب مرزا صاحب قادیانی کی کسی تحریر میں ہم کو وہ مثال بتا دیں گے تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ وہ یہ ہے کہ پیر صاحب کے مریدوں نے ایک نظم میں یہ شعر بھی لکھا جو پیر صاحب کے جلسہ میں پڑھا گیا اور ان کے سننے میں آیا۔ وہ شعر یوں ہے

تو وہ مسیح زمان ہے کہ قم اگر کہدے
رہے نہ گور میں مردے کو عذر بے جانی

یعنی پیر جماعت علی صاحب، اگر قبرستان میں مردوں کو اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دیں تو وہ اپنی بے جانی کا عذر نہیں کر سکتے ۔کیونکہ آپ حضرت پیر صاحب کے حکم دینے سے ان میں جان پڑ جائے گی۔

اسی مضمون کی تائید میں ایک اور شعر بھی ہے جو یہ ہے۔ مرید، پیر جماعت علی صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں

دل کے بھیدوں سے تو واقف راز سینہ تجھ پہ وا
عرض مطلب یاں مرا محتاج گویائی نہیں

خدا کی صفات میں دو صفات ہیں جن پر سارا مدار کا رہے ایک قدرت دوسرے علم ۔ پہلے شعر میں قدرت کا ثبوت پیر صاحب میں بتایا ہے کہ مردوں کو حکم دیں تو وہ کھڑے ہو جائیں۔ دوسرے شعر میں علم غیب کا ثبوت دیا گیا بس اب کیا ہے متصوفانہ اصول یہ ہے۔

خودی جب گئی خود خدا ہو گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق ۸ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۸ ص ۶۔۷)

مرزا کی تردید خود قادیانی اخباروں میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

انسان کیسا ہی جھوٹ کا عادی ہو پھر بھی جب وہ خالی الذہن ہوتا ہے تو سچ ہی اس کے منہ سے نکل جاتا ہے۔ یہی حال قادیانی اخبار فاروق کا ہے جو ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم صاحب کا قادیان سے جاری ہے، جو لدھیانہ کے مناظرہ میں پیش ہوکر حق سے مغلوب ہوئے تھے۔ آپ نے زمانہ حال کے مسلمانوں کے حسب حال ایک نظم شائع کی ہے جو درج ذیل ہے:

یا الٰہی رحم کر اب حال پر اسلام کے
رہ گئے مومن زمانہ میں فقط اک نام کے
تارک صوم و صلوۃ و پردہ و قرآن ہیں
نا خلف کیسے ہوئے اس دور میں اسلام کے
حامیان دین نے مسلم کو کافر کر دیا
کافرستاں بن گئے جو ملک تھے اسلام کے
ہیں مسلماں نام کے لیکن یہودی کام کے
آشنائے کفر ہیں ، نا آشنا اسلام کے
مصطفیٰ کامل سا لیڈر جب ملے احرار کو
مل کے باہم کیوں نہ ناچیں مرد و زن اسلام کے
تو ہوا ہم سے خفا جب ہم ہوئے تجھ سے جدا
ہے یہی اس کی جزا دن آ گئے آلام کے
یا الٰہی پھر وہی باد بہاری چل پڑے
جس سے ہوں پھر سے ہرے سوکھے شجر اسلام کے

(اخبار فاروق۔قادیان ۲۰ دسمبر ۱۹۲۵ء ص ۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بے شک یہ حالت بلکہ اس سے بھی بدتر کیفیت مسلمانوں کی آج کل ہے اس کو ملحوظ رکھئے اور مرزا صاحب مسیح قادیان کا فرمان سنئے ۔آپ اپنی مستند اور مشہور کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں:

هو الذی ارسل رسو له با لهدی و دین الحق لیظره علی الدین کله ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)۔

یہ عبارت بہ آواز بلند پکار رہی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام چمکتا ہوگا لیکن مرزا صاحب باوجود مسیح موعود بلکہ مہدی معہود بھی ہو کر آئے اور تشریف بھی لے گئے مگر مسلمانوں کی حالت وہی رہی جو اس نظم سے عیاں ہے تو کیا ہم یہ سمجھنے اور کہنے میں حق بجانب نہیں کہ

شیر قالین دگرست وشیر نیستاں دگرست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جنوری ۱۹۲۶ء۔۲۲ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۰ ص ۳۔۴)

شیخ احمد سرہندی اور مرزا قادیانی

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرکؒ امرتسری لکھتے ہیں:

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ ، پر، کتاب حقیقۃ النبوۃ اول صفحہ ۹۹۔۱۰۰۔ اور کتاب ضمیمۃ النبوت فی الاسلام صفحہ ۱۶۵ پر درج ہے:

پھر ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعوی کرنا قرآن شریف کی رو سے منع ہوتا ہے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا صرف یہ دعوی ہے کہ ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں

آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالی سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں ۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ :اگر چہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہینگے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔

اقول: مکتوبات امام ربانی طبع ۱۳۳۳ھ روز بازار امرتسر دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب ۵۱ پر اصلی عبارت یوں ہے:

الحمد لله سلا م علی عباده الذین اصطفی اعلم ایها ا لا خ الصدیق ان کلا مه سبحا نه مع البشر قد یکو ن شفا ها و ذلك لا فراد من ا لا نبیاء و قدیکو ن ذلك لبعض الکمل من متابیعهم با لتبعیة و الورا ثة ایضاً و اذا کثر هذاالقسم من الکلام مع وا حد منهم سمی محد ثا کما کا ن امیر المؤمنین عمر رض

ترجمہ: بداں اے برادر محبّ کہ بہ تحقیق کلام حق سبحانہ وتعالی با بشر گاہے رو با رو بود وایں نوع از کلام مر آحاد انبیاء است وگاہے ایں نعمت عظمی بعضے را از کمل متابعان ایشاں نیز بہ تبعیت و وراثت میسر مے گردد وایں قسم از کلام با یکے از یشان ہر گاہ بکثرت واقع گردد آں کس محدّث نامیدہ مے شود چنانچہ امیر المومنین عمرؓ (محدث ایں امت بودہ)

نوٹ: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ۔ حالانکہ شیخ احمد مجدد نے محدث لکھا ہے ۔ مرزا کی خیانت ملاحظہ ہو کہ الفاظ کماکان امیر المو منین عمر رض بھی آپ نے نقل نہیں کئے اور محدث کی بجائے نبی لکھ دیا۔ بات یہ ہے کہ حضرت عمر نبی یا رسول نہ تھے البتہ محدث ضرور تھے ۔ بخاری میں

مناقب حضرت عمر میں یہ حدیث ہے کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ گزرے ہیں کہ خدا ان سے ہم کلام ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، سو اگر ایسے لوگ اس امت میں ہے تو وہ عمرؓ ہے۔

(ازالہ اوہام۔ص۹۱۴،۔ حمامۃ البشری۔ص ۸۱)

یہ بھی حدیث ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔

(ازالہ اوہام۔ص ۲۳۵۔حمامۃ البشری۔ص ۸۱،۸۲)

جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں۔

(ازالہ اوہام۔ص۹۱۴۔ براہین احمدیہ۔ص ۵۴۶ حاشیہ)

حضرت عمرؓ محدث تھے۔ (حمامۃ البشری۔ص ۸۱)

جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ لکھنا کہ نبی محدث ہے اور محدث نبی ہے (توضیح مرام۔ص ۹۔۱۰)۔ اور میاں محمود احمد قادیانی کا یہ لکھنا کہ محدث اور مجدد تو آنحضرت ﷺ بھی تھے (القول الفصل۔ص ۲۵) سراسر غلط ہے کیونکہ مندرجہ بالا تحریروں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے:

(الف)۔ محدث وہ شخص ہوتا ہے جس سے خدا تعالی کثرت سے ہم کلام ہوتا ہے۔

(ب)۔ محدث نبی نہیں ہوتا۔ (ج)۔ بنی اسرائیل میں محدث ہوئے ہیں۔

(د)۔ امت محمدیہ میں بھی محدث لوگ ہونے والے ہیں۔ (ھ)۔ حضرت عمرؓ محدث تھے۔ (و)۔ حضرت عمرؓ نبی نہ تھے۔

ناظرین مرزا صاحب قادیانی کی خیانت اور بطالت ملاحظہ کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جنوری ۱۹۲۶ء۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۰ ص ۴)

قادیان میں تار گھر اور مرزا آنجہانی کی تکذیب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خدا کی شان جو کوئی قابل ذکر واقعہ دنیا میں ہوتا ہے، وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تکذیب کرتا ہے۔ یہ دعوی ہمارا آج ہی کا نہیں بلکہ بہت دفعہ ہم

شائع کر چکے ہیں اور ثبوت بھی دے چکے ہیں۔ آج ایک جدید واقعہ قابل ذکر ہے جس کو قادیان میں موجب خوشی اور قادیانی امت میں باعث مسرت سمجھا گیا ہے۔ مگر یہ سب ظاہر بینی ہے۔ باریک بینی سے دیکھیں گے تو افسوس کریں گے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ قادیان میں ڈاکخانہ تو تھا، مگر تارگھر نہ تھا۔ اس لئے جماعت مرکز یہ قادیانیہ کو اس کی بڑی تکلیف تھی تار دینا ہوتا تو ۱۱ میل کے فاصلہ پر بٹالہ آ کر تار دیتے، جوابی تار بھی بٹالہ میں آتا جو دیر بعد پہنچتا۔

ان موجودہ لوگوں کی تکلیف کا اندازہ کرنے سے مرزا صاحب آنجہانی کے زمانہ کی تکلیف کا اندازہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ انہیں بھی وہی ضرورتیں تھیں جو ان کو ہیں۔ اسی ماہ جنوری میں قادیان میں تار گھر بنا تو خلیفہ قادیان نے بڑی مسرت کا تار اپنے مریدوں کو دیا جس کے الفاظ یہ ہے:

> خدا تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز قادیان میں تار برقی آ جانے کے سبب قادیان کا تعلق بیرونی دنیا کے ساتھ قائم ہو گیا ہے تار کا یہاں آنا بھی حضرت مسیح موعود کی ان پیش گوئیوں کا پورا ہونا ہے جو آپ نے قادیان کی ترقی اور معموری کے لئے فرمائیں۔
>
> میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتا ہوا تمام ان شخصوں کو جو احمدی کہلاتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے اور اس مقصد وحید کو بہت جلدی پورا کرنے کیلئے اپنی تمام تر کوششوں اور ہمتوں کو صرف کرنے میں مشغول ہو جائیں کہ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت احمد کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ خلیفۃ المسیح۔ (الفضل قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ ہے اس تار کا مضمون جو خلیفہ قادیان نے بطور یادگار مسرت اطراف و اکناف میں بھیجا جس میں اپنے مسیح موعود کی پیش گوئی کی صداقت بتائی۔ خلیفہ صاحب نے تو زبانی صداقت مرزا کا دعوی کیا، مگر ہم حسب عادت خود مرزا صاحب کے الفاظ پیش کر کے ناظرین عموماً اور مرزائی احباب کے سامنے خصوصاً پیش کرتے ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ریل اور تار وغیرہ نے

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ زمانہ اشاعت اسلام کیلئے بہت موزوں ہے حضور دنیا میں تشریف لاویں تو ہم (ریل اور تار وغیرہ) حضور کی اشاعت اسلام میں خدمت کریں۔ حضورؐ نے جواب دیا کہ میں خود تو نہیں آتا، البتہ اپنا بروز (عکس) بنا کر مرزا صاحب کو بھیجتا ہوں۔ پس مرزا صاحب ان کی درخواست پر بروز محمد ہو کر دنیا میں آئے، چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کے اس بارے میں اپنے الفاظ یہ ہیں:

حسب منطوق آیت و آخرین لما یلحقوا بھم

اور نیز حسب منطوق آیت

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعوی ہے کہ میں کافہ ناس کے لئے آیا ہوں۔ اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں۔

تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں، مگر میں ملک ہند میں آؤنگا کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن وآزادی اسی جگہ ہے۔ اور نیز آدم اسی جگہ نازل ہوا تھا۔ پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیے، تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے۔

اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت و آخرین منھم دوبارہ تشریف

لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا، اس لئے آنحضرتﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا، اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اسکو عطا کیا، تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرتﷺ کا ظہور تھا۔

لیکن یہ امر کہ یہ دوسرا بعث کس زمانہ میں چاہیے تھا، اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ خدائے تعالیٰ کے کاموں میں تناسب واقع ہے اور وضع شئی فی محلہ اس کی عادت ہے جیسا کہ اسم حکیم کے مفہوم کا مقتضا ہونا چاہیے اور نیز وہ بوجہ واحد ہونے کے وحدت کو پسند کرتا ہے، اس لئے اس نے یہی چاہا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآن خلقت آدم کی طرح چھٹے دن کی گئی یعنی بروز جمعہ، ایسا ہی تکمیل اشاعت کا زمانہ بھی وہی ہو جو چھٹے دن سے مشابہ ہو۔

لہذا اس نے اس بعث دوم کے لئے ہزار ششم کو پسند فرمایا اور وسائل اشاعت بھی اسی ہزار ششم میں وسیع کئے گئے اور ہر ایک اشاعت کی راہ کھولی گئی۔ ہر ایک ملک کی طرف سفر آسان کئے گئے۔ جابجا مطبع ہو گئے۔ ڈاکخانہ کا احسن انتظام ہو گیا۔ اکثر لوگ ایک دوسرے کی زبان سے واقف ہو گئے۔ اور یہ امور ہزار پنجم میں نہ تھے بلکہ اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس عاجز کی گذشتہ عمر کے دن ہیں، ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ ناتمام اور کم قدر اور شاذ و نادر کے حکم میں تھا۔

یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے پر کھلے کھلے دلالت کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ ایک شخص بشرطیکہ متقی ہو جس وقت ان تمام دلائل میں غور کرے گا تو اس پر روز روشن کی طرح کھل جائے گا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۱۰۱۔۱۰۲)

قادیانی ممبرو! بقول مرزا غلام احمد صاحب تقوی الٰہی کو دل میں لاکر سوچو کہ درخواست کنندوں میں ریل تار بھی جب شامل تھے، تو کیا وجہ ہے کہ کم بخت مرزا صاحب قادیانی کی ساری زندگی میں خدمت کرنے کو قادیان میں حضور ممدوح کی

خدمت میں نہ پہنچے۔ کس منہ سے سرور کائنات کے حضور درخواست کرنے گئے تھے جس کے جواب میں حضور ﷺ نے ہندوستان میں تشریف لانا منظور فرمایا تھا۔

واللہ! ایسا واقعہ اگر حضرت سلیمانؑ کی زندگی میں ہوتا تو ہدہد کی طرح اس کے کھمبے و نبے توڑ کر فنا کر دیتے۔

ناظرین! قادیانی مرزا جی کی بھول بھلیاں دیکھئے اور ماننے والوں کی سادگی پر شاباش کہیے کہ ریل اور تارگھر جس کا مرزا صاحب کی زندگی میں قادیان میں بکمال عروج ہونا ضرور تھا تاکہ حسب درخواست خود یہ بدبخت وعدہ شکن مرزا صاحب قادیانی کے ماتحت خدمت اسلام کرتے لیکن اس زمانہ میں قادیان نہ پہنچے۔ اس پر ہمیں ایک واقعہ یاد آ گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے چچا زاد بھائی مرزا نظام الدین قادیانی تھے۔ وہ ایک دفعہ مجھے امرتسر میں ملے، جس زمانہ قادیان میں طاعون بشدت حملہ آور تھا۔

میں نے پوچھا کہیے مرزا جی! قادیان میں طاعون کا کیا حال ہے؟

بولے مولوی صاحب! کیا عرض کروں، جس روز ہمارے بھائی مرزا غلام احمد نے پیش گوئی کی تھی کہ قادیان میں طاعون نہ ہوگا، ہم تو اسی روز بس ڈر گئے تھے کہ اب مرے۔ کیونکہ خدا کو اس سے ضد ہے۔ یہ جو کہا کرتا ہے خدا اس کا الٹ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ طاعون ایسا ہوا کہ ہمارے چھوٹے سے قصبہ قادیان میں چار سو آدمی مر گئے۔

یہ بیان مرزا نظام الدین کا سن کر مجھے حیرت ہوئی کہ ان لوگوں کا عقیدہ بجق برادر خود کیسا برعکس ہے۔ مگر واقعات مابعد سے میرے دل پر ان کے اس قول نے گہرا اثر کیا۔ دیکھئے معمولی معمولی قصبوں بلکہ دیہاتوں میں بھی ریلوے سٹیشن اور تار گھر بنے ہوئے ہیں، مگر قادیان میں باوجود اچھا قصبہ ہونے کے مرزا صاحب کی زندگی میں بلکہ آج تک بھی ریل آئی، نہ تار پہنچا۔

کیوں؟ اس لئے کہ خدا کو منظور تھا کہ مرزا جی کی تکذیب کرے۔

کس قدر غضب بلکہ غیظ و تاسف کا مقام ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کی آمد تو ہو ریل اور تار کی درخواست پر مگر یہ دونوں کم بخت ان کی زندگی کے خاتمہ تک بھی قادیان میں قدم نہ رکھیں۔ یہاں تک کہ ان کے لاہور میں انتقال ہونے کے وقت بھی

یہ بد بخت (تار) بٹالہ میں بیٹھا رہے اور قادیان تک جناب متوفی کی خبر جلدی نہ پہنچائے۔ اور یہ بدنصیب ریل ان کی نعش مبارک کو قادیان لے جاتے ہوئے بٹالہ میں اتار دے۔ ہت ترے بدنصیب انجن میں آگ جلے۔

اس طرفہ پرطرہ یہ کہ ریل کی چالاکی دیکھئے کہ ادھر تو حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں درخواست کنندوں میں شریک ہو کر مرزا صاحب قادیانی کو بروز محمدی میں آنے کی تکلیف دیتی ہے۔ ادھر مرزا صاحب قادیانی کے دشمن دجال کا گدھا بن کر اس کی خدمت کرتی ہے (ازالہ اوہام۔ص ۷۳۹)۔ ایسی بے وفا، ایسی بدعہد (ریل) کو خدا کیا سزا دے۔

غالباً اسی شرمندگی میں یہ مرزا صاحب قادیانی کی زیارت کو قادیان میں نہیں جاسکی۔ بلکہ خود مرزا صاحب قادیانی کو بوقت ضرورت اس خر دجال پر سوار ہونا پڑا جس پر کسی ظریف کو یہ کہنا پڑا

یہ کیسا ہے خر دجال کہ عیسی بعز و شان
بصد منت بصد خواہش کرا یہ دے کے چڑھتا ہے

ناظرین! مرزا غلام احمد میں جو کمال تھا وہ تو تھا ہی، مگر ہم تو انکے مریدوں کے با کمال ہونے کے قائل ہیں جنہوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ مرزا جی کی بات کیسی بھی عقل ونقل کے خلاف ہو ہم لوگ اسے مانتے ہی جائیں گے بلکہ اس بات کا اعلان کر رکھا ہے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء مطابق ۱۴ رجب ۱۳۴۴ھ ص ۱۔۳)

امرتسر میں مرزائیت کا جال

اور علماء امرتسر کی بروقت بیداری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امرتسر شہر میں ایک ایسا وقوعہ ہو چکا ہے جو مرزائی مذہب کی تاریخ میں ایک

اہم واقعہ ہے۔ یعنی ۱۸۹۳ء میں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مباحثہ پادری آتھم سے ہوا تھا جس میں مرزا صاحب قادیانی نے اپنے مباحثہ کو معمولی مباحثہ قرار دے کر ایک روحانی پیش گوئی کی تھی کہ آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں بسزائے موت دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ لیکن اس پیش گوئی کے خاتمہ پر امرتسر کی پبلک نے دیکھا کہ پادری آتھم میعاد گزرنے کے بعد امرتسر میں بڑے جلوس سے پھرے اور اس جلوس میں عیسائی یہ کہتے جاتے تھے ؛

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے
سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہووے گا نبوت کا
پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

یہ اور اس قسم کے کئی واقعات اہالی شہر امرتسر نے دیکھے ہیں مگر پھر بھی جب کبھی وقت آتا ہے تو سب کچھ بھول جاتے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

امرتسر میں مرزائیوں نے آج کل ایک نئی سکیم بنائی ہے۔ شہر کے بعض نوجوانوں کو اسلام کی ہمدردی پر ابھارا کہ ایک انجمن اشاعت اسلام کی بنائی جائے جس میں مناظرہ کرنا سیکھیں اور مخالفوں سے مناظرہ کیا کریں۔ پہلے تو اس کا مقصد اتنا ہی بتایا۔ چنانچہ ایک دفعہ مجھ سے بھی تقریر کرائی۔ مگر آخر جب ہشیار مرزائیوں نے اپنا رنگ جما لیا تو ایک اشتہار جلسہ کا شائع ہوا جس کی سرخی اور عبارت یہ تھی:

عظیم الشان مذہبی اجلاس۔

زیر صدارت مولوی محمد اسماعیل غزنوی (بن مولوی عبدالواحد غزنوی)

اسلام کے وہ بہادر جرنیل جنہوں نے آریہ مذہب کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے امرتسر تشریف لانے والے ہیں اور اسلامیہ سکول کے احاطہ میں مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ ساڑھے چھ بجے شب کو اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔

متلاشیان حق سے درخواست ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور شامل جلسہ ہوں۔ حسب ذیل غازی خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

مولانا عصمت اللہ صاحب لاہور۔ مولانا عبدالحق صاحب برہم چاری۔
مولانا اللہ دتا صاحب جالندھری۔ مولانا روشن علی صاحب۔
المشتہر، حکیم احمد حسن جنرل سکرٹری انجمن اشاعت اسلام امرتسر

یہ جلسہ حسب اعلان مولوی اسماعیل غزنوی کی صدارت میں کئی روز تک ہوا اور مرزائی مبلغوں نے تقریریں کیں۔ تقریروں کے بعد مولوی اسماعیل غزنوی نے اپنی صدارت کی حیثیت سے آریوں سے مناظرہ کا اعلان بھی کر دیا۔ چنانچہ اس کا اثر اہل اسلام امرتسر پر یہ ہوا کہ بعض ناواقف مسلمان مرزائیوں کو آریوں کی تردید کرنے کی وجہ سے اسلام کے بہترین خدمت گار سمجھنے لگے۔ اس پر علماء کو فکر ہوئی تو مجلس علماء میں غور و فکر کے تجویز ہوئی کہ جدید انجمن اشاعت اسلام کے ان ممبران کو جو مرزائی عقائد کے نہیں ہیں سمجھایا جائے۔ چنانچہ بعض ارکان نے خلافت کمیٹی کے دفتر میں ان کو سمجھایا کہ مناظرہ آریہ میں مرزائیوں کے پیش کرنے میں نقصان ہوگا۔ یعنی سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی طرف رغبت ہوگی اور انکے زہریلے اثر سے متاثر ہوں گے۔

نوٹ۔ واضح رہے کہ یہ سب کاروائی اس جلسہ کی تقریروں کے بعد ہوئی چونکہ ان ارکان پر مرزائیوں کا اثر ہو چکا تھا انہوں نے اس تجویز کو نہ مانا۔

یہ ہے اصل حقیقت۔ اب سنئے مرزائی اخبار پیغام صلح لاہور کا بیان:

نہایت خوشی کا مقام ہے کہ مسلمانان امرتسر نے سمجھ لیا ہے کہ تبلیغ و حفاظت اسلام کے مقابلہ میں ہر کلمہ گو کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیے اور فروعی اختلافات میں الجھ کر تضیع اوقات کرنا اور حریفوں کو ہنسنے کا موقع دینا ٹھیک نہیں۔ احمدی ہوں یا غیر احمدی، شیعہ ہوں یا سنی، دیوبندی ہوں یا بریلوی، سب کو اپنا بھائی سمجھ کر شریک کار بنا لینا چاہیے۔ چنانچہ اسی غرض کیلئے امرتسر میں ایک انجمن بنام انجمن اشاعت الاسلام امرتسر قائم ہوئی ہے جس میں ہر طبقے اور ہر خیال کا مسلمان شامل ہے۔ اس انجمن کے قیام کا سہرا مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب غزنوی کے سر پر ہے، انجمن مذکور نے مورخہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ جنوری ۱۹۲۶ء کو مدرسۃ المسلمین امرتسر کے وسیع میدان میں ایک جلسہ کیا جس میں مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی

مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب اور میر قاسم علی صاحب کی تقریریں ہوئیں ۔ ہر جلسہ میں پان پان چھ چھ ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا رہا۔

جملہ تقریروں کا حاضرین پر نہایت اچھا اثر ہوا مگر متعصب مولویوں کے سینے جلے اور انہوں نے ایک خفیہ جلسہ کر کے اراکین جلسہ کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ جلسہ میں احمدیوں کی تقریریں نہ ہونے دیں۔ ان کی تقریروں سے مسلمان متاثر ہو رہے ہیں۔ اراکین جلسہ اور تمام مسلمانوں نے مولویوں کی اس زہریلی تجویز کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔

کاش یہ مولوی لوگ بے راہ روی کو چھوڑ کر حقیقۃ الحال پر نگاہ ڈالتے، تو ایسا وطیرہ اختیار نہ کرتے۔ مسلمانوں کا موجودہ تشتت اور موجود افتراق انہی ناخدا ترس مولویوں کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ ہے۔

(پیغام صلح لاہور ۲۰، ۲۴ جنوری۔ ص ۸)۔

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: جلسہ کی کیفیت اور کمیت کے متعلق ایک مراسلہ انجمن مذکور کے ایک ممبر کا درج ذیل ہے:

پیغام صلح کی غلط رپورٹ

مولانا فاضل اڈیٹر اہل حدیث السلام علیکم۔

آپ جو اپنے اخبار کو ہر بار اہل حدیث میں لکھا کرتے ہیں کہ مرزائی اخبار جھوٹ لکھیں تو تعجب نہیں بلکہ انکا سچ لکھنا تعجب ہے۔ ہم نے اس کا کئی دفعہ تجربہ کر کے بالکل صحیح پایا۔ تازہ واقعہ وہ رپورٹ ہے جو گزشتہ ہفتہ امرتسر کے ایک جلسہ متعلق پیغام صلح مورخہ ۲۴ جنوری میں چھپی ہے۔

اس کو نقل کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ یہ جلسہ انجمن اشاعت الاسلام کا تھا (جس کا میں بھی ممبر ہوں)۔ اس میں مرزائیوں کو آریوں کی تردید کیلئے بلایا گیا تھا۔ چنانچہ تقریریں ہوئیں ان تقریروں کی بابت میں عرض کروں مجھے سن کر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا۔

خوشی یہ ہوئی کہ آریوں کی طرز تقریر کا (جو محض غلط روایات اور سبّ وشتم سے بھری ہوتی ہے) ترکی بہ ترکی جواب تھا۔ رنج اس کا ہوا کہ آریوں کے جواب میں

سناتن دھرم ہندوؤں کے مسلمات سے پبلک کو خوش کیا گیا جو ایک باریک بین ناقد کی نگاہ میں مفید نہیں۔

خیر یہ تو ہوا جو ہوا مگر پیغام صلح کی کذب بیانی ملاحظہ ہو کہ پانچ پانچ ہزار کا مجمع بتاتا ہے حالانکہ جس جگہ جلسہ ہوا وہ بمشکل اتنی ہے کہ آٹھ نو سو بمشکل ایک ہزار بیٹھ سکے، میں معمار مستری ہوں زمین کی پیمائش کرنا میرا کام ہے۔ اڈیٹر پیغام آ کر اس میدان میں ڈیڑھ ہزار آدمی کی ہی گنجائش بتا دے تو حسب حیثیت انعام لے۔ یہ بھی جھوٹ لکھا کہ احمدیوں کے بیانوں سے متعصب علماء کے سینے جل گئے اور انہوں نے اراکین جلسہ پر زور ڈالا کہ احمدیوں کی تقریریں نہ ہونے دیں وغیرہ۔ جہاں تک مجھے علم ہے اس وقت نہ علماء شہر نے کسی کو روکا نہ کسی نے اس تجویز کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے، باقی اندرونی کوئی مشورہ علماء کا ہو تو آپ (مولانا اڈیٹر اہل حدیث) اصلی حقیقت پر روشنی ڈالیں۔ خاکسار محمد عبداللہ مستری امرتسری۔

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: اصل حقیقت ہم بیان کر چکے ہیں کہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کی گمراہی کے خطرہ سے مجلس علماء نے ان نوجوانوں جو جن میں مولوی اسماعیل غزنوی بھی ہیں، ضرور سمجھایا (اور سمجھانے والوں میں مولوی داؤد صاحب غزنوی بن مولانا عبدالجبار صاحب مرحوم غزنوی بھی تھے) کہ آریوں کے مباحثہ کے بعد مرزائیت کا اثر شہر میں پھیلنے کا خطرہ ہے اس لئے تم لوگ یہ کام نہ کرو۔ جو انہوں نے نہ مانا لیکن تقریریں کرانے میں کسی نے مخالفت کی نہ شہر کے تمام مسلمانوں نے علماء کی تجویز کو نفرت کی نگاہ سے رد کیا۔ یہ پیغام صلح کا حسب اتباع سنت مرزا معمولی جھوٹ نا قابل التفات اور قابل معافی ہے۔ ہاں اس کے بعد مجلس علماء (انجمن تبلیغ الاسلام) نے بھی متعدد جلسے کر کے آریوں کے متعلق تقریریں کیں۔ اسی اثنا میں مولانا ابراہیم سیالکوٹی ۲۹ جنوری کو امرتسر میں رونق افروز ہوئے تو انجمن تبلیغ نے آپ کی بھی دو تقریریں کرائیں جن میں مولانا موصوف نے آریوں کا ذکر بھی کیا اور مرزائیوں کے حالات سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا۔ ان تقریروں کو سن کر اکثر ناواقف مسلمان حقیقت مرزائیہ کو سمجھ گئے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ فروری ۱۹۲۶ء۔ ۲۱ رجب ۱۳۴۴ھ ص ۶ و ۱۲)

مرزا کا آخری فیصلہ اور امت مرزائیہ میں زلزلہ

و ان یروا کلّ آیۃٍ لا یؤمنوا بھا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

انسان جب ضد پر آ جاتا ہے تو اس کے سامنے کیسا ہی حق اور سچ آ جائے وہ نہیں مانتا۔ اس کی مثال امت مرزائیہ میں خوب ملتی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب نے پادری عبداللہ آتھم کے حق میں پیش گوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ وہ نہ مرا تو بھی امت مرزائیہ کو ہدایت نہ ہوئی۔ مرزا سلطان محمد ساکن پٹی نہ مرے، نہ حسب الہام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان کی بیوی مرزا صاحب کے نکاح میں آئی۔ اس وقت بھی امت مرزائیہ کو سمجھ نہ آئی۔ اخیر میں میری بابت آخری فیصلہ کا اشتہار دیا جس کی سرخی یوں تھی:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار میں مرزا صاحب قادیانی نے دعا شائع کی:

خداوندا! ہم دونوں (مرزا غلام احمد اور ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے اس کو پہلے موت دے۔

آخر وہ مجھ سے پہلے چل بسے، جسے سترہ سال ہوتے ہیں۔ اس سے امت مرزائیہ کو ہدایت نہ ہوئی۔ اس کے بعد انہوں ننے از خود مباحثہ کی بنیاد رکھی تو مباحثہ بمقام لودھیانہ اپریل ۱۹۱۲ء میں ہوا جس میں سرپنچ مسلمہ ثالث نے مجھے ڈگری دلائی اور میں نے ڈگری میں تین سو روپیہ مرزائیوں سے بطور مال غنیمت وصول کیا۔ اس پر امت مرزائیہ کو ہدایت نہ ہوئی۔

اس کے بعد مولوی محمد علی ایم اے لاہوری نے ایک رسالہ آیت اللہ لکھا جس میں مرزا صاحب کی مذکورہ دعا کو مباہلہ بنانے کی کوشش کی تھی جس کا جواب میری طرف سے آفت اللہ کے نام سے دیا گیا تھا جو کتاب فاتح قادیان کے ساتھ ملحق ہے

۔اس میں کافی تر دید کی گئی ۔اس تر دید سے بھی مرزائی امت خاموش نہ ہوئی تو اب قادیان سے ایک اشتہار نکلا جس پر اللہ دتا جالندھری نے لکھا ہے۔اس اشتہار میں بھی مولوی محمد علی صاحب کی طرح مغالطات سے کام لیا گیا۔یعنی بعض تحریرات فریقین (میری اور مرزا غلام احمد صاحب) کی نقل کی ہیں جو باہمی مباہلہ کے متعلق ہیں ۔ یہ تحریر نقل کر کے مولوی محمد علی کی طرح ناظرین کو دھوکہ دینا چاہا ہے کہ مرزا صاحب کی آخری فیصلہ کی تحریر دراصل ان سابقہ تحریروں سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ دعا مباہلہ تھا۔

مقصد اس سے یہ ہے کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ نے مقابلہ میں دعا نہیں کی نہ مقابلہ میں دعا کرنا منظور کیا تھا اس لئے یہ مباہلہ وقوع پذیر نہ ہوا لہذا یہ حجت نہیں ۔ یہ ہے ان دونوں پارٹیوں کی اس بلا کو ٹالنے کے متعلق کوشش ۔

ناظرین سنئے ان کی اس ساری کوششوں کو میں ساحرین فرعون کی رسیوں کی طرح جانتا ہوں اور انکے لئے ایک ہی عصائے موسیٰ پیش کرتا ہوں جو انشاء اللہ ان سب کو نگل جائے گا۔

میرے عصا (جواب) کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعا ان تحریروں سے بالکل جدا اور مستقل ہے ۔ نہ ان مباہلہ والی تحریروں سے اس کو تعلق ہے نہ یہ مباہلہ سے نہ دعوۃ مباہلہ ۔ بلکہ مستقل فیصلہ کن دعا ہے جیسی حضرت نوحؑ نے دعا کی

ر بّ انی مغلو ب فا نتصر (اے خدا میں مغلوب ہوں میری مدد کر)

ثبوت اس کا سنئیے : مرزا صاحب قادیانی کی دعوت مباہلہ پر میں نے لکھا تھا کہ میں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ مباہلہ پر عذاب کی تعین کر دیں۔ایسا نہ ہو کہ مجھے نزلہ زکام ہو جائے تو آپ حسب عادت اسی کو مباہلہ کا عذاب بنالیں۔اس کے جواب میں بحیثیت پیشکار مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے مفتی صادق نے مجھے ایک خط لکھا جو اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲ کالم اول پر چھپا جس میں سے ضروری فقرہ یہ ہے :

> چونکہ آپ (ثناء اللہ امرتسری) نے اپنے واسطے تعیین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لئے فرار کی ایک راہ نکالی اس واسطے مشیت ایز دی نے آپ کو ایک دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ (

مرزا غلام احمد قادیانی) کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک پیدا کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا اس واسطے مباہلہ کے ساتھ جو اور شروط تھے وہ سب کے سب بوجہ نہ قرار پانے مباہلہ کے منسوخ ہو گئے۔ محمد صادق

۔ (اخبار بدر۔ قادیان۔ ۱۳ جون ۱۹۰۷ء)

ناظرین کرام! کیسا صاف اظہار ہے کہ مباہلہ کا قضیہ ختم کر کے خدا نے مرزا غلام احمد صاحب کے دل میں فیصلہ کی نئی تحریک پیدا کی۔ یعنی دعا جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آخری فیصلہ کی صورت میں شائع کی تھی اب وہی فیصلہ کی صورت ہے۔ اس صاف اور صریح اقرار مرزا کے بعد کسی مرزائی کا اس دعا کو مباہلہ سے تعلق پیدا کرنا یا اسکو دعا مباہلہ کہہ کر بلا ٹالنا خود کو ایک بڑی بلا میں پھنسانا ہے یا نہیں؟

مرزائیو! الیس منکم رجل رشید (کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں)

کیا دیانت امانت صداقت تم کو یہی حکم دیتی ہیں کہ تم ایک ایسی کھلی صداقت کو بھی نہ مانو جو تمہارے نبی اور ملہم مجدد بالقابہ نے کھول بتا دی ہے اور جسکو آخری فیصلہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ایمان سے سچ کہنا اگر واقع برعکس ہوتا یعنی ثناء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی سے پہلے مرتا تو تم زمین پر سے کتنا اونچا چلتے۔ اب جو واقع وہی ہوا جو مرزا صاحب قادیانی نے دعا کی تھی کہ جھوٹا پہلے مرے گا تو تم انکار کر گئے

فلمّا جاء هم ما عرفوا كفروا به

عذر لنگ۔ یہ تو فیصلہ ہو گیا کہ یہ دعا نہ مباہلہ تھی نہ مباہلہ کی دعوت بلکہ مستقل فیصلہ کن دعا تھی۔ اب مرزائیوں کا یہ دھوکہ باقی رہا کہ مولوی ثناء اللہ نے اس کو منظور نہ کیا تھا بلکہ لکھا تھا کہ جھوٹوں کی عمر دراز ہوتی ہے۔ وغیرہ

کوئی ان عقلمندوں اور دینداروں سے پوچھے کہ تمہارے نزدیک مرزا صاحب ملہم اور مامور الہی بلکہ ایسے نبی تھے کہ ان کے انکار سے مسلمان آدمی کافر ہو جاتا انہی مرزا صاحب نے خدا کے منشاء کے مطابق خدا سے فیصلہ کرنے کی دعا مانگی جس کی قبولیت کا خدا نے وعدہ فرمایا تھا چنانچہ اخبار بدر قادیان ۲۵، اپریل ۱۹۰۷ء میں صاف لکھا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا:

میں نے ثناء اللہ کے فیصلہ کے لئے دعا کی تو مجھے الہام ہوا۔

اجیب دعوۃ الداع یعنی میں (خدا) نے تیری دعا قبول کرلی۔

بھلا بتایئے ایک ایسے شخص مامور الہی رسالت پناہی کی دعا اور خدا کی جانب سے اس کی قبولیت کا وعدہ ہو، اس کے برخلاف میرا عذر کیا اثر رکھ سکتا ہے

علاوہ اس کے قابل غور بات یہ ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا وہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث امرتسر میں لکھا تھا مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ۱۳ جون کے اخبار بدر کی منقولہ بالا عبارت میں پھر اسی دعا کو کیوں بحال رکھا۔ یعنی لکھا کہ خدا نے یہ تحریک دعا فیصلہ کے لئے کی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میرے لکھنے یا انکار کرنے کا اس میں کوئی اثر نہ تھا۔

مرزائی دوستو! اللہ سے ڈر کر سوچو کہ خدا تعالی کے سامنے اس فیصلہ الہی کا کیا جواب دو گے

عجب مزہ ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء مطابق ۲۸ رجب ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۵ ص ۳-۴)

قادیانیوں کو آنریری خدمت کی پیش کش

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء اہل حدیث امرتسر میں امرتسری مناظرہ مرزائیہ آریہ کی بابت لکھا گیا تھا کہ دو روز صداقت قرآن پر اور دو روز صداقت وید پر اور دو روز صدات مرزا پر بحث ہونی چاہیے۔ قادیانی اخبار فاروق اس پر بہت سٹ پٹایا۔ کیونکہ ان کی پالیسی تو یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی مسیحیت لوگوں سے منواتے جائیں مگر مرزا صاحب قادیانی کی شخصیت پر کھنے کا موقع نہ دیں۔ اس پر ہمارا سہ صدی دوست اڈیٹر فاروق بہت کچھ گھبرایا اور اسی گھبراہٹ میں بہت سی ادھر ادھر کی کہنے کے بعد لکھتا ہے:

مولوی صاحب ۔ آپ کا مشورہ منظور بشرطیکہ صداقت قرآن پر آپ مناظرہ کریں ۔ اور کریں بھی ہماری موجودگی میں ۔ (فاروق ۶ فروری ۱۹۲۶ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: بہت خوب ۔ منظور ۔ بلکہ اس کے علاوہ دوصورتیں اور بھی آپ کی خاطر ہمیں منظور ہیں ۔ چونکہ ہم اعلان کر چکے ہیں کہ آریوں مرزائیوں کے مباحثہ میں ہم فریقین کی خدمت کریں گے اس لئے صداقت مرزا کی بحث میں آریوں کے سامنے تم میں سے کوئی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ خدمت (صداقت مرزا پر بحث) بھی ہم ہی کریں گے ۔

آریہ سماج امرتسر میں اگر صداقت مرزا پر بحث نہ ہو تو اس خدمت کے لئے بھی ہم حاضر ہیں کہ آپ صداقت سے مرزا کی چھان بین کریں گے اور لطف یہ ہے کہ لودھیانہ کی رقم کی طرح انعامی رقم سہ صد نہیں لیں گے بلکہ محض آنریری خدمت کریں گے ۔ احمدی دوستو کیا تم ہماری یہ دو تجویزیں یا ان میں سے کوئی مانو گے ؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۴۴ھ ص ۷)

عون المعبود در تردید اوہام مرزا محمود

(بابو حبیب اللہ صاحب کا عنوان بالا پر مضمون پہلی بار ۱۳ فروری ۱۹۲۵ء کے اخبار اہل حدیث میں عون المعبود در تردید اوھام مرزا محمود ۔ شائع ہوا، پھر ۲۹ مئی ۱۹۲۵ء کے شمارے میں، عون المعبود در تردید خیالات میاں محمود ۔ شائع ہوا ۔ اور بعد ازاں ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء کے شمارہ ہذا میں شائع ہوا ۔ ان میں سے تیسرا مضمون مکمل صورت میں معلوم ہوتا ہے اس لئے اسے معمول کے فونٹ میں نقل کیا جا رہا ہے تاہم دیگر مضامین باریک فونٹ میں اس سے پہلے درج کئے جاتے ہیں:

عون المعبود در تردید اوھام مرزا محمود

جناب بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:: مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان اپنی کتاب القول الفصل صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں:

ہم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ کیا محدث اور مجدد؟ ہاں بے شک یہ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود محدث اور مجدد بھی تھے لیکن محدث اور مجدد تو آنحضرت ﷺ بھی تھے لیکن جب کوئی آنحضرت ﷺ کا دعوی پوچھے تو ہم کبھی نہیں کہہ سکتے کہ بس آپ کا دعوی تو صرف مجدد اور محدث ہونے کا تھا ۔ نہیں ایسے موقعہ پر ہم کہیں گے کہ آپ

کا دعویٰ نبی ہونے کا تھا بلکہ خاتم النبیین ہونے کا تھا۔اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور آپ کے درجہ کے متعلق سوال ہوتو ہم مجبور ہوں گے کہ بتائیں کہ آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آنحضرت ﷺ کا ظلی نبی ہونا تھا۔

۲۔کتاب حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۱۲۸ پر مرزا محمود احمد لکھتے ہیں:

> ۱۹۰۱ء سے پہلے (مرزا) تو کہتے ہیں کہ نبی سے مراد صرف محدث ہے۔اور ۱۹۰۱ء کو اعلان کرتے ہیں کہ وہ تو نبی ہی کہلا سکتا ہے محدث تو وہ ہو نہیں ہوسکتا کیونکہ محدث کے معنی اظہار غیب کر کے کے نہیں ہیں اور یہ اختلاف اسی وجہ سے ہوا کہ آپ پہلے تو نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور چونکہ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کا خیال تھا کہ نبی سے نیچے اتر کر جو درجہ ہے وہ محدث کا ہے مین وہی ہوں گا اور اس درجہ کا نام محدث ہی ہوگا۔لیکن آپ کو جب معلوم ہوا کہ وہ درجہ نبوت کا درجہ ہے اور جس تعریف کو آپ محدثیت کی تعریف خیال کرتے تھے وہ درحقیقت نبوت کی تعریف تھی تو آپ نے اپنے محدث ہونے سے انکار کر دیا اور نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔
>
> حاشیہ صفحہ ۱۲۸ پر ہے:
>
> محدث ہونے سے انکار کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے اس سے بڑے درجہ کے پانے کا دعویٰ کیا ہے۔ورنہ ہر نبی محدث بھی ہے۔حتیٰ کہ ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے۔

اقول: جناب مرزا محمود کا یہ لکھنا کہ: ہر نبی محدث بھی ہے، اور یہ کہ: ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے، صحیح نہیں ہے، بلکہ سراسر غلط ہے۔اس لئے کہ قرآن مجید کی آیات مقدسہ سے لفظاً یا اشارتاً، احادیث صحیحہ نبویہ اور اقوال صحابہ سے یہ ہر دو امور ثابت نہیں اور اس پر لطف کی بات یہ ہے کہ خود جناب مرزا غلام احمد نے بھی اپنی کسی کتاب یا رسالہ یا اخبار میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ: ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے۔

محدث کی تعریف: صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۱، فتح الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۳۷۵، عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۶۱۴ ارشاد الساری جلد ۶ صفحہ ۱۰۳ فیض الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۱۷۳ پر ہے:

> عن ابی ھریرہ قال قال النبی ﷺ قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یك فی امتی منھم احد فعمر ، (ابو ہریرہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا تم سے اگلی امتوں یعنی بنی اسرائیل میں ایسے مرد ہوتے تھے جن کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ ہوتے تھے پس ضرور ہوں گے ایسے (محدث) لوگ میری امت میں اور عمران میں سے ایک ہے (نیز دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۔حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

۲: صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۹۳ فتح الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۲۹۲ وغیرہ میں لکھا ہے:

> عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال انه قد کان فیما مضی قبلکم من الامم محدثون و انه

ان کان فی امتی ھذہ منھم فا نہ عمر بن الخطا ب ۔(ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ تم سے اگلی امتوں میں محدث لوگ ہو تے تھے پس میری امت میں بھی ضرور ایسے لوگ ہوں گے اور ان میں سے ایک عمر بن خطاب ہے۔

(نیز دیکھو فتح اسلام صفحہ ۹ کا حاشیہ ۔ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۶ حمامۃ البشری صفحہ ۸۱)۔

نوٹ نمبر ا۔محدث اس کو کہتے ہیں جس کو خدا کی طرف سے الہام ہو اور تحقیق اللہ کی حمد کے ساتھ وہ چیز واقع ہوتی ہے جس کی امید آنحضرت ﷺ حضرت عمر کے حق میں رکھی اور واقع مقرر ہوئی ہے یہ بات بے شمار لوگوں کے واسطے حضرت عمر کے سوا۔

نوٹ نمبر ۲۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶ ،ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴ تحفہ بغداد صفحہ ۲۰۔۲۱، برکات الدعا صفحہ ۱۳،۱۴ اور مجدد الف ثانی نے مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۵۱ حصہ ۷ صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ :

ا۔جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی پا تا ہے اس کو محدث بولتے ہیں۔ب ۔بنی اسرائیل میں بہت سے محدث ہو چکے ہیں۔ج۔ اس امت محمدیہ میں بھی محدث ہوں گے۔۔د۔حضرت عمر محدث تھے (دیکھو حمامۃ البشری۔ص ۸۱)

ہ۔محدث لوگ نبی نہیں ہو تے۔

و۔حضرت عمر نبی نہ تھے جیسا کہ ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۹ ، وغیرہ میں ہے:

روایت ہے حضرت عقبہ بن عامر سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی نبی تو البتہ ہوتا عمر بن خطاب ۔(نیز دیکھو ازالہ اوہام ۔ص ۲۳۵۔۲۳۶)

نتیجہ۔ان مندرجہ بالا تحریروں کی رو سے میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ میاں محمود احمد کا یہ کہنا کہ ہر نبی محدث بھی ہے، اور یہ کہنا کہ ، ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے،سراسر غلط ہے۔

اسی طرح منشی عمر الدین احمدی شملوی کا لکھنا:

ان ہر دو اقتباسات (یعنی القول المحتسن فی فخر الحسن ص ۲۲۴ کے حاشئے اور مکتوبات امام ربانی ج اول مکتوب نمبر ۲۵۱) سے یہ نتیجہ بدیہی طور پر نکل آیا کہ حضرت عمر بھی نبوت محمدیہ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور لا نبی بعدی، حضرت عمر کی نبوت کے اثبات کیلئے آیا ہے نہ کہ اس کی نفی کے لئے ۔یہی وجہ ہے کہ صوفیا کرام نے لو کا ن بعدی نبی کی بنا پر حضرت عمر کو انبیاء میں شمار کیا ہے اور صدیق اکبر چونکہ عمر سے افضل ہیں اس لئے وہ بھی انبیاء میں شامل کئے گئے (رسالہ ختم نبوت کی حقیقت ص ۲۰۳۔۲۰۴)

صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ہر دو امور: ا۔ یہ کہ حضرت عمر بھی نبوت محمدیہ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔۲۔کہ صدیق اکبر بھی انبیاء میں شامل کئے گئے ہیں،، دلائل شرعیہ یعنی کتاب اللہ احادیث نبویہ اقوال صحابہ اور قیاس مجتہد سے ثابت نہیں ہیں۔صرف اتنا لکھ دینا کہ خاندان نقش بندیہ خصوصاً اور تمام صوفیا کرام عموماً حضرت عمر کو نبوت محمدی کے کمالات کے جامع مانتے ہیں (کتاب ختم نبوت

کی حقیقت ص ۲۰۳) کافی نہیں ہے ۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔فروری ۱۹۲۵ء ص ۷۔۸)

عون المعبود در تردید خیالات میاں محمود

جناب بابوحبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اپنی کتاب القول الفصل کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں: ہم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ کیا محدث اور مجدد؟ ہاں بے شک یہ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود محدث اور مجدد بھی تھے لیکن محدث اور مجدد تو آنحضرت ﷺ بھی تھے ۔لیکن جب کوئی آنحضرت ﷺ کا دعوی پوچھے تو ہم کبھی نہیں کہہ سکتے کہ بس آپ کا دعوی تو صرف مجدد اور محدث ہونے کا تھا نہیں ایسے موقع پر ہم کہیں گے کہ آپ کا دعووی نبی ہونے کا تھا بلکہ خاتم النبیین ہونے کا تھا اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور آپ کے درجہ کے متعلق سوال ہو تو ہم مجبور ہوں گے کہ بتائیں کہ آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آنحضرت ﷺ کا ظلی نبی ہونا تھا۔

ب۔کتاب حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۱۲۸ پر مرزا محمود احمد لکھتے ہیں:

۱۹۰۱ء سے پہلے تو (مرزا قادیانی) کہتے ہیں کہ نبی سے مراد صرف محدث ہے اور ۱۹۰۱ء کو اعلان کرتے ہیں کہ وہ تو نبی ہی کہلا سکتا ہے محدث تو وہ ہو نہیں سکتا کیونکہ محدث کے معنی اظہار غیب کرنے کے نہیں ہیں ۔اور یہ اختلاف اسی وجہ سے ہوا کہ آپ پہلے تو نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور چونکہ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کا خیال تھا کہ نبی سے نیچے اتر کر جو درجہ ہے وہ محدث کا ہے میں وہی ہوں گا اور اس درجہ کا نام محدث ہی ہوگا لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ درجہ نبوت کا درجہ ہے اور تعریف کو آپ محدثیت کی تعریف خیال کرتے تھے وہ درحقیقت نبوت کی تعریف تھی تو آپ نے اپنے محدث ہونے سے انکار کر دیا اور نبی ہونے کا اعلان کیا۔

اسی کتاب حقیقۃ النبوۃ کے حصہ اول کے صفحہ ۱۲۸ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں

محدث ہونے سے انکار کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے اس سے بڑا درجہ پانے کا دعوی کیا ورنہ ہر نبی محدث بھی ہے حتی کہ ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے رسالہ توضیح مرام صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں:

سو جان لے اللہ تعالی تجھے ہدایت دے کہ نبی محدث ہے اور محدث نبی ہے اس اعتبار سے کہ انواع نبوت میں سے ایک نوع اسے حاصل ہے

اقول: میاں محمود احمد قادیانی کا یہ فرمانا کہ: محدث اور مجدد تو آنحضرت ﷺ بھی تھے ۔،

اور: ہر نبی محدث بھی ہے حتی کہ ہمارے آنحضرتﷺ بھی محدث تھے۔

سراسر غلط ہے اوران کا ایسا کہنا صحیح نہیں کیونکہ :ا۔ قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ کہ آنحضرت محدث اور مجدد تھے۔
ب۔کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا ہو کہ میں محدث اور مجدد ہوں۔(ج)۔ قرآن مجید میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہر نبی محدث بھی ہے۔(د)۔کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی محدث بھی ہے

محدث کی تعریف:

کتاب فیض الباری شرح صحیح بخاری پارہ۱۴صفحہ۸ پر لکھا ہے

عن ابی هر یرة عن النبی ﷺ قا ل انه قد کا ن فیما مضی قبلکم من ا لا مم محد ثو ن و انه ان کا ن فی امتی هذه منهم فانه عمر بن الخطا ب ۔حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا البتہ تم سے اگلے جو لوگ ہو چکے ہیں ان میں محدث ہوتے تھے اور میری جماعت میں سے ضرور ایسے لوگ ہوں گے اوران سے ایک عمر بن خطاب ہیں۔

یعنی محدث اس کو کہتے جس کو خدا کی طرف سے الہام ہو

فیض الباری پارہ۱۴صفحہ۱۷۳ پر لکھا ہے:

عن ابی هر یرة قا ل قا ل النبی ﷺ قد کا ن فیمن قبلکم من بنی اسرا ئیل رجال یکلمو ن من غیر ان یکو نوا انبیاء فا ن یك فی امتی منهم ا حد فعمر۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہﷺ نے البتہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد ہوتے تھے جن سے کلام ہوتا تھا حالانکہ وہ پیغمبر نہ ہوتے تھے سو ایسا مرد میری امت میں سے عمر ہے

(اس روایت کو مرزا غلام احمد قادیانی نے حمامۃ البشری کے صفحہ۸۱ پر نقل کیا ہے)

نوٹ: ان دونوں روایتوں کے ملانے سے یہ باتیں معلوم ہوئیں

ا۔محدث اس کو کہتے ہیں جس کو خدا کی طرف سے الہام ہو۔۲۔ محدث پیغمبر نہیں ہوتا۔۳۔ بنی اسرائیل میں بہت سے محدث ہو چکے ہیں۔۴۔اس امت میں حضرت عمر محدث ہیں۔

مشکوۃ مترجم جلد۴ باب مناقب عمر فصل۲ صفحہ۳۷۵ پر ہے

عن عقبة بن عا مر قا ل قال النبی لوکا ن بعدی نبی لکان عمر بن الخطا ب (عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ کہا فرمایا نبیﷺ نے کہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی نبی تو البتہ عمر ہوتا۔روایت کی یہ ترمذی نے)

نوٹ۔ اس حدیث سے اتنا معلوم ہوا کہ حضرت عمر نبی رسول پیغمبر نہ تھے اس حدیث کو مرزا غلام احمد قادیانی نے حمامۃ البشری صفحہ۸۲ پر نقل کیا ہے۔

رسول کی تعریف:

جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء اور کتاب ضمیمۃ النبوت فی الاسلام صفحہ ۱۹۶ پر یوں درج ہیں:

> اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہراست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالی سے تعلق رکھتے ہیں۔

نوٹ : حضرت محمد ﷺ خدا کے نبی رسول اور پیغمبر تھے اور آپ :۱۔ آپ کامل شریعت لائے ۔۲۔ آپ نے بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کیا۔۳۔ آپ کسی نبی سابق کی امت نہیں کہلائے ۔۴۔ آپ براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا سے تعلق رکھتے تھے۔،

حضرت عمر میں یہ باتیں موجود نہ تھیں ۔آپ نبی رسول پیغمبر نہ تھے۔ ہاں محدث ضرور تھے۔ محدث کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے مگر وہ نبی نہیں ہوتا۔

اب ان باتوں کو یاد رکھو کہ :۱۔ حضرت عمر محدث تھے ۔، ۲۔ حضرت نبی و رسول و پیغمبر نہ تھے۔ ۳۔ محدث کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ ۴۔ محدث نبی و رسول ہرگز نہیں ہوتا۔

میاں محمود احمد کا آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ لکھنا کہ ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے، سراسر غلط ہے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مئی ۱۹۲۵ء مطابق ۵ ذی قعد ۱۳۴۳ھ جلد ۲۲ نمبر ۳۰)

(اب تیسرا مضمون ملاحظہ فرمائیں جس کا عنوان شروع میں دیا گیا تھا۔ بہاء)

۱۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اپنی کتاب القول الفصل کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں:

> ہم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیان) کو نبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ کیا محدث اور مجدد؟ ہاں ہم بے شک یہ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود محدث اور مجدد بھی تھے ۔لیکن محدث اور مجدد تو آنحضرت ﷺ بھی تھے لیکن جب کوئی آنحضرت ﷺ کا دعوی پوچھے تو ہم کبھی نہیں کہہ سکتے کہ بس آپ کا دعوی صرف مجدد اور محدث ہونے کا تھا۔نہیں ایسے موقع پر ہمیں کہیں گے کہ آپ کا دعوی نبی ہونے کا تھا ۔ بلکہ خاتم النبیین ہونے کا تھا۔ اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور آپ کے درجہ کے متعلق سوال ہو تو ہم مجبور ہوں گے کہ بتائیں کہ آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آنحضرت ﷺ کا ظلی نبی ہونا تھا۔۔

۲۔ کتاب حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۱۲۸ پر مرزا محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں:

۱۹۰۱ء سے پہلے (مرزا غلام احمد) تو کہتے ہیں کہ نبی سے مراد صرف محدث ہے اور ۱۹۰۱ء کو اعلان کرتے ہیں کہ وہ تو نبی ہی کہلا سکتا ہے محدث تو وہ ہو نہیں سکتا۔

کیونکہ محدث کے معنی اظہار غیب کرنے کے نہیں ہیں۔ اور یہ اختلاف اسی وجہ سے ہوا کہ آپ پہلے تو نبی کی تعریف اور کرتے تھے اور چونکہ خود کو نبی نہیں سمجھتے تھے اس لئے آپ کا خیال تھا کہ نبی سے نیچے اتر کر جو درجہ ہے وہ محدث کا ہے میں وہی ہوں گا اور اس درجہ کا نام محدث ہی ہوگا۔ لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ درجہ نبوت کا درجہ ہے

اور جس تعریف کو آپ محدثیت کی تعریف خیال کرتے تھے وہ درحقیقت نبوت کی تعریف تھی تو آپ نے اپنے محدث ہونے سے انکار کر دیا اور نبی ہونے کا اعلان کیا۔

اور حاشیہ صفحہ ۱۲۸ پر مرزا محمود احمد قادیانی نے لکھا ہے:

محدث ہونے سے انکار کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے اس سے بڑے درجہ کے پانے کا دعوی کیا ہے۔، ورنہ ہر نبی محدث بھی ہے۔ حتی کہ ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے۔

اقول: جناب مرزا محمود احمد کا یہ لکھنا کہ: ہر نبی محدث بھی ہے، اور یہ کہ، ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے، صحیح نہیں ہے بلکہ سراسر غلط ہے اس لئے کہ قرآن مجید کی آیات مقدسہ سے لفظاً یا اشارتاً احادیث صحیحہ نبویہ اور اقوال صحابہ سے یہ ہر دو امور ثابت نہیں ہیں اور اس پر لطف کی بات یہ ہے کہ خود جناب مرزا غلام احمد نے بھی اپنی کتاب یا رسالہ یا اخبار میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ، ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے

محدث کی تعریف:

۱۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۱ فتح الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۳۷۵ عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۶۱۴ ارشاد الساری جلد ۶ صفحہ ۱۰۳ فیض الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۱۷۳ پر ہے:

عن ابی هر یرة قا ل قا ل النبی ﷺ قد کا ن فی من قبلکم من بنی اسرا ئیل ر جا ل یکلمو ن من غیر ان یکو نوا انبیا ء فا ن یك فی امتی منهم ا حد فعمر (ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم سے اگلی امتوں میں ایسے مرد ہوتے تھے جن کو خدا تعالیٰ طرف سے الہام ہوتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ ہوتے تھے پس ضرور ہوں گے ایسے (محدث) لوگ میری امت میں اور عمرؓ ان میں سے ایک ہے۔(نیز دیکھو ازالہ اوہام ص۹۱۴ حمامۃ البشری ص۸۱)

۲۔صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۹۳ فتح الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۲۹۲ عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۴۶۷۔ارشاد الساری ج ۵ صفحہ ۴۳۰ فیض الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۸ پر لکھا ہے:

عن ابی هر یرة عن النبی ﷺ قا ل انه قد کان فی ما مضی قبلکم من ا لا مم محد ثو ن وانه ان کا ن فی امتی منهم فا نه عمر بن الخطا ب ۔(ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرمایا کہ البتہ تم سے اگلی امتوں میں محدث لوگ ہوتے تھے پس میری امت میں بھی ضرور ایسے لوگ ہوں گے اوران میں سے ایک عمرؓ بن خطاب ہے)۔

(نیز دیکھو فتح اسلام ص۹ حاشیہ، ازالہ اوہام۔ص ۲۳۶ حمامۃ البشری۔ص ۸۱)

نوٹ نمبر ۱:

محدث اس کو کہتے ہیں جس کو خدا کی طرف سے الہام ہو اور تحقیق واللہ کی حمد کے ساتھ وہ چیز واقع ہوتی ہے جس کی امید آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کے حق میں رکھی۔اور واقع مقرر ہوئی ہے۔یہ بات بے شمار لوگوں کے واسطے حضرت عمر کے سوا۔

(فیض الباری پارہ ۱۴ ص ۸)

نوٹ نمبر ۲:

جناب مرزا صاحب نے براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶، ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴ تحفہ بغداد صفحہ ۲۰۔۲۱ برکات الدعاء صفحہ ۱۳۔۱۴

اور حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۵۱ حصہ ۷ صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ:

جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں

ب۔بنی اسرائیل میں بہت سے محدث ہو چکے ہیں۔

ج۔اس امت میں بھی محدث لوگ ہوں گے۔

د: حضرت عمرؓ محدث تھے (حمامۃ البشری۔ص۸۱)

ھ۔محدث لوگ نبی نہیں ہوتے۔

و۔حضرت عمرؓ نبی نہیں تھے جیسا کہ ترمذی جلد۲صفحہ ۲۰۹ مشکوۃ مترجم جلد۴صفحہ ۳۷۵ مرقاۃ جلد۵صفحہ ۵۳۹ اشعۃ اللمعات جلد۴صفحہ ۶۵۸ مظاہر حق جلد۴صفحہ ۶۷۳ جائزۃ الشعوذی جلد۲صفحہ ۴۹۶ کنز العمال جلد۶ صفحہ ۱۴۶۔۱۴۷ پر لکھا ہے:

روایت ہے حضرت عقبہؓ بن عامر سے کہ کہا فرمایا نبیﷺ نے کہ اگر ہوتا بعد میرے کوئی نبی تو البتہ ہوتا عمرؓ۔

نیز دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۵۔۲۳۶

نتیجہ: ان مندرجہ بالا تحریروں کی رو سے میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ میاں محمود احمد صاحب قادیانی کا یہ کہنا کہ، ہر نبی محدث بھی ہے، اور یہ کہنا، ہمارے آنحضرتﷺ بھی محدث تھے، سراسر غلط ہے۔

اسی طرح منشی عمر الدین احمدی شملوی کا یہ لکھنا کہ:

ان ہر دو اقتباسات سے یہ نتیجہ بدیہی طور پر نکل آیا کہ حضرت عمر بھی نبوت محمدیہ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور لا نبی بعدی، حضرت عمر کی نبوت کے اثبات کے لئے آیا ہے نہ اس کی نفی کے لئے۔یہی وجہ ہے کہ صوفیا کرام نے لو کان بعدی نبی کی بنا پر حضرت عمر کو انبیاء میں شمار کیا ہے اور صدیق اکبرؓ چونکہ عمرؓ سے افضل ہیں اس لئے وہ بھی انبیاء میں شامل کئے گئے ہیں (رسالہ ختم نبوت کی حقیقت۔ص۲۰۳،۲۰۴)

صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ہر دو امور

۱۔ اول یہ کہ حضرت عمرؓ بھی نبوت محمدیہ کی چار اوڑھے ہوئے تھے۔

۲۔دوم یہ کہ صدیق اکبرؓ بھی انبیاء میں شامل کئے گئے ہیں،

دلائل شرعیہ یعنی کتاب اللہ احادیث صحیحہ نبویہ اقوال صحابہ اور قیاس مجتہد سے ثابت نہیں ہیں صرف اتنا لکھ دینا

خاندان نقش بند خصوصاً اور تمام تمام صوفیاء عموما حضرت عمرؓ کو نبوت محمدی

کے کمالات کے جامع مانتے ہیں۔ (کتاب ختم نبوت کی حقیقت۔ص۲۰۳)
کافی نہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث ۱۹ فروری ۱۹۲۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۴۴ھ ص ۷۔ ۸)

بالشویک احمدی ہیں؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دنیا کو معلوم ہے کہ روس کے ملک میں ایک جماعت پیدا ہوگئی تھی جس کا نام بالشویک ہے انہوں نے زار روس کا تختہ الٹ دیا بلکہ خاندان زار کا ایک ایک بچہ بھی مروا دیا اور ملک میں طرز حکومت بالکل نرالا جاری کیا جس کی بابت مختلف روایات ہیں اسی طرز حکومت کیوجہ سے آج دنیا بھر کی حکومتیں بالشویکوں کی ریشہ دوانیوں سے خائف ہیں۔ بالشویک لڑتے نہیں مگر خفیہ خفیہ ریشہ دوانیاں کرتے اور اپنی تبلیغ کرتے رہتے ہیں اسی تبلیغ سے اپنا کام کر جاتے ہیں۔

روسی بالشویک تو سیاسی اغراض کو تبلیغ واشاعت کے ذریعہ سے پورا کرتے ہیں مگر ہماری پنجابی احمدی جماعت اپنے مذہبی خیالات بعینہ بالشویکوں کی طرح پھیلاتی ہے یعنی مرزا صاحب آنجہانی کی شخصیت پر بحث کرنے کرنے سے جی چراتے ہیں لیکن خفیہ خفیہ اپنے منصوبے لوگوں تک پہنچاتے ہیں اس مشابہت کی وجہ ہم نے تلاش کی تو ہمیں پتہ چلا کہ بالشویک دراصل احمدی ہیں اس لئے ان دونوں کا طرز عمل ملتا ہے۔

اس کا ثبوت کہ بالشویک احمدی ہیں یہ ہے کہ قادیان کے رسالہ ریویو آف ریلی جنز بابت ۱۹۱۷ء میں مرزا آنجہانی کی پیش گوئیوں میں ایک پیش گوئی یوں لکھی ہے:

> زار روس کا عصا آپ (مرزا قادیانی) کے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روس کے ملک میں احمدیت کثرت سے پھیلے گی حتی کہ حکومت بھی احمدی ہو جائے گی۔ (ریویو آف ریلی جنز بابت ستمبر ۱۹۱۷ء ص۳۴۴)

مدیر اہل حدیث لکھتے ہیں: ناظرین! اس اقتباس میں دو لفظ قابل غور ہیں

۱۔ زار روس کا عصا مرزا صاحب کے ہاتھ،

۲۔ روس میں احمدیوں کی حکومت۔

کیا اس سے صاف ثابت نہیں کہ بالشویک جنہوں نے زار کا عصا چھینا ہے اور جن کی آج روس میں حکومت ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کی بات اس پیش گوئی میں کہا گیا ہے کہ احمدیوں کی وہاں حکومت ہوگی۔

ہم پولیٹکل مدبر نہیں بلکہ ہماری نگاہ سب سے اول مذہبی امور پر پڑتی ہے تاہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ انگریزی گورنمنٹ جو بالشویکی تحریک کو ہر ممکن ذریعہ سے سے روکنے کی تدابیر کرتی ہے جو اس کا فرض ہے کیا وہ اس امر سے بھی آگاہ ہے کہ اس کے ملک کے اندر جو بالشویک یا بالشویکیوں کے ہم درد اور ہم مذہب ہیں ان کی کیا روک ہے۔ اس سے زیادہ ہمیں بحث نہیں

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ فروری ۱۹۲۶ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۷ ص ۱۔۲)

قادیانی منطق: تقدیر نوشتہ مرزا

کہتے ہیں کہ اورنگ زیب نے حافظوں اور قاریوں کے لئے کچھ وظائف مقرر کر رکھے تھے۔ حافظوں کی شامت کہ ناعاقبت اندیش اہل کار نے ایک جائز وقف کو اسراف سمجھ کر بیت المال میں ملحق کر کے وقف خوروں کو محروم کروا دیا۔ حافظ جن کے روزینے بند کر دیئے گئے تھے ہمہ تن کوشش کرنے لگے۔ اور آخرکار ایک جماعت وفد کی صورت میں حضرت اورنگ زیب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب پہنچے تو پہلے پہل اسی مسجد میں جا ٹھہرے جہاں حضور خود نماز ادا کیا کرتے تھے اور نماز بھی خود ہی پڑھایا کرتے تھے۔

اتفاق ایسا ہوا کہ وہی نماز کا موقع تھا۔ اورنگ زیب نے جب قرأت شروع کی تو پیچھے سے ایک حافظ صاحب نے فوراً ٹوک دیا۔ مگر دراصل حافظ صاحب محض تعلیٰ فرما رہے تھے ورنہ بادشاہ قرأت صحیح پڑھ رہے تھے۔

قصہ کوتاہ نماز ختم ہونے کے بعد مباحثہ چل پڑا کلام مجید کے جتنے نسخے دیکھے گئے، لفظ

اسی طرح نکلا جس طرح اورنگ زیب نے پڑھا تھا۔ مگر حافظ جی کب ماننے والے تھے۔ فرمانے لگے اگرچہ کلام مجید کے تمام نسخوں میں (مثلاً) زبر موجود ہے مگر فی الحقیقت یہاں زیر ہی ہے۔ شک ہو تو اوپر کو نظر اٹھا کر دیکھو عرش معلیٰ پر زیر ہی ہے۔

یہ ایک روایت ہے صحیح ہو یا غیر صحیح، مگر مطلب یہ ہے کہ اگر ہم بھی مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ ساتھ عرش معلیٰ تک کی سیر کر آتے یا کم از کم مسل (تریاق القلوب والی) پر دستخط کرانے کے وقت موجود ہوتے تو آپ کی عرشی نبوت کے بہت سے سربستہ راز کھول دیتے اور خواجہ حسن نظامی صاحب جس طرح گائے پسندی یا گائے پروری کے متعلق حساب لگایا ہے کہ ہمیشہ گائے مادہ ہی جنتی رہے گی سب کی سب گائیں ددھال ہی ہوا کریں گی۔ چارہ اتنا ہی کھایا کریں گی ، دودھ گھی کا نرخ یوں ہی گراں رہے گا، گھاس چارہ کا نرخ ارزاں ہی رہے گا بے دودھ گائے کوئی نہ ہوگی اور مرشد جی کو سجدہ کے وقت اتنے اتنے روحانی مناصب اور اسرار کھل جایا کرتے ہیں مسجود مرشد کا درجہ خداوند تعالی کے عرش پر خداوند تعالی کے مساوی یا نہ ہوتا ہے اور فرضی حیثیت کے تغیر تبدل اور فرضی تکیف سے حقیقت الشیء بھی مغیر متکیف ہوجایا کرتی ہے تو آئندہ مرزا صاحب کی نبوت کے تسلیم کرنے میں بہت کچھ امداد مل جاتی اور ہم مرزا صاحب کی نبوت کے حساب گن سکتے۔ مگر افسوس کہ ہم لوگ نہ تو عرشی نبوت دیکھ سکے اور نہ ہماری ظاہری آنکھوں میں روحانی بصیرت جلوہ گر ہوسکی۔ جس کے باعث مرزا غلام احمد صاحب جیسے اولوالعزم پیغمبر کی شان میں وہی بطالت اندوز غبار محسوس کرتے ہیں جو اکاذیب و اباطیل کے مجسموں میں محسوس کرتے رہے ہیں۔ خیر یہ تو چند ایک تمہیدی فقرے ہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود اپنے منصب درجہ اور شان والا میں جسے وہ خود اچھی طرح سمجھتے ہوں گے فرماتے ہیں اور کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اسی طرح آپ کے خلفاء بھی اپنے آپ کو خلیفۃ المسیح کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ منارۃ المسیح، علی ہذا القیاس مرزا صاحب غلام احمد، مسیح موعود ہونے کے دعویدار

ہیں ۔ان کے خوشہ چین عقیدت مندوں کے خیالات بھی جناب کی نسبت یہی ہیں ۔
اس وقت تازہ ترین اضطراب یہ ہے کہ شاہزادہ مبشر فضل عمر یعنی اپنی جماعت کے واجب الاطاعت پیشوا خلیفۃ المسیح ثانی بشیر الدین محمود صاحب اطال اللہ عمرہ نے جو تحفہ شریف بنام تحفہ ویلز، شاہزادہ ویلز کی خدمت میں بطور ہدیہ، تحفہ، تبلیغ پیش کیا ہے اس کے پندرھویں صفحہ پر انجیل متی کے حوالہ سے یہ آیات بینات درج فرماتے ہیں:

مسیح ناصری فرماتے ہیں:

> کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے بعد آویں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے پیغمبر ختم الانبیاء ﷺ نے بھی ایک دو نہیں بلکہ پورے اڑھائی درجن مسیحوں کی پیش گوئی کی ہے کلھم یز عمو ن انه نبی اللہ مگر اس کو جانے دیجئے تیرہ سو سال سے پیشتر کا مقولہ ہے جو بہت کچھ تجریح وتنقید کا محتاج ہے تضعیف وتاویل تنسیخ اور مجاز کا امکان ہوسکتا ہے مگر اس تازہ تازہ الہام واستدلال کو کسی طرح بھی مسترد نہیں کیا جاسکتا ہے اور جناب کے مسیحی دعوے کی بنا پر آپ کو مسیح موعود کہنا ہی پڑتا ہے۔

لطیفہ: مجھ سے ایک دفعہ ایک احمدی المشرب دوست مزے مزے لے لے کر بار بار فرما رہے تھے کہ ہمارے امام خلیفہ مسیح ثانی نے جب تحفہ پیش کیا اور .. بعد جب شاہزادہ ویلز صاحب اس کا مطالعہ ... تھے تو بار بار اسکا مطالعہ فرماتے...صاحب کے چہرہ سے ایسا....بیش قیمت غنیمت اسے..
میں نے کہا غالباً صفحہ ۱۵ تحفہ ویلز پر جو انجیل متی کے فقرے درج ہیں انہیں ضرور بار بار پڑھتے ہوں گے اور ہندوستان کے مجسم عقل نبی کے جانشین کے استدلالات کو جانچ رہے ہوں اور دل میں کہتے ہوں گے کہ ہندوستان کی یہی قومیں حکومت طلبی حقوق طلبی کررہی ہیں جن کے بڑے بڑے پیشوا بلکہ روحانی پیشوا بھی اپنے مالہ ماعلیہ سے بالکل ناآشنا ہی ہیں

ہمیں تو اس انجیلی استدلال سے یہ سمجھ آتا ہے:
۱۔ یسوع مسیح ناصری کے بعد اس کے نام پر یعنی مسیح کہلا کر بہتیرے آویں گے (اڑھائی

درجن ۔صدق الرسول ﷺ)۔۲۔سب اپنے آپ کو مسیح کہلائیں گے۔ ۳۔ وہ سب کے سب گمراہ ہوں گے۔۴۔ وہ سب کے سب لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ ۵۔ مرزا غلام احمد بھی مسیح موعود (جس کا وعدہ مسیح ناصری کر گئے اور محمد ﷺ نے بھی فرمایا کلھم یز عم انه نبی الله)

دلیل اور نتیجہ صاف ہے کہ مسیح کے بعد گمراہ کرنے والے آئیں گے اور وہ سب کے سب میسیحیت کے دعویدار ہوں گے غلام احمد صاحب بھی میسیحیت کے دعویدار ہیں لہذا (نتیجہ) مرزا صاحب قادیانی بھی مضل مبین اور گمراہ کرنے والے ہیں۔

میں نے اسی دلیل سے یعنی انجیل متی والے حوالہ سے یہ فیصلہ اور نتیجہ لکھا ہے اور یہ مضمون لکھتے وقت میں نے اپنے ذاتی خیالات کو دخل نہیں دیا ہے دیکھئے احمدیہ جماعت اس نتیجہ اور فیصلہ کو صحیح سمجھتی ہے یا واجب التردید

میرے خیال میں تو:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں۔

راقم: نامہ نگار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ فروری ۱۹۲۶ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۷ ص ۲۔۳)

امرتسر کا مناظرہ آریہ و مرزائیہ

جس مناظرہ کی بڑی دھوم تھی جس کے نیچے مرزائیت کا جال بچھا ہوا تھا، وہ تو صاحب ضلع کے حکم سے ممنوع قرار دیا گیا کیونکہ اس کا مضمون ایسا تھا جس سے ہندو مسلم قوموں میں فساد کا اندیشہ تھا۔ یعنی ایک طرف سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو دوسری جانب ہندوؤں کے بزرگوں کو مورد طعن و تشنیع بنایا جاتا۔ اس مناظرہ کی نوعیت پر معزز معاصر زمین دار سخت خفگی کے لہجہ میں لکھتا ہے:

> ہم متعجب ہیں کہ کون غیرت مند رسول پاک ﷺ کی مقدس شخصیت کو اس طرح زیر بحث لانے اور اسے کفار کے رشیوں منیوں کے مقابلے میں مساوی حیثیت سے پیش کرنے پر رضا مند ہوسکتا ہے۔ ۲۳ فروری ۱۹۲۶ء۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

واقعی آپ جتنا تعجب کریں بجا ہے مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسا کرنے والے وہ مسلمان ہیں جو اپنی کارکردگی کے مقابلہ میں کسی کی ہستی نہیں جانتے یعنی یہ شرائط طے کرنے میں دو صاحب مکھیا تھے ایک مولوی اسماعیل بن مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی دوم مولوی عصمت اللہ مرزائی۔ ہم نے بلکہ امرتسر کے کل علماء اور اعیان نے اس مبحث کو نہایت ناپسندیدگی سے سنا۔ اسی انجمن کی ایک مجلس میں مولوی عبداللہ صاحب قصوری سکرٹری جمیعۃ دعوۃ وتبلیغ لاہور بھی اتفاقیہ شریک تھے انہوں نے بھی اس پر اظہار رنج کیا فرمایا کہ یادرکھو مقدمہ رنگیلا رسول میں آریوں کی طرف سے جتنا کچھ بھی غلط سلط مواد جمع ہو چکا ہے وہ تم لوگوں کو سننا پڑے گا جس کے سننے کے لئے کوئی مسلمان تیار نہ ہوگا۔

اسی طرح جب جواب میں ہندوؤں کے رشیوں کے عیب نکالے جاتے آریہ تو دل میں خوش ہوتے مگر ہندوؤں کے دل کو سخت چوٹ لگتی جس سے فساد کا اندیشہ نہیں بلکہ یقین کامل تھا۔ اسی راز کو صاحب ڈپٹی کمشنر نے سمجھ کر مباحثہ بند کر دیا۔

ہمیں حیرت ہے کہ مرزائی جماعت کو جب مرزاجی کی شخصیت پر بحث کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے جی چراتے ہیں اور اسلامی اشاعت کے پردے میں مرزا کی شخصیت منواتے ہیں اس لئے کہ مرزا صاحب پر اعتراض سننے کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ لیکن مسلمانوں کو ایسا ضعیف العقیدہ جانتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر ناجائز حملے سن لیں گے۔

مرزائی اور عیسائی

مرزائی اخبار بڑی ڈینگیں مارا کرتے ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی آریہ یا عیسائی نہیں ٹھہر سکتا۔ ہم اس دعوی کو باور کر سکتے اگر وہ اس سے صرف اسلام کی حقانیت پر استدلال کرتے۔ لیکن انکی بے ڈھنگی یہاں تک ترقی کر گئی ہے کہ وہ ان مباحث اسلامیہ سے صداقت مرزا منوانے لگ گئے اس لئے خدائی غیرت نے مخالفوں میں ایک حرکت پیدا کی ہے۔ چنانچہ امرتسر کے آریوں نے مناظرہ مذکورہ کی شروط میں یہ بھی پیش کیا کہ دو روز صداقت مرزا پر بحث ہوگی۔ مرزائی مناظر نے یہ کہہ کر ٹال دیا

کہ ہم انجمن اشاعت الاسلام کی طرف سے آئے ہیں انجمن احمدیہ کی جانب سے نہیں آئے۔ مگر اب عیسائیوں کو کیا جواب دیں گے جنہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ :

مسیحیوں سے ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ صرف نبوت مرزا ہی پر بحث ہونی چاہیے۔ ہم حیران ہیں کہ اب جو پادری سلطان محمد خان اور پادری عبدالحق کی شکل دیکھ کر احمدی بھاگتے ہیں تو اسکا پادری صاحبان کا معجزہ کہیں یا مرزا صاحب کا۔ (نور افشاں ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

سابقاً ہم اعلان کر چکے ہیں کہ مرزائیوں اور آریوں کی بحث میں ہم سب مقدور بھر فریقین کی خدمت کرنے کو حاضر ہیں۔ اس لئے اس خدمت کی پہلی قسط یہ پیش کرتے ہیں کہ پادری صاحب کا یہ کہنا کہ احمدیوں سے صرف نبوت مرزا پر بحث ہونی چاہیے عام طور پر صحیح نہیں۔ ایک فریق احمدی ایسا بھی ہے جو اعلان کر چکا ہے کہ آج کل مدعی نبوت دجال ہے اور مرزا صاحب قادیانی نے دعوی نبوت نہیں کیا۔ اس لئے آپ اس عنوان مبحث کی ترمیم یوں کیجئے کہ:

احمدیوں سے صرف ادعاء مرزا پر بحث ہوگی۔

تاکہ جو فریق ان کو مسیح موعود نبی مانتا ہے ان سے نبوت پر اور جو انکو مسیح موعود غیر نبی مانتا ہے ان سے اسی پر ہو۔

ہاں ایک صورت سے آپ کا مبحث بھی صحیح ہوسکتا ہے کہ جو فریق مرزا کو نبی کہتا ہے اس سے تو نبوت کا ثبوت مانگا جائے اور جو منکر نبوت ہے اس کے سامنے مرزا جی کا دعوی نبوت پیش کیا جائے کہ دیکھو انہوں نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کا مبحث صحیح ہو جائے گا کہ احمدیوں سے نبوت مرزا پر بحث ہو۔

بہر حال ہم نے اپنے وعدہ کے موافق اپنی خدمت کی پہلی قسط پیش کر دی آئندہ آپ مختار۔ ہم اپنے وعدے کے موافق تازیست دونوں فریقوں کو منصفانہ مشورہ دینے اور خدمت کرنے کو حاضر ہیں۔ لطف یہ ہے کہ مشورہ دے کر ہم یہ بھی کہہ دیا کریں گے کہ

من نگویم کہ ایں مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ مارچ ۱۹۲۶ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۸ ص ۳۔۴)

خلیفہ قادیان کی صداقت کا امتحان

جناب مرزا زوار احمد، میرٹھ خیر نگر دروازہ سے لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۷ نومبر ۱۹۲۵ء میں عنوان بالا سے مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کی صداقت کی بابت میرا اعلان شائع ہوا ہے جس سے ناظرین اہل حدیث بخوبی واقف ہوں گے۔ اس میں، میں نے خلیفہ صاحب کے دعوی:

خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔،

کی نسبت کچھ استفسار کیا ہے۔ جس میں منجملہ دیگر امور کے یہ بھی تحریر تھا کہ اگر خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب اپنے مقابلہ صداقت پر میرے دعوی کو غلط ثابت کر دیں تو میں خلیفہ صاحب کی صداقت کو مانتے ہوئے مبلغ دوسو روپیہ بطور انعام صاحب ممدوح کی خدمت میں پیش کرونگا۔

لیکن سال ۱۹۲۶ء شروع ہو جانے پر (بعد ختم میعاد) بھی خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب میرے اعلان کے خلاف اور اپنے دعی کی صداقت پر بجز خاموشی کے کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ اگر خلیفہ صاحب ممدوح کے دعوی میں بجز دروغ بیانی کے ذرہ بھی صداقت ہوتی تو خلیفہ جی پبلک کو اپنی سچائی دکھلانے میں پس وپیش نہ کرتے۔

خلیفہ صاحب کی خاموشی نے نہ صرف عام پبلک پر احمدیت کے خلاف اثر کیا بلکہ قادیانی جماعت کے بعض انصاف پسند افراد کو بھی شک وشبہ میں مبتلا کر دیا جیسا کہ میرے ایک دوست نے جو بوجہ ناواقفیت احمدیت کے جال میں پھنس کر قادیان کے دروازہ تک پہنچ چکے تھے مجھ سے بیان کیا:

> اس امر میں خلیفہ صاحب نے بحیثیت مدعی ہونے کے خاموشی اختیار کر کے جہاں تمہارے دعوی کی صداقت کا اقرار کیا ہے وہاں یہ بھی ظاہر کر دیا کہ مرزائی نبوت صرف ایک دھوکہ کی ٹٹی ہے۔

بیشک عقل مند حضرات دیگ کا ایک چاول دیکھ کر تمام دیگ کا حال معلوم کر

لیتے ہیں اب میں خلیفہ صاحب کی نسبت حسب ذیل اظہار خیال کرتا ہوں۔

الف۔ خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کی خاموشی ظاہر کرتی ہے کہ حضرت ممدوح صدق گوئی کے ماہر ہونے کے علاوہ غالباً دروغ بیانی سے بھی کافی دلچسپی رکھتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ جس خدا سے ہم کلام ہونے کا خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب دعوی کرتے ہیں وہ میرے سال آئندہ کے حالات بھی خلیفہ صاحب کو نہ بتلا سکا۔ خیر ممکن ہے کہ نئے نبی صاحب کا خدا بھی نیا ہو۔

ب۔ اگر خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب اپنے دعوی میں ذرہ بھی سچے ہیں تو مہربانی فرما کر کم از کم مرزا غلام احمد نبی قادیان کے لاکھوں الہامات میں سے صرف چند الہامات کا مطلب اور معنی ہی اپنے خدا سے دریافت کر کے شائع کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے کیونکہ ان الہامات کا مطلب خود بے چارے نبی صاحب جو سابقہ نبیوں سے افضل ہونے کے مدعی تھے سخت کوشش کے بعد بھی تا زندگی نہ سمجھ سکے۔ الہامات بحث طلب درج ذیل ہیں۔

۱۔ ربّنا عاج۔ ہمارا رب عاجی ہے۔ عاجی کے معنی ابھی معلوم نہیں ہوئے۔

(بشری جلد ا ص ۴۳)

۲۔ ھو شعنا ... الخ، یہ الہام شائد عبرانی ہے جس کے معنی نہیں کھلے۔

(بشری۔ جلد ا۔ ص ۴۳)۔

۳۔ وہ تین کو چار کرنے والہ ہوگا۔ (اس کے معنی بھی مرزا صاحب نہیں سمجھے)

(بشری۔ جلد ۲ ص ۵)

۴۔ تین ستمبر ۱۸۹۸ء۔ غثم غثم غثم (اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ گیارہ سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ گیارہ کا دکھایا گیا ہے (بشری۔ ج ۲ ص ۹۶)

۵۔ پیٹ پھٹ گیا (دن کے وقت الہام ہے معلوم نہیں اس کا کیا مطلب ہے اور کس کے متعلق ہے۔

(بشری۔ جلد ۲۔ ص ۱۱۹)

۶۔ کمترین کا بیڑہ غرق ہو گیا۔ (بشری۔ جلد ۲۔ ص ۱۲۱)

۷۔ بہتر ہوگا اور شادی کر لیں۔ (بشری۔ جلد ۲۔ ص ۱۲۴) (شاید یہ الہام مرزا صاحب کو محمدی بیگم جیسی ضدی خاتون کی طرف سے ناامید ہونے کے بعد ہوا ہوگا۔ راقم)

۸۔ دو چار ماہ۔ (بشریٰ۔ج ۲۔ص ۱۱۵) (راقم بھی اس الہام میں مرزا صاحب کے ساتھ اظہار افسوس کرتا ہے کہ بے چارے نبی صاحب، دو چار ماہ، ہی کرتے کرتے دنیا سے چل بسے۔ دل کی حسرت دل ہی میں رہی۔اور بالآخر آسمان کا بندھا ہوا نکاح ٹوٹ ہی گیا) وغیرہ وغیرہ۔

منقول از کوکب ہند

خلیفہ صاحب ممدوح کا فرض ہے کہ جہاں وہ قوم کا ہزاروں روپیہ برباد کر کے یورپ تشریف لے گئے اور مرزا غلام احمد صاحب کی ایک فرضی پیش گوئی کو پورا کرنے کا اظہار کیا (حالانکہ یہ صرف ممالک یورپ کی مفت سیر کرنے کے لئے بہانہ تھا) وہاں اپنے خدا سے (یعنی جس خدا سے ہم کلام ہونے کا آپ کو دعویٰ ہے) حضرت مرزا غلام احمد کے مذکورہ بالا جملہ الہامات کا صحیح مطلب دریافت کر کے شائع کرا دیں۔اور صحیح الفاظ میں حق پدری کے ساتھ فرض جانشینی بھی ادا کریں۔

اگر خلیفہ صاحب نے اپنے پدر بزرگوار (جو بقول آپ کے نبی برحق ہیں) کی نبوت ومسیحیت وکرشنیت کو دروغ گوئی اور کذب کے ان غلیظ اور بدنما داغوں سے پاک صاف کر دیا تو علاوہ ترقی عزت وجماعت کے مرزا صاحب کی روح بھی آپ کو لاکھوں دعائیں دے گی۔اگر آپ باوجود خدا سے ہم کلام ہونے کے اب بھی اس کار خیر وفرض خاص کو انجام نہ دے سکیں، تو مجھے اجازت دیں کہ میں الہامات کا صحیح مطلب بیان کر کے بغیر کسی معاوضہ کے مرزا صاحب کی ایک ضروری خدمت بجالاؤں۔امید ہے کہ قادیانی احباب اس معاملہ میں میری رائے سے اتفاق کریں گے۔

خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب ایک اور دعویٰ بڑے زور شور سے کرتے ہیں:

آؤ ہم اور تم سخت سے سخت مریضوں اور اہم کاموں کے واسطے دعا کریں۔
خدا فریق مخالف کے مقابلہ پر نسبتاً میری دعا قبول کرے گا۔

ہم نے جہاں تک خلیفہ صاحب کے اس دعویٰ پر غور کیا ایک ناقابل تردید کھینچ تان معمہ پایا۔خلیفہ صاحب نے سنت مرزائی پر عمل کرتے ہوئے اس دعویٰ میں بھی شوق تاویل کو مدنظر رکھ کر اپنے بچاؤ کیلئے مختلف پہلو محفوظ کر رہے ہیں تاکہ بصورت مقابلہ خلیفہ صاحب تاویل کی آڑ میں پناہ لے سکیں۔ یہ دعویٰ بھی مرزا

صاحب قادیانی کے اس دعوی کے برابر ہے کہ :

میری امت (یعنی قادیانی کے چیلے) وباء طاعون سے محفوظ رہیں گے۔،

حالانکہ ہر مرتبہ مرزا صاحب کے کچھ نہ کچھ مرید طاعون کی بھینٹ چڑھ ہی جاتے ہیں۔ کاش کہ خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب، تاویل، کا برقع اتار کر میدان میں آئیں اور اپنی صداقت دکھلائیں۔

اگر خلیفہ صاحب کے خیال مبارک میں جھوٹے دعوے کر کے پلاؤ قورمے اڑانا ہی دلیل صداقت ہے تو ذرہ مہربانی فرما کر اپنے ہمسایہ، عبداللطیف گنا چوری، سے ہی فیصلہ کر لیجئے کیونکہ وہ بھی آپ کے پدر بزرگوار کی طرح نبی ومہدی ہونے کے مدعی ہیں۔ اور آپ سے ہزار درجہ بڑھے ہوئے دعوی کر رہے ہیں (ملاحظہ ہو چشمہ نبوت نبی گنا چوری)

قادیانی نبی کے دو معجزے واقعی سچے ہیں جن کی صداقت کا ہم بھی دل سے اقرار کرتے ہیں۔

پہلا معجزہ

جو شخص قادیانی کرشن کے جال میں پھنس جاتا ہے پھر وہ دروغ گوئی اور طوفان گری میں کامل ہو جاتا ہے مثلاً ملاحظہ ہو خادم حسین احمدی کی تصنیف موسومہ بہ تحقیق واقعات کربلا۔ جس میں فاضل مصنف نے شروع سے آخر تک جھوٹ وفریب سے کام لے کر مرزا صاحب کی پیروی کرتے ہوئے مسلمانوں کی دو قدیم جماعتوں کو آپس میں لڑانے کی زبردست کوشش کی ہے وغیرہ۔ تا کہ قادیان کی نئی امت دور سے تماشہ دیکھے اور ان کی کمزوری ونفاق سے فائدہ اٹھائے۔ کاش مسلمان قادیانی احباب کی ان فریب آمیز چالوں سے ہوشیار رہیں۔

دوسرا معجزہ

کرشن قادیانی کے پجاری فن کفر گری میں اس قدر ماہر ہوتے ہیں کہ دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی جس کا ثبوت یہ ہے کہ ابتداء امت قادیان سے آج تک کروڑوں مسلمانوں کو دارالکفر سے تمغے دیئے جا چکے ہیں

ایسے ہی با اثر معجزات کو دیکھتے ہوئے خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:

مرزا صاحب کو بھی درود میں شامل کیا جائے۔ (ملاحظہ ہو الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

لیکن ہماری رائے میں تو نہ صرف مرزا صاحب کو درود میں شامل کیا جائے بلکہ کلمہ اور نماز میں بھی شامل کرلیا جائے تو بہت مناسب ہو۔ نیز بشرط گنجائش خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب کو بھی مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ اس عزت سے محروم نہ رکھنا چاہے تا کہ صاحب ممدوح کے بعد جلد ہی خاکسار کا نمبر آئے۔ والسلام

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ مارچ ۱۹۲۶ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۱۸۔ص ۴۔۵)

تصویر مرزا

دیکھنا صاحب سنبھلنا ہوش سے تدبیر سے
مستمند و گر نہ پڑنا قعر میں تزویر کے

مولانا ابوسعید محمد شریف قریشی ٹاہلیاں والہ جہلم سے لکھتے ہیں:

ارباب بصیرت اس امر پر متفق نظر آتے ہیں کہ نبوت وہبی ہے کسبی نہیں جس کی بابت اللہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے الله اعلم حيث يجعل رسالته۔

مراتب کسبیہ میں منصب انتہائی ولایت ہے جو کمال اتباع شریعت کے طفیل حاصل ہوتا ہے۔ یعنی امتی اگر احکام شریعت کا کمال تتبع کرے، تو جس بالا سے بالاترین مرتبہ پر وہ فائز المرام ہوسکتا ہے اصطلاح عامہ میں اس کا نام ولی اللہ ہے۔ گو یہ مرتبہ بھی خدا کے خاص فضل وکرم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا لیکن نبوت الٰہی کے واسطے منتخب ہونے کے لئے کسی قسم کے عمل وکسب کی ضرورت نہیں۔

الحاصل یہ کہ جو نبی ہوتا ہے وہ شکم مادر ہی سے اس منصب پر ممتاز کرنے کے لئے منتخب کرلیا جاتا ہے۔ طفولیت سے تا عمر طبعی بالکل ہی گناہ (منہیات شرعیہ) سے باز رکھا جاتا ہے اور ملکہ عصمت اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ اگر بوجہ ضعف بشریت سہو ونسیان ہو بھی جائے تو اس کی اصلاح کردی جاتی ہے جس سے نبی الٰہی غلطی پر مستمر نہیں رہ سکتا۔ یہ وہی شئے ہے جو نبی اور غیر نبی میں مابہ الامتیاز ہے۔ بدیں

وجہ نبی کو معصوم ماننا یقیناً لازمی ہے۔

ہاں اگر ولی اللہ سے گناہ سرزد نہ ہو تو یہ اس کی کمال احتیاط اور کوشش کا نتیجہ ہے نبی کوشش کر کے معصوم نہیں بن سکتا۔

جب سے مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نبی اور امتی میں فرق کرنا کارے دار کا مصداق ہو گیا ہے کیونکہ آپ نے ہر اصطلاح کو بگاڑ کر مبہم اور متشابہ بنا دیا ہے قادیانی لٹریچر کے واقف، مرزائی تحریرات سے آشنا اس تقریر میں میرے ہم صفیر ہیں۔ مثلاً مرزا غلام احمد فرماتے ہیں کہ میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی ہوں،

آنچہ دادہ است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

لیکن جب آپ کی زندگی پر نظر ڈالی جاتی ہے تو نبوت سے پہلی زندگی میں مشرکانہ عقائد کے معتقد نظر آتے ہیں۔ آج بھی مرزائیوں کے نزدیک حیات مسیح کا قائل و معتقد مشرک ہے لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا صاحب باوجود چالیس سال تک اس شرک میں مبتلا رہنے کے پھر نبی اور رسول کیسے بن گئے جب کہ آپ سے پیشتر کوئی رسول قبل از بعثت اعتقادی مشرک نہیں گزرا۔ جتنے رسول گزرے ہیں خلاف شریعت عمل و اعتقاد کے قائل و فاعل نہیں تھے۔ کیا مرزائی کوئی بروزی وظلی نبی پیش کر سکتے ہیں جو قبل نبوت (بعثت) مرزا جی کی طرح مشرک اور شرک کا حامی رہا ہو۔

مرزائیو! خدا لگتی کہنا۔ جناب مرزا صاحب قادیانی سے پیشتر خدا نے کسی مشرک کو خلعت نبوت بخشا؟ اگر نہیں بخشا اور واقعی نہیں بخشا تو آج کیا ضرورت پیش آ گئی کہ رئیس قادیان جیسے شخص کے نام قرعہ نکلا جو اس قدر بھی نہیں سوچ سکتا کہ جب نبوت من کل الوجوہ مسدود ہے تو محض بکثرت خوابوں کی بنا پر کوئی شخص ادعائے نبوت میں برحق کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔

پھر اگر نبوت کا چالیسواں جزو (مبشرات) باقی ہے تو بتاؤ سید الانبیاء آنحضرت ﷺ کمل طور پر خاتم النبیین ہیں یا مرزا جی کی طرح بروزی رنگ میں خاتم النبیین ہیں؟ اگر بروزی خاتم النبیین ہیں تو نبوت من کل الاجزاء کس پر ختم ہو گی۔

آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی سے مرزا صاحب کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا

ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا تو کیوں؟ مرزا صاحب قادیانی کے بعد نبی نہ بننے کے لئے کون سا عذر مانع ہے؟

امر دوم ۔ جب مرزا صاحب قادیانی بہ پیرایہ دیگر انبیاء حقانی ایک نبی ہیں تو ملکہ عصمت خدا نے آپ کو کیوں نہ بخشا ۔جس کے حامل نہ ہونے کی یہ روشن دلیل ہے کہ مرزا صاحب تادم آخر بعض عظیم الشان اغلاط پر مستمر رہے جن پر قائم رہنا ایک نبی کی شان سے بہت دور ہے ۔مرزائیو! سچ بتانا جو شخص خود عظیم الشان اغلاط میں مبتلا ہو ، اس کی خدا اصلاح بھی نہ کرے تم اس کو نبی کیوں مانتے ہو۔ غلطیاں نکلنی تو درکنار جس کے بیسیوں جھوٹ (کذبات صریحہ) آفتاب نصف النہار کی طرح چمک رہے ہوں اسے تم مجدد اعظم مسیح الزمان بروزی طور پر آنحضرت (سیدنا ومولانا محمد ﷺ) کیوں مانتے ہو؟ اور کیوں خدا سے ڈر کر پیغمبر عربی کا دامن نہیں تھام لیتے۔

میرے دوستو! ظلی اور بروزی کا لفظ محض ایک دھوکہ اور فریب ہے ۔خبر دار یہ زہر ہے اس سے بچو۔ یہ کلوروفارم ہے جس کو سونگھ لینے کے بعد متاع ایمان کو لٹا پاؤ گے ۔ بروزی نبی کے حواریوں کے چنگل میں نہ آنا دولت اسلام کھو بیٹھو گے جس طرح تثلیث کا اقرار کر لینے کے بعد توحید پر سے ایمان چلا جاتا ہے اسی طرح مرزائی نبوت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و نبوت کو قلب مسلم سے نکال دیتی ہے ۔یقین جانو کہ بعد آنحضرت ﷺ کوئی شخص از سر نو خلعت نبوت سے مشرف وممتاز نہ کیا جائے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۴ رمضان ۱۳۴۴ھ ۔ ۱۹۲۶ء (۱۹۔ مارچ ۱۹۲۶ء ص ۵۔۶)

تردید کرشن قادیانی خود قادیانی کاہن کی زبانی۔ ۷

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۳۰

ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۴۲۴ پر آیت و انہ لعلم للساعۃ کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

حق بات یہ ہے کہ انہ کا ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتا ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے۔

تردید۳۰۔

حضرت مسیح کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے کہ انه لعلم للساعة اس پر فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح حضرت رسول کریم ﷺ کے آنے کی خوش خبری دینے والا ایک پیش خیمہ تھا۔ ساعت سے مراد ہے ایک عظیم الشان امر آئندہ آنے والا یعنی مسیح کا ظہور اس بات کا نشان تھا کہ یہ اسرائیلیوں کا آخری نبی ہے اور اب خاتم النبیین اس کے بعد آئے گا۔

(اخبار الحکم قادیان ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء ص ۱۱)

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۳۱

ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۴۸ پر ہے:

تمام فرقے نصاریٰ کے اس قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عیسیٰ انجیلوں میں اپنی تین دن کی موت کا اقرار بھی کرتے ہیں اور ماسوا ان دلائل متذکرہ بالا کے یہود اور نصاریٰ کا بالاتفاق ان کی موت پر اجماع ہے اور تاریخی ثبوت بتواتر ان کے مرنے پر شاہد ہے اور پہلی کتابوں میں بھی بطور پیش گوئی ان کے مرنے کی خبر دی گئی تھی۔

تردید۳۱۔

اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ قریب چھ گھنٹے صلیب پر رہنے کے بعد یسوع جب اتارا گیا تو وہ مرا ہوا تھا، تب بھی نہایت اغلب بات یہ ہے کہ وہ صرف ایک موت کی سی بیہوشی تھی اور جب شفا دینے والی مرہمیں اور نہایت ہی خوش بودار دوائیاں مل کر اسے غار کی ٹھنڈی جگہ میں رکھا گیا تو یسوع کی بے ہوشی دور ہوئی (تحفہ گولڑویہ ص ۲۱۱۔۲۱۲ بحوالہ نیو لائف آف جیسس ج ۱ ص ۴۱۰)۔

یعنی مرا نہیں تھا۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۳۲

ازالہ اوہام حصہ ۲ صفحہ ۶۲۴۔۶۲۵ میں ہے :

روایت ہے جابر سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا ﷺ سے جو وہ قسم کھا کر فرماتے تھے کہ کوئی ایسی مخلوق نہیں کہ اس سے سو برس گذرے اور وہ زندہ رہے۔ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص زمین کی مخلوقات میں سے ہو وہ شخص سو برس کے بعد زندہ نہیں رہے گا اور ارض کی قید سے مطلب یہ ہے کہ تا آسمان کی مخلوقات اس سے باہر نکالی جائے لیکن ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان کی مخلوقات میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ زمین کی مخلوقات اور ما علی الارض میں داخل ہیں۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی جسم خاکی زمین پر رہے تو فوت ہو جائے گا اور اگر آسمان پر چلا جائے گا تو فوت نہیں ہوگا کیونکہ جسم خاکی کا آسمان پر جانا تو خود بموجب نص قرآن کریم ممتنع ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔

تردید ۳۲۔

لبید کے فضائل میں سے ایک یہ بھی تھا جو اس نے آنحضرت ﷺ کا زمانہ پایا بلکہ ترقیات اسلام کا زمانہ خوب دیکھا اور ۴۱ھ میں ایک سو ستاون برس کی عمر پا کر فوت ہوا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ ۵ ص ۹)

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۳۳

ازالہ اوہام حصہ ۲ صفحہ ۶۲۳ پر ہے :

مشکوۃ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

و عنه قال قا ل رسول الله ﷺ اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین ا اقلهم من یجوز ذلك ۔ رواه الترمذی و ابن ما جه ۔

یعنی اکثر عمریں میری امت کی ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی اور ایسے لوگ کم تر ہوں گے جو ان سے تجاوز کریں یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم

اس امت کے شمار میں ہی آ گئے ہیں پھر اتنا فرق کیونکر ممکن ہے۔

تردید ۳۳

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۱۹۲ پر ہے:

جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسی کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے کیونکہ امتی اس کو کہتے ہیں جو بغیر اتباع آنحضرت ﷺ اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت ﷺ کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا خیال حضرت عیسیٰ کی نسبت کرنا کفر ہے۔ حضرت عیسی امتی ہرگز نہیں ہیں۔

مزید تردید ۳۴

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۱۳۳ پر ہے:

قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے لتو منن به و لتنصر نه پس اس طرح تمام انبیاء آنحضرت ﷺ کی امت ہوئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۴ رمضان ۱۳۴۴ھ۔ ۱۹۲۶ء (۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء ص ۶۔۷)

عیسائی اور مرزائی مناظرہ

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے یارانے دو

ہمارے پنجابی نبی کی امت مرزائیہ نے بہت دیر تک جال پھیلا رکھا کہ اسلام کا نام لے کر احمدیت اور مرزا صاحب کی مسیحیت منواتے رہے آخر کار یہ راز کھل گیا۔ عیسائی اور آریہ ہوشیار ہو گئے چنانچہ حال ہی میں عیسائیوں نے ایک نیا اعلان کیا ہے جو درج ذیل ہے:

ہم بارہا کہہ چکے ہیں اور اب پھر کہتے ہیں کہ احمدی حضرات سے ہماری بحث صرف مرزا صاحب کی مسیحیت پر ہوگی باقی کوئی مضمون نہیں ہوگا جس

پر ہم آپ سے بحث کریں گے۔ ہاں اگر احمدیت مسیحیت مرزا کے سوا کچھ اور چیز ہے تو صاف اعلان کر دیں پھر ہم اس مضمون کا پیچھا چھوڑ دیں گے ورنہ قادیان شریف کے در و دیوار پر ہر جگہ جلی قلم سے لکھ رکھئے کہ مسیحی اور احمدی اور مسیحیت مرزا۔ اور بس۔

یا در کھئے کہ آپ کے بالمقابل ہم مسیحی ہیں اور آپ ہمارے مقابلہ میں مسیح موعود کے پیرو۔ پھر یہ غلطی کبھی نہ کریں کہ آپ ہمیں مرزا جی کی مجددیت یا نری نبوت منوائیں۔ اگر ہمارے سامنے آنا ہو تو مرزا جی کی مسیحیت ثابت کرنے کو آؤ ورنہ ہمارا دور ہی سے سلام ہے۔ کس قدر کھلی اور موٹی بات ہے کہ اگر مرزا جی وہی مسیح موعود ثابت ہو جائیں جو آنے والا ہے تو پھر باقی باتوں کا تمام جھگڑا چک جائے گا۔ اگر یہ نہیں تو پھر آپ کو رخصت ہے ہم اپنے مسلم برادران سے باقی مضامین پر خود برادرانہ تبادلہ خیالات کر لیں گے۔ نہ ہم آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ جانتے ہیں اور نہ ہی مسلمان آپ کو اپنا وکیل تسلیم کرتے ہیں آپ تو ان تمام کلمہ گویوں کو جو مرزا جی کی نبوت کا انکار کرتے ہیں کافر بنا چکے ہیں پھر آپ کو عام کلمہ گو مسلمانوں کی نمائندگی یا وکالت کا کیا حق۔ (نور افشان لاہور۔ ۲۔ اپریل ۱۹۲۶ء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اپریل ۱۹۲۶ء مطابق ۲ شوال ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۲۴ ص ۴)

تردید کرشن قادیانی خود قادیانی کا ہن کی زبانی

(گزشتہ چالیس نمبروں میں بتایا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کی تحریرات باہمی اسقدر مخالف ہوتی ہیں کہ درجہ الہام تو درجہ تحقیق سے بھی گری ہوئی۔ آج نمبر ۴۱ ملاحظہ ہو۔ مدیر)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۴۱

ازالہ اوہام صفحہ ۶۶۵۔ ۶۶۶ پر ہے:

اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم نبی

فوت ہو گیا ہے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑے گا کہ فوت شدہ ہرگز دنیا میں دوبارہ نہیں آ سکتا کیونکہ قرآن اور حدیث دونوں بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ جو شخص مر گیا پھر دنیا میں ہرگز نہیں آئے گا اور قرآن کریم

انهم لا يرجعون

کہہ کر ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے ان کو رخصت کرتا ہے اور قصہ عزیر وغیرہ جو قرآن کریم میں ہے اس بات کے مخالف نہیں کیونکہ لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس۔

نوٹ۔ قرآن کریم سورہ بقرہ پارہ ۳ میں اللہ تعالی حضرت عزیر کے متعلق فرماتا ہے

فاماته الله مأة عامٍ ثم بعثه

یعنی اللہ نے ان کو سو برس تک وفات دے دی، پھر ان کو زندہ کیا۔

مگر مرزا صاحب قادیانی کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بقول مرزا صاحب، حضرت عزیر واقعی نہ مرے تھے بلکہ اس جگہ موت سے مراد نوم یا غشی ہے۔

تردید ۴۱

اخبار بدر کے ضمیمہ مورخہ ۶ مئی ۱۹۰۶ء پر مولوی حکیم نور الدین کے الفاظ یوں درج ہیں:

حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب سے میں ایک دفعہ اس آیت کے معنی دریافت کئے تو آپ نے فرمایا میں نے جناب الٰہی میں توجہ کی تو مجھ پر یہی کھلا کہ وہ شخص (جو آیت میں مذکور ہے) واقعی مر گیا تھا ..الخ

جب کہ اس جگہ آیت فاماته الله مأة عام میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ شخص واقعی مر گیا تھا تو آیت ثم بعثه میں واقعی طور پر زندہ جی اٹھنے کا ذکر ہو سکتا ہے نہ کہ روحانی طور پر۔

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۴۲

اخبار بدر قادیان ۳۔ اپریل ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۸۲ کالم ۲ میں لکھا ہے:

جناب مرزا صاحب نے آیت فلا تقربوا هذه الشجرة میں لفظ

شجر کے متعلق فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ (یہ شجر) انگور کا ہوگا۔

تردید ۴۲

تفسیر القرآن جلد ا صفحہ ۷۲ پر لکھا ہے:

ہمارے حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) نے ایک روز سیر کو جاتے وقت سرسری طور پر فرمایا تھا کہ اس سے مراد شرک کا درخت ہے کیونکہ یہاں فتکونا من الظالمین قرینہ ہے اور ظالم مشرک کو بھی کہتے ہیں۔ مگر ان معنوں پر حضرت اقدس نے کوئی رسوخ اور پختگی نہیں فرمائی بلکہ سرسری طور پر یہ بات فرمائی تھی۔

نوٹ۔ مولوی نورالدین فرماتے ہیں ہمارے خیال میں الشجرۃ سے مراد جھگڑے بھی ہو سکتے ہیں۔ (تفسیر القرآن۔ ج ا۔ ص ۷۲)

مولوی نورالدین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں ایکبار قرآن مجید پڑھتا تھا جب اس آیت پر پہنچا تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ شجرۃ سے مرد تمبا کو بھی ہوسکتا ہے۔

(دیکھو الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۲ء ص ۴ کالم ۳)

تحریر مرزا قادیانی نمبر ۴۳

کتاب اتمام الحجۃ صفحہ ۲۰ کے حاشیہ پر ہے: عیسی بیت اللحم میں پیدا ہوئے

تردید ۴۳

کتاب منظور الہی کے صفحہ ۲۴۹ پر مرزا صاحب کے الفاظ یوں نقل ہیں:

میرا یہ دعوی ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جو آج سے قریباً سو سال پیشتر ناصرہ کی بستی میں پیدا ہوا تھا وہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور مسیح موعود جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا، وہ میں ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶۔ اپریل ۱۹۲۶ء مطابق ۲ شوال ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۲۴ ص ۴۔۵)

میں کس کو سچا کہوں؟

جناب مولوی محمد شریف قریشیؒ، ٹاہلیا نوالہ جہلم سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد رئیس قادیان سے ہر مذہبی آدمی عموماً اور ناظرین اخبار اہل حدیث خصوصاً نا آشنا نہیں۔ اور اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ مرزائیوں کی دو بڑی پارٹیوں (قادیانی اور لاہوری) کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک پارٹی مرزا جی کو خدا کا برگزیدہ رسول اور نبی مانتی ہے اور جو مرزا جی کا ہم صفیر نہ ہوا سے اتنا برا جانتی ہے جتنا عیسائی منکرین تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کو۔ دوسری پارٹی مرزا صاحب کو غیر معصوم اور معمولی مجدد کا لقب دیتی ہے گویا کہ ان میں مرزا جی کے نفس دعوی ہی میں اختلاف ہے باوجودیکہ مرزا جی کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہوئی اور ایک بسیط عرصہ تک اپنے حواروں میں رہے لیکن تا حال متحقق نہیں ہو سکا کہ مرزا جی کیا تھے اور ان کا دعوی مختصر لفظوں میں کیا تھا۔ نبی اللہ بہ پیرایہ دیگر انبیاء تھے یا نہیں؟ ہمارے خیال میں جب تک صحیح طور پر قادیانی مرزا جی کا عہدہ (دعوی) نہ معلوم کر لیا جائے مرزائیوں کے شایان نہیں کہ وہ اپنے اپنے وہم کے مطابق بذات خود مرزا جی کا کوئی منصب قرار دے لیں اور قبل تحقیق دعوی مرزا تبلیغ مرزائیت کو نکلیں بلکہ مسلمانوں کو دام تزویر میں پھنسانے سے پہلے ان کا یہی فرض اولین ہے کہ وہ مرزا جی کی نسبت یہ پتہ لگائیں کہ آپ نے دعوی کیا کیا۔ موجودہ افتراق و انشقاق کی موجودگی میں تبلیغ سعی لاحاصل ہے۔

برادران اسلام! چونکہ آج تک یہ دونوں پارٹیاں اپنے اپنے مزعومہ عقائد چھوڑ کر مرزا جی کے حقیقی دعوی کی تحقیق کرنے پر تیار نہیں ہوئیں اس لئے امر متنازعہ کے متعلق تصریحات مرزا غلام احمد پیش کر کے بتا دینا چاہتا ہوں کہ قادیانی پارٹی حقیقی طور پر مرزا جی کی فرمانبردار اور مبلغ مرزائیت ہے لاہوری پارٹی کے دور اندیش ممبروں نے مرزا جی کا مرتبہ بہت گھٹا دیا ہے اور یہ بات اچھی بھی نہیں جب کہ مرزا جی کا عام اعلان بھی ہے کہ:

میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہو جاتی ہیں میرے ساتھ کسی کو قیاس نہ کرو۔ (خطبہ الہامیہ)۔

مرزا صاحب قادیانی کے نزدیک نبی کون ہوتا ہے اور خود کون سے نبیوں میں سے تھے؟ مرزا صاحب قادیانی نے بعد آنحضرت ﷺ جدید شریعت کی بنیاد ڈالی یا نہیں؟ یہ سب مصنفات مرزا میں مذکور ہے ان امور کی نسبت تصریحات مرزا مشتے نمونہ از خروارے، ملاحظہ ہوں۔:

خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بھی بکثرت ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ (خطبہ الہامیہ)

یہ تو ہوا دعوی نبوت۔ اب باقی یہ امر دریافت طلب ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے کہیں صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی بھی کیا ہے یا نہیں؟ جس کا مدعی بعد ہجرت آنحضرت ﷺ تیرہ سو سال تک باتفاق جملہ مسلمانان عالم کافر و خارج از اسلام گنا جاتا رہا ہے۔ سنئے مرزا غلام احمد صاحب، نبی صاحب شریعت کی تعریف میں فرماتے ہیں:

جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ (اربعین نمبر۴ ص ۶)

یہ مرحلہ ہو جانے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے کوئی امر بھی ایسا بیان کیا ہے جس سے پایا جاوے کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت کے علاوہ اپنی طرف سے بھی کوئی حکم دیا ہے تاکہ انہیں صاحب شریعت نبی کہا جا سکے۔ لیجئے مرزا جی فرماتے ہیں:

طاعونی مردے کو غسل دینے کی ضرورت نہیں اور طاعونی مردے سے ایک سو گز کے فاصلہ پر دور کھڑے ہو جنازہ پڑھو۔ (الحکم ۱۰۔اپریل ۱۹۰۷ء)

بنا بریں جب بقول مرزا صاحب وہ شخص نبی کہلانے کا حق دار ہے جس کی وحی میں امر و نہی مذکور ہوں تو نہ معلوم مولوی محمد علی لاہوری کو مرزا جی سے کیا عناد ہے کہ باوجود ان دو احکام صریحہ کے ہوتے ہوئے بھی مرزا جی کو صاحب شریعت نبی کا

سرٹیفیکیٹ دینے میں متامل ہیں حالانکہ بچارے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ :

میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گذر گئی ہے اور ایسا ہی میری وحی میں اب تک امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔

(اربعین نمبر۴۔ص ۶)

مرزا صاحب قادیانی کی ان تصریحات نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا صاحب کا دعوی من کل الوجوہ کامل طور پر نبی اللہ ہونے کا تھا اور اس منصب پر وہ اربعین نمبر ۴ کے لکھنے سے ۲۳ سال پیشتر فائز المرام ہو چکے تھے ساتھ ہی یہ بھی متحقق ہو گیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری شان مرزا میں تحریف ہی نہیں کرتا بلکہ مرزا جی کے مسلّمات کو بھی نہیں مانتا۔

مثال کے طور پر دیکھو مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ :

بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کتاب نازل نہیں ہوئی۔

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ بحوالہ مرقع قادیانی اپریل ۱۹۰۸ء ص ۱۸)۔

مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور ہر نبی کے لئے حامل کتاب ہونے کی شرط بیان کرتے ہیں۔تقریر ۷ فروری جہلم۔

مرزائیو! بتاؤ ہم مولوی محمد علی کو برحق جانیں یا مرزا صاحب قادیانی کو سچا سمجھیں؟ جب تک جواب نہ دو گے عقیدہ مندرجہ بالا کے رد سے احدھما کا ذب کا فتوی دیں گے۔

میرے مسلمان بھائیو! لاہوری اور قادیانی کی بظاہر تو تفریق ہے مگر درحقیقت یہ سارا ڈھانچہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت گھٹانے کیلئے بنایا جا رہا ہے ۔مرزائیوں کو تم نے کبھی دیکھا نہیں وہ مرزا کی بگڑی بنانے کے لئے جھٹ آنحضرت ﷺ پر اعتراض کر دیتے ہیں۔آریوں کو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا موقع دینے میں بڑی حد تک مرزا جی کا ہاتھ ہے جسے آپ نہیں سمجھتے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰۔اپریل ۱۹۲۶ء۔ ۱۶ شوال ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۲۶ ص ۶۔۷)

الہامات مرزائیہ کی نوعیت

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

۱۔ الحکم ۱۳ جولائی ۱۹۰۶ صفحہ ۱، ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۰۶ ٹائٹل پیج صفحہ ب پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا فرمان بایں الفاظ درج ہے:

۳ جولائی ۱۹۰۶ء۔ فرمایا آج مجھے ایک الہام ہوا، اس کے الفاظ یاد نہیں رہے۔ اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے۔ لیکن خطرناک ہے اور وہ یہ ہے:

ایک دم میں رخصت ہوا۔

یہ عبارت ایک موزوں عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا ہے۔

۲۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸۔۱۹۹، اور ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۶ ٹائٹل پیج صفحہ ج پر مرزا غلام احمد قادیانی کا فرمان درج ہے:

امین الملک جے سنگھ بہادر

دن کے وقت کا الہام۔ پیٹ پھٹ گیا (معلوم نہیں یہ کس کے متعلق الہام ہے)

۳۔ الحکم ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۱، ریویو آف ریلیجنز نومبر ۱۹۰۶ء ٹائٹل پیج صفحہ ب پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ خواب میں دیکھا کہ کچھ لکھ رہا ہوں۔ اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے۔ علم الدرمان ۲۲۳۔

علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اس سے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے ... رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم سب میں سے یہ کس کے حق میں ہے۔

۴۔ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴۔ ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۰۷ ٹائٹل پیج کے صفحہ ب

پر لکھا ہے:

بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں۔

فرمایا (مرزا صاحب قادیانی نے): معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے۔

۵۔ ریویو آف ریلی جنز مارچ ۱۹۰۷ ٹائٹل پیج صفحہ ج پر ہے:

انکی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں۔

معلوم نہیں کہ یہ کن لوگوں کی طرف یا کس کی طرف اشارہ ہے۔

۶۔ بشری جلد ۲ صفحہ ۱۲۹، ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۰۷ء ٹائٹل پیج صفحہ د پر ہے:

الذین اعتدوا منکم فی السبت ۔ یہ تو مخالف کی طرف اشارہ ہے۔

ساتھ کا فقرہ بھول گیا ہے۔

۷۔ بشری جلد ۲ صفحہ ۸۲، اور بدر قادیان ۵ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵۴ پر ہے:

۲۷ مئی ۱۹۰۳۔ بلا نازل یا حادث یا...

(تشریح: فرمایا (مرزا صاحب نے) کہ یہ الفاظ الہام ہوئے ہیں مگر معلوم نہیں کہ کس طرف اشارہ ہے یاد نہیں رہا کہ یا کے آگے کیا تھا۔

۸۔ بدر ۱۲ جون ۱۹۰۳ صفحہ ۱۶۲ اور بشری جلد ۲ صفحہ ۸۲ پر ہے:

۴ جون ۱۹۰۳۔ رات کے ۲ یا ۳ بجے۔ سلیم حامدا متبسرا (ترجمہ: سلامتی والا حمد کرنے والا۔ بشارت دیا گیا)۔

(تشریح) کچھ حصہ الہام کا یاد نہیں رہا۔

۹۔ بشری جلد ۲ صفحہ ۸۴ پر ہے: فیئر مین (Fair Man) (ترجمہ: معقول آدمی)

۱۰۔ بشری جلد ۲ صفحہ ۹۱ پر ہے: دخت کرام .... شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔

۱۱۔ بشری جلد ۲ صفحہ ۹۴ پر ہے:

ہفتہ مختتمہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵۔ خاکسار پیپر منٹ (کشف نمبر ۵۰)

۱۲۔ بشری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ پر ہے:

۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ رہا گوسفندان عالی جناب

۱۳۔ ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۰۷ء ٹائٹل پیج صفحہ ب پر ہے:

احمد غزنوی (نہ معلوم کیا اشارہ ہے)

۱۴۔ بشریٰ جلد ا۔ صفحہ ۴۳ پر ہے۔

ایلی ایلی لما سبقتنی ۔ کرم ہائے تومارا کرد گستاخ

(ترجمہ) اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔

۱۵۔ بشریٰ جلد ا صفحہ ۴۳ پر ہے:

ھو شعنا نعساً (یہ الہام شائد عبرانی میں ہے جس کے معنی نہیں کھلے) اس کے معنی نجات کے ہیں۔

۱۶ بشریٰ جلد اول صفحہ ۵۱ پر ہے:

پربشن ۔ عمر براطوس ۔ یا پلاطوس

نوٹ ۔ آخری لفظ برّ طوس ہے یا پلاطوس ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں۔ اور نمبر دو میں عمر عربی لفظ ہے ۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ (از مکتوبات احمدیہ ج اول ص ۶۸ ۔ تاریخ نزول الہام ہفتہ مختتمہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۳ء)

۱۷۔ بشریٰ جلد اول صفحہ ۵۶ پر ہے:

آریوں کا بادشاہ آیا۔ (پرانا الہام ہے الحکم ۶ مارچ ۱۹۰۸ ص ۷)

ہے کرشن جی رودر گوپال۔ (پرانا الہام ہے بدر ۲۹ اکتوبر و ۸ نومبر ۱۹۰۳ء ص ۳۲۲)

۱۸۔ بدر ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱، بشریٰ جلد اول صفحہ ۵۶ پر ہے:

خدا قادیان میں نازل ہوگا۔

۱۹۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۵۰ پر ہے:

غثم غثم غثم ۔ له دفع الیه ما له دفعه (ترجمہ) (دیا گیا اس کو مال اس کا اچانک)

۲۰۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹ ۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۵۶ پر ہے:

آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔

۲۱۔ بشریٰ جلد دوم دوم صفحہ ۶۵۔۶۶ پر ہے:

بعد ۔ ۱۱ ۔ انشاء اللہ

اس کی تعلیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے ۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ

گیارہ کا دکھایا گیا۔

۲۲۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۶۷ پر ہے:

ینادی مناد من السماء (ترجمہ) آسمان سے ایک پکارنے والے نے پکارا (بدر۔ ج ۱ نمبر ۸ کالم ۲)

۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء جمعہ قبل عصر (نوٹ: حضرت اقدس نے فرمایا اس کے ساتھ ایک اور عجیب اور مبشر فقرہ تھا وہ یاد نہیں رہا)

۲۳، بشریٰ جلد دوم صفحہ ۶۷ پر ہے:

انّی انا الصا عقه۔ میں ہی صاعقہ ہوں۔ (نوٹ)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نیا نام ہے۔

۲۴۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۳ پر ہے۔:

۱۵ نومبر ۱۹۰۵ء۔ زندگیوں کا خاتمہ۔ (بدر قادیان۔ جلد ا نمبر ۳۶ ص ۲)۔

۱۹ نومبر ۱۹۰۵ء کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۴۱ ص ۱ کالم ۳)

۲۵۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۹۔۱۲۰۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۴ھ۔ بروز پیر۔ موت تیرہ ماہ حال کو۔

(نوٹ) قطعی طور پر معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے (بدر ج ۲ ص ۳ نمبر ۳۹)

۲۶۔ ریویو آف ریلی جنز جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۰، بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۳۸ پر ہے:

واللہ واللہ سدھا ہویا اولاً

(نوٹ از مسیح موعود) یہ پنجابی فقرہ ہے جسکا مطلب ہے کہ کج رو آدمی درست ہو گیا ہے

۲۷۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۸ پر ہے:

لائف آف پین (Life of Pain)۔ ترجمہ تکلیف کی زندگی

۲۵۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۴ پر ہے:

۷ مئی ۱۹۰۶ء کلیسا کی طاقت کا نسخہ۔ (بدر ج ۲ نمبر ۱۹ ص ۲)

۲۹۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۷ پر ہے:

ایک دانہ کس کس نے کھایا۔

۳۰، بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۰ پر ہے:

دو شہتیر ٹوٹ گئے

۳۱۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۹۷ پر ہے:

لنگرا ٹھا دو

۳۲۔ الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۷ صفحہ ۱۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۳۶ پر ہے:

لاہور میں ایک بے شرم رہتا ہے۔

۳۳۔ الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱ پر ہے

انت منی بمنزلة هارون ۔ انت منی بمنزلة عرشی

۳۴۔ الحکم ج ۹ نمبر ۳۲ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳ پر ہے:

ایک کاغذ دکھائی دیا اس پر لکھا ہوا تھا: آتش فشان

پھر ایک کاغذ دکھائی دیا اس پر لکھا ہوا تھا: مصالح العرب ، میسیر العرب

پھر ایک کاغذ دکھائی دیا اس پر لکھا ہوا تھا: بامراد

پھر ایک کاغذ دکھائی دیا اسپر لکھا ہوا تھا: ردّ بلا

۷ ستمبر ۱۹۰۵ قبل ظہر: و اما بنعمت ربك فحدث

۸ ستمبر ۱۹۰۵ء اذا جاء افواج وسمع من سما۔ کفن میں لپیٹا ہوا

۹ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ان المنايا لا تطيش سهامها۔ فرمایا معلوم نہیں یہ الہامات کس کے متعلق ہیں۔

۳۵۔ بدر ۶ مارچ ۱۹۰۳ صفحہ ۵۰ پر ہے:

فرمایا صبح کو ایک الہام ہوا تھا میرا ارادہ ہوا کہ لکھ لوں پھر حافظہ پر بھروسہ کر کے نہ لکھا۔ آخر وہ ایسا بھولا کہ ہر چند یاد کیا مطلق یاد نہ آیا۔

۳۶۔ الحکم ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱ پر لکھا ہے:

جناب مرزا صاحب کو جو وحی ۹ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی اس میں ایک یہ بھی تھی۔ سرنگ۔

۳۷۔ بدر ۷ نومبر ۱۹۰۲ء۔ صفحہ ۱۶ پر ہے:

مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت اقدس کو الہام ہوا کہ نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا۔ آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ نہیں کہ یہ الہام کس کے متعلق ہے؟

۳۸۔ بشریٰ جلد اول صفحہ ۵۵ پر ہے:

یہوداہ اسکریوطی (یہ تیس سال پرانا الہام ہے بدر ج ۶ نمبر ۴ ص ۳۔ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء)

۳۹۔ ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۰۸ء ٹائٹل پیج ص ب،اور بشری جلد دوم صفحہ ۱۴۰ پر ہے:

کبھی معدے کے خلل سے بھی ورم ہو جاتی ہے۔ (بدر جلدے نمبر ۱۳ ص ۲)

۴۰۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۵۔ بشری جلد دوم صفحہ ۹۴ پر ہے:

انما امر ك اذا ار دت شيئاً ان تقو ل له كن فيكو ن (ترجمہ) تحقیق تیرا ہی حکم ہے کہ جب تو کسی شئے کا ارادہ کرے تو اسے کہہ دیتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ مئی ۱۹۲۶ء مطابق ۲۳ شوال ۱۳۴۴ھ ص ۹۔۱۰)

مرزائیوں کی شکست

موضع گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ مسمی فضل دین کمہار ساکن مگولے اور خدا بخش ساکن مگولے جو لاہوری احمدی ہیں نے جماعت اہل حدیث سے اقرار کیا کہ ہم ۲۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو اپنے مولوی منگوا کر صداقت مرزا پر بحث کرائیں گے اگر نہ کرائیں، یا ہمارے علماء نہ آئیں یا ہم صداقت مرزا ثابت نہ کرسکیں تو ہم اہل حدیث ہو جائینگے۔

اہل حدیث کی طرف سے مولوی شاہ محمد ساکن قلعہ میہاں سنگھ تاریخ مقررہ سے پہلے موضع مذکور آ گئے۔ اور ۲۵ کی صبح کو مرزائیوں کو بلا بھیجا تو جماعت لاہوری میں مرہم عیسے ایک دو دفعہ کے عذر کے بعد آ گئے لیکن خلاف اقرار شرائط پیش کرنے لگے مولوی شاہ محمد ان کو بالکل لاجواب کر دیا۔

مرہم عیسے نے جوش میں کہہ دیا اگر آپ صحیح یا ضعیف حدیث سے بھی عیسی کا آسمان پر جانا ثابت کر دیں تو ہم (مرزائی) ایک روپیہ دیں گے۔ شاہ محمد نے کہا رقم جمع کراؤ۔ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کوئی ہاں نہ کرتا تھا۔ دن گذر گیا رقم جمع اور جمع نہ کراسکے۔ دوسرے دن خط و کتابت میں طے ہوا کہ مرزائی جماعت ۵۰ روپیہ دے گی خواہ غالب ہوں خواہ مغلوب۔ شاہ محمد نے کہا رقم کسی امین کے پاس جمع کراؤ۔ اس پر بھی سٹ پٹائے۔ آخر ناچار معافی مانگنے لگے۔

شاہ محمد نے کہا جب تک تمہارا مرہم عیسی معافی نہ مانگے روپیہ نہیں چھوڑا

جائے گا۔ آخر تمام لاہوری جماعت نے مع ان کے مولوی کے معافی مانگی اور بحث شروع ہوئی۔ شاہ محمد نے بخاری اور مسلم اور کتاب الاسماء والصفات کی احادیث صحیحہ سے نزول عیسے ثابت کر دکھایا جس کے جواب میں مرزائی سے سوائے بے سند روایت لو کان موسی و عیسی حیین کے کچھ بن نہ پڑا۔ مولوی شاہ محمد نے اس کی سند پوچھی تو مرہم عیسے نے کہا یہ حدیث فقہ اکبر میں ہے۔ شاہ محمد نے کہا فقہ اکبر تو حدیث کی کتاب ہی نہیں اس میں سے کیا دکھاؤ گے۔ اس پر مولوی مرہم عیسی بہت پریشان ہوئے۔ اور قطعاً کوئی جواب نہ دے سکے۔

اس کے بعد جب صداقت مرزا کی بحث کا وقت آیا تو مرزائیوں پر بہت مصیبت پڑی ادھر ادھر کی باتوں میں ٹالتے رہے لیکن پنجے میں آئے ہوئے تھے خوب پھنسے۔ آخر حافظ حبیب اللہ اہل حدیث قرآن شریف پڑھ کر لوگوں کو چپ کرایا اور خدا کے ایفائے وعدہ کی آیت پڑھ کر محمدی بیگم کے نکاح کا وعدہ یاد کرایا جس سے مرزائی کیمپ میں ہل چل مچ گئی اور اہل حدیث کو نمایاں فتح ہوئی۔

ذیل میں بعض معززین کی تصدیق لکھی جاتی ہے کہ مولوی مرہم عیسی جواب دینے سے قاصر رہے اور اہل حدیث غالب رہے۔

لعل دین مدرس گلہ مہاراں۔ صدر دین ساکن گلہ مہاران۔ اندر سنگھ ساکن کھوکھر والی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جون ۱۹۲۶ء مطابق ۲۲ ذی قعد ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۴)

مرزائی بہائی اور کسر صلیب

جناب منشی محمد حسین صابری، عقب کوتوالی بریلی سے لکھتے ہیں:

ایران کے بہائی مذہب نے قادیان میں ظاہر ہو کر قادیانی مباحث میں ایک جدت پیدا کر دی ہے اور اہل قادیان کو ان کے مقابلے پر کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتی۔

کبھی یہ کہتے ہیں کہ جناب بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعوی ہی نہیں کیا حالانکہ یہی دعوی بحق بہاء اللہ، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کے دستخطوں سے رجسٹری ہو چکا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ بہاء اللہ نے مدعی الوہیت ہونے کا دعوی کیا

ہے حالانکہ یہی اعتراض آنجہانی قادیانی پر بھی ہو چکا ہے۔

پھر جب کچھ بن نہیں پڑتا تو کہتے ہیں کہ ہماری مہدی نے کسر صلیب کی ہے ۔ بہائیوں کے مہدی نے کیا کیا ہے ۔یعنی انہوں نے نہ تو کسر صلیب کیا اور نہ اسلام کی کوئی خدمت کی اور یہ سب کام ہم (اہل قادیان) نے کیئے ہیں۔

اہل قادیان کا ایسا کہنا واقعات کے خلاف ہے۔خود یہ حضرات کسر صلیب کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ دلائل سے صلیبی مذہب کی تردید کر دینا۔اگر یہ صحیح ہے تو قادیان سے زیادہ احسن طریق پر ایرانیوں نے صلیبی مذہب کی تردید کر دی ہے جو ان کی مطبوعہ کتب میں موجود ہے ۔اگر اہل قادیان اس حقیقت کو چھپا کر اپنے رقیبوں کو ناحق بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو آئندہ واقعات کی روشنی میں آنے کے بعد منصف مزاج لوگ قادیان پر اظہار نفرت کرنے پر مجبور ہوں گے۔

ذیل میں چند عبارات قادیانی اور بہائی اصل کتب سے مقابلتاً پیش کرتا ہوں ۔امید ہے کہ قارئین کرام بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں گے اور دیکھیں گے کہ غیر مسلم عقاید کی تردید کرنے میں ان دونوں فرقوں کے پیشواؤں نے جو طرز اختیار کیا ہے اس میں سے کس کا طریق تبلیغ بہتر اور قرآن مجید کے حکم کے موافق ہے۔

تثلیث : قادیانی تحریر

یہ تینوں مجسم خدا عیسائیوں کے زعم میں ہمیشہ کے لئے مجسم اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں اور پھر بھی یہ تینوں مل کر ایک خدا ہے لیکن اگر کوئی بتلا سکتا ہے تو ہمیں بتلا دے کہ باوجود اس دائمی تجسم اور تغیر کے یہ تینوں ایک کیونکر ہیں بھلا ہمیں کوئی ڈاکٹر مارٹن کلارک اور پادری عماد الدین اور پادری ٹھاکر داس کو باوجود ان کے علیحدہ علیحدہ جسم کے ایک کر کے تو دکھلا دے۔ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ اگر تینوں کو کوٹ کر بھی بعض کا بعض کا گوشت بعض کے ساتھ ملا دیا جاوے پھر بھی جن کو خدا نے تین بنایا تھا ہر گز ایک نہیں ہو سکتے ۔پھر ایسے تین مجسم جن میں بموجب عقیدہ عیسائیاں تحلیل اور تفریق جائز نہیں کیونکر ایک ہو سکتے ہیں

یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ عیسائیوں کے یہ تین خدا بطور تین ممبر کمیٹی کے ہیں اور بزعم ان کے تینوں کی اتفاق رائے سے ہر ایک حکم نافذ ہوتا ہے یا کثرت رائے پر فیصلہ ہو جاتا ہے گویا خدا کا کارخانہ بھی جمہوری سلطنت ہے اور گویا ان کے گاڈ صاحب کو بھی شخصی سلطنت کی لیاقت نہیں تمام مدار کو نسل پر ہے۔ (انجام آتھم۔ص ۳۶)

تثلیث: بہائی تحریر

لیکن انسان کامل بطور صاف آئینہ کے ہے حقیقت کا آفتاب اس میں تمام صفتوں اور کمالات کے ساتھ ظاہر اور آشکارا ہوتا ہے۔ لہذا مسیح کی حقیقت ایک صاف اور شفاف آئینہ کی طرح ہو کر نہایت لطیف اور پاکیزہ تھی۔ اس لئے ذات خداوندی کی حقیقت کے آفتاب نے اس آئینہ میں تجلی فرمائی۔ اس کی نورانیت اور حرارت اس میں پیدا ہوگئی لیکن آفتاب اپنی اعلی بزرگی اور آسمان سے نیچے اتر کر اس آئینہ میں داخل نہیں ہو گیا بلکہ اپنی بلندی پر برقرار ہے لیکن آئینہ میں اپنی صورت اور کمال کے ساتھ جلوہ گر اور آشکارا ہوا ہے۔

اب اگر کہا جائے کہ آفتاب دو آئینوں مسیح اور روح القدس میں نظر آتے ہیں یعنی تین آفتاب نظر آتے ہیں ایک آسمان میں اور دو زمین پر تو یہ ٹھیک ہے اور اگر کہیں کہ آفتاب تو صرف ایک ہے جس کا کوئی شریک اور مثیل نہیں جب بھی درست ہے۔ خلاصہ یہ کہ مسیح کی حقیقت صاف آئینہ ہے اور حقیقت کا آفتاب یعنی ذات احدیت کمالات اور صفات نامتناہیہ کے ساتھ اس آئینہ میں ظاہر اور روشن ہوا۔ نہ یہ کہ آفتاب ذات ربانیہ اجزا اور تعدد رکھتی ہے بلکہ آفتاب تو ایک ہی ہے جو آئینہ میں ظاہر ہے جیسا کہ مسیح فرماتے ہیں الاب فی الابن باپ بیٹے میں ہے یعنی وہ آفتاب اس آئینہ میں ظاہر اور روشن ہے روح القدس فیض الہی کا نام ہے کہ جو حقیقت میں مسیح سے ظاہر اور آشکارا ہوا۔ نبوت مسیح کے دل کا مقام ہے اور روح القدس مسیح کی

روح کا مقام ۔ پس پوری طرح ثابت ہوگیا کہ ذات الوہیت محض ایک ہے اور شبیہ ومثیل اور نظیر نہیں رکھتی اور یہی تثلیث کا مطلب ہے ورنہ دین خدا کی بنیاد غیر معقول مسائل پر ہوگی کہ جن کو کبھی عقل قبول نہیں کرسکتی اس پر اعتقاد کے لئے کیونکر مجبور ہو سکتے ہیں ۔

(ترجمہ مفاوضات عبدالبہاء فارسی ۔ص ۸۳ ۔)

کفارہ: قادیانی تحریر

اور پھر ایک اور بات بھی غور کرو کہ خدا کا قدیم سے قانون قدرت ہے کہ وہ توبہ اور استغفار سے گناہ معاف کرتا ہے، اور نیک لوگوں کی شفاعت کے طور پر دعا بھی قبول کرتا ہے ۔مگر یہ ہم نے خدا کے قانون قدرت میں کبھی نہیں دیکھا کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور اس سے بکر کی دردِ سر جاتی رہے ۔ پھر ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کی خودکشی سے دوسروں کی اندرونی بیماری کا دور ہونا کس قانون پر مبنی ہے ۔اور وہ کون سا فلسفہ ہے جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دور کرسکتا ہے۔ بلکہ مشاہدہ اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے۔ کیونکہ جب تک مسیح نے خودکشی کا ارادہ نہیں کیا تھا تب تک عیسائیوں میں نیک چلنی اور خدا پرستی کا مادہ تھا مگر صلیب کے بعد تو جیسے ایک بند ٹوٹ کر ہر طرف دریا کا پانی پھیل جاتا ہے یہی عیسائیوں کے نفسانی جوش کا حال ہوا۔

(چشمہ مسیحی ۔ص ۱۳۔۱۴۔ قادیانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۳۷)

کفارہ: بہائی تحریر

عام مسیحی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آدم نے ممنوعہ درخت کھا کر جرم وگناہ کیا ۔اس گناہ کی شامت اور بدبختی مسلسل آدم کی نسل میں باقی رہ گئی۔ پس حضرت آدم مخلوق کی موت کا باعث ہوئے ۔ یہ بیان صاف طور پر باطل ہے۔ اس لئے کہ مطلب اس بیان کا یہ ہوا کہ ساری مخلوق حتی کہ انبیا و رسول بغیر قصور اور گناہ کے محض اس لئے کہ آدم کی نسل تھے بے قصور و بے گناہ مسیح کی قربانی

کے دن تک دوزخ کے اندر سخت عذاب میں گرفتار رہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے انصاف سے بہت دور ہے۔ اگر آدم گنہ گار تھا تو حضرت ابراہیم کا کیا گناہ۔ اسحاق اور یوسف کا کیا قصور۔ موسیٰ کی کیا خطا۔،

(ترجمہ مفاوضات عبدالبہاء فارسی۔ ص ۸۵)

عصمت انبیاء: قادیانی تحریر

اب اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ ہم نے بڑے لمبے تجربہ سے آزما لیا ہے کہ یہ لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہو کر پھر بھی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔ اور اس شخص کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ میں نیک نہیں۔ اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر، بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا وے، اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔ سو ایسے شخص کو تو انہوں نے خدا بنا لیا۔ مگر خدا کے مقدس نبیوں کو جن کی زندگی محض خدا کیلئے تھی اور جو تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھا گئے برا کہنا اور گالیاں دینا شروع کر دینا۔ (انجام آتھم۔ ص ۳۸)

عصمت انبیاء: بہائی تحریر

انجیل میں فرمایا ہے کہ ایک شخص نے حضرت مسیح کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کی اے استاد نیکوکار۔ حضرت نے فرمایا کہ تو مجھ کو کیوں نیک کہتا ہے، نیکوکار تو ایک ہی ہے اور وہ خدا ہے۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت عیسیٰ معاذ اللہ گناہ گار تھے۔ بلکہ اس سے مراد اس شخص مخاطب کو خضوع وخشوع خجلت وشرمساری کی تعلیم دینا تھی۔ یہ مبارک نفوس روشنی ہیں۔ روشنی اندھیرے کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ زندگی ہیں، زندگی موت کے ساتھ اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ ہدایت ہیں، اور ہدایت گمراہی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ فرمان برداری کی اصل ہیں، فرمان برداری گناہ کے ساتھ اکٹھی نہیں

ہوتی۔ (ترجمہ مفاوضات عبدالبہا، فارسی۔ص ۱۱۹)

قادیانی صاحبان بے جا فخر میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ ہمارے مسیح موعود کسر صلیب میں یگانہ روزگار تھے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آنجناب نے جو طرز کلام غیر مسلموں سے اختیار کیا، وہ قرآن مجید کے مبارک حکم

ادع الی سبیل ربك بالحکمة و الموعظة الحسنة و جادلهم بالتی هی احسن یعنی اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحتوں کے ساتھ دعوت کرو اور ان کے ساتھ احسن طریق سے بحث کرو،

کے بالکل خلاف ہے۔ غیر مسلم پر مرزا صاحب قادیانی کی تحریر پڑھ کر اچھا اثر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ انتقامی جوش میں آ کر اسلام کے برخلاف جو کچھ کہہ سکتا ہے کہہ دیتا ہے چنانچہ حضرت مرزا صاحب کی برکت سے تکذیب براہین احمدیہ جیسی کئی کتب اسلام کے خلاف ہندوستان میں موجود ہو گئیں۔

برخلاف اس کے بہائی تحریر میں یہ عیب نہیں۔ ایک عیسائی اس کو پڑھ کر رنجیدہ نہیں ہوگا اور نہ انتقامی جوش اس میں پیدا ہوگا۔ بلکہ منصف مزاج اسے قبول کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ والسلام۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جون ۱۹۲۶ء مطابق ۲۲ ذی قعد ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۵۔۶)

بنوڑ ریاست پٹیالہ میں مرزائیوں کی شکست

جناب علی احمد سکرٹری انجمن اصلاح مرزائیہ راجپورہ، پٹیالہ لکھتے ہیں:

حسب خواہش محمد حسین مرزائی بنوڑی مناظرہ مابین اہل سنت وفرقہ مرزائیہ ۲۴ شوال ۱۳۴۴ھ بروز جمعہ مقرر ہوا۔ جناب مولوی حافظ نور محمد خان مدرس مدرسہ محمدیہ راجپورہ ریاست پٹیالہ قصبہ بنوڑ میں تشریف فرما ہوئے اور بمشکل تمام مرزائیوں سے شرائط مناظرہ ومسئلہ مجوث عنہا (صداقت مرزا) طے کیا۔

احمدی مناظر حافظ جلال (جمال؟) احمد تھے اور ہم لوگوں کی طرف سے مولانا

نور محمد مناظر منتخب ہوئے۔

۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک مناظرہ رہا لیکن احمدی مناظر نے اصل مسئلہ سے گریز کرتے ہوئے حیات مسیح وامکان نبوت کی بحث شروع کر کے اپنی شکست کا بین ثبوت پیش کیا۔ اور مرزا صاحب قادیانی کے فیصلہ حیات مسیح (جو براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸۔۴۹۹ میں درج ہے) سے لا جواب رہا۔

بالآخر بعد نماز جمعہ ۳ بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک دوبارہ گفتگو ہوئی۔ اس میں بھی الہامات مرزا وتوہین انبیاء کی بے ہودہ تاویل کر کے سخت عاجز ہوا۔ الحمدللہ

اسی وقت ایک بیوہ عورت جو ایک عرصہ سے قادیانی جال میں محبوس تھی مع اپنے پانچ (بالغ ونابالغ) لڑکوں کے مرزائیت سے توبہ کر کے مشرف باسلام ہوئی اس کا مجمع میں خاص اثر ہوا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جون ۱۹۲۶ء مطابق ۲۲ ذی قعد ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۶)

العروۃ الوثقی در بیان بشارت احمد مجتبی

نمبر ۱۔ آیت قرآنی: سورۃ صافات میں ہے:

و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد فلمّا جاء هم بالبیینات قالوا هذا سحر مبین ۔

اور میں بشارت دینے والا ہوں ساتھ ایک رسول کے کہ وہ میرے بعد تشریف لائے گا کہ اس کا اسم (صفاتی) احمد ہے۔ پس جب وہ احمد کھلی دلیلوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو جادو ہے ظاہر۔

عقیدہ میاں محمود قادیانی

۱۔ القول الفصل کے صفحہ ۲۷ پر مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیش گوئی کا میں ہوں کیونکہ یہاں صرف احمد کی

پیش گوئی ہے اور آنحضرت ﷺ احمد اور محمد دونوں تھے۔ چنانچہ آپ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے، وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے

و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد

مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔ (ازالہ اوہام جلد۲ صفحہ ۶۷۳)

۲۔ کتاب انوار خلافت کے صفحہ ۱۸، اور الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۴ پر مرزا محمود احمد نے لکھا ہے:

میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق ہی ہے۔

۳۔ الفضل ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۵ میں مرزا محمود احمد قادیانی نے لکھا ہے:

میرے نزدیک وہ رسول جس کا اسم ذات احمد ہے حضرت مسیح موعود ہی ہیں اور یہی ثابت کرنا میرے ذمہ ہے .... جب اس آیت میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو ذکر ہے دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔

اقول: جناب مرزا محمود احمد قادیانی فرماتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ کا نام درحقیقت احمد نہ تھا۔ (القول الفصل۔ ص ۲۹)۔

یعنی یہ کہ،

ماں باپ نے آپ کا نام احمد نہیں رکھا۔ (الفضل ۱۸۔اپریل ۱۹۱۴ء۔ص ۶۔)

مگر مرزا صاحب قادیانی کی نسبت لکھتے ہیں کہ:

آپ کا نام احمد تھا۔ (القول الفصل۔ص ۲۹)۔

یعنی۔

حضرت مسیح موعود ہی کا اسم ذات احمد ہے۔ (الفضل ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ء ص ۵)۔

یعنی یہ کہ:

آپ کا نام آپ کے والدین نے احمد رکھا۔ (انوار خلافت۔ص ۳۳)

مگر حق بات یہی ہے کہ جناب مرزا قادیانی کا نام ان کے والدین نے غلام احمد رکھا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۔ براہین احمدیہ طبع ۱۹۰۶ بدر پریس لاہور صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے:

مرزا غلام مرتضیٰ نے ایک نہایت مبارک فال کو مدنظر رکھ کر آپ کا نام غلام احمد رکھا۔

دلیل نمبر ۲۔ یعقوب علی تراب نے حیاۃ النبی جلد ا صفحہ ۵۰۔۵۱ میں لکھا ہے:

مرزا صاحب جمعہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے تھے ...مرزا صاحب کا نام غلام احمد رکھا گیا۔

دلیل نمبر ۳۔ تحفہ شاہزادہ ویلز صفحہ ۲۹ پر ہے:

اور آپ کا نام آپ کے ماں باپ نے غلام احمد رکھا۔

دلیل نمبر ۴۔ اخبار پیغام صلح ۲۹ شوال و ۳ ذی قعد ۱۳۴۳ صفحہ ۹ کالم ۳ میں ہے:

۱۸۳۹ء، ۱۲۵۵ھ وہ مبارک سال ہے جب آپ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ مسیح موعود توام پیدا ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ آپ کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جو تھوڑے روز زندہ رہ کر فوت ہوگئی آپ کے والد نے ایک نہایت مبارک فال مدنظر رکھ کر آپ کا نام غلام احمد رکھا۔

دلیل نمبر ۵۔ الفضل ۶ ستمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۶ پر ہے:

والدین نے اس کا نام غلام احمد رکھا۔

دلیل نمبر ٦ ۔ الفضل ۱۵۔۱۹ مئی ۱۹۱۷ء صفحہ ۷ پر ہے:

مسیح موعود کا نام تھا غلام احمد یہی نام ان کا ان کے والدین نے رکھا۔

دلیل نمبر ۷ ۔ الفضل ۲۷ نومبر یکم دسمبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۹ پر ہے:

مسیح موعود کے والدین نے آپ کا نام غلام احمد رکھا ہے۔

جواب: واضح ہو کہ میاں محمود احمد کا یہ خیال کہ اس آیت میں ایک رسول جس کا اسم ذات احمد ہو، ذکر ہے (الفضل ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ صفحہ ۵)، سراسر غلط ہے کیونکہ حق بات یہ ہے کہ اس آیت میں ایک ایسے رسول کا ذکر خیر ہے جس کا اسم صفاتی احمد ہو۔ حضرت مسیح نے الفاظ و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ آنے والے رسول کا اسم صفاتی احمد۔

الفاظ اسمه احمد کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کا اسم صفاتی احمد ہے، کیونکہ قرآن مجید میں اسم کے معنی اسم صفاتی کے بھی آئے ہیں۔ دیکھو الفضل ۱۵۔۱۹ مئی ۱۹۱۷ء صفحہ ۸۔ چنانچہ سورہ حشر میں فرمایا:

له الاسماء الحسنی واسطے اللہ کے نام ہیں اچھے۔

اس جگہ جو اسماء باری مثلاً عالم الغیب و الشہادۃ، رحمٰن، رحیم، ملک، قدوس، سلام، مومن، مہیمن، عزیز، جبار، متکبر، خالق، باری، ومصور آئے ہیں یہ سب اسماء صفاتی ہیں۔

اب حدیث سے ثابت کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کا اسم صفاتی احمد ہے۔

حدیث نمبر ۱ ۔ بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۱ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۱ ...وغیرہ میں ہے:

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ خدا میرے سبب سے کفر دور کرتا ہے۔ اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع ہوئے اور میں عاقب ہوں۔ (یعنی خاتم النبیین یعنی آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہووے اور کسی شخص کو خلعت نبوت سے سرفراز نہ کیا جائے)۔

نوٹ۔ جناب عبدالمطلب نے آپ کا اسم مبارک محمد رکھا۔ (دیکھو تاریخ الخمیس ج ا ص ۲۳۱ ۔روض الانف۔ ج ا ص ۱۰۵)۔ پس حضور پرنور کا اسم صفاتی احمد تھا جیسے کہ اسماء ماحی حاشر و

عاقب آپکے صفاتی نام تھے۔

حدیث نمبر۲۔ مسند احمد جلد۴ صفحہ ۱۲۷۔۱۲۸۔ فتح الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۳۲۵ وغیرہ میں ہے:

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ اس نے نقل کی نبی ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا تحقیق میں اللہ کے نزدیک لکھا ہوا ہوں ختم کرنے والا نبیوں کا اس حال میں کہ حضرت آدم البتہ پڑے ہوئے تھے اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں۔ اور اب میں خبر دوں تم کو ساتھ اول امر اپنے کہ کہ وہ دعا حضرت ابراہیم کی ہے (و بشارۃ عیسی) اور خوشخبری دینا حضرت عیسی کا۔ اور خواب دیکھنا میری ماں کا ہے کہ دیکھا انہوں نے جب جنا مجھ کو۔ اور تحقیق ظاہر ہوا میری ماں کے واسطے ایک نور کہ روشن ہوئے اس کے لئے اس نور سے محل ملک شام کے۔ باقی آئندہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جون ۱۹۲۶ء جلد ۳۲ نمبر ۳۳ ص ۳۔۵)

ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری سے چند استفسارات

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

آپ کا مضمون، امتی نبی نہیں ہوسکتا، ۱۶ جون سے اخبار پیغام صلح لاہور میں چھپ رہا ہے۔ اس میں آپ نے سارا زور اس پر لگایا ہے ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے اپنی ذات پر نبوت کا لفظ مجازاً استعمال کیا ہے۔ پس اس کے متعلق چند باتیں دریافت طلب ہیں۔ امید ہے آپ جواب سے ممنون فرمائیں گے۔

۱۔ کیا قرآن شریف اور حدیث صحیح میں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ایک شخص منصب نبوت پر تو متعہد نہیں لیکن خدا تعالی اور اس کے رسول نے اسے نبی کر کے پکارا ہو؟

۲۔ جس قسم کی نبوت آپ مرزا صاحب قادیانی کے لئے تجویز کرتے ہیں، اس کی اطاعت واتباع کا کیا حکم ہے۔ آیا اس کی اتباع واجب یا نہیں؟

۳۔ایسے نبی کے انکار سے کوئی شخص کافر ہوتا ہے یا نہیں؟
۴۔اگر اس کی اتباع واجب ہے، اور اس کا انکار کفر ہے، تو جن لوگوں نے مرزا صاحب قادیانی کو نہیں مانا، وہ کافر ہیں یا نہیں؟
۵۔اگر اس کی اطاعت و اتباع واجب نہیں، نہ اس کا انکار کفر ہے، تو جو لوگ مرزا صاحب کو واجب الاطاعت اور ان کے انکار کو کفر جانتے ہیں، وہ کون ہوئے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جولائی ۱۹۲۶ء مطابق ۲۸ ذی الحج ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۶ ص ۳)

قادیانی امت کی عجیب وغریب چالیں

پنجابی نبی کی کہانی اسکی اپنی زبانی

جناب محمد اسماعیل صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

جن صاحبان نے تھوڑا بہت بھی قادیانی لٹریچر کو پڑھا ہے ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجدد، مہدی، نبی آخر الزمان، موسیٰ، عیسیٰ، محمد، احمد، کرشن اوتار، بدھ مہاراج، نانک اوتار، بلکہ جہاں تک میرا علم ہے اور ان کی تحریر میرے مدنظر ہے، آپ خدائے ذوالجلال کے پاس بیٹھے ہوئے آپ میں اور ذات باری تعالیٰ میں تمیز نہ کر سکے۔اور کہہ مارا کہ :

میں حقیقت میں خدا تھا۔

چنانچہ انکے ایک دیرینہ شعر سے انکے چند دعاوی کا حال کھلتا ہے

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

مرزائی دوستو! ذرہ غور کرو اور خدا کا خوف کرو جسکے روبرو تم نے بعد الموت حاضر ہونا ہے۔مندرجہ بالا مرزا قادیانی کے دعاوی اور شعر میرے خود ساختہ نہیں ہیں بلکہ مستند کتابوں کے حوالہ جات ہیں، بلکہ ہر مرزائی کے زبان زد ہیں۔ یہاں تک کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھ مارتے ہیں :

تمام انبیاء کی قوتیں مجھ کو عطا کی گئیں۔

اے حق کے متلاشیو! ذرہ غور کرو۔ ریو یو آف ریلیجنز انگریزی ماہ مئی ۱۹۲۶ء قادیانی امت کا رسالہ میرے سامنے پڑا ہے۔ صفحہ ۱۱ کے دوسرے پیرے میں لکھا ہے:

چونکہ کرشن اوتار کا وعید آریہ ورت میں ہے پس مرزا صاحب بھی وہی ہیں۔

اے ناظرین اہل حدیث! کیا مرزا صاحب قادیانی تناسخ کے قائل نہ تھے۔ جب تک تناسخ کے قائل نہ بنیں اوتار کے کیا معنی؟

حضرت آدم سے لے کر حضرت رسول کریم ﷺ تک تمام انبیاء کی روحیں مرزا صاحب قادیانی کے جسم خاکی میں حلول کر آئیں۔ ماشاء اللہ مرزا صاحب قادیانی کا جسم کیا ہے، روحوں کو کوٹھری، علیین کہیں یا سجین۔

تناسخ دیوتا کہیں تو بجا ہے۔ کہیں تو رسول پاک کے غلام اور ادنی امتی ہونے کے دعویدار اور ان کی رحمت سے فیض یافتہ کہیں برابری کا دعوی بلکہ اس سے بھی تجاوز۔ سبحان اللہ سچائی کا نمونہ یہی ہے۔

کرشن مہاراج گرونانک کے اوصاف حمیدہ سے پر۔ مگر کرشن کی طرح مرزا صاحب قادیانی نے درخت پر چڑھ کر مرلی نہیں بجائی۔ شاید محمدی بیگم کے عاشقانہ نشہ میں آکر مرلی بجانا بھول گئے ہوں۔

اے پٹی کے گوالو! اگر تم مرزا صاحب کو اپنی گائے وغیرہ کا چارج دے دیتے تو شائد کرشن مہاراج کا دعوی کرنے کی رہی سہی کسر پوری ہو جاتی۔ اور مجنون کی طرح وہ بھی پٹی کے جنگل میں ہراسان و پریشان پھرتے۔

آہ! مرزا صاحب ہندو بھی بنے۔ گرو کے سکھ بھی بنے۔ مگر افسوس جال میں شکار ایک بھی نہ پھنسا۔ تناسخ کے قائل ہو کر مسلمانوں سے بھی الگ ہوئے۔ اگر اہل ہنود اس دام تزویر میں پھنس جاتے تو شائد محمدی بیگم جیسے کئی شکار مل جاتے۔

ہائے بڑھاپے تیرا ستیاناس۔ اسلام سے روگردان ہو کر کرشن بنے، نانک بنے، گوتم بنے، لیکن واہ رہی آسمانی منکوحہ تو نے بھی داغ مفارقت سے پنجابی نبی کے دل کو پریشان کر دیا۔ جب ہندوؤں میں دال نہ گلی تو مثیل مسیح بن کر عیسائیوں کو للکارا (

واللہ اعلم۔ کوئی ادھر بھی ہو) عیسی بنے۔ دعوی بایں الفاظ کیا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ و۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

صاحبو! ان کی تصانیف سے انکا ظلی نبی ہونے کا دعوی بھی معلوم ہوتا ہے۔ کیا سایہ بھی اصل مجسم کی مانند قوی یا محرک ہوسکتا ہے۔ یہ قادیانی فلاسفی تو شاید ہو کہ سایہ اور نمونہ اصل چیز سے زیادہ قوی الحس ہو۔ سائینس تو اس کے برعکس ہی کہے گا۔

کسی جگہ غیر تشریعی نبی کی صورت میں آ گئے ہیں لیکن بموجب محولہ بالا شعر باشرع نبی سے بہتر بیان کرتے ہیں بلکہ ذکر سے بھی منع کرتے ہیں۔ کیوں نہ ہو جب تک عیسی کو نعوذ باللہ زانی اس کی نانی دادیوں کو زانیہ اور بازاری عورتیں قرار دیتے ہیں (دیکھو انجام آتھم) تب تک لوگ کیسے اولوالعزم اور برگزیدہ نبی سے منکر ہوں اور مرزا صاحب کو بجائے عیسی سمجھ لیں۔ کیا عیسی کی ہتک اور ان کی شان میں گستاخی جو مرزا نے کی ہے، نار جہنم کے مستحق نہ بنیں گے ھذا بھتا ن عظیم۔ آپ مثیل مسیح بھی بن بیٹھے ہیں۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔

اے مرزا! جب آپ مثیل مسیح ہیں تو بقول آنجناب مسیح کی نانیاں دادیاں کسبی و بازاری عورتیں تھیں اور مریم صدیقہ معاذ اللہ ..... چکر لگایا کرتی تھی۔ تو کیا مسلمانوں کو آپ سے یہ پوچھنے کا حق نہیں کہ آپ کی حیثیت بسبب مثیل ہونے کے کس طرح کی ہے؟ اور چکر لگانے میں مماثلت کیسی ہے؟ اور نانیوں اور دادیوں میں مماثلت کس طرح ہوگی؟ اگر ان وصفوں سے انکار کرتے ہیں تو مثیل مسیح کیسے؟

جس طرح سے آریہ سماج غیر مذاہب میں تبلیغ کرنے کے لئے اس کے از خود تراشیدہ نقائص اور ان کے بزرگوں کو گالیاں دے کر اپنا دھرم پرچار خیال کرتی ہے، اسی طرح مرزائی بتقلید مرزا، نبیوں کو گالیاں دے کر اپنے نبی کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوستو! چاند پر تھوکنے سے اپنے منہ پر پڑتا ہے۔ کیا ہی یہ کھلا جھوٹ ہے۔ مرزا غلام مرتضی تو بیٹے کا نام غلام احمد رکھیں، اور مرزا صاحب خود بھی شعر منقولہ بالا میں غلام احمد تحریر فرمائیں، لیکن بقول پنجابی مثل

گرو جناں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ

امت مرزا، مرزا کو احمد نبی کے نام سے یاد کریں لعنة الله علی الکا ذبین۔

مدعی اور اس کے والدین غلام احمد نام بتاویں، لیکن ان کی اولاد اور امت محض جھوٹ اور تاویل سے جھوٹ کو سچ کر دکھانے کے لئے سعی بلیغ سے کام لیتی ہے ۔مرزائی امت کیوں بہتان بنا بنا کر مرزا جی کی روح کو دربار الٰہی میں مورد عتاب بنا رہی ہے۔

کئی دن آتھم بھی جیتا رہا۔شیر پنجاب بھی بفضل خدا اب تک (۱۹۲۶ء میں) زندہ ہے۔محمدی بیگم بھی بچے جن رہی ہے اور عمدہ زندگی بسر کر رہی ہے۔خدا ہی کو منظور تھا کہ مرزا قادیانی کے اقوال کا کذب ثابت کیا جائے۔

مرزا نظام الدین راوی ہے کہ جو بات مرزا غلام احمد سے پوچھنی مطلوب ہوتی تھی اس کا الٹ پوچھا کرتے تھے، کیونکہ وہ جو بات کہتے تھے خدا کی طرف سے اس کا الٹ ہوتا تھا کیونکہ مشیت ایزدی نے مرزا کو کاذب کرنا تھا۔

اے قادیانی امت! ایک بزرگ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے کئی سال پہلے یوں پیش گوئی کرتے ہیں

دو کس بنام احمد گمراہ کنند بے حد
سازند از دل خود تفسیر فی القرانہ

گمراہی کے گڑھوں سے باہر نکلو اور عقل سلیم سے کام لو۔

مرزائی دوستو! قادیانی ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۳ پر دوسرے پیرے کی آٹھویں اور نویں اور دسویں سطر میں مرزا صاحب کے ثبوت میں یوں رقم طراز ہیں (ترجمہ انگریزی) سری کرشن بھگوت گیتا میں فرماتے ہیں:

جب کبھی بدی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور نیکی کا زوال ہو جاتا ہے میں پیدا ہوتا ہوں۔پھر پیدا ہوتا ہوں، پھر پیدا ہوتا ہوں، پھر پیدا ہوتا ہوں۔

اے دنیا کے انصاف پسندو! قادیانی چالوں کو ملاحظہ کرو۔تناسخ آواگون کو یہ لوگ تسلیم کرتے ہیں لیکن اسلام کی آڑ میں شکار کھیلتے ہوئے اسلام کو کھوکھلا کر رہے ہیں تناسخی ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

آرین دوستو! ملکانوں کی نسبت یہ آپ کے نزدیک بالکل آ رہے ہیں کیوں

نہیں، ان کو اپنی آغوش میں قبول کر لیتے۔ آپ سے یہ ہر لحاظ میں ملتے جلتے ہیں۔

سوامی دیانند جی مہاراج ستیارتھ پرکاش میں اسلام کے اولوالعزم انبیاء اور اسکے بزرگوں اور صدیقوں کو مغلظ گالیوں سے یاد کرتے ہوئے آواگون کے سپرد ہوئے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب قادیانی بھی براہین احمدیہ وغیرہ کتب میں علماء وقت بزرگان دین باشرع نبیوں کو ہتک آمیز اور مغلظ کلام سے یاد کرتے ہوئے تناسخ کے چکر میں پھر رہے ہیں۔

بقول خود مرزا صاحب مناسب وقتوں میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوں گے، پیدا ہوں گے، پھر پیدا ہوں گے، پھر پیدا ہوں گے کیوں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، کرشن اوتار ہیں۔ لیکن ہم تو اس وقت کرشن مانیں گے جب کہ مرلی بجاتے ہوئے برہنہ عورتوں کے کپڑے لے کر درخت پر روپوش ہو جائیں گے، جیسا کہ اہل ہنود کی تصاویر اور عقاید سے ظاہر ہے۔

کیا خلیفہ کرشن آنجہانی بھی اپنے پیرومرشد کے اس فعل پر عامل ہو کر دنیا میں حقیقی پیرومرشد کے فرمان بردار ثابت ہوں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ جولائی ۱۹۲۶ء مطابق ۲۸ ذی الحج ۱۳۴۴ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۶ ص ۳۔۵)

مرزا قادیانی اور جہاد اسلامی

مولانا محمد عبد الغفار خیری دہلویؒ لکھتے ہیں:

یہ امر پوشیدہ نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جہاد اسلامی کو بزعم خود منسوخ کر دیا۔ چنانچہ آپ کی امت کی دونوں قادیانی اور لاہوری پارٹیاں اس عقیدہ پر قائم اور عامل ہیں۔ مجھ کو اس وقت اس کے متعلق بحث یا تردید کرنی نہیں ہے، صرف یہ دکھانا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے ایسا کیوں کیا؟

مرزا صاحب کی کتاب نور الحق صفحہ ۳۱ سے خود ان کی تحریر پیش کرتا ہوں جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس تحریر کی رو سے وہ گورنمنٹ انگریزی کو شبہ اور شک سے نکال رہے ہیں کہ حکومت ان کو مخالف نہ سمجھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فلو کنت عدوا لهذه الدولة لفعلت افعا لاً خلاف ذلك و ما ار سلت هذه الکتب و هذه ا لا شتها رات الی دیار العر ب و بلاد اسلا میه و ما قد متـ قد می ـ لهذه النصا ئح فا نظروا یا اولی ا لا بصار لم فعلت هذه الا فعا ل و لم ارسلت هذه الکتب التی فیها منع شد ید من الجها د لهذه الدو لة فی دیار العرب و فی غیر ها من البلاد ا کنت ا ر جو انعا ماً (مرزا صاحب کا دعویٰ اعجازی عربی لکھنے کا تھا جس کا مقابلہ علماء نہیں کر سکتے ۔ سو اس کی صورت یہ ہے کہ آپ ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو عربی زبان میں ان معانی میں مستعمل نہیں ہوتے ۔ ان میں سے ایک لفظ انعام ہے کہ ہندی زبان میں اس کا ترجمہ جس معنی میں ہے عربی میں نہیں ۔ عربی میں اس معنی کے لئے لفظ صلہ اور جائزہ ہے۔ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی)من سکا ن تلك البلا د او کنت اعلم انهم یر ضو ن عنی بسما ع تلك الکلما ت و یز یدو ن فی ا لا خوة و ا لا تحاد ۔ فا ن لم یکن لی غرض من هذه الا غرا ض بل کا نت النتیجة البد یهة سخط القو م و غضبهم علیّ و طعنهم با لا لسنة الحداد ، فبعده ای شیء حملنی علی ذلك ا کا نت لنفسی فا ئدة ا خر ی فی ارسا ل تلك الکتب الی دیا ر لیست دا خلة تحت الحکو مة البر یطا نیه بل هی مما لك ا لا سلا م و لهم خیا لا ت دو ن ذلك کما لا یخفی علی الخوا ص و العوا م ۔

یعنی پس اگر میں اس گورنمنٹ کا دشمن ہوتا تو میں ایسے کام کرتا جو میری اس کاروائی کے مخالف ہوتے اور یہ کتابیں اور یہ اشتہار بلاد عرب اور تمام بلاد اسلامیہ کی طرف روانہ نہ کرتا اور ان نصیحتوں کے لئے آگے قدم نہ اٹھاتا۔

پس اے آنکھ والو تم سوچو کہ میں نے یہ کام کیوں کئے اور کیوں یہ کتابیں جن میں جہاد کی سخت ممانعت لکھی ہے ملک عرب اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھیجیں ۔

کیا میں ان تحریروں سے ان لوگوں سے انعام کی توقع کی رکھتا تھا۔ یا میں یہ جانتا تھا کہ وہ ان باتوں سے مجھ سے خوش ہو جائیں گے اور دوستی اور برادری میں ترقی کریں گے ۔

سوا گران غرضوں میں سے کوئی غرض نہ تھی بلکہ کھلا کھلا نتیجہ قوم کی ناراضگی تھی اوران کی تیز زبانی کے ساتھ طعن تھے۔ سواسکے بعد کس غرض سے مجھ کواس کام پر آمادہ کیا۔ کیا میرے لئے ان کتابوں کی ایسے ملکوں میں بھیجنے میں جو حکومت انگریزی میں داخل نہیں تھے بلکہ وہ اسلامی ممالک تھے اوران کے خیال بھی اور تھے کچھ اور فائدہ تھا۔

(نورالحق۔طبع مصطفائی پریس لاہور ۱۳۱۱ھ)

اب یہ تحریر صاف الفاظ میں بتارہی ہے کہ منسوخی جہاد کا خیال کیوں پیدا ہوا۔اگر چہ آگے چل کراس کواظہار حق سے تعبیر کیا ہے۔

بعض مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں ان کو چاہیے کہ مرزا صاحب قادیانی اوران کے حواریوں کی کتب مثلاً خواجہ کمال الدین کی انڈیا ان دی بیلنس غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی تحریک احمدیت کی اصلی غرض اور غایت کیا ہے۔

ہم اگرعرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ جولائی ۱۹۲۶ءمطابق ۵ محرم ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۷ ص ۵)

مرزا قادیانی کا پاؤں دو کشتیوں میں۔۱

(انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔منظور الٰہی۔صفحہ ۳۲۹)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسریؒ لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ اس قادیانی جماعت کے دو گروہ ہیں۔ایک وہ جو مرزا محمود احمد صاحب کے ہم خیال اور پیرو ہیں اور جن کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی حقیقی نبی ہیں اوران کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ دوسرا فریق مولوی محمد علی لاہوری کا ہم خیال ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب حقیقی نبی نہیں، محدث اور غیر نبی ہیں اوران کا منکر دائرہ اسلام سے خارج نہیں (رسالہ قول فیصل۔ص ۱)۔

جہاں تک میں نے لاہوری احمدیوں اور قادیانی احمدیوں کی تحریریں پڑھی

ہیں، میں کہہ سکتا ہوں کہ خود جناب مرزا صاحب ہی اس اختلاف (نبوت مرزا) کے بانی ہیں ۔ مرزا صاحب کی کتابوں میں دعوی نبوت سے انکار، محدثیت کا اقرار، دعوی رسالت پر اصرار بلکہ نبوت غیر تشریعی وتشریعی ہر دو کا اقرار بھی موجود ہے ۔ غرض کہ جناب مرزا صاحب قادیانی نے خود ہی دو کشتیوں میں پاؤں رکھا ہے ۔

ذیل میں لاہوری احمدیوں اور قادیانی احمدیوں کے عقاید مرزا غلام احمد کی تحریروں کے ساتھ درج کئے ہیں :

لاہوری احمدی :

۱ ۔ الف ۔ ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۲۳ پر ہے :

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین ۔

یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا ۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا ۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ۔ ص ۶۱۴)

ب ۔ خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا ۔

(ازالہ اوہام ۔ ص ۵۸۶)

۲ ۔ رسالہ البلاغ کے صفحہ ۳، بدر ۱۷ ۔ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۲، اخبار پیغام صلح ۲۴ ستمبر ۱۸۲۴ء صفحہ ۵ ۔ پیغام صلح ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ ص ۱۴، پیغام صلح ۲۵ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۵، پیغام صلح ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۳ پر ہے :

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے ۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے ۔ (اخبار الحکم مورخہ ۱۰ ۔ اپریل ۱۹۰۳ء) ۔

۳ ۔ ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۳۱ پر ہے :

اور امام مجدد سرہندی شیخ احمد نے اپنے ایک مکتوب میں جس میں بعض نصیحتیں اپنے مرید محمد صدیق کی طرف لکھی ہیں، فرمایا :

جان لے اے صدیق کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بشر کیساتھ کبھی بہت قرب سے ہوتا ہے اور یہ افراد انبیاء میں سے ہوتے ہیں اور بعض وقت ان کے پیروؤں میں سے مکملوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔

(تحفہ بغداد۔حاشیہ ص ۲۱)

۴۔ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۴۷ پر ہے:

پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنی اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرتﷺ کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔

پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت، نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔

(الوصیت ص ۱۱۔ اخبار الحکم مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء ص ۹، ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۰۶ء ص ۲۸)۔

۵۔الف۔ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۸ پر ہے:

سوال۔رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اما الجواب: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم پر کیا گیا ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۴۲۱)

ب۔ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۴۹ پر ہے:

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں اور خدا نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ص ۳۸۳)۔

ج۔ ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۵۹ پر ہے:

اے بھائی معلوم رہے میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی .... اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں ادعاء نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے کر مل جاؤں۔

(حمامۃ البشریٰ۔ص ۷۹)

قادیانی احمدی

ا۔ رسالہ قول فیصل کے صفحہ ۴۰ اور کتاب حق الیقین کے صفحہ ۱۰۲ کے حاشیہ پر ہے:

علماء کو ختم نبوت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں خاتم النبیین جو آیا ہے اور جس پر الف لام بھی پڑے ہیں۔ اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانے والی نبوت سب ختم ہو چکی ہے پس اب اگر نئی شریعت کا مدعی ہو وہ کافر ہے۔ (اخبار الحکم قادیان ۷ فروری ۱۹۰۳ء ص ۱۴)۔

۲۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی اپنے رسالہ تجلیات الٰہیہ کے صفحہ ۲۵ پر یوں لکھتے ہیں:

اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

۳۔ کتاب حقیقۃ النبوۃ حصہ اول طبع ۱۹۱۵ء قادیان کے صفحہ ۹۹۔۱۰۰ پر ہے:

مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۰)

۴۔ حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۲۳۳۔۲۳۴ پر ہے:

غرض اس حصہ کثیرہ وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص ۳۹۱)۔

۵۔ رسالہ القول الفصل کے صفحہ ۲۷ پر ہے:

حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیشگوئی کا میں ہی ہوں کیونکہ یہاں صرف احمد کی پیش گوئی ہے اور آنحضرت ﷺ احمد اور محمد دونوں ہیں چنانچہ آپ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال وجلال ہیں۔ لیکن اس آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ص ۶۷۳)

نوٹ: ازالہ اوہام ۱۳۰۸ھ یا ۱۸۹۱ء میں لکھی گئی تھی اس مقام پر جناب مرزا صاحب نے بشارت اسمہ احمد کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے جس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی ۱۳۰۸ھ میں یعنی ازالہ اوہام میں مدعی رسالت ونبوت تھے کیونکہ مسیح نے فرمایا تھا

و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جماعت احمدیہ کی دونوں جماعتوں میں نبوت مرزا کے متعلق جو اختلاف ہے اس کے بانی خود جناب مرزا صاحب قادیانی ہی ہیں اور مرزا صاحب نے خود ہی دو کشتیوں میں پاؤں میں رکھا ہے۔ دراصل وہی بات ہے جو جناب مرزا صاحب نے اپنی نسبت لکھی ہے کہ:

حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔

(دیکھو رسالہ ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۵۳ کا حاشیہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۲۳ جولائی ۔۱۹۲۶ء مطابق ۱۲ محرم ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۸ ۔ ص ۱۰۔۱۲)

پیدائش مرزا

(یہی مضمون مختصراً احتساب قادیانیت کی جلد ۳ صفحہ ۱۶۱ پر، پیدائش مرزا قادیانی اور مرزائی مولویوں کی پریشانی، کے عنوان سے درج ہے۔ بہاء)

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

۱۔ اخبار الحق ج ۵ نمبر ۵۔۶ مورخہ ۲۰۔۲۷ فروری ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۴ کالم ۲ میں ہے:

صحیح امر یہی ہے کہ آپ کی پیدائش ۱۸۳۸ء یا ۱۸۳۹ء میں ہوئی آپ توام پیدا ہوئے تھے۔

۲۔ ریویو آف ریلی جنز جلد ۱۵ نومبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۴۳۹ پر ہے:

قاضی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ یوز آسف (یسوع مسیح) دوبارہ دنیا میں آئے اور ۸۷ سال ہندوستان میں رہ کر پھر خداوند کے پاس چلے گئے وہ (مرزا قادیانی) کے وجود میں ظاہر ہوئے اور مئی ۱۹۰۸ء تک زندہ رہے یہاں تک کہ خدا نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

نوٹ: اس تحریر سے مرزا غلام احمد قادیانی کا سن پیدائش ۱۸۳۰ء معلوم ہوتا ہے اور یہ تحریر قاضی عبداللہ احمدی کی ہے۔

۳۔ ریویو آف ریلی جنز جلد ۲۴ نمبر ۵ مئی ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۸۵ پر ہے:

حضرت مرزا غلام احمد صوبہ پنجاب کے ایک قصبہ قادیان نامی میں ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے۔

۴۔ اخبار بدر قادیان ۲۷۔ اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ کالم ۳ میں ہے:

میرے خیال میں خاتم المصلحین کاسر الصلیب ۱۸۳۴ء میں پیدا

ہوئے۔

۵۔بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸صفحہ ۴ ، ریویو آف ریلی جنز جولائی ۱۹۰۸ءصفحہ ۲۷۱ ، بدر ۲۰۔ اگست ۱۹۰۸ءصفحہ ۹۔ ریویو آف ریلی جنز ستمبر ۱۹۱۶ءصفحہ ۳۲۲، ۳۲۶۔ ریویو آف ریلی جنز ستمبر ۱۹۱۷ءصفحہ ۳۳۳ ، سیرۃ المہدی جلداول صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۴۰، ۲۵۶۔تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۸ءصفحہ ۶۔ ریویو آف ریلی جنز مارچ ۱۹۲۴ءصفحہ ۷۔۸ پر لکھا ہے:

آپ کی پیدائش ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں ضلع گورداسپور پنجاب کے ایک گاؤں میں ہوئی۔

۶۔ جناب مرزا صاحب کے الفاظ کتاب البریہ صفحہ ۱۴۶ حاشیہ، ریویو آف ریلی جنز جون ۱۹۰۶ءصفحہ ۲۱۹ ، بدر جلد ۳۔ ۸۔ اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۵۔ الحکم ج ۱۵ نمبر ۱۹۔ ۲۰ مورخہ ۲۱۔ ۲۸مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۴ اورحیات النبی جلد ا صفحہ ۴۹ پر یوں ہیں:

میری پیدائش ۱۸۳۹ءیا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔

۷۔ جناب مرزا کے الفاظ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۱۵۴ کے حاشیہ، رسالہ حقیقت نماز کے صفحہ ۱۷۳ کے حاشیہ اور ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۲۴ءصفحہ ۳۳، ۳۶ پر یوں ہیں:

میری پیدائش اس وقت ہوئی جب ۶ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔

(نوٹ چھٹا ہزار ۱۲۷۰ ہجری میں پورا ہوا دیکھو تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء ص ۵۶۔ ۸۷۔ ۹۱۔ الحکم ۶ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۶)۔

مرزا صاحب قادیانی کی اس تحریر کی رو سے آپ کا سن پیدائش ۱۲۵۹ھ یعنی ۱۸۴۳ء بنتا ہے۔ اوراس پر مزے کی بات یہ ہے کہ ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۲۲ءصفحہ ۱۵۴ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی ۱۲۶۰ھ یعنی ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے تھے۔

۸۔حکیم خدا بخش احمدی، عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۵۲۲ پر لکھتے ہیں:

ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسی وقت یعنی ۱۲۸۸ھ میں حضرت مرزا کی عمر عین شباب کی تھی یعنی ۲۱ برس۔

نوٹ: اس تحریر کی رو سے مرزا صاحب قادیانی کا سن پیدائش ۱۲۶۷ھ یعنی ۱۸۵۰ء بنتا ہے (مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی حاشیہ میں لکھتے ہیں؛ یہ اختلاف بیانیاں دروغ گورا حافظہ نباشد کی بنا پر نہ سمجھنی چاہییں کیونکہ شائد ان کی وجہ عالم بروز، تناسخ، جس کے مرزا صاحب قائل ہیں، کے

بہت سے انتقالات کے بعد آنا ہو اور ہر سنہ ایک جدا انتقال کے ہو)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء مطابق ۱۹ محرم ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۳۹)

ایک احمدی کی دکھ بھری داستان ۔ ۱

ہمارے ہاں ایک پوسٹ ماسٹر صاحب رہتے ہیں ان کی اور خاکسار کی گفتگو اتفاق سے چند باتوں میں ہوئی جو درج ذیل ہے

پوسٹ ماسٹر: منشی صاحب ! کیا آپ پاک پٹن کے میلہ پر جائیں گے جو عنقریب آنے والا ہے۔

میں ۔ نہیں جناب میں کبھی میلوں تماشوں میں نہیں گیا کیا آپ جائیں گے؟ کیا اس روز ڈاک خانہ میں رخصت ہو جائے گی۔

پوسٹ ماسٹر: نہیں رخصت تو نہیں ہو گی لیکن میں ضرور رخصت لے کر اس جگہ جاؤں گا اور باوا صاحب کی قبر کی زیارت کرونگا اس جگہ جانا ضروری ہے کیونکہ مقدس جگہ ہے۔

میں ۔ احمدی تو سوائے قادیان کی زیارت کے اور کسی جگہ نہیں جایا کرتے آپ کس طرح باوا فرید صاحب کی زیارت کو جائیں گے؟

پوسٹ ماسٹر ۔ احمدی جماعت نے تو جہالت اختیار کر لی ہے مرزا صاحب نے تو بزرگان دین کو زندہ کہا ہے ان کی قبروں کی زیارت کرنا کار ثواب ہے۔

میں ۔ بابو صاحب ! آپ کی ان باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں اور قادیانی جماعت میں زمین آسمان کا فرق ہے وہ تو کہتے ہیں کہ نبی و ولی سب فوت ہو گئے ہیں جو کوئی بھی زمین میں پیدا ہوا کوئی سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

پوسٹ ماسٹر : میں سچ کہتا ہوں ... سیرت لوگ رہتے ہیں جن کا بیان کرنا میں نہیں چاہتا (آپ کسی کو نہ کہیں کہ بابو یہ بات کہتا ہے) ان لوگوں سے خلیفہ وقت بھی بے زار ہے لیکن کیا کرے ڈرتا چوں نہیں کرتا۔ اگر ذرہ بھی ان کا مخالف ہو تو فوراً ہی اس گھسیٹ

کر تخت خلافت سے نیچے پھینک دیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ خلیفہ اور جماعت قادیان میں روحانیت کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا صرف روپیہ بٹورنے کے لئے جال پھیلا رکھا ہے۔

میں۔ آپ کومعلوم ہے کہ پچھلے دنوں الفضل کے تمام اڈیٹر و پبلشر فرقہ بہائیہ میں جا کر داخل ہو گئے ہیں۔

پوسٹ ماسٹر: میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس قدر بیزار ہوں کہ میں قادیان کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتا کیونکہ خلیفہ صاحب جو ہیں وہ... کی فوج کے ماتحت کام کررہے ہیں ان کو اسلام کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس جس طرح ان کو... کا جرنیل حکم دیتا ہے اس طرح کام شروع کر دیتے ہیں اور جو خلیفہ صاحب کے مرید ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ کام اسلام اسلام کے خلاف ہے۔ بس جس طرح خلیفہ نے حکم دے دیا اسی طرح کرنا شروع کر دیا۔ بھائی! یہ آدمی کہاں ہیں یہ تو کاٹھ کے الو ہیں اور خلیفہ صاحب بیچارے اپنے عہدہ کے ڈر سے چوں نہیں کرتے میں، پھر آپ کومعلوم ہوگا کہ اس ...کی جماعت کا سردار کون ہے جو یہ کام خلیفہ سے کرا رہا ہے اور خلیفہ صاحب چوں نہیں کرتے۔

پوسٹ ماسٹر: سچ پوچھو تو میں تم کو بتا دیتا ہوں لیکن میرا نام نہ لینا وہ مفتی محمد صادق ہے جس کا اثر خلیفہ صاحب پر اس قدر ہے کہ خلیفہ تو ایسے ہیں جیسے کوئی بت ہو اور اس کے اندر ایک شخص بیٹھا ہو اور کل کے ذریعے سے اس تصویر کو جلا کر کام لیوے خلیفہ صاحب تو بت ہیں اور مفتی صادق اندر بیٹھ کر کل کے ذریعہ کام کر رہے ہیں میں کہتا ہوں کہ شیطان تو شیطان تھا لیکن یہ...ہے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے کہ خلیفہ صاحب خود تنگ ہیں لیکن کیا کریں اگر ذرہ چوں چرا کریں تو کھیل کے بگڑ جانے کا خطرہ ہے اور خلافت سے بھی دست بردار ہونا پڑے گا۔

میں: جب آپ کومعلوم ہے کہ یہ... جماعت ہے تو پھر آپ نے کیوں بیعت کر رکھی ہے۔

پوسٹ ماسٹر: میں نے پہلے جو بیعت کی ہے غلطی پر تھا لاہوری پارٹی نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا (یعنی قادیانی پارٹی کی) بیعت سے انکار کر دیا اور اس ...کی فوج کو خیر باد کہا۔ میں

بھی اب ان کو خیر باد کہنے کو تیار ہوں کیونکہ ایسی خلافت کی بیعت ضروری نہیں خلافت کے ساتھ سیاست کا ہونا ضروری ہے کہ خلیفہ وقت امن بھی پھیلا سکے لیکن قادیانی جماعت میں امن نام کو نہیں مرزا صاحب نے جو کام کیا تھا ان کی جماعت نے اسکے اوپر بھی پانی پھیر دیا اسی واسطے تو کامیابی نہیں ہوتی۔

جب یہاں تک گفتگو پہنچی تو کام والے آ گئے اور بابو صاحب کام میں لگ گئے اور میں اپنے گھر کو چلا آیا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ لفظ بابو صاحب کے بالکل درست ہیں۔ اس میں میں نے ہرگز ایک لفظ بھی اپنی طرف سے شامل نہیں کیا۔

راقم: اخبار اہل حدیث کا خریدار نمبر ۳۸۴۷

(ان دنوں مولانا ثناء اللہ حج کے لئے حجاز گئے تھے اور ان کی غیر حاضری میں مولانا ابراہیم میر اخبار اہل حدیث کی ادارت فرما رہے تھے۔ انہوں نے نوٹ لکھا ہے: جس جس جگہ.... نشان دیا گیا ہے اس جگہ اصل عبارت کے لفظ ثقیل تھے میں نے کاٹ ڈالے ہیں)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء مطابق ۱۹ محرم ۱۳۴۵ جلد ۲۳ نمبر ۳۹ ص ۷۔۸)

عمر مرزا

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

ا۔ مولوی عمر الدین صاحب احمدی شملوی کے الفاظ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ستمبر ۱۹۱۸ء صفحہ ۳۴۴ پر یوں درج ہیں:

الف: دسمبر ۱۹۰۰ میں آپ کی عمر ۷۵ سال کے قریب تھی لہذا وفات کے وقت مئی ۱۹۰۸ء میں آپ کی عمر ۸۲، ۸۳ سال ہوئی۔

ب۔ اب جبکہ شروع ۱۸۹۳ء میں حضرت مسیح موعود کی عمر ۶۳ برس ہو چکی تھی تو ۱۹۰۸ء میں ۷۹ برس ہوئی اور اگر ۷۹ برس شمسی کو قمری سالوں میں تبدیل کریں تو ۸۱، ۸۲ برس حیات طیبہ ہوتی ہے اور درحقیقت یہی ٹھیک بھی ہے

(ص ۳۴۲)

۲۔ ریویو آف ریلی جنز ستمبر ۱۹۱۸ء صفحہ ۳۴۱ پر ہے
حکمت الٰہی نے حضرت مسیح موعود کو ۸۰ سال کی عمر عنایت فرمائی

۳۔ ریویو آف ریلی جنز ستمبر ۱۹۱۸ء صفحہ ۳۴۲ پر ہے:
مولوی ثناء اللہ نے اپنے مرقع نمبر ۹ ص ۱۲ پر حساب لگا کر حضرت مسیح موعود کی عمر ۷۵ برس شمسی لکھی ہے اور ۷۵ برس شمسی ۷۷، ۷۸ برس قمری کے برابر ہوتے ہیں۔

ب: ریویو آف ریلی جنز نومبر ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۴۳۹ پر ہے:
قاضی (عبداللہ) صاحب فرماتے ہیں کہ یوز آسف (یسوع مسیح) دوبارہ دنیا میں آئے اور ۸۷ سال ہندوستان میں رہ کر پھر خداوند تعالی کے پاس چلے گئے وہ مرزا غلام احمد کے وجود میں ظاہر ہوئے اور مئی ۱۹۰۸ تک زندہ رہے یہاں تک کہ خدا نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

۴۔ ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ ۲۳ پر ہے:
۱۲۹۰ میں آپ کی عمر چالیس سال تھی اور ۱۳۲۶ھ میں آپ نے وفات پائی تو اس لحاظ سے آپ کی عمر ۷۶ سال ہوئی۔

۵۔ تشحیذ الاذہان جون جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے:
جب حضرت اقدس نے وفات پائی تو آپ اس وقت ۷۴ سال کے تھے۔

۶۔ مولوی نور الدین صاحب بھیروی اپنی کتاب نور الدین کے صفحہ ۱۷۱ کی سطر ۱۹ میں جناب مرزا قادیانی کا ۱۹۰۸ء میں ۶۹ سال کی عمر پانا لکھتے ہیں۔

۷۔ ریویو آف ریلی جنز مئی ۱۹۲۲ صفحہ ۱۵۴ پر ہے:
مکاشفات یوحنا ۱۲۔۱ میں ہے ایک عورت سورج اوڑھے ہوئے چاند اس کے پاؤں تلے اور سر پر بارہ ستاروں کا تاج اور وہ ایک ہزار دو سو ساٹھ دن تک چھوڑی گئی۔ یہ اسلام کی حالت ہے سورج نبی کریم بارہ ستارے بارہ مجدد اور چاند مسیح موعود اور ۱۲۶۰ ہجری پیدائش مسیح موعود کا سال
اس حساب سے مرزا صاحب قادیانی کی کل عمر ۶۶ سال قمری بنتی ہے۔

۸۔ کتاب عسل مصفی حصہ دوم صفحہ ۵۲۲ پر ہے:

اس وقت یعنی ۱۲۸۸ھ میں حضرت مرزا صاحب کی عمر عین شباب کی تھی یعنی ۲۱ برس۔

نوٹ: اس تحریر کی رو سے مرزا صاحب قادیانی کی کل عمر ۶۹ سال بنتی ہے۔

(یہ اختلاف بیانیاں شاید اس وجہ سے ہوں کہ مرزا صاحب کی پیدائش مسئلہ بروز (تناسخ) کے ماتحت مختلف انتقالات کے بعد ہوئی۔ پس ہر پیدائش سے نئی گنتی شروع کر کے ہر وفات کا سنہ جدا ہونا چاہیے۔ میر۔ (ان دنوں مولانا امرتسری حج پر گئے ہوئے تھے۔ اور اخبار کے معاملات ابراہیم میر چلا رہے تھے۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ اگست ۱۹۲۶ء مطابق ۲۶ محرم ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۰ ص ۹-۱۰)

خاتون محترم محمدی بیگم اور مسیح قادیان

جناب مرزا زوار احمد، میرٹھ سے لکھتے ہیں:

میں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی اکثر تصانیف اور حضرت ممدوح کی جماعت کے اخبار و رسالے سینکڑوں کی تعداد میں نہایت شوق و دلچسپی کے ساتھ محض اس غرض سے دیکھے کہ اگر واقعی مرزا صاحب قادیانی سچے مہدی و مسیح ہیں تو میں حضرت ممدوح کی غلامی کو اپنے لئے باعث عزت و افتخار سمجھوں۔

لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ باوجود اس قدر سعی و جستجو کے بھی میں مرزا صاحب قادیانی میں رتی بھر صداقت اور جوہر ایمانی نہ پا سکا۔ اور میرا اخیر فیصلہ یہ ہے کہ یہ کل کھیل حضرت ممدوح نے محض اغراض دنیاوی و نفسانی کے لئے کھیلا تھا۔ چنانچہ آج بھی حضرت ممدوح کے جانشین خلیفۃ المسیح یہی کھیل کھیل رہے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ میں نے خلیفہ صاحب کی بابت اہل حدیث مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۲۵ء اور ۵ مارچ ۱۹۲۶ء میں دو مضامین ،خلیفہ صاحب اور قادیان کی صداقت کا امتحان، کے عنوان سے شائع کرائے تاکہ میرے دل میں جو شبہات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے جانشین کے متعلق پیدا ہو گئے ہیں وہ دور ہو جائیں۔ لیکن آج تک نہ تو خلیفہ صاحب ہی میرے سوالات کا کوئی جواب دے سکے اور نہ غازیان قادیان ہی

کچھ لب کشائی کر سکے۔ اس سے زیادہ میرے دعوی کی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے، نیز ہر وہ شخص جو دل میں انصاف اور دماغ میں عقل رکھتا ہوگا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حالات زندگی پڑھنے کے بعد اسی فیصلہ پر پہنچے گا لیکن تعجب ہے کہ باوجود اس قدر صاف اور کھلے ہوئے واقعات کے ہوتے ہوئے بھی ہزاروں حضرات ایک شخص کی اغراض دنیاوی کے شکار ہو جاتے ہیں اور اپنی دولت ایمانی ایک ایسے شخص پر جو اپنی زندگی میں نہایت صاف الفاظ میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں مرتبہ جھوٹ بول چکا ہو قربان کر دیتے ہیں ان حضرات کے متعلق کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اللہ تعالی خود اپنے کلام پاک میں ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے

او لئك الذين طبع الله علی قلو بهم و سمعهم وابصارهم و اولئك هم الغافلو ن (النحل: ۱۰۸) یعنی یہی وہ لوگ ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اور یہی غافل ہیں)

کاش کہ قادیانی جماعت کے انصاف پسند حضرات تعصب کی عینک اتار کر حضرت مرزا صاحب قادیانی کی لائف پر غور کریں اور اسلام کو تباہ و کمزور کرنے کی بجائے اسلام کی سچی خدمت انجام دے سکیں۔

میں وہ کل حالات جو مجھ کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی لائف پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوئے ہیں سلسلہ وار قلم بند کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں اپنے مضمون کا عنوان اس خاتون محترم کے نام نامی سے شروع کرتا ہوں جس کی وجہ سے بہت سے خدا کے نیک بندے قعر گمراہی اور عذاب دوزخ سے بچ گئے۔ میرے نزدیک تو خاتون معظّمہ نے اپنی قوت ایمانی سے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کو میدان صداقت میں ایسی شکست فاش دی کہ کہ حضرت ممدوح کی روح آج بھی اس نیک خاتون کے نام سے کانپ رہی ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ کی ایک ادنی کنیز نے جناب مرزا صاحب مدعی نبوت مہدویت کی نبوت و مسیحیت کی ایک ٹانگ توڑ دی ہو وہ کس قدر قابل یقین اور مبنی بر صداقت ہوسکتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ اگست ۱۹۲۶ء مطابق ۲۶ محرم ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۰ ص ۱۰)

ختم نبوت اور مرزائی گریجوایٹ

منشی عبدالکریم میرٹھیؒ، کوہ ڈگشائی شملہ سے لکھتے ہیں:

ہمارا بہت عرصہ سے خیال ہے کہ تعلیم یافتہ اصحاب نہایت آزاد خیال ہوتے ہیں جب تک کسی بات کی خوبی اور دلیل معلوم نہ ہو وہ ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ مگر افسوس کہ قادیانی مشن کی کارگزاریوں پر نظر کر کے ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ آج دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اچھی خاصی تعلیم حتی کہ گریجوایٹ (بی۔اے) ہونے کے باوجود بلا سوچے سمجھے کسی بات کو مان لیتے ہیں اور بغیر آزمائے کسی ریاکار کے جال میں پھنس جاتے ہیں نہ صرف خود پھنسے بلکہ عوام کو بھی پھنسانا چاہتے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے

مسئلہ ختم نبوت پر ایک مباحثہ کی روداد

موجود ہے جس میں ایک (بی۔اے) مرزائی نے عوام کو بہت کچھ مغالطے دیئے ہیں یا وہ خود مذہبی تعلیم میں بالکل کورے ہیں۔

بہرصورت مسئلہ ختم نبوت پر مسلمانوں کی طرف سے یہ آیات پیش کی جاتی ہیں جو اپنا مطلب آپ بتانے میں کسی تفسیر یا حاشیہ کی محتاج نہیں

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین یعنی آنخضرت کسی مرد کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

مطلب بالکل صاف ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا یا یہ کہ آپ ﷺ نبیوں کے سلسلہ پر مثل مہر کے ہیں جس طرح خط لکھ کر بند کر دیا جاتا ہے اور اس پر مہر لگا دی جاتی ہے پھر اس میں ایک حرف تک نہیں بڑھا سکتے اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور بس۔

اگر کوئی شیطان وسوسہ ڈالے کہ حضرت عیسیٰؑ کے تشریف لانے سے یہ مہر

ٹوٹ جائے گی یا نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہوجائے گا ،سو اس کا جواب بھی نہایت صاف اور آسان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم تشریف لائیں گے جو پہلے ہی نبی ہیں کسی اور شخص کو نبوت کا خلعت نہیں ملے گا۔

ہاں اگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی مانیں تو آیت مذکور کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔

دوسری آیت جو اسلامی مناظر نے پیش کی یہ ہے

قل یا ایھا الناس انی رسو ل اللہ الیکم جمیعا۔ یعنی ارشاد خداوندی ہے کہ اے رسول ﷺ لوگوں کو کہہ دو کہ میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

مطلب صاف ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جس قدر انسان ہوں گے، آپ ان سب کی طرف رسول ہیں۔ سب کو آپ کے فرمان مبارک کے سامنے بحیثیت ایک امتی سر جھکانے کا حکم ہے۔ نہ یہ کہ وہ خود ہی رسول بن بیٹھیں جس طرح مرزا قادیانی نے نبوت کا دعوی کر کے ارشادات خداوندی کی تکذیب کی۔

ناظرین ! ہر دو آیات سے یہ بات بخوبی روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور حضور ﷺ سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ کے بعد جو شخص بھی آئے گا وہ ایک امتی کی حیثیت سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔ مگر افسوس کہ ہمارا گریجوایٹ دوست ان آیات سے دیدہ دانستہ اعراض کرنا چاہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں پہلی آیت جو مرزائی گریجوایٹ نے پیش کی یہ ہے

ومن یطع اللہ و الرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصا لحین (یعنی جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالی (آخرت میں بڑے بڑے)انعامات فرمائے گا یعنی نبی صدیق شہید اور صالحین کی جماعت کے ساتھ ہو)

آیت کا مطلب نہایت واضح اور صاف ہے مگر قبل اس کے کہ ہم اس کا مطلب اور واضح کریں، مناسب ہے کہ اس کے شان نزول پر نگاہ ڈالیں۔

ایک شخص ثوبان نامی آنحضرت ﷺ سے نہایت محبت رکھتا تھا۔ایک دفعہ

نہایت بے قراری میں بھاگا ہوا آیا۔ آپ نے دریافت کیا ثوبان کیا حال ہے؟ اچھے ہو۔ عرض کیا حضور اچھا ہوں کوئی بیماری نہیں، فقط میں نے آج حضور کی زیارت نہیں کی تھی اسلئے گھبراہٹ ہوئی اور مجھے قیامت یاد آئی تو اور بھی زیادہ رنج ہوا اس لئے کہ حضور جنت میں بلند مرتبہ انبیاء کے ساتھ ہوں گے وہاں ہماری رسائی کیسے ہوگی کہ ہم دیدار پر انوار سے مشرف ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ناظرین انصاف! کس قدر واضح اور صاف مطلب ہے کہ جو لوگ آنحضرت ﷺ سے محبت کریں یعنی حضور ﷺ کی سنت کو ملحوظ رکھ کر اس پر عمل کریں اللہ پاک ان کو اپنی منعم علیہ جماعت کی طرح منزل مقصود پر پہنچائے گا جہاں ان لوگوں کا گذر نہیں ہو سکتا جنہوں نے آپ ﷺ کی سنت سے لا پرواہی کی، کیونکہ حضور ﷺ کی محبت کی علامت ہی یہ ہے کہ آپ کی سنت پر نظر رہے، ایک قدم ادھر ادھر نہ ہو۔ پھر ضرور انشاء اللہ اسی عالم قدس میں پہنچ جائیں گے جہاں اللہ پاک کی منعم علیہ جماعت ہے اور یقیناً ان کی محبت کا فخر ہوگا۔ کفار و مشرکین سے دوری ہوگی کیونکہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ سب کے درجے برابر ہونگے سب کے سب نبی ہی ہو جائیں گے یا صدیق یا صالحین یا شہید۔ خدا کے واسطے ایک لمحہ کے لئے توجہ فرمائیں آیت کا مطلب روز روشن کی طرح صاف ہے مگر پنجابی نبی کی امت خواہ مخواہ اس سے یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ حضور نبی کریم کی تابعداری سے ایک امتی نبی ہوسکتا ہے

دوسری آیت جو ہمارے مرزائی گریجوایٹ نے پیش کی یہ ہے

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا (وہ راہ نہیں جس کو ہم ناقص العقل سیدھی سمجھیں یا ہمارے بھائی اچھی جانیں بلکہ) ان بزرگوں کی راہ پر (پہنچا) جن پر تو نے (بوجہ ان کی دین داری کے بڑے بڑے) انعام کئے۔

مطلب صاف ہے کہ اے خدا ہمیں ان خدمتوں کی توفیق رفیق عنایت فرما جن سے تو راضی ہو جائے اور ہم اسی عالم قدس میں پہنچ جائیں جہاں تو نے اپنے پیارے بندوں (نبی، صدیق، شہید، صالحین) پر انعامات فرما کر ان کے درجات کے موافق اعلی اعلی مقامات مرحمت فرمائے اور ہمیں ان بے ایمانوں کی راہ سے بچا جن پر ان کی

بے ایمانی کے سبب سے غضب کیا گیا یا جو گمراہ ہیں کیونکہ ان کی راہ سیدھے غم کدہ جہنم میں جاتی ہے۔آمین

آیت کا مطلب نہایت ہی واضح اور صاف ہے کہ جنت میں پہنچنے کی درخواست ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارا مرزائی بی اے دوست اس سے یہی نتیجہ نکالنا چاہتا ہے کہ نبوت جاری ہے ختم نہیں۔ منعم علیہ جماعت میں نبی بھی شامل ہیں اگر خداوند کریم نے ہم کو نبوت کی نعمت عطا نہ کرنی ہوتی تو یہ دعا کس واسطے سکھائی۔ سکھائی ہے تو قبول بھی ہوگی۔قبول ہوئی تو نبوت حاصل۔

سبحان اللہ! کیا زبردست اور معقول دلیل ہے

بریں عقل و دانش بباید گریست

اے جناب! سنئے۔مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے نگاہ ہٹا کر چند لمحوں کے لئے دل کے کانوں سے متوجہ کر خوب غور سے سنئے۔خداوند کریم نے ہم کو یہ دعا اس واسطے سکھائی ہے کہ اس کو اخلاص کے ساتھ پڑھ کر اسی عالم قدس میں پہنچ جائیں جہاں اس کے برگزیدہ (منعم علیہ) بندے موجود ہیں۔ یہ نہیں کہ دنیا میں ہی آپ کے مرزا قادیانی کی طرح نبی بن بیٹھیں کیونکہ اس طرح بہت سی دقتوں کا سامنا ہوگا۔

مثال کے طور پر سنیں کہ اگر آپ کا اور آپ کے مرزا جی کا فرمودہ صحیح تسلیم کر لیں تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ جو مسلمان اس دعا کو تلاوت کرتے ہیں اگر ان کی یہ دعا مقبول ہو جائے، تو مرزا جی کی طرح وہ بھی نبی ہو سکتے ہیں۔ پھر عام مسلمانوں اور مرزا جی کے درمیان کیا فرق رہا۔ بلکہ اس دعا کے ذریعہ ایک مسلمان بڑے سے بڑے جلیل القدر اور اولوالعزم نبی کا ہم پلہ ہوسکتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا صاحب قادیانی آنجہانی بقول خود نبی رسول کرشن وغیرہ سب کچھ بن چکے تھے، تو اس دعا کو بار بار کیوں پڑھا کرتے تھے، یا اس کو چھوڑ بیٹھے تھے؟

دوسری بات یہ کہ آپ لوگ (مرد عورت) جو اس آیت کو پڑھتے ہیں کیا مرد عورتیں سب نبی ہو سکتے ہیں؟

اگر ہو سکتے ہیں تو ان عورتوں میں (جن کو نبوت کی ڈگری مل جائے) اور مرزا جی

میں کیا فرق رہا۔ اگر فرمائیں کہ عورتیں نبی نہیں ہوسکتیں تو حضرت مرزا جی ملہم کے الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ (اربعین) ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا جی بھی ایک وقت مریم بھی تھے۔ نہ صرف مریم ہی بنے بلکہ عورت ہونے کی حالت میں انہیں حیض بھی آتا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ کم از کم مرزائی عورتیں مرزائی لٹریچر کی اصطلاح میں نبی ہوسکتی ہیں۔ اگر نہیں ہوسکتیں اور یقیناً نہیں ہوسکتیں، تو انہیں یہ دعا پڑھنے کی تکلیف نہ دیں آپ لوگ تو پڑھتے رہیں بقول خود امیدوار ہیں ایک روز مرزا جی کے برابر مسند نبوت جما کر نبوت کا اعلان کر دینا۔ سبحان اللہ

تیسری بات بات یہ کہ آنحضرت ﷺ جو سید الانبیاء ہیں وہ اس آیت کو کیوں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے ہوتے ہوئے کیا خدائی کے لئے؟ نعوذ باللہ۔

قادیانی مرزا جی جو بقول خود نبی بن چکے تھے وہ بھی اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔ شائد اس کی وجہ سے مرزا غلام احمد صاحب ایک دفعہ خواب میں ہو بہو اللہ بن گئے تھے (آئینہ کمالات اسلام)

چوتھی بات یہ کہ صحابہ کرام جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے جنہوں نے حضور انور پر جانیں قربان کیں، جنہوں نے مرزا جی سے بدرجہا زیادہ اس دعا کو پڑھا، مگر ان میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ شائد مرزائی کہہ اٹھیں کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ افسوس:

بریں عقل و دانش صد ہزار افسوس

فاروق اعظم حضرت عمرؓ بن خطاب اور اسد اللہ الغالب حضرت علیؓ بن ابی طالب جیسے جاں نثاروں کو دربار نبوی سے لا نبی بعدی کی پیاری آواز آتی ہے اور مرزا جی قادیانی کو فوراً سے پیشتر نبوت کا ڈپلوما مل جائے۔ جل جلالہ۔

بابو صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ عام لوگ سرکاری دفاتر میں بلا اجازت داخل نہیں ہو سکتے، مگر وہاں جو ملازم ہیں حتیٰ کہ دفتری چپڑاسی اور دیگر اردلی بلا روک ٹوک اسی طرح چلے جاتے ہیں جس طرح ایک بڑا جرنیل۔ نہ صرف یہ بلکہ اسی دفتر میں اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں۔ پس کیا آپ سب کو جرنیل ہی سمجھ لیں گے یا سب کے سب آپ کو چپڑاسی دفتری ہی نظر آئیں گے؟ ایسا ہوا تو شائد آپ کو بریلی

کے ... میں جانے کی تکلیف دی جائے گی۔
جب سب کے سب ایک ہی دفتر میں کام کرنے کی وجہ سے ایک درجہ کے نہیں ہو سکتے ،اور یقیناً نہیں ہو سکتے تو بہشت میں جتنے مسلمان داخل ہوں گے جہاں کہ اللہ تعالی عزوجل کی منعم علیہ جماعت بھی ہوگی تو وہ سب کے سب نبی کیسے ہو جائیں گے؟
دوسری مثال سنئے ۔ ایک بڑے ہال میں گورنر صاحب ان کے سکرٹری اور کونسل کے ممبران تشریف رکھتے ہیں۔کیا آپ سب کو گورنر ہی سمجھیں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انبیاء کرام کی معیت سے سب کو نبوت کی ڈگری کیسے مل جائے گی ؟
تیسری مثال سنئے : ایک باغ میں باغ کا مالک مع احباب موجود ہے ۔اسی باغ میں اسکے مزدور اور باغبان کام کرتے ہیں ۔کیا وہ سب کے سب ایک ہی باغ میں موجود ہونے کیوجہ سے مالک باغ یا باغبان ہو جائینگے ؟ اگر نہیں تو جنت میں منعم علیہ جماعت کی معیت کی وجہ سے سب نبی کیسے ہو سکتے ہیں؟ اگر سب نبی ہوتے تو صدیق شہید اور صالحین کی تفریق کا کیا مطلب ہے معیت کی وجہ سے سب نبی ہی کیوں نہ ہوں؟
بابو صاحب !اگر آپ ذرہ بھی سمجھ سے کام لیں تو آپ کو ان آیات مقدسہ سے ہی روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ صراط مستقیم پر چلنے اللہ اور رسول یعنی قرآن کریم اور حدیث پر عمل کرنے سے ایک مسلمان صدیق شہید اور صالح کے درجے حاصل کرسکتا ہے مگر نبوت کا درجہ ایسا نہیں جو انسان کو اس کے اعمال کے عوض مل سکے اگر یہ ہوتا تو صحابہ کرام ضرور اس درجہ تک پہنچ جاتے ۔
دل چاہتا ہے کہ آپ کو بہت سی مثالیں سنا کر اس مسئلہ کو اور واضح کیا جائے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا مگر چونکہ یقین کامل ہے کہ بہت صاف اور سیدھے طریقے سے یہ بات ثابت کر چکا ہوں اس لئے زیادہ لکھنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے اے سلیم الطبع اور حق کے متلاشی کیلئے بہت کچھ ہے۔
خدا تعالی سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے اور آخرت میں ان لوگوں کی محبت کا فخر نصیب ہو جن پر اس نے بڑے بڑے انعامات فرمائے۔آمین ثم آمین ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔اگست ۱۹۲۶ء مطابق ۳ صفر ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۱ص ۹۔۱۱)

ایک محمدی اور مرزائی کا مکالمہ

جناب منشی عبدالکریم میرٹھیؒ ،کوہ ڈگشائی شملہ سے ایک مکالمہ لکھتے ہیں:

محمدی: (مرزائی سے مخاطب ہو کر) قرآن کریم میں لفظ حمد کا اطلاق خداوند تعالی کے سوا کسی اور پر بھی ہوا ہے۔

مرزائی: خود آیت الحمد لله رب العالمین بتا رہی ہے کہ سب قسم کی حمد صرف اللہ سبحانہ کی پاک ذات کے لئے ہے۔

محمدی: میں نے کل قرآن مجید الحمد سے لے کر والناس تک بغور پڑھا کہیں بھی یہ لفظ اللہ تعالی کے سوا کسی دوسرے کی جانب منسوب نہیں کیا گیا تو اب آپ بتا دیں کہ مرزا قادیانی کے ان فقروں کے کیا معنی ہوئے جن کو وہ الہام کے نام سے مشہور کرتا ہے۔

۱۔یحمدک اللہ و یمشی الیک یعنی اللہ تعالی تیری (مرزا قادیانی) حمد کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے (براہین احمدیہ ص ۵۰۴۔اربعین ۳ ص ۸۔۱۰، ۲۴۔اور البشری۔ج اول۔ص ۲۷)

۲۔یحمدک اللہ من عرشہ یعنی اللہ عرش پر تیری (مرزا) حمد کرتا ہے (اربعین ۲ ص ۶)

مرزائی: (حیران ہو کر اور کچھ سوچ کر) خدا تعالی نے یہ بھی تو قرآن میں فرمایا ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔یعنی اللہ پاک اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ میں تم کو مقام محمود پر کھڑا کروں گا۔

محمدی: سبحان اللہ! سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ابھی تو آپ نے اقرار کیا تھا کہ اس لفظ حمد کا اطلاق ما سوا اللہ پر نہیں ہے اور جب اس سے قادیانی پر زد پڑتی دیکھی تو ممن ینقلب علی عقبیہ کے مصداق بن گئے۔مقاما محمودا جو مرکب وصفی ہے اس کو اصل سوال سے کیا تعلق۔مقاما محمودا سے یہ تو نہیں پایا جاتا کہ خداوند تعالی اس کی حمد کرتا ہے بلکہ یہ تو ایک جگہ کا نام ہے۔

اگر آپ اس کا یہی مطلب سمجھتے ہیں کہ جب تک کوئی اس مقام حمد (تعریف) کی تعریف نہ کرے وہ محمود نہیں ہو سکتا تو کم از کم مشہور تفسیر جامع البیان صفحہ ۲۴۹ ہی

ملاحظہ فرمائیں مسطور ہے یحمدہ فیه الاولون والآخرون یعنی اولین اور آخرین اس مقام یعنی مقام شفاعت کی حمد (تعریف) کریں گے (علم معانی کا قاعدہ ہے کہ اسناد مجازی کبھی ظرف کی طرف ہوتی ہے۔ پس اسی قاعدہ کی رو سے اس مقام کو محمود کہا گیا ہے کہ اس میں خدا کی حمد کی جائے گی۔ ابراہیم میر) نہ کہ اللہ عزوجل اس کی حمد کرے گا۔

پس جب آپ نے اس کلیہ قاعدہ کو مان لیا اور ہم نے بھی قرآن شریف کی آیات کو دیکھ لیا جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کی حمد نہیں کرتا تو مذکورہ بالا ناشدنی فقروں کو کیوں کر الہام ربانی کہا جائے۔ بلکہ یہ تو مہمل لغو اور ناقص فقرے پاگلوں کی بڑ اور تعلیم شیطانی معلوم ہوتے ہیں۔ کل دنیا کو خدا تعالیٰ سکھاوے الحمد لله رب العالمین اور خود معاذ اللہ اس قاعدہ کلیہ کو توڑ کر مرزا قادیانی کی حمد کرنے لگے تعالى الله عمايشركون۔ اس لحاظ سے تو معاذ اللہ مرزا قادیانی خدا تعالیٰ سے بھی برتر بلکہ اس کا بھی معبود ہوا۔

آنحضرت ﷺ جو رحمۃ للعالمین اور سید المرسلین اور مراتب اور مناقب میں کل بنی نوع انسان سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے کہیں قرآن شریف میں یحمدك الله على العرش نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا ان الله و ملائكته يصلون على النبى پھر قادیانی کس کھیت کا بتھوا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی حمد کرنے لگے۔

مرزائی (لاجواب ہوجاتا ہے اور نرم آواز سے کہتا ہے) اس وقت کو سمجھ میں نہیں آتا کسی اور وقت قرآن شریف سے دیکھ کر جواب دوں گا۔

راوی: کیا تم اور کیا تمہارا پنجابی نبی۔ افسوس ہے بے سمجھ فدائیوں پر جو ایسے مفتری کے پیچھے لگے ہیں جس نے خداوند تعالیٰ پر بہتان لگایا سچ ہے

خیالات نادان خلوت نشین
بہم بر کند عاقبت کفر و دین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اگست ۱۹۲۶ء مطابق ۱۰ صفر ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۲ ص ۳۔۴)

مرزا صاحب کی ناکامی

اور الفضل کی عینک میاں محمود کی آنکھ پر

جناب دوست محمد صاحب چنیوٹ سے لکھتے ہیں:
تعصب بھی انسان کو اندھا کر دیتا ہے قادیانی جماعت کا آرگن الفضل قرآن شریف پر حملہ کرتا ہوا اپنی ۵ مارچ ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں زیر عنوان:
کیا کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

تحریر کرتا ہے:

اب ہم ان لوگوں سے دریافت کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی موجودگی کی وجہ سے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں، وہ بتائیں کہ حجاز میں قرآن کریم کا کوئی نسخہ موجود ہے یا نہیں اور اہل حجاز قرآن کریم کو جانتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہاں قرآن کریم بھی موجود ہے اور ان لوگوں کی مادری زبان بھی عربی ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم کا سمجھنا ان لوگوں کے لئے دوسروں کی نسبت زیادہ آسان ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ اس قدر فسق اور معاصی میں گرفتار ہیں۔

اہل حجاز کی یہ حالت ثبوت ہے اس امر کا کہ ایسے تاریک زمانہ میں قرآن کریم سے اسوقت تک کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ قرآن کا سکھلانے والا خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر اپنے قول اور فعل سے اس کی تفسیر نہ بیان کرے پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں سخت غلطی اور دھوکہ میں ہیں اور حالات زمانہ ان کے اس خیال کی پرزور تردید کر رہے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بقول الفضل، اس زمانہ میں نبی ہی آ کر فسق و فجور کو

دور کرسکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص الفضل کے سامنے اس کی عبارت کو بہ ادنی تصرف عطائے تو بلقائے تو یوں پیش کردے:

اب ہم ان لوگوں سے دریافت کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی موجودگی میں مسیح ابن مریم کے آنے کی ضرورت نہیں، وہ بتائیں کہ قادیان میں مرزا صاحب رہے یا نہیں؟ اور قادیانی جماعت مرزا صاحب سے استفادہ حاصل کرتی رہی یا نہیں؟ اگر قادیان میں مرزا صاحب نے اپنی عمر کاٹ دی اور اپنے مریدوں کی اصلاح میں کوشاں بھی رہے نیز مرزا صاحب کی زبان بھی پنجابی ہی تھی جس کے ذریعہ مرزا صاحب کا کلام سمجھنے میں آسانی بھی تھی تو پھر قادیانی اصحاب کب اپنے اخلاق کو درست کرینگے۔ اصحاب قادیان کی یہ اخلاقی حالت ثبوت ہے اس امر کا کہ مرزائیوں کے ایسے تاویلات کے زمانہ میں بھی مرزا صاحب کچھ مفید نہیں ثابت ہوئے اور مرزائیوں کی اصلاح اسوقت تک نہیں ہوسکتی کہ جب تک حضرت مسیح ابن مریم دوبارہ نزول فرما کر اپنی موجودگی اور قول وفعل سے قرآن کریم و احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ کی بلا تاویل سچائی پیش نہ کردیں۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے کھلے کھلے الفاظ بھی تاویل کے محتاج ہیں سخت غلطی اور دھوکہ سے نہیں نکل سکتے حالانکہ حالات زمانہ ان کے اس وہم وگمان کی پرزور تردید کررہے ہیں اور تاویل کے باوجود بھی مرزا صاحب ناکام واپس گئے ہیں۔،،

اس حقیقت کے کھل جانے کے بعد بھی اگر احمدیوں کو سمجھ نہ آئی ہو، تو الفضل کے استدلال کی روشنی میں میاں محمود صاحب خلیفہ ثانی قادیانی کی شہادت سن لیں کہ جس عینک سے دیکھ کر الفضل قرآن کریم پر حملہ کرتا ہے اگر وہی چشمہ میاں محمود صاحب کی آنکھ پر چڑھا دیا جائے تو مرزا صاحب قادیانی آئے اور گئے مگر جماعت احمدیہ کی اصلاح نہ ہوسکی لوسنو! و شھد شا ھد من اھلھا خلیفہ جی فرماتے ہیں:

میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا اور اب بھی سمجھاتا ہوں کہ اپنے اخلاق کو درست کرو بات بات میں جھگڑے نہ پیدا کرو ابھی معلوم ہوتا ہے کہ نفس غالب

ہے اور خدا کا خانہ کم ہے۔

پھر اب وہ وقت کب آئے گا جب اپنے اخلاق کو درست کریں گے اپنے اخلاق کو درست کرنا ایمان کی ترقی کا پہلا قدم ہے، دوسرے قدم اس کے بعد ہیں۔ اخلاق کی درستی سے ایمان کا کوئی کم درجہ نہیں۔ بیشک ایمان کے مدارج ہیں اور ایمان گھٹتے گھٹتے اتنا تھوڑا ہو جاتا ہے کہ اس کو کفر کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ کفر میں بھی ایمان کا ایک جزو ہوتا ہے خالی کفر دنیا میں نہیں ہے۔ اگر ایسے کافر ہوتے کہ جن میں ایمان کا کوئی حصہ بھی نہ ہوتا تو دنیا پر آسمان سے یک لخت بجلی گرتی اور اس کو تباہ کر دیتی بدترین کافر بھی ایمان کا ایک حصہ رکھتا ہے ابوجہل، نمرود، شداد، فرعون بڑے کافر تھے مگر ان میں بھی ایمان کا ایک حصہ تھا۔ لیکن صرف ایمان کا ایک حصہ نجات نہیں دلاسکتا بلکہ نجات کیلئے ایک خاص مقدار ایمان کی ضرورت ہے۔ پس جماعت کیلئے ضروری ہے کہ اخلاق میں ترقی کرے کہ اس سے اقل مقدار نجات کیلئے ایمان کی ہو ہی نہیں سکتی۔ (الفضل قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۸)

جب ابوجہل فرعون وغیرہ میں بھی بقول خلیفہ جی ایمان تھا اور بوجہ اخلاق نادرست ہونیکے احمدیوں نے ایمان کی ترقی میں پہلا قدم نہیں اٹھایا تو سچ سچ بتلاوے اڈیٹر الفضل بشرطیکہ وہ بھی (اصحاب قادیان میں سے نہ ہو) کہ جس نبی کے آنے اور چلے جانے کے بعد بلکہ خلیفہ اول کے بھی بعد خلیفہ ثانی بھی ایسی شہادت دے کہ ایمان کا پہلا قدم بھی اس کی قوم نہیں اٹھایا اس قوم کو اگر قرآن حکیم کی خوبیاں نظر نہ آویں تو شپرہ چشم کا قصور ہے یا چشمہ آفتاب کا۔

غیروں پہ معترض تھے لیکن جب آنکھ کھولی
اپنے ہی دل کو ہم نے گنج عیوب پایا

امید ہے کہ احمدی حضرات اس مختصر گذارشات پر فرمائیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷۔ اگست ۱۹۲۶ء مطابق ۱۷ صفر ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۳)

مرزائے قادیان و تقسیم بنگالہ

جناب چراغ دین صاحب تاج، کلکتہ سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۹۶ نشان ۱۲۸ پر یہ الہام لکھتے ہیں:

۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیش گوئی کی گئی تھی جس کے الفاظ یہ ہیں: پہلے بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔

یہ پیش گوئی خود مرزا صاحب قادیانی نے ۲۲۔ اگست ۱۹۰۶ء میں ہی پوری کردی جس کے الفاظ یہ ہیں:

۱۔ گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا یہ بنگالیوں کی دل شکنی کا باعث ہوا گویا ان کے گھروں میں ماتم پڑ گیا تھا۔

(۲) خاص کر لفٹنٹ گورنر کو انہوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور سر فلر کے انتظام سے جاں بلب تھے۔

۳۔ مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا۔ یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دل جوئی ہوگی۔

۴۔ سو یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹنٹ گورنر فلر جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے ایک دفعہ مستعفی ہوگیا وہ کاغذات شائع نہیں کئے گئے تھے جسکی وجہ سے استعفا دیا گیا۔

۵۔ مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے وہ ان کی اخباروں سے ظاہر ہے۔

۶۔ بنگالیوں نے فلر کی علیحدگی پر اپنی دل جوئی محسوس کی دوسرا ثبوت دل جوئی کا امرت بازار پتریکا جو کہ مشہور بنگالیوں کا انگریزی اخبار ہے اس نے دیا ہے۔

۷۔ یعنی لیفٹنٹ گورنر فلر کا جانشین خاص دل جوئی کی پالیسی اختیار کریگا۔

۸۔ اب دیکھو کس صفائی سے یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔

اب احمدی صاحبان غور کریں کہ یہ پیش گوئی مرزا صاحب نے چھ ماہ میں پوری کر دی یعنی ۱۱ فروری کی پیش گوئی کی اور ۲۲۔ اگست کو پوری کر دی۔

اب سنئے خواجہ کمال الدین (خواجہ نے جس وقت یہ کتاب بنگال کی دل جوئی لکھی تھے اس وقت وہ مرزا صاحب کو مرسل ربابی و مرسل یزدانی مانتے تھے مگر اب نہیں) بی اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب نے اپنی کتاب، بنگال کی دل جوئی، میں یہ پیش گوئی ۱۹۱۲ء میں جب کہ دہلی دربار ہوا، پوری کی۔ جس کے اصل الفاظ یہ ہیں:

> بنگال کی دل جوئی جس میں اس زبردست پیش گوئی کا ذکر ہے جو اس زمانہ کے مامور عالی جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے حکم تقسیم پر فروری ۱۹۰۶ء میں شائع کی تھی اور جس پیش گوئی کو ہز میجسٹی ملک معظم نے اپنی زبان مبارک سے ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء کے اعلان میں پورا کیا (ص ۱) کہ ایک سرکاری دستاویز پر مختلف پیرایوں میں اس دلجوئی کا ذکر بار بار کیا جاتا ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔

اب اصل بات غور طلب یہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد صاحب بقول خواجہ صاحب مرسل ربانی و مرسل یزدانی تو اس پیش گوئی کو چھ ماہ بعد ہی پوری کر جاویں اور ان کے مرید یعنی خواجہ صاحب چھ برس بعد پوری کر کے دکھاویں۔

کیا خواجہ صاحب نے حقیقۃ الوحی نہ دیکھی تھی جو برخلاف مرزا صاحب کے ۱۹۱۲ء میں پوری کر دکھائی۔ خواجہ کمال الدین کی کتاب، بنگال کی دل جوئی، میں تو لارڈ کرزن صاحب نے بنگالہ کے متعلق وہ حکم نافذ فرمایا کہ جس سے بنگال کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ خود مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی میں فلر لفٹننٹ گورنر کو انہوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا (یعنی بنگالیوں نے) اس میں بھی اختلاف ہوگیا کہ مرزا صاحب فلر صاحب پر تقسیم بنگالہ تھوپ دیں اور خواجہ کمال الدین صاحب لارڈ کرزن پر تھوپیں عجیب معاملہ ہے۔

اس پیشگوئی کی نسبت میں نے کلکتہ کے ایک احمدی بنام محمد صدیق ووھاون عرف ڈنڈا کاسے دریافت کیا کہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں چھ ماہ بعد تقسیم بنگالہ والی

پیش گوئی پوری کرتے ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب اسی پیش گوئی کو۱۹۱۲ء میں یعنی چھ برس بعد پورا کر دکھاتے ہیں، حالانکہ پوری ہوئی ہی نہیں۔

تو اس نے کہا کہ مرزا صاحب جو یہ پیش گوئی چھ ماہ میں پوری کرتے ہیں یہ انہوں نے ایسی ہی منڈھ (منڈھ دینا پنجابی لفظ ہے جسکے معنی جھوٹ تھوپ دینا ہے) دی ہے اصل پیش گوئی ۱۹۱۲ء میں ہوری ہوئی جیسا کہ خواجہ صاحب نے لکھا ہے۔

میں نے کہا کہ مرزا صاحب ایسے منڈھ دیتے، تو اس نے کہا: ہاں۔

اس کا گواہ مولا بخش مگوں باوا کا چھوٹا بھائی۔ دوسرے میں نے لکھوا کر رکھ لیا ہوا ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں دکھا سکتا ہوں۔

اب مرزائی صاحبان کو چاہیے کہ اس پیش گوئی کو جو کہ ہر دو طرح پوری کی گئی ہے ذرہ غور کر کے ملاحظہ کریں اور خدا سے ڈریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۴ ص ۱۱)

مرزائیوں سے مناظرہ بمقام جھنگ شورکوٹ

جناب احمد حسن صاحب شورکوٹی لکھتے ہیں:

مدت ہوئی کہ جماعت مرزائیہ شورکوٹ قادیان سے مبلغ بلا کر لوگوں کو مرتد بنانے کی کوشش میں کامیاب ہو رہی تھی اور آئندہ اپنی رو کو تیزی سے چلانے کا خیال باطل باندھے ہوئی تھی۔ نوبت بایں جا رسید کہ بتاریخ ہائے ۹ تا ۱۱ جولائی ۱۹۲۶ء موضوعات ذیل پر مناظرہ مقرر ہوا۔ اول: حیات مسیح، دوم صداقت مرزا، سوم ختم نبوت، چہارم الہامات و پیش گوئیاں مرزا کی۔

مرزائیوں کی طرف سے مولوی غلام احمد مولوی فاضل اور حافظ جمال مناظر تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی ابوالحریز عبدالعزیز ملتانی مقرر ہوئے۔ موضوع ایک اور تین کے مدعی ملک عبدالعزیز اور دو اور چار کے مدعی مناظر مرزائی تھے۔

الحمد للہ کہ جس فصاحت و بلاغت سے مولانا مولوی عبدالعزیز نے دعوی کو ثابت کیا اور مخالفین کے اعتراضات کے ایسے دنداں شکن جواب دیئے کہ جس سے

سب حاضرین بشمول شیعہ ہنود ملک صاحب کی قابلیت کے مقر بن رہے ہیں ۔ اور خود مرزائی مناظر بھی دل میں مولانا صاحب کی قابلیت کا ایسا قائل اور زیر رعب ہوا کہ بوقت مناظرہ نمبر ۳ مولوی جمال احمد مرزائی کی زبان لڑکھڑا گئی اور سوائے اوقات گزاری کے اس نے کوئی قابل قدر خدمت مرزائیت کی نہ کی۔ اس مناظرہ کی تاریخ صفحہ شورکوٹ پر بے نظیر رہے گی اور آئندہ کے مخالف دین کے مفسدانہ ارادوں سے مسلمان محفوظ رہیں گے۔ انشاء اللہ

اس مناظرہ میں مولوی عبدالعزیز صاحب کی قابلیت کا بفضل خدا یہ بھی بین ثبوت ہے کہ مندرجہ ذیل اشخاص مناظرہ سے مستفیض ہو کر مذہب مرزائیت سے تائب ہوئے۔

اللہ بخش درزی شورکوٹ محمد عنایت کھوکھر چاہ ٹبی والہ اور اللہ بخش کھوکھر چاہ لٹیانوالہ۔ پہلوان اور شرف الدین مرزائیت سے تائب ہوئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۴ صفر ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۴ ص ۱۲)

تقدیس رسول

جناب بابو حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد قادیانی ازالہ اوہام صفحہ ۴۰۰۔۴۰۱ پر فرماتے ہیں:

الف : اگر ہمارے بھائی جلدی سے جوش میں نہ آجاویں تو میرا تو یہی مذہب ہے جس کو دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ (ﷺ) کی فراست کے برابر نہیں مگر پھر بھی بعض پیش گوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔

میں پہلے اس سے چند دفعہ لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے صاف طور پر فرما دیا تھا کہ میری وفات کے بعد میری بیبیوں میں سے پہلے وہ مجھے ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کے رو برو ہی بیبیوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کو بھی اس پیش گوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی اس لئے منع نہ کیا کہ یہ خیال تمہارا غلط ہے آخر اس غلطی کو پیش گوئی کے ظہور کے وقت نے نکالا۔؛

ب۔ جب آنحضرت ﷺ کی بیبیوں نے آپ کے رو برو ہاتھ ناپنے شروع کئے تھے تو آپ نے اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی یہی رائے تھی کہ درحقیقت جس بیوی کے لمبے ہاتھ ہیں وہی سب سے پہلے فوت ہوگی اس وجہ سے باوجودیکہ آپ کے رو برو ہاتھ ناپے گئے مگر آپ نے منع نہ فرمایا کہ یہ حکمت تو خلاف منشاء پیش گوئی ہے۔ (ص ۶۸۹۔ ازالہ اوہام)

ج: ابن مریم بایک چشم کا لفظ بھی اسی پاک منہ سے نکلا ہے جس لمبے ہاتھ کا لفظ نکلا تھا بلکہ لمبے ہاتھ کے حقیقی اور ظاہری معنی مراد ہونے پر تو تصدیق نبوی بھی ہو چکی تھی کیونکہ آنحضرت ﷺ کے رو برو ہی سرکنڈے سے ناپے گئے تھے اور سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے تھے اور یہی قرار پایا تھا کہ سب سے پہلے سودہ فوت ہوگی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھوں کو ناپنے دیکھ کر بھی منع نہیں فرمایا تھا جس سے اجماعی طور پر سودہ کی وفات تمام بیبیوں سے پہلے یقین کی گئی لیکن آخر کار ظاہری معنی صحیح نہ نکلے جس سے ثابت ہوا کہ اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہ تھی۔

(ازالہ اوہام۔ ص ۷۳۵)

اقول: جناب مرزا صاحب قادیانی کی ان تحریروں کا خلاصہ یہ نکلا کہ نعوذ باللہ (بقول مرزا قادیانی)، اس پیش گوئی کی حقیقت آنحضرت ﷺ کو بھی معلوم نہیں تھی۔ (ص ۷۳۵)

حالانکہ مرزا صاحب کا ایسا لکھنا سراسر جھوٹ اور غلط ہے اور حدیث میں یہ الفاظ کہیں نہیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے رو برو ہی بیبیوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے لفظ رو برو تین جگہ پر مرزا صاحب نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے حالانکہ حدیث میں یہ نہیں اصل میں بات یہ ہے کہ اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت ﷺ کو معلوم تھی

مگر بیبیوں نے رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر اس کے معنی یہ سمجھے کہ گویا اس سے مراد جسمانی طور پر لمبے ہاتھ ہیں اور اس غلط فہمی سے ایک دوسرے کے ہاتھوں کو ناپنا شروع کر دیا۔ پس دراصل یہ غلطی ازواج مطہرات کی تھی، نہ کہ آنحضرت ﷺ کی۔ اور قادیانی دجال نے گستاخی اور بے باکی سے یہ کہنے کی جرأت کی کہ:

آنحضرت ﷺ کو بھی اس پیش گوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی۔

(ص ۴۰۰۔ ازالہ اوہام)

مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ ریویو آف ریلی جنز مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲ اور کتاب جمع قرآن صفحہ ۴۔۵ پر ارشاد فرماتے ہیں:

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا

اسرعکن لحو قا بی اطو لکن یدا (اطو لکن یداً کے معنی لمبے ہاتھ بصیغہ جمع کرنے غلط ہیں ید واحد کا صیغہ ہے اگر ظاہری ہاتھ مراد ہوتے تو دونوں ہاتھوں کی لمبائی کا ذکر ہوتا نہ کہ ایک ہاتھ کا۔ ید (ہاتھ) سے کبھی سخاوت مراد لی جاتی ہے لہذا ظاہری ہاتھ کی لمبائی مراد نہیں بلکہ دست سخاوت کی لمبائی مراد ہے کیونکہ یہاں ید بصیغہ جمع نہیں ہے پس قادیانیوں کا ترجمہ بصیغہ جمع غلط ہے۔

ھذاما افاد نا بہ شیخنا و بر کتنا مولا ناعبید اللہ غلام حسن السیالکوٹیؒ۔ ابراہیم میر سیالکوٹی) جس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ تم میں سے مجھ سے وفات پاکر وہی پہلے ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں چنانچہ وہ حدیث جو صحیح مسلم میں بروایت حضرت عائشہ ام المومنین درج ہے ذیل میں نقل کی جاتی ہے

عن عا ئشۃ ام المومنین قا لت قال رسو ل اللہ ﷺ اسرعکن لحو قا بی اطو لکن یدا فکن یتطا ولن ایتھن اطول یدا قا لت فکا نت اطولنا یدا زینب لا نھا کا نت تعمل بید ھا وتصدق (

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ تم میں سے مجھ کو جلدی وہ ملے گی جسکے ہاتھ لمبے ہیں۔ عائشہ نے فرمایا یہ بات سن کر تمام ازواج مطہرات اپنے اپنے ہاتھ اس بات کے دریافت کرنے کے لئے ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں۔ پھر آخرکار زینب کے ہاتھ اس کی سخاوت کی وجہ سے اس حدیث کی منشاء کے مطابق سب

سے لمبے ثابت ہوئے)

ان مقدس بیبیوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن کر اس کے یہ معنی سمجھے کہ گویا اس سے مراد جسمانی طور پر لمبے ہاتھ ہیں اور اس غلط فہمی سے ایک دوسرے سے ہاتھوں کو ناپنا شروع کر دیا۔

اور اس کے صحیح معنی بھی کھلے طور پر لکھے ہوئے موجود ہیں چنانچہ امام نووی نے اس حدیث کے یہ معنی لکھے ہیں

اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی بیویوں نے یہی سمجھا تھا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد فی الحقیقۃ لفظی طور پر لمبے ہاتھ ہی ہیں اور اس لئے انہوں نے اپنے ہاتھوں کی لمبائی کو ناپنا شروع کر دیا۔ ناپنے سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی بیوی حضرت سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے تھے اور حضرت زینب صدقہ وخیرات میں سب سے کھلا ہاتھ رکھتی تھیں اور وہی سب سے پہلے فوت ہوئیں اس وقت ان کو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث کے اصل معنی یہ تھے کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت اور خیرات اور صدقہ میں سب سے سبقت اور فوقیت تھی اہل لغت ایسے فقرات کے یہی معنی کرتے ہیں چنانچہ جب کہتے ہیں کہ فلاں طویل الباع، یا فلاں طویل الید، تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ فلاں شخص بہت بڑا سخی اور فیاض ہے۔

(دیکھو نووی حاشیہ صحیح مسلم)

ایسا ہی حضرت امام بخاری اور مشہور ومعروف صاحب فتح الباری بھی اس امر پر متفق ہیں کہ اس حدیث کے معنی ازواج مطہرات نے پہلے یہی سمجھے تھے لیکن بعد میں ان پر منکشف ہو گیا کہ اس کے معنی وہ نہیں جو انہوں نے سمجھے ہوئے تھے بلکہ سخاوت اور فیاضی میں سبقت مراد ہے۔

(دیکھو صحیح بخاری باب صدقات)

نتیجہ یہ نکلا کہ دراصل یہ اجتہادی غلطی آنحضرت ﷺ کی نہ تھی بلکہ آپ کی ازواج مطہرات کی تھی جنہوں نے یہی معنی سمجھے کہ گویا اس سے مراد جسمانی طور پر لمبے ہاتھ ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کا یہ لکھنا کہ:

اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنخضرتﷺ کو بھی معلوم نہ تھی۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۵۷)

سراسر جھوٹ اور غلط ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ حدیث میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ آنخضرتﷺ کے روبرو ازواج مطہرات نے اپنے ہاتھ ناپے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء۔مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ ص ۷۔۸)

ایک احمدی کی دکھ بھری داستان۔۲

اس سلسلہ کا مضمون ۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء کو پرچہ اہل حدیث امرتسر میں چھپ چکا ہے جس میں ایک احمدی کی سرگزشت شائع کی گئی ہے جسکو حلفیہ قسم کھا کر شائع کیا گیا تھا۔جس میں اپنی طرف سے ایک حرف بھی نہیں ملایا گیا۔ لیکن جماعت احمدیہ کہاں جن کو خدا کی قسم پر یقین آئے کیونکہ ان کو تو لالہ شرم پت کی شہادت درکار ہے لیکن خدا کی قسم ان کے نزدیک معمولی بات ہے لالہ شرم پت کی شہادتوں کے عوض اس کے بیٹے کو دو کنال زمین خلیفہ صاحب نے عطا کر دی ہے کہ یہ جھوٹی سچی شہادتیں دینے کو تیار ہو جائے یہ بھی ایک قادیانی پارٹی کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

ہمارے ۳۰ جولائی کے مضمون کا جواب دیتے ہوئے الفضل لکھتا ہے:

> حال میں سلسلہ کے کمینہ دشمن اخبار اہل حدیث (۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء) نے ایک احمدی کی دکھ بھری داستان، کے عنوان سے کسی گم نام شخص کی طرف سے کسی بے نام ونشان پوٹ ماسٹر کے ساتھ مکالمہ درج کیا ہے۔مکالمہ کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے اگر یہ مصنوعی اور خود ساختہ نہیں تو ایسے شخص کا ضرور ہے جسے احمدیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔(الفضل ۱۳ قادیان۔اگست ۱۹۲۶ء)

ناظرین ذرا جماعت مرزائیہ کی تہذیب دیکھئے، لکھتے ہیں کہ سلسلہ کا کمینہ دشمن اخبار اہل حدیث۔

میں پوچھتا ہوں کہ اخبار اہل حدیث کون سی بات میں کمینہ ہے۔اگر اس بات سے کمینہ ہے کہ قادیانی کمپنی کی تجارت کو فروغ حاصل نہیں ہونے دیتا؟ بدیں وجہ

کمینہ ہے کہ اس کے اڈیٹر جناب مولوی ثناء اللہ امرتسری ہیں جو جماعت مرزائیہ کے خوب بخئیے ادھیڑتے ہیں اور سہ صدی دوست ہیں اور آپ کے نبی کی موت کے باعث ہوئے ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کے اختیار میں بات نہیں دل جلوں کی ایسی حالت ہوتی ہے جب اور کچھ نہیں تو گالیوں پر اتر آتا ہے

آگے تحریر ہے کہ: مضمون کسی گم نام شخص کی طرف سے ہے۔،

عرض ہے کہ جو مضمون اخبار اہل حدیث میں نکل رہا ہے کسی گم نام شخص کی طرف سے نہیں ہے۔ میرا نمبر خریداری اخبار اہل حدیث ۳۸۴۷ ہے۔

اگر آپ نے میرا نام دریافت کرنا ہو تو دفتر اخبار اہل حدیث امرتسر سے دریافت کر لیں۔ نیز جو مضمون درج اخبار ہو رہا ہے آپ کے مرید کی زبان سے حرف بحرف ہے اس میں، میں ایک حرف کی بھی ملاوٹ نہیں کرتا آپ ہرگز نہ سٹ پٹائیں۔

آگے تحریر ہے:

اگر یہ مضمون مصنوعی اور خود ساختہ نہیں ہے تو ایسے شخص کا ضرور ہے جسے احمدیت کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔،

چنانچہ اس کا جواب خود پوسٹ ماسٹر مذکور دے گا جو سلسلہ وار درج کیا جائیگا

آگے اخبار الفضل لکھتا ہے:

گویا نامہ نگار اہل حدیث کے نزدیک بھی پاک پٹن کا میلہ تماشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور جو شخص اہل حدیث کے نامہ نگار جتنا بھی میلوں تماشوں سے اجتناب نہیں کر سکتا وہ کس منہ سے احمدی کہلا سکتا ہے (الفضل مذکور۔ص ۳)

اب اس مضمون سے عیاں ہے کہ الفضل کی ضمیر میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ احمدی ہر فرد لاثانی ہے اور اور اہل حدیث کے اچھے اچھے کارکنوں سے بھی افضل ہے شرک وبدعت سے اجتناب کرتا ہے۔ ناظرین یہ منہ اور مسور کی دال۔ کیوں جناب جن کا گرو بدعت اور شرک میں مبتلا ہو ان کے مریدوں کی کیا حالت ہو۔ آپ کے گرو نبی بنے اوتار بنے بلکہ یہاں تک کہ خدائی کا دعوی بھی کر مارا بدعت وشرک کا دیکھنا ہو تو سیرۃ المہدی تصنیف بشیر احمد ابن کرشن قادیانی دیکھو صاف عیاں ہے کہ مرزا صاحب

چالیسویں ساتویں کے قائل تھے، منگل کے دن کو ہندوؤں کی طرح برا جانتے تھے، بلکہ لڑکی کو منگل کے دن پیدا ہونے سے روک رکھا۔

اہل حدیث جماعت کے شرک و بدعت مٹانے کا ثبوت دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمام دنیا ہی جانتی ہے ہماری بدنامی کا باعث ہی یہ بن رہا ہے کہ ہم لوگ پبلک کو شرک و بدعت سے روکتے ہیں۔ اے تعصب والو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اہل حدیث جماعت تم کو ایک دھاگے میں پرونا چاہتی ہے اور اس راستہ پر چلانا چاہتی ہے جس پر سلف صالحین کا دار و مدار تھا۔

باقی دارد۔ اخبار اہل حدیث کا خریدار نمبر ۳۸۴۳ے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء۔ مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ ص ۸-۹)

خلافت

مولانا محمد عبدالغفار الخیریؒ دہلی سے لکھتے ہیں:

گذشتہ ایام میں آل انڈیا خلافت کمیٹی کا ایک خاص جلسہ دہلی میں ہوا تھا مولانا محمد علی صاحب نے دوران تقریر میں فرمایا کہ، ایک ایسی خلافت قائم کی جائے جسے مسلمانوں کے کسی فرقہ کو حتی کہ قادیانی پارٹی کو بھی ماننے میں عذر نہ ہو۔

یہ حصہ تقریر میری ناقص سمجھ سے بالاتر تھا قادیانی پارٹی کا خلیفہ قادیان میں اور لاہوری پارٹی کا امیر لاہور میں موجود ہے حیرانی ہے کہ دودو کو کس طرح مانا جائے گا افسوس آج مسلمانوں کو اسلام سے اتنا بعد ہو گیا ہے کہ وہ خلافت کے مفہوم کو سمجھنے سے بھی عاری ہیں ہم یہاں حضرت مولانا عبدالجبار صاحب خیری ایم اے امام جماعت اسلامیہ برلن (جرمنی) کے خط سے ایک اقتباس اس موضوع پر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو بالکل صحیح ہے۔ وھو ہذا

اسلام کا منشاء اصلی یہ ہے کہ بموجب کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ احکام اور امور کی تنفیذ کی جائے اور یہ بات جب تک نہیں ہوسکتی جب تک جماعت نہ ہو اور جماعت بھی زبردست تا کہ دین اللہ کو لیظھرہ علی

الدین کلہ کر دے (یہ جماعت ایک خلیفہ کے تابع ہو) موجودہ مسلمان ملوک اور امراء وغیرہ مثلاً ملک مصر و ملک افغانستان و ملک فارس و ملک (بظاہر رئیس) ترک وغیرہ کا حال معلوم ہی ہے اب مسلمانوں میں سلطان ابن سعود کے سوا کون ایسا امیر ہے کہ دین اللہ کے قیام کی تدبیر کرتا ہے اور اسی دین اللہ یعنی شریعت ربانی کے قیام کے لئے خلافت لازمی ہے۔

جب خلافت کی یہ شان ہے تو خود بخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم ہندوستان کے غلام خلافت کا سرانجام کس طرح کر سکتے ہیں اور خلیفہ ہمارے اوپرا حکام امور اور حدود کتاب وسنت کا نفاذ کس طرح کر سکے گا؟ یہ ظاہر ہے کہ جب تک ہم ہجرت کر کے خلیفہ کی حدود میں نہ چلے جائیں ہمارے لئے خلیفہ (نعوذ باللہ) شاہ شطرنج سے زیادہ نہیں

قادیانی اور لاہوریوں کی روحانیت ان کے خلیفہ اور امیر کے ماتحت، اور دیگر فرقوں کی ان کے علماء کے تحت میں، اس شعبہ میں تو ہندی مسلمان خلیفہ کو ماننے سے رہے۔ اب رہی سیاست وہ سب کی حکومت انگریزی کے قانون کے ماتحت۔ اور قادیانی و لاہوری پارٹیوں میں قوانین انگریزی کی پابندی یعنی حکومت کیء وفاداری اور استحکام پر عہد لیا جاتا ہے (جب احمدیوں کا ماٹو لائلٹی، اور مولانا محمد علی کا اصول نان کو اپریشن ہے تو مولانا محمد علی صاحب کی مجوزہ خلافت کی شکل وصورت کیا ہوگی۔ میر سیالکوٹی) خلافت کے ماتحت یہی دونوں امور ہیں انہیء دونوں پر کتاب وسنت کے موافق عمل کرنے اور کرانے کا نام خلافت ہے۔

اس تقریر کے بعد ایک قادیانی مقرر نے فرمایا کہ امت کا اختلاف رحمت ہے (اختلاف امتی رحمۃ کی روایت بے اصل بے سند ہے۔ ابراہیم میر سیالکوٹی) اور اس پر ایک لمبی تقریر فرمائی۔ ہم حیران تھے کہ یا اللہ یہ تقریر مولانا محمد علی صاحب کی تائید میں ہے یا تردید میں ہے یا کسی نئی تجویز کی تحریک میں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت کہ قبائل کے تمام اختلاف مٹا کر صراط مستقیم پر جادہ پیما کر دیا اور سنا دیا کہ،

اب جب کہ تمہارے پاس کھلے کھلے احکام اور ہدایت آگئی ہے جس میں نہ اینچ پینچ ہے، نہ ضرورت کھینچ تان، تو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اس پر بھی تفرقہ بازی اور اختلاف رکھا (آل عمران)

اپنی امت کو اس اختلاف کی بھڑکتی آگ سے بچانے کے لئے جسکا لازمی نتیجہ فرقہ بندی اور انتشار ہے صاف الفاظ میں ارشاد ہوا کہ،

اگر ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرا مدعی خلافت ہو تو دوسرے کو قتل کردو۔،

فارق جماعت کی سزا بھی قتل رکھی گئی۔ (دیکھو مشکوۃ کتاب الامارۃ)

وہ مذہب جس میں اختلاف رکھنا رحمت سمجھا جائے اور پیر کو خلیفہ مانا جائے کتاب وسنت کو حکم قرار نہ دیا جائے کوئی معیار صداقت صراط مستقیم نہ ہو، کیا اس قابل ہے کہ اس کو قبول کیا جائے یا اس کو اسلام سے تعبیر کیا جائے جس کے معنی گردن نہادن کے ہیں۔

اللہ تعالی تو اپنے ایمان والے عمل صالح کرنے والے بندوں کو وراثت ارضی کی خوش خبری اور خلافت کا وعدہ دے، اور یہاں خلافت سازی کا کارخانہ جاری کیا جائے جذبات کا شرع اسلامی کو نعوذ باللہ تابع کرنے کی کوشش کی جائے ایک شخص جو کتاب اوراحادیث صحیحہ کے ماتحت ہر کام کرنے کو تیار ہو اور ہر دو کو فیصلہ کے لئے پیش کرے اس کی مخالفت کی جائے جس کے انتظام حجاز میں کوئی نقص نہ نکال سکے جو بدو جیسی خون خوار قوم کو جوتر کوں کی حکومت کو ناک چنے چبوا دے نظام میں رکھنے پر اللہ تعالی طرف سے قدرت دیا گیا ہو، اس کو بیک بینی و دو گوش حجاز مقدس سے نکالنے کی کوشش کی جائے۔این چه بوالعجبی است

اگر خلافت کے معنی احکام خدا و رسول ﷺ کا نظام کا نفاذ نہیں ہے ....سلطان ابن سعود ... نفاذ کیا ہے یا خلاف ورزی ؟ اگر نفاذ کیا ہے تو تعاونوا علی البر و التقوی پر ہم عمل کیوں نہیں کرتے۔

کتاب اللہ اور سنت مطہرہ پر عمل کرنے اور کرانے والا نعوذ باللہ اثم اور عدوان کے تحت میں آتا ہے اور جو شخص اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا مندی اور خوشنودی کو چھوڑ کر جذبات متفرق ومختلف کا خیال کرے وہی آج کل اس قابل ہے کہ اس کی اعانت اور مدد کی جائے۔مگر ہمارے عقیدے میں ایسے شخص کا گدھا دریا میں گرجایا کرتا ہے اور کامیاب وہی ہوتے ہیں جو صراط مستقیم پر بلا خوف لومۃ لائم پوری تیزی اور انہماک سے رہ نورد ہوتے ہیں اور ادھر اودھر نظر ڈال کر اپنے خیالات کو منتشر نہیں

کرتے پڑھو اور غور سے پڑھو فا ذا عز مت فتو کل علی الله ان الله یحب المتو کلین

عزیزو ! کیا اسلام جذبات کی پیروی کا نام ہے یا اسلام کا مقصد یہ تھا کہ جذبات کو ایک نظام کے ماتحت کر دے حقیقت میں اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارے وہ عقائد ہونے چاہییں جن کی تعلیم و تلقین اللہ عز وجل اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی آج کل عجیب ہنگامہ بپا ہے ادھر آواز نکلتی ہے کہ سرزمین حجاز میں شریعت مطہرہ کے بموجب نفاذ امور ہونا چاہیے اور جب احکام شریعت کا نفاذ ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ جذبات کا خیال رکھنا چاہیے یہ ذہنیت اور اس کی منطق سمجھنے کی ہم لاکھ کوشش کرتے ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتی۔

ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ترکوں نے کسی جگہ بھی احکام شریعت کا نفاذ نہ کیا تھا مگر وہ خلیفہ سمجھے جاتے تھے دوسری طرف سلطان ابن سعود ہیں کہ ہر کام میں قرآن و حدیث پیش نظر ہے ہر جگہ احکام خدا و رسول پر عمل ہے اور ان سے مطالبہ ہے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ پر ہم حکومت چاہتے ہیں۔

تار شائع ہو رہے ہیں اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں مگر کسی نے آج تک یہ نہ بتایا کہ سلطان ابن سعود کی حکومت کا نظام کیا ہے اور خلافت راشدہ کا نظام کیا ہے کیا صرف خلیفہ کا لقب اختیار کر لینے سے مثل ...خلافت قائم ہو جاتی ہے اور لوگوں کے ... یا بادشاہ یا ملک کہنے سے اس کی پابندی ... احکام شرعی سب ملیا میٹ ہو جاتے ہین اس سے ...کہ صاف الفاظ میں کہہ دیا جائے کہ حجاز بلکہ تمام جہان پر حنفی حکومت قائم ہوسکتی اور مانی جاسکتی ہے اور کوئی نہیں ،تو سب کو صبر آ جائے کسی کو بدنام کرنا یا اس پر الزام اور بہتان لگانا شرافت نہیں ہے ...ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ جب تک مسلمانان ہند غیر مسلم حکومت سے ہجرت کر کے نہ چلے جائیں ان کو خلافت کے معاملہ میں زبان ہلانے کا کوئی حق نہیں ہے اپنی آزادی حاصل نہیں دوسروں کی آزادی میں دخل دینا ہمارا ہی کام ہے کیا ہم ہند میں غیر مسلم کی رعایا رہ کر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب وہ دیں جو خلافت کو سمجھتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء۔مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ ص ۹۔۱۰)

ان شانئك هوا لا بتر

سعد اللہ لدھیانوی ابتر مرے، یا مرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! آپ لوگ خوب جانتے ہوں گے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کے الہام کی مثال کیا ہے۔ مولانا محمود حسن دیوبندیؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں ایک بنیا شربت بیچا کرتا تھا۔ ایام بیماری میں وہ ہر قسم کا شربت (نیلوفر، بنفشہ، شفا وغیرہ) ایک ہی بوتل سے دے دیا کرتا تھا کسی شخص نے پوچھا لالہ! یہ کیا بات ہے؟ بولا:

میاں! شفا پرمیشور کے ہاتھ میں ہے، شربت تو بہانہ ہے۔

یہی کیفیت ہمارے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مرزا صاحب کے الہاموں کی ہے۔ آپ ماشاء اللہ کمال بلاغت سے ایک ایسا گول مول الہام شائع کر دیتے تھے جس سے ہر قسم کے مطالب نکل آتے۔

نمبر اول: سنئے آپ کا الہام ہے تخرج الصدور الى القبور (حقیقۃ الوحی)(یعنی بڑے بڑے آدمی سب قبروں میں چلے جائیں گے)

اس الہام کی وسعت اور پنہائی دیکھئے، اسی لئے جب کبھی کوئی مخالف مرتا مرزا صاحب اس الہام کی سند پیش کر کے اسکا الہام کا مورد بنا لیتے۔

اسی قسم کا دوسرا نمبر یہ الہام ہے جو مضمون ہذا کی سرخی میں درج ہے

لودھیانہ میں ایک صاحب بڑے قابل ذی علم نو مسلم مولوی سعد اللہ صاحب تھے جو بڑے موحد، دین دار، ذی لیاقت، فارسی اردو کے شاعر تھے۔ مرزا جی کے حق میں ان کے بہت سے قصائد ہیں۔ منجملہ ان کے ایک نظم مرحوم کی اس وقت کی ہے جب مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی متعلقہ موت آتھم ختم ہوئی اور پادری آتھم نہ مرے۔ اس روز تاریخ چھٹی ستمبر تھی جسکے تین شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

غضب تھی تجھ پہ ستم گر چھٹی ستمبر کی
نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی

ہے قادیانی جھوٹا مرا نہیں آتھم
یہ گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی
یہ لودھیانہ میں مرزائیوں کی حالت تھی
کہ جینا ہو گیا دو بھر چھٹی ستمبر کی

دوسرا نمونہ۔اسی تقریب پر مرحوم نے ایک اور نظم لکھی تھی جس کا نمونہ یہ ہے

ارے او خود غرض خود کام مرزا
ارے منحوس نا فرجام مرزا
غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
رسول حق باستحکام مرزا
مسیح و مہدی معہود بن کر
بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا
ہوا بحث نصاری میں بآخر
مسیحائی کا یہ انجام مرزا
مہینے پندرہ بڑھ چڑھ کے گذرے
ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا

اس لئے مرزا صاحب قادیانی کی شکایت بجا ہے جو آپ فرماتے ہیں:

منشی سعد اللہ لودھیانوی نے نظم ونثر میں اس قدر مجھے گالیاں دی کہ میں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اول درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی)

گو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی ان کے حق میں کمی نہ کرتے تھے چونکہ وہ ایک شریف خاندان کے نومسلم تھے جس کے باعث وہ صدعزت کے مستحق تھے مگر مرزا صاحب قادیانی ان کو بطور حقارت ہندوزادہ لکھا کرتے تھے خیر اس کے متعلق تو آخر کار یہی کہنا پڑتا ہے کہ

حریفاں بادہا خوردند و رفتند

مختصر یہ کہ مولوی سعد اللہ صاحب مرحوم، مرزا غلام احمد صاحب کے خاص

تعلق دار لوگوں میں سے تھے، اسلئے مرزا صاحب قادیانی کی بھی نظر عنایت ان پر خاص تھی۔ چنانچہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی نسبت مرزا صاحب قادیانی نے مندرجہ ذیل الہام شائع کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ

اے مرزا تیرا (سعد اللہ) دشمن پیچھا کٹا ہے۔

اس پر کہا گیا کہ مولوی سعد اللہ صاحب مرحوم کا تو بیٹا محمود زندہ ہے، پھر وہ ابتر کیوں ہوئے؟

مرزا غلام احمد صاحب نے جواب دیا کہ، موجودہ لڑکے سے آئندہ نسل نہیں چلے گی (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۷)

اب جو قضاء الٰہی سے محمود بھی مرحوم ہو گیا تو قادیان میں گھی کے چراغ جلے اور قادیانی اخبارات میں بڑے مضمون موٹی موٹی سرخیوں سے شائع ہوئے (اخبار الفضل ۷ ستمبر وغیرہ ملاحظہ ہو) اور ہو رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم اس الہام کی پوری تحقیق کریں تا کہ ناظرین کو اصل حقیقت کا علم ہو۔

اصل الفاظ اس پیش گوئی کے اصل میں مولوی عبدالرحمٰن محی الدین مرحوم ساکن لکھو کی ضلع فیروز پور پنجاب کے لئے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

دوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ

ان شا نئك هوا لا بتر

یعنی تیرا بدگو تباہ کیا جائے گا اور لاولد مرنے کی طرف اشارہ تھا۔

سو الحمد للہ کہ میں (مرزا قادیانی) اب تک زندہ ہوں میاں محی الدین صاحب صاحب قریباً دس برس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۵۷)

اس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب نے اس پیش گوئی پر ایسا قبضہ کیا کہ جب کوئی مخالف مرتا، اس کو اس پیش گوئی کی ذیل میں لے آتے۔ چنانچہ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کے حق میں لکھا کہ:

نذیر حسین دہلوی جو ان سب (مخالفوں) کا سرغنہ تھا دعوت مباہلہ (مندرجہ رسالہ انجام آتھم) میں اول المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے (مولوی شریف حسین

مرحوم) کی موت دیکھ کر ابتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گذر گیا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص۲۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی ان شانئك هوا لا بتر کا نشانہ بنے ہیں۔

ابھی بس نہیں، بلکہ اور بھی چند اصحاب نشانہ ہیں۔ چنانچہ اس اقتباس کے ساتھ ہی مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ یوں ہیں:

رشید احمد جس کا نام دعوت مباہلہ کے صفحہ ۶۹ میں درج ہے مباہلہ کی دعوت اور بد دعا کے بعد اندھا ہو گیا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا۔اور مولوی عبدالعزیز لودھیانوی اور مولوی محمد لودھیانوی، مولوی رسل بابا امرتسری مولوی غلام دستگیر فوت ہو گئے۔

مولوی اصغر علی بھی اس وقت تک باز نہ آیا جب تک خدا تعالیٰ کے قہر سے ایک آنکھ ان کی نکل گئی۔

چونکہ سعد اللہ اپنی بدزبانی میں سب سے زیادہ بڑھ گیا تھا اس لئے نہ صرف اسکو نامرادی کی موت پیش آئی بلکہ ہر ایک ذلت سے اس کو حصہ ملا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص۲۳)

یہ تو ہوئی فہرست مقتولان جو مرزا صاحب قادیانی کی ایک نگاہ ناز سے شہید ہو کر مرزا صاحب قادیانی کو مخاطب کر رہے ہیں

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

لیکن ابھی امر تنقیح طلب باقی ہے، وہ یہ کہ ابتر کون ہوتا ہے۔ خاص کر مرزا صاحب قادیانی کے نزدیک ابتر کے مسلمہ معنی کیا ہیں۔اسکے متعلق مرزا صاحب کے الفاظ قابل دید وشنید ہیں۔فرماتے ہیں

ابتر کا لفظ بے فرزند ہونے کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک بدنصیب اور نامراد جو ناکام اور زیاں کار ہے اس کو بھی ابتر کہتے ہیں۔

علاوہ اسکے یہ ضروری نہیں کہ انسان ایسی حالت میں مرے جب کہ کوئی اس

کی اولاد نہ ہو بلکہ اگر بعد میں اس کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور پوتے سے آگے نہ چلے تب بھی وہ ابتر کہلاتا ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۱)

اہل حدیث: ابتر کے معنی بتانے میں مرزا صاحب قادیانی کے تین قول ہوئے

۱۔ جو شخص اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو وہ ابتر ہے۔

۲۔ جس شخص کی اولاد پوتے سے آگے نہ چلے، وہ ابتر ہے۔

۳۔ خاص مولوی سعد اللہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ موجودہ لڑکے سے آئندہ نسل نہیں چلے گی (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۷)

نتیجہ صاف ہے کہ سب سے اول حضرت میاں صاحب دہلوی مرحوم ہر حال میں ابتر نہ ہوئے کیونکہ آپ کا مقصد تعلیم حدیث وتفسیر تھا جو خوب حاصل ہوا، اولاد آپ کی اتنی رہی کہ آج پوتوں کی اولاد در اولاد ہے۔ اعتبار نہ ہو تو دہلی پھاٹک حبش خان میں پہنچ کر مولوی عبد الغفار صاحب خیری سے ملئے وہ دونوں طرح (دلیل اور مشاہدہ) سے آپ کی تسلی کر دیں گے۔

اسی طرح مولوی عبدالرحمٰن محی الدین مرحوم نے بھی بفضلہ تعالیٰ کامیاب انتقال کیا۔ تمام عمر ارشاد وتلقین میں گزار کر سفر حج میں مدینہ شریف کے راستہ میں فوت ہوئے جس پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا

سب نکل جائیں گی اے قاتل ہماری حسرتیں
جب کہ سر اپنا ترے زیر قدم رکھ دیں گے ہم

ایسے مرنے والے کو نامراد کہنا، نامرادوں کے سوا کس کا کام ہے۔

اولاد کے لحاظ سے بھی مرحوم ابتر نہیں۔ آپ کی نرینہ اولاد بھی لائق وفائق عالم اور اولاد کی اولاد بھی موجود ہے۔

علیٰ ہذا القیاس مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم بھی کامیاب اور بامراد صاحب اولاد دنیا سے رخصت ہوئے۔

اسی طرح مولوی سعد اللہ لدھیانوی تمام عمر روزی حلال کما کر گذارہ کرتے اور توحید وسنت کی اشاعت فرماتے رہے۔ مرتے وقت صاحب اولاد دنیا سے رخصت ہوئے۔ رحمھم اللہ

اسی طرح اور علماء مخالفین مرزا بھی ہر طرح با مراد صاحب اولاد ہونے کی حالت میں دنیا سے گئے۔ ان میں سے خاص قابل ذکر مولانا ابوسعید محمد حسین مرحوم بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا غلام رسول (رسل بابا) امرتسری ہیں جنہوں نے اپنے مقصد تعلیم وتدریس واشاعت دین میں با مراد اور صاحب اولاد در اولاد ہونے کی حالت میں دنیا سے انتقال کیا رحمهم الله۔ پھر نہیں معلوم ان بزرگوں کو مرزا صاحب ابتر کیوں کہتے ہیں کیا یہ سچ ہے:

گل است سعدی در چشم دشمناں خارست

ناکامی و نامرادی:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ابتر کے معنی میں ایک شق ناکامی بھی لکھی ہے۔ ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی جس قدر نامراد اور ناکام دنیا سے گئے ہیں کوئی شخص بھی نہ گیا ہوگا۔

احمدی دوستو! خفا نہ ہونا ٹھنڈے دل سے ہمارا ثبوت سننا۔ سنئے

کامیاب وہ ہوتا ہے جو اپنا مقصد حاصل کر لے۔ ایک چپڑاسی کا مقصد دو چار آنہ روزانہ کمانا ہے، مگر ایک فوجی افسر کا مقصد بوقت جنگ دشمن پر فتح پانا اور اپنا سکہ جمانا ہے۔ اگر یہ افسر اس کام میں کامیاب نہ ہوا، تو کہا جائے گا کہ وہ ناکام یعنی ابتر رہا گو وہ شکست خوردہ بھی نہ ہو۔ یہی مطلب مرزا صاحب کا ہے۔

مولوی سعد اللہ مرحوم کوئی اہم مقصد زندگی اپنے ذہن میں نہ رکھتے تھے، بلکہ معمولی ایک مسلمان کی طرح توحید وسنت پر مرجانا ان کا اصل مقصد تھا۔ چنانچہ ان کا خاتمہ بھی ایسا ہی ہوا۔ برخلاف اس کے جناب مرزا صاحب قادیانی کون تھے اور آپ کی زندگی کا مقصد کیا تھا، وہ درج ذیل ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

> یاد رکھنا چاہیے کہ جب مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اسوجہ سے کہ ہمارا مخدوم اور آقا تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۵۱)

ناظرین! اب یہ امر آپ صاحبوں کی رائے پر متروک ہے کہ مرزا صاحب

تمام دنیا کی اصلاح کر کے رخصت ہوئے یا قبل از وقت ہی تشریف لے گئے۔

اصلاح کا لفظ بھی کئی معنی رکھتا تھا اسلئے مرزا صاحب کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ انہوں نے اس کے معنی خود ہی بتا کر ہمیں رہین منت بنایا۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں کہ

مسیح موعود (میرے) کے زمانے میں تمام مذاہب اور ادیان مٹ کر صرف ایک اسلامی وحدت اور اسلامی قومیت رہ جائے گی۔

اس دعووی پر بطور دلیل ایک آیت بھی لکھی جو یہ ہے

هوالذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره الکا فرون

احمدی دوستو! اللہ سے ڈر کر مرزا صاحب قادیانی کے اس مقصد کے لحاظ سے ہمارے سوالات کے جواب دو۔

۱۔ کیا تمام دنیا کے مفہوم میں یورپ افریقہ ایشیاء اور امریکہ شامل ہیں یا نہیں

۲۔ اگر شامل ہیں (اور یقیناً شامل ہیں) تو کیا مرزا صاحب کی اصلاحی تبلیغ ان ممالک میں پہنچی ہے؟

۳۔ پہنچی ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوا؟

۴۔ کیا ان سب ممالک سے عموماً اور ہندوستان سے خصوصاً کفر و شرک سب اٹھ گئے

۵۔ سارے ہندوستان سے قطع نظر خاص قادیان میں بھی کوئی قوم غیر مسلم آباد ہے جن کو ہندو یا سکھ کہا جاتا ہے۔

۶۔ تمام ممالک کی عموماً اور ہندوستان پنجاب کی خصوصاً اصلاح ہو کر وحدت اسلامی قائم ہو گئی۔

۷۔ ممالک اسلامیہ میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً مسلمانوں کی سیاسی اقتصادی مذہبی اور اخلاقی حالت مرزا صاحب کے دعوی کے قبل سے بعد کی حالت کچھ اچھی ہے۔

۸۔ کیا یہ غلط ہے کہ مرزا صاحب کے دعوی سے پہلے تمام دنیا میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً جتنی آبادی عیسائیوں کی تھی اس سے بدرجہا اب زیادہ ہے۔

ان سوالات کے جوابات سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کامیاب

مرے ہیں یا ناکام اور ابتر۔

احمدی دوستو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ فاتح قادیان سفر حج سے آ گیا ہے

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنون
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۷ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۶ ص ۱۔۴)

ایک احمدی کی دکھ بھری داستان۔۳

اب ہم وہ مضمون درج کرتے ہیں جو ۱۳۔ اگست ۱۹۲۶ء کا اخبار الفضل آنے پر پوسٹ ماسٹر صاحب کے ساتھ گفتگو ہوئی۔

صبح کے نو بجے کا وقت تھا میں اور پوسٹ ماسٹر صاحب کھڑے کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ پوسٹ مین آیا۔ اس نے ایک پرچہ اخبار اہل حدیث کا میرے ہاتھ میں دیا، اور ایک پرچہ الفضل کا پوسٹ ماسٹر صاحب کے ہاتھ میں دیا۔ پوسٹ ماسٹر صاحب پرچہ الفضل کا لے کر دفتر میں تشریف لے گئے کوئی نصف گھنٹہ کے بعد میرے پاس تشریف لائے اور اس طرح گویا ہوئے۔

پوسٹ ماسٹر: کیوں منشی صاحب آپ نے مضمون اخبار میں شائع کر دیا ہے؟

میں ۔ ہاں میں نے شائع کیا ہے۔

پوسٹ ماسٹر: اگر آپ نے مضمون شائع کرنا شروع کر دیا تو ذرہ مہربانی کر کے خیال رکھنا کہ نیکی کا بدلہ بدی سے نہ دینا پڑے کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ اگر قادیانی پارٹی کو میرا پتہ چل جاوے کہ فلاں آدمی ہے تو فوراً میرے ملازمت سے علیحدہ کرانے کی کوشش کریں گے کیونکہ ان کے ممبر جو محکموں میں ملازم ہیں اگر ذرہ بھی کوئی احمدی ان کے خلاف منہ کھولے فوراً اسکو ملازمت سے علیحدہ کرا دیتے ہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کا اسقدر انتظام ہے کہ اگر ان کو پتہ چل جاوے تو قتل تک کرنے سے دریغ نہیں کرتے انتظام اس قدر اعلی ہے کہ قاتل کا پتہ تک نہیں چلتا۔

میں ۔ الفضل تو لکھتا ہے کہ ایسے شخص احمدی نہیں ہو سکتے جو قبروں میلوں میں جائیں

کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے؟

پوسٹ ماسٹر: مرزا صاحب تو اولیاء کی قبروں کو بہشت سے مشابہت دیتے تھے لیکن مرزائی جماعت اس قدر گمراہ ہوئی ہے کہ باوا صاحب کے برخلاف مضمون لکھ مارا اور اولیاء کی ہتک کرنی شروع کر دی اتنی بات کہہ کر بابو صاحب دفتر میں گئے اور ایک کتاب ست بچن اٹھا کر لائے اور کہا کہ اس کا یہ حوالہ ضرور شائع کریں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ

اولیاء کی وقبروں پر رحمت نازل ہوتی ہے اور وہ زمین مبارک ہوتی ہے جس میں اولیاء دفن ہوں اس واسطے نانک باوا صاحب کی قبر پر جا کر چھلہ کرتے رہے کیونکہ اولیاء کی قبروں سے فیض حاصل ہوتا ہے ست بچن ص ۵۹

پھر اگر اتنی بات ہے کہ اولیاء کی قبروں پر جانا گناہ ہے تو مرزائی جماعت کیوں قادیان جا کر مرزا صاحب صاحب وخلیفہ نور الدین صاحب کی قبروں کی زیارت کرتی ہے اور حجاز کی قبروں کو شعائر اللہ کہتی ہے اور سال کے بعد کیوں قادیان میں میلہ کرتی ہے ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزائی جماعت کرتی کچھ ہے اور کہتی کچھ ہے بدیں وجہ میں ان سے نفرت کرنے لگ گیا ہوں۔

میں: آپ کو معلوم ہے کہ گذشتہ پرچہ میں مفتی محمد صادق نے تمہارے مضمون کی تردید کی تھی اور لکھا تھا کہ میں خلیفہ صاحب کو اپنا حاکم جانتا ہوں اس پرچہ میں بھی مفتی محمد صادق کی بابت تحریر ہے کہ ان کو خلیفہ صاحب کے ساتھ بڑا اخلاص اور محبت ہے۔

پوسٹ ماسٹر: میں حلفیہ سچ کہتا ہوں کہ مفتی محمد صادق نے اپنا اثر جماعت پر کافی جمالیا ہے کسی کو کہتا ہے کہ تم کو فلاں خوبصورت عورت دلا دوں گا۔ کسی کو کہتا ہے کہ تمہارے لڑکے کو امریکہ میں بھیج کر ڈاکٹر کرا دوں گا۔ اس طرح نصف جماعت سے زیادہ افراد میں اپنا اثر جمایا ہوا ہے۔ خلیفہ صاحب بچارے بولتے نہیں ہیں۔ اگر کوئی چوں چرا کی تو جس طرح محمد احسن امروہی جماعت سے علیحدہ ہو گئے تھے اور ان کا اثر جماعت پر پورا پڑا تھا اسی طرح ان کے جانے سے جماعت منتشر ہو جائے گی پہلے یہ عیسائی بھی رہ چکا ہے اسی طرح وہاں عیسائی مشن میں بھی اس نے جال بچھائے رکھا ہے بڑا اچھٹا ہوا... ہے۔

میں : الفضل لکھتا ہے کہ جو پوسٹ ماسٹر ہے وہ کبھی بھی احمدی نہیں ہے نہ کبھی قادیان آیا ہے۔

پوسٹ ماسٹر: میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ قادیان میں جتنی شرارتیں گھڑی جاتی ہیں کوئی انگریزی مشین بھی اتنا کام نہیں کر سکتی مرزا صاحب نے بھی جو کام کیا تھا اس پر بھی انہوں نے (مرزائیہ) پانی پھیر دیا ہے شریعت کو مقدم نہیں رکھا جاتا بلکہ اپنے ضمیر کو مقدم رکھا جاتا ہے جو بات منہ سے نکل گئی خواہ وہ جھوٹی ہو اس کو سچا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں غریبوں کی وقعت نہیں ہے چاہے ان میں کتنا اخلاص کیوں نہ ہو وہاں تو اس شخص کو منہ لگایا جاتا ہے جسکے پاس ٹکے ہوں مجھ کو کہا جاتا ہے کہ احمدی نہیں میں نے مرزا صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اور میں پکا احمدی ہوں میرے نام اخبار الفضل بھی جاری ہے لیکن سوائے بدر اخبار کے میں دوسرے اخباروں کی وقعت نہیں کرتا یوں ہی بکواس کرتے رہتے ہیں۔

میں : جب آپ کے نزدیک الفضل اچھا اخبار نہیں تو آپ نے الفضل کیوں جاری کرایا ہوا ہے؟

پوسٹ ماسٹر: میں نے جو الفضل جاری کرایا ہے مجبوری امر ہے کیونکہ اگر میں اس کو جاری نہ کراؤں تو احمدی افراد مجھ کو تنگ کرتے ہیں۔

میں : کیا آپ خلیفہ صاحب کو خلافت کا حقدار جانتے ہیں؟ کیونکہ خلافت کے ساتھ سیاست کا ہونا ضروری ہے۔ گذشتہ پرچوں میں آپ کے خلیفہ صاحب نے لکھا ہے کہ ہماری سیاست انگریزوں کی سیاست سے بھی زبردست ہے کیا آپ اس بات کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔

پوسٹ ماسٹر : بے شک حدیث شریف میں حکم ہے جس نے وقت کے امام کی اطاعت نہ کی اور اس کا حکم نہ مانا جاہلیت کی موت مرا۔

مگر خلیفہ صاحب وہ امام کہاں جن کے ہاتھ میں ایک مجسٹریٹ کی بھی طاقت نہیں ہے اگر ایک ٹٹی بھی گرانی پڑے تو ڈپٹی کمشنر بہادر کے چرن چومنے پڑتے ہیں۔ بے شک ان کے مرید کہتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ مثیل حضرت عمر بن خطاب و ابوبکر ہیں لیکن میں ان مریدوں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو کام سلف صالحین نے کر کے دکھائے وہ

ان میں کہاں؟ ہاں خلیفہ صاحب یہ ضرور کرتے کہ قوم کا پیسہ ولایت میں ڈلہوزی کی سیروں میں برباد کیا جاتا ہے۔ بتائیں کہ خلیفہ صاحب نے دوسری قوموں کے کتنے افراد اپنے ساتھ ملائے ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو ضرور گمراہ کیا ان پر کفر کا فتویٰ لگایا حالانکہ حضرت مرزا صاحب تریاق القلوب میں فرماتے ہیں کہ کوئی میرے انکار سے کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔

جب یہاں تک گفتگو کا سلسلہ پہنچا تو بابو صاحب نے بندہ کو ہدایت کی کہ یہ سب باتیں بے شک اخبار میں شائع کر دیں لیکن احتیاط رکھیں کہ میرا نام نہ معلوم ہووے کیونکہ میں نے آپ کو پہلے کہا ہے کہ وہاں قتل تک سے دریغ نہیں کرتے۔

باقی آئندہ۔ خریدار اہل حدیث نمبر ۳۴۸۷

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۶ ص ۴۔۵)

مرزائی مناظرہ

مورخہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ اگست کو موضع کہتر والی چک ۳۱۲ میں مناظرین مولوی عبدالغفور مولوی فاضل و مولوی عبدالکریم ٹیچر قادیانی کے ساتھ مباحثہ ہوا۔ اور اسلامی مناظر مولوی محمد حسین صاحب فاضل منشی دیوبندی موضع ٹھٹھہ چک ۳۱۰ جھنگ مرزعہ تھے۔ مناظرہ تین مسائل پر مبنی تھا

۱، وفات مسیح۔ مدعی مولوی عبدالغفور فاضل۔ ۲۔ امکان نبوت مدعی عبدالکریم ٹیچر قادیانی

۳۔ صداقت مسیح موعود مرزا صاحب مدعی مولوی عبدالغفور فاضل

تینوں مسائل کے دندان شکن جواب دیئے گئے اور اسلام کی فتح ہوئی اور مرزائیوں کو کافی شکست نصیب ہوئی آخیر میں مرزائیوں نے کہا کہ مولوی صاحب اگر سچے ہیں اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں تو قسم کھا کر تمام جلسہ میں اقرار کریں۔ مولوی صاحب نے قسم کھا کر کہا کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں۔ سید نثار علی چک ۳۱۳

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۶ ص ۱۵)

نامہ نگار پیغام صلح پکا احمدی ہے

(مضمون ہذا زیر نظر شمارے کے صفحہ ۸ سے شروع ہوتا ہے جو موجود نہیں۔ اس لئے مضمون نامکمل ہے۔ اخبار کے صفحہ ۹ سے عبارت یوں چلتی ہے۔ بہا):

اور جناب مرزا صاحب نے خود ہی دو کشتیوں میں پاؤں رکھا ہے اور میں نے اپنے اس دعویٰ پر پانچ دلائل پیش کئے تھے۔ ان دلیلوں میں سے ایک دلیل میں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے رسالہ تجلیات الٰہیہ کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ

اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

اور ساتھ (رسالہ البلاغ صفحہ۳، اخبار پیغام صلح ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۵۔ پیغام صلح ۲۵ نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۵ پیغام صلح ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۳ کے حوالہ سے) مرزا غلام احمد صاحب کا یہ کلام بھی درج کیا گیا تھا کہ:

محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔

(اخبار الحکم قادیان ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۳ء)

اس پر مولوی اللہ دتا صاحب احمدی جالندھری نے اخبار الفضل ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۹ پر ایک مضمون شائع کیا اور اس پر یہ عنوان قائم کیا

پیغام صلح اور نامہ نگار اہل حدیث ایک ہی کشتی میں

احمدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

میں نے الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۳ء کا پرچہ ابتداء سے آخر تک دیکھا، مگر عبارت بالا ندارد۔

اور بدر ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت مل گئی لیکن اس کے نقل کرنے میں یہودیوں کے بھی کان کاٹے گئے،

پڑھ کر بہت حیرانی ہوئی کہ اس قدر دیدہ دلیری۔

اصل عبارت حسب ذیل ہے:

محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے

مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے ۔ صرف آنحضرتﷺ کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے

(بدر قادیان ۱۷۔اپریل ۱۹۰۳ء)

کیا اس عبارت کو پڑھ کر ہر سلیم الفطرت انسان اڈیٹر پیغام صلح اور نامہ نگار اہل حدیث کی اس غیر شریفانہ حرکت پر اظہار افسوس کئے بغیر رہ سکتا ہے؟ مخلوق خدا کو مغالطہ دینا اور وہ بھی خیانت کے ذریعہ نہایت ہی گھناؤنا فعل ہے ۔کیا ڈائری میں سے (صرف آنحضرتﷺ کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے)فقرہ استثنائیہ کو حذف کر کے استدلال کرنا لا تقربوا الصلوۃ والے استدلال سے کم ہے ۔ (الفضل قادیان ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء ص ۹)

بابو حبیب اللہ صاحبؒ جواباً لکھتے ہیں:

۱۔ میں نے خود پرچہ الحکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو نہ دیکھا تھا، بلکہ اخبار پیغام صلح کے بعض پرچوں سے یہ عبارت نقل کی تھی ۔مگر اب مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے یہ بتلایا ہے اخبار الحکم ۱۰۔اپریل ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت نہیں ہاں البتہ اخبار بدر ۱۷۔اپریل میں یہ عبارت ہے، وغیرہ، تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔قصور ہے تو نامہ نگار پیغام صلح کا جس سے میں نے نقل کی ہے۔

۲۔ میں خیال کرتا ہوں کہ نامہ پیغام صلح پکا احمدی ہے کیونکہ اس نے اپنے پیرومرشد مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت پر قدم مارا ہے۔مرزا صاحب قادیانی نے بھی مخلوق خدا کو مغالطہ دیا ہے ۔اور اس نے بھی خیانت کے ذریعہ مغالطہ دیا ہے جو نہایت ہی گھناؤنا فعل ہے اور قرآن مجید میں آیا ہے کہ

و ما کان لنبی ان یغلّ یعنی کسی نبی کے واسطے خیانت کرنا جائز نہیں ہے

مرزا غلام احمد صاحب نے مدعی نبوت ہو کر خیانت کے ذریعہ سے مخلوق خدا کو مغالطہ دیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب سچے نبی نہ تھے۔ میرے دعویٰ کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

الف: حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر ہے:

مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت

کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا ئے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔

نوٹ: مکتوبات امام ربانی جلد دوم حصہ ۷ مکتوب ۵۱ صفحہ ۲ پر ہے:

بدان اے برادر محبّ کہ بہ تحقیق کلام حق سبحانہ وتعالی با بشر بگا ہے رو بارو بود وایں نوع از کلام مرآحاد انبیاء است علیہم الصلوات والتسلیمات وگاہے ایں نعمت عظمی بعضے را از کمل متابعان ایشان نیز بہ تبعیت و وراثت میسر مے گردد وایں قسم از کلام با یکے از ایشان ہر گاہی بکثرت واقع گردد آن کس محدث نامیدہ میشود چنانچہ امیر المومنین عمرؓ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے تین طور پر خیانت کی ہے:

۱۔ مکتوبات میں لفظ محدث ہے مگر حقیقۃ الوحی کے اس مقام میں مرزا صاحب قادیانی نے لفظ محدث کی بجائے نبی لکھا ہے۔ اور محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس سے خدا کلام کرے مگر وہ نبی نہ ہو۔ اس امت میں حضرت عمر محدث تو تھے مگر نبی نہ تھے (ازالہ اوہام ص ۹۱۴ بحوالہ صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۱)

۲۔ مکتوبات میں لکھا ہے:

جیسا کہ امیر المومنین عمرؓ تھے۔،

یہ الفاظ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نقل نہیں کئے

۳۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ الفاظ لکھے ہیں:

بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔،

حالانکہ مکتوبات امام ربانی کے مکتوب ۵۱ میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

ب۔ حمامۃ البشری صفحہ ۸۸۔۸۹ پر جناب مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں:

و فی حدیث ابن عباس قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ینزل اخی ریسی ابن مریم علی جبل افیق اماما ھادیا حکما عادلا بیدہ حربۃ یقتل الدجال وتضع الحرب اوزارھا عن ابن عباس قال قال رسول الله ینزل اخی عیسی بن

مریم علی جبل افیق اما ما ھاد یا حکما عا د لا بیدہ حر بۃ یقتل به الد جا ل

نوٹ: کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸، اور منتخب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۵۶ پر ہے

قا ل ابن عباس قا ل رسو ل الله فعند ذلك ینزل ا خی عیسی بن مر یم من السما ء علی جبل افیق اما ما ھا د یا حکما عا د لا علیه بر نس له مر بوع الخلق ا صلت سبط الشعر بیدہ حر بۃ یقتل الد جا ل فا ذا قتل الد جا ل تضع الحر ب او زا ر ھا۔

(نیز دیکھو حجج الکرا مۃ ص ۴۲۳)

مرزا غلام احمد صا حب قا د یا نی نے الفا ظ من السما ء نقل نہیں کئے اور علیه بر نس له مر بوع الخلق ا سلت سبط الشعر کے الفا ظ بھی نقل نہیں کئے۔ اگر کوئی احمدی کہے کہ مرزا صا حب قا د یا نی نے حمامۃ البشری میں کتا ب کنز العمال و غیرہ کا حوالہ نہیں د یا ہے، اس احمدی پر لا زم ہے کہ پھر حد یث کی کسی ایسی کتاب کا نا م (مع جلد وصفحہ کے) پیش کر ے جس سے مرزا غلام احمد صا حب قا د یا نی نے یہ روا یت نقل کی ہے۔

ج: تحفہ گولڑ و یہ صفحہ ۱۴ پر مرزا غلام احمد صا حب قا د یا نی لکھتے ہیں:

فی الواقع صا حب قبر حضرت عیسی ہی ہیں جو یوز آ سف کے نا م سے مشہور ہوئے یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا اس کا مخفف ہے اور آ سف حضرت مسیح کا نا م تھا جیسا کہ انجیل سے ظا ہر ہوتا ہے جس کے معنی ہیں یہو دیو ں کے متفرق فرقوں کو تلاش کر نے وا لا یا اکٹھے کر نے وا لا (یہ معنی لفظ آ سف کے لغت کی کس کتا ب میں ہیں حبیب اللہ) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمیر کے بعض با شند ے اس قبر کا نا م عیسی صا حب کی قبر بھی کہتے ہیں اور ان کی پرانی تا ریخو ں میں لکھا ہے کہ یہ ایک نبی شہزا دہ ہے جو بلا د شا م کی طرف سے آ یا تھا جس کو قر یباً انیس سو برس آ ئے ہو ئے گذر گئے اور سا تھ اس کے بعض شا گر د تھے اور وہ کو ہ سلیما ن پر عبادت کرتا ر ہا اور اس کی عبا دت گا ہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شا ہزادہ نبی ہے جو بلا د شا م کی طرف سے آ یا تھا نا م اس

کا یوز ہے۔

نوٹ : واضح ہو کہ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہے کہ شاہزادہ یوز آسف ملک شام کی طرف سے آیا تھا یہ مرزا صاحب قادیانی کا جھوٹ ہے۔ میں علماء احمدیہ کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں سے یہ الفاظ نکال کر دکھلائیں کہ شہزادہ یوز آسف بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ اگر کسی احمدی عالم میں ہمت ہے تو میرے اس مطالبہ کو پورا کرے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مخلوق خدا کو مغالطہ دیا اور وہ بھی خیانت اور کذب بیانی کے ذریعہ جو نہایت ہی گھناؤنا فعل ہے۔ پس مرزا صاحب قادیانی نبی نہ تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۷ ص ۸۔۱۰)

مرزا قادیانی اور دعوی نبوت۔۱

جناب مولوی عبدالحقؒ آف راجہ جنگ، لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی جن کو نبیوں کی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش دن رات قادیان میں شروع ہے، فی الحقیقت اس اعلی اور مقدس صف میں کبھی بھی کھڑے نہیں ہو سکتے۔ واقعات کی روشنی میں جب دیکھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی منہاج نبوت پر پورا اترتے ہیں یا نہیں تو خود جناب کی تحریر و تقریر سے گواہیاں ملتی ہیں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی مرسل من اللہ نہ تھے بلکہ جناب مرزا صاحب نے دغا فریب اور زمینی ذرائع سے کام لے کر نبوت کا دعوی کیا جس کا ثبوت ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

ایک وقت وہ بھی تھا کہ قادیانی خاندان کے ۸۵ گاؤں ملکیت کے تھے اور پان صد سے کم بیش مہمان ہمیشہ شب و روز دسترخوان پر روٹی کھاتے تھے۔ سو کے قریب علماء صلحائے حافظ قرآن کے پاس رہتے تھے جن کے کافی وظیفے مقرر تھے۔ (سیرۃ المہدی۔ص ۹۸)

پھر وہ زمانہ آیا کہ سکھوں کے آنے سے قادیانی خاندان کے پاس ۸۵ گاؤں کے بجائے صرف ایک قادیان ہی رہ گیا بلکہ یہاں تک حالت خراب ہوئی کہ قادیان پر بھی سکھ قابض ہو گئے اور قادیانی خاندان مذکور پر بنی اسرائیل کی سی تباہی آئی علماء نہ صلحا، روٹی سے بھی بیزار مارا مارا پھرا کئے۔ خاندان مذکور کی قسمت جاگی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت ہوئی تو ۵ گاؤں سمیت قادیان پھر دست یاب ہوئے رنجیت سنگھ بچارا تو چلتا بنا گورنمنٹ برطانیہ کا راج ہوا تو قادیانی خاندان کے ممبران کو گورنر جنرل کے دربار میں کرسی ملنے لگی اور نواح میں رئیس تسلیم کئے گئے۔

خاندان مذکور نے سرکار انگریزی کو پچاس گھوڑے اور پچاس سوار امداد کے طریقہ پر دیئے اور آئندہ گورنمنٹ کے ساتھ امداد کا وعدہ بھی کیا لیکن یاجوج ماجوج یعنی گورنمنٹ برطانیہ کا پہلا نزلہ خاندان مذکور پر یہ گرا کہ اس کی تمام جاگیر ضبط ہوگئی۔ (سیرۃ المہدی۔ص ۱۱۰۔۱۱۱)

جب جاگیر ضبط ہوگئی، کنبہ کا گذارہ ہونا مشکل ہوگیا تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے والد صاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کو ملازم کرا دیا جس کا پتہ مندرجہ ذیل حوالہ سے چلتا ہے:

ہمارے دادا کا منشاء تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اسلئے آپ شہر سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ (سیرۃ المہدی۔ص ۳۰)

بعض کا خیال ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب محرر تھے۔ اس سے ہم کو بحث نہیں۔ لیکن آپ کسی قلیل سی ملازمت پر نوکر ہوئے جہاں تنخواہ بالکل کم تھی اور کنبہ کا گذارہ ہونا مشکل تھا۔ بدیں وجہ مرزا غلام احمد صاحب نے ملازمت ترک کر دی اور کوئی وسیلہ آمدنی کا تلاش کرنے کے درپئے ہوئے۔ آپ عالم تو تھے ہی آپ نے بہت سی کتابیں مذہبی جمع کیں (بعض مرزائی دوستوں سے سنا گیا ہے کہ مرزا صاحب عالم نہ تھے بلکہ امی تھے خدا جانے یہ مرزائی بھی کس بلا کے ہیں۔ بیٹا تو شہادت دیتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی تعلیم بڑے غور و پرداخت سے کی گئی لیکن امت اس سے انکار کرتی ہے یہ معاملہ مدعی سست گواہ چست والا بنتا ہے مرزا بشیر احمد سیرۃ المہدی کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں:

(مرزا غلام احمد صاحب فرماتے تھے) بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے تھے اور میں صرف کی بعض کتابیں پڑھیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھائی کے لئے مقرر کیا تھا، اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا..... اور ان دنوں مجھ کو کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی گویا میں دنیا ہی میں نہ تھا) **اور نبوت کا سانچہ گھڑنا شروع کر دیا جسکا پتہ مفصلہ ذیل تحریر سے چلتا ہے:**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے جھنڈا سنگھ ساکن کالہوان نے کہ میں بڑے مرزا صاحب کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا ایک دفعہ مجھے بڑے مرزا صاحب نے کہا کہ جاؤ غلام احمد کو بلا لاؤ۔ ایک انگریز حاکم میرا واقف ضلع میں آیا ہے اس کی منشا ہو تو کسی اچھے عہدہ پر نوکر کرا دوں۔
جھنڈا سنگھ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا چاروں طرف کتابوں کے ڈھیر لگا کر اسکے اندر (مرزا غلام احمد) بیٹھے ہوئے ہیں (اب کوئی قادیانی بتا سکتا ہے کہ مرزا صاحب کتابوں کے ڈھیر میں کیا کر رہے تھے؟ اس میں ظلی نبوت کا سانچہ گھڑ رہے تھے۔) **اور کچھ مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچایا۔ مرزا (غلام احمد) صاحب نے جواب دیا کہ میں نوکر ہو گیا ہوں۔ بڑے مرزا صاحب نے جواب دیا: واقعی اگر نوکر ہو گئے ہو تو خیر۔**
مرزا (غلام احمد) صاحب نے کہا: ہاں نوکر ہو گیا ہوں۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ کالہوان قادیان سے جنوب کی طرف دو میل ہے اور نوکر ہونے سے مراد خدائی نوکری ہے (سیرۃ المہدی۔ص ۴۷)

اس مندرجہ بالا مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب ایک عرصہ تک ظلی نبوت کا مواد جمع کرتے رہے۔ اس وقت موقع ایسا تھا ایک طرف آریہ سماج کی تحریک سوامی دیانند کے ذریعہ پھیل رہی تھی اور دوسری طرف مسیحی مشنریاں پورے زور شور سے کام کر رہی تھیں اور ہزاروں مسلمان عیسائی ہو چکے تھے، مرزا غلام احمد صاحب نے اس موقع کو غنیمت جانا۔ لگے آریہ سماج اور مسیحی مشنریوں کے برخلاف کام کرنے۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ اسلام کے خیر خواہ ہیں ادھر مرزا صاحب قادیانی نے وقت سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں میں اپنا رسوخ پیدا کرلیا اور اپنی ظلی نبوت کو مخفی رکھا۔ مسلمانوں اور دیگر اقوام کی لڑائیوں سے فائدہ اٹھانا چاہا۔

چونکہ مرزا صاحب قادیانی خود کو مسلمانوں کا طرف دار بتاتے تھے، اس لئے فطرۃً مسلمانوں کو ان کی طرف رغبت ہوئی۔ مرزا صاحب قادیانی نے بنام تائید اسلام چندہ کی اپیلیں کیں اور مسلمان چندہ دینے لگ گئے۔ مرزا صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ کی تیسری جلد تک تو اپنا رویہ درست رکھا۔ لیکن جب چوتھی جلد شائع کی تو کچھ ارشادات اپنی نبوت کے بھی شائع کئے جس سے علماء دین کے طبقہ میں جوش محسوس ہوا۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب عقل مند تھے، آپ ظلی نبوت کے میدان میں پاؤں پھونک پھونک کر رکھتے تھے۔ آپ کو معلوم تھا کہ ابھی بھانڈا پھوٹ گیا تو دکان داری نہیں چلے گی۔ آپ نے جھٹ اعلان کر دیا:

> اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر دہلی کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے ملائکہ کا منکر بہشت دوزخ سے کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبریل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بالکل منکر ہے لہذا میں اظہاراللحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اورلیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ہوں بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کے رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی

مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی ہے۔ (قادیانی اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

اس اعلان کے ذریعہ عام پبلک اور علماء دین کو مرزا صاحب قادیانی نے تسکین دے دی لیکن اپنا کام بدستور کرتے رہے۔ جب کبھی ذرہ بھی مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے شبہ پیدا ہوا، فوراً علماء دین نے تنبیہ کی۔ فوراً مرزا صاحب مسلمان ہونے پر قسمیں کھاتے تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو الہامات بھی شائع کئے تائید اسلام کے نام سے شائع کئے۔ علماء دین ان سے متعرض نہ ہوئے۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اس تدبیر سے کام بن گیا کیونکہ اس طرح علماء دین بھی پیچ میں پھانس لئے گئے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں:

اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی بھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کرلیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔ (اربعین نمبر۲ ص ۲۱) باقی ..

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ ستمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۷ ص ۱۰۔۱۱)

فیصلہ کی صورت ہمیں بھی منظور

(خاص کر اہل حدیث پر عتاب)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امت مرزائیہ کی دو پارٹیوں میں عرصہ سے اختلاف چلا آیا ہے۔ باطنی وجہ کا علم خدا کو ہے، ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ نبوت مرزا قادیانی میں اختلاف ہے۔ اس اختلاف کے فیصلہ کی جو صورت خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے پیش کی ہے ہم اس کی تائید کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

مولوی محمد علی صاحب کے اختلاف ہونے سے پہلے کی جتنی تحریریں نبوت

مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے متعلق ہیں وہ سب شائع کر دی جائیں میں (خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد) ان کے متعلق اعلان کر دوں گا کہ میرا بھی عقیدہ یہی ہے جو ان تحریروں میں ہے۔ (اخبار فاروق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۶ء ص ۲)

اہل حدیث: مطلب اس کا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مولوی نور الدین صاحب بھیروی، خود مولوی محمد علی لاہوری وغیرہ ارکان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سب تحریریں اصلی الفاظ میں بغیر شرح یا تاویل کے شائع کی جائیں۔ پھر جو ان کا مفہوم ذہن میں آئے وہی عقیدہ صحیح ہو۔

بہت ٹھیک! ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔ اسی لئے ہم بھی یہی طریق صلح مرزائی جماعت خصوصاً قادیانی پارٹی کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کی دو شقیں ہیں:

اول: وہ احادیث جو حضرت مسیح موعود کے متعلق آئی ہیں اصل الفاظ میں مع صحیح ترجمہ کے شائع کر دیں جو ان کا مفہوم ہو گا اسی پر دونوں فریق ہم اور وہ متفق ہوں گے۔

دوم۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو مرزا صاحب قادیانی کی دو تین متحدیانہ پیش گوئیوں کے اصلی الفاظ شائع کر دیئے جائیں جن کی کوئی شرح یا تفسیر نہ کی جائے جو ان کا مفہوم عام فہم ہو بس اس پر ہم دونوں فریق (احمدی اور محمدی) متفق ہو جائیں۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ جس طرح ہم نے بڑی فراخ دلی سے قادیانی تحریک صلح کی تائید کی ہے، قادیانی جماعت ہماری تحریک کی تائید کرے گی۔

احمدی دوستو! آگے بڑھو اور سنو!

جنگ کردی آشتی کن زانکہ نزد عاقلاں
ایں مثل مشہور اول جنگ آخر آشتی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اکتوبر ۱۹۲۶ مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۸ ص ۳)

کیا قوم عیسی خیل، حضرت عیسی کی اولاد ہے؟

(اقوال مرزا کی دو رنگی)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب؄ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

اپنی کتاب تحفہ گولڑ ویہ طبع ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۲۱۳،۲۱۴ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

حضرت عیسی کے صلیب کی موت سے بچنے کے متعلق ایک پیش گوئی یسیعاہ باب۵۳ میں اس طرح پر ہے

اور اس کے بقائے عمر کی جو بات ہے سو کون سفر کر کے جائے گا کیونکہ علیحدہ کیا گیا ہے قبائل کی زمین سے اور کی گئی شریروں کے درمیان اس کی قبر پر وہ دولت مندوں کے ساتھ ہوا اپنے مرنے میں جب کہ تو گناہ کے بدلے میں ان کی جان کو دے گا (تو وہ بچ جائے گا) اور صاحب اولاد ہو گا اس کی عمر لمبی کی جائے گی وہ اپنی جان کی نہایت سخت تکلیف دے گا (یعنی صلیب پر بے ہوشی) پر وہ پوری عمر پائے گا۔

ب۔کتاب، مسیح ہندوستان میں، کے صفحہ ۶۸ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

سو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کی سیر کی ہو گی اور پھر جموں سے یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے چونکہ مسیح ایک سرد ملک کے آدمی تھے اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالباً وہ صرف جاڑے تک ہی ٹھہرے ہوں گے اور اخیر مارچ یا اپریل کے ابتداء میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہو گا اور چونکہ وہ بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے۔ اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل کر لی ہو گی۔اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں گے۔اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی کی ہو افغانوں میں ایک قوم عیسی خیل کہلاتی ہے، کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسی کی ہی اولاد ہوں۔

۲۔اخبار الحکم ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵ میں ہے:

بموجب یونس والی پیش گوئی کے (متی) مسیح زندہ صلیب سے اترا۔ زندہ قبر میں رہا زندہ قبر سے نکل کر کھوئی بھیڑوں کی کابل و کشمیر میں ہدایت کرتا ہوا کشمیر میں فوت ہوا اور بسبب اس بڑے لمبے سفر کے مسیح یعنی بڑا سیاح بھی کہلایا چنانچہ سرحد پشاور پر عیسی خیل وعیسی اقوام اسی کی اولاد سے معلوم ہوتی

ہیں۔
۳۔حکیم خدا بخش احمدی اپنی کتاب عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۴۵۱۔۴۵۲ پر یوں لکھتے ہیں
توریت میں پیش گوئی کی گئی تھی کہ یسوع صلیب پرنہیں مرے گا جس کی
تصدیق یسیعاہ باب ۵۳، آیت ۷۔۸ سے یوں ہوتی ہے
مسیح صاحب اولاد ہوگا جسکی تصدیق توریت سے یوں ہوتی ہے:
جب کہ تو گناہ کے بدلے میں اس کی جان کو دے گا (تو وہ بچ جائے گا) اور
صاحب اولاد ہوگا۔
مسیح اس واقعہ صلیب کے بعد ۸۷ برس اور زندہ رہا اور صاحب اولاد بھی ہوا
چنانچہ افغانستان میں اب تک عیسی خیل قوم موجود ہے۔،

اس کی تردید:

۱۔مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ مندرجہ الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۴۔۵ اور کتاب منظور الٰہی صفحہ ۱۲۶ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے شادی نہ کی تھی۔
۲۔تریاق القلوب صفحہ ۹۹ کے حاشیہ پر مرزا غلام احمد صاحب لکھتے ہیں:
اور ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسی کی کوئی آل نہیں تھی
۳۔آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۸۳ کے حاشیئے اور تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۱۴ کے حاشیہ پر ہے:
انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جورو کرنے کی
فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر پا کر اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد
کے نقش قدم پر چلتے۔
۴۔مولوی محمد احسن احمدی امروہی، اعلام الناس حصہ اول کے صفحہ ۵۹ پر لکھتے ہیں:
مسیح نے نکاح نہیں کیا تھا اور نہ اس کی اولاد ہوئی۔
۵۔تشحیذ الاذہان نومبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۴ پر مولوی جلال الدین احمدی یوں لکھتے ہیں:
مسیح کا شادی نہ کرنا دلالت کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم ناقص تھی۔
۶۔اخبار الحق جلد ۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۲ء کے صفحہ ۱۱ کے کالم نمبر ۲ میں ہے:

مسیح نے ایک بھی بیوی نہیں کی۔

۷۔ الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۱۷ء ص ۵ کالم ۳ میں ہے:

حضرت عیسیٰ بلا باپ تھے صاحب اولاد ہونا معلوم نہیں، غالباً نہ تھے

۸۔ اخبار بدر ۲۰ جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۴ کے کالم ۲ میں ہے:

یسوع فرقہ صوفیا بنام اسیر میں داخل تھا جو شادی نہ کرتے تھے۔

(انجیل فتح بر صلیب، ص ۳۱)

۹۔ اخبار الفضل ۲۹ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۶ کالم اول میں ہے:

سیدنا مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی تحقیق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ کی کوئی ظاہری اولاد نہ تھی۔

نتیجہ یہ نکلا حضرت عیسیٰ نے نہ شادی کی اور نہ آپ کی اولاد ہوئی اس پر بھی (بقول مرزا قادیانی) قوم عیسیٰ خیل حضرت موصوف کی اولاد ہے۔ چہ خوش

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۸ ص ۳۔۴)

مرزا قادیانی اور دعویٰ نبوت ۔۲

جناب مولوی عبدالحق آف راجہ جنگ لکھتے ہیں:

جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بہت سے مسلمانوں کو طمع اور لالچ میں پھانس لیا۔ جن کا ذکر مرزا صاحب قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے سیرۃ المہدی میں اس طرح کیا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ ہماری جماعت میں تین قسم کے آدمی ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کو دنیوی شان وشوکت کا خیال ہے کہ محکمے ہوں دفاتر ہوں بڑی بڑی عمارتیں ہوں وغیرہ۔ دوسرے وہ ہیں جو کسی بڑے آدمی مثلاً نوردین صاحب کے اثر کے نیچے آکر جماعت میں داخل ہو گئے ہیں اور انہی کے

ساتھ وابستہ ہیں۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کو خاص میری ذات سے تعلق ہے (سیرۃ المہدی۔ص ۱۱)

جب مرزا صاحب مذکور نے اس طرح لوگوں کو پھانس لیا جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے تو فوراً فتح اسلام میں دعوی نبوت کر دیا۔

بعض مرزائی افراد کے ساتھ جن صداقت مرزا پر گفتگو ہوتی ہے تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے ہمراہ تائید آسمانی تھی۔

احقر عرض کرتا ہے کہ ان واقعات سے تو صاف اخذ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے دغا جعل سے کام لیا۔ اور اپنی دکانداری چلانے کا اسباب پیشتر جمع کر رکھا تھا جس کا ثبوت نزول المسیح میں بھی ملتا ہے:

جو کام یا دعوی ابھی بارہ برس کے بعد ظہور میں آنا ہے پہلے ہی اس کی بنیاد قائم کی جائے۔ پھر تعجب پر تعجب یہ کہ خدا تعالی ایسے ظالم مفتری کو اتنی لمبی مہلت بھی دے دے جس سے آج تک بارہ برس بھی گذر چکے ہوں اور مفتری ایسا اپنے افتراء میں بے باک ہو جس نے پہلے ہی سے اتادہ کیا ہو جو بارہ برس کے بعد ایسا دعوی کروں گا اور اس دعوی کی بنا د بارہ برس پہلے ہی یہ رکھی ہو کہ میں ضرور مثیل مسیح ہوں۔ (نزول المسیح۔ص ۷۶)

اب بھی میرا کوئی دوست یہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت وہ نبوت ہے جو سلف انبیاء کو خدا تعالی کی طرف سے دستیاب ہوئی تھی بلکہ یہ تو نبوت اپنے کسب سے حاصل کی گئی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم اکتوبر ۱۹۲۶ مطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۸ ص ۴)

حاجیوں پر خفگی

(خاص کر اہل حدیث پر عتاب)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخبارات ساری دنیا پر اظہار رائے کرتے ہیں۔ ان کے خلیفہ اور مبلغ جہاں جاتے ہیں ان کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کے نشان ملتے ہیں۔ مثلاً خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) دمشق میں گئے تو منارہ دمشق دیکھ کر اپنے مسیح (مرزا غلام احمد) کی صداقت پائی۔ لیکن جب کوئی مخالف مرزا صاحب کی تکذیب کے آثار پائے اور اظہار کرے تو اس پر خفا ہوتے ہیں حالانکہ یہ اصول مقررہ ہے

وفی کل شیء له آیة ۔ تدل علی انه کاذب

اخبار اہل حدیث امرتسر میں سفر حجاز کا ایک مراسلہ درج ہوا تھا جس میں ذکر تھا کہ حجاز میں اونٹ بکثرت ہیں، اور یہ بتاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوی مسیحیت میں جھوٹے تھے کیونکہ انہوں نے لکھا تھا کہ مکہ مدینہ میں ریل کا جاری ہونا میری نشانی ہے حالانکہ یہاں ریل کا نشان بھی نہیں ہے۔

اس پر قادیانی اخبار بہت خفا ہوا ہے لکھتا ہے کہ یہ لوگ حج کرنے گئے تھے یا عیب جوئی کرنے۔ کوئی لکھتا ہے یہاں سڑکیں ٹھیک نہیں۔ کوئی لکھتا ہے صفائی نہیں۔ غرض کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ۔

> مولوی ثناء اللہ صاحب مکہ معظّمہ میں گئے تو قادیان کی یاد آئی اور کہا کہ یہاں ریل نہیں بنی یہ مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے مگر چند ہی دنوں کے بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ اسی مولوی ثناء اللہ نے اسی زبان سے حجاز ریلوے بنانے کی تائید کی۔ گویا خود اپنے کاذب ہونے پر مہر صداقت ثبت کی۔ دیکھا یہ ہے حق کا نفوذ کہ بدترین دشمن وہ کام کر رہا ہے جو سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان ہے خدا نے چاہا کہ انہی ہاتھوں سے اذا العشار عطلت کی پیش گوئی کو جدہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ تک پورا کراؤں جو اس کے خلاف کوشش کرتے رہے۔ (الفضل قادیان۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ء ص۴ کالم ۲)

اس الہامی جماعت، ہاں مسیح موعود کے حواریوں، ہاں ہاں مہدی مسعود کے مریدوں، واللہ قادیانی کرشن جی کے چیلوں کے ہاتھ کی صفائی دیکھو کہ بغیر داد دیئے ہم نہیں رہ سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تو لکھتے ہیں کہ مکہ مدینہ کے درمیان ریل کا بن جانا میری نشانی ہے، جس کا مطلب صاف ہے کہ میری (مرزا قادیانی کی) زندگی

میں حجاز ریلوے کا بن جانا ضروری ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیار ہورہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن وحدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔ (اعجاز احمدی۔ص۲)

ناظرین! یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی طبع ہے۔ آپ اس الہامی کذب بیانی کو دیکھئے کہ ۱۹۰۲ء میں لکھتے ہیں کہ۔

مکہ اور مدینہ کے درمیان جو ریل تیار ہورہی ہے۔،

حالانکہ مکہ مدینہ کے درمیان آج تک سروے (پیمائش) بھی شائد نہ ہوئی ہو۔

لطف یہ ہے کہ فاضل اڈیٹر یہ بھی نہیں سمجھے کہ میں نے جو ریلوے بننے کی تائید کی (میں کیا ساری اسلامی دنیا کرتی ہے) یہ تو اسی لئے ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی روشن تر دید ہوسکے کیونکہ ۱۹۲۶ء میں جو ریل بنے گی یہ ان مرزا صاحب قادیانی کی مسیحیت کی صداقت پر نشانی نہ ہوگی جو ۱۹۰۸ء میں دنیا چھوڑ گئے۔

ہاں اس وقت بنتی تو وہ کہہ سکتے کہ یہ میرا نشان ہے۔

یوں تو آج ۱۹۲۶ء میں نہیں تو اس کے بعد بھی کبھی نہ کبھی بنے گی چاہے سو برس تک بنے، تو کیا اتنی مدت دراز کے بعد کی بنی ہوئی ریل بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو، جو عرصہ دراز سے مرچکے ہیں، نشان صداقت ہوگی؟ حالانکہ وہ خود ریل کا بننا اپنے زمانہ کے ساتھ بصیغہ حال مخصوص کرتے ہیں۔

احمدی دوستو! اب بھی تمہیں یقین آیا کہ نہیں کہ سفر حجاز میں مجھے مرزا صاحب قادیانی کی یاد کیوں آتی تھی۔ محض اس لئے کہ ہمارے ملک پنجاب میں حضرت آدم سے لے کر آج تک ایک ہی شخص صاحب وحی ونبوت ہوا۔ افسوس وہ بھی جھوٹا۔ آہ:

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
جو ہوئے کچھ تو یہی رند قدح باز ہوئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۶ مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۹ ص ۵)

ابتر کون مرا؟ قادیانی نبی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۷ستمبر ۱۹۲۶ء میں ہم نے بجواب الفضل قادیان ایک مضمون مفصل لکھا تھا جس میں ثابت کیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعوی اور مقصد بعثت کے لحاظ سے نامراد مرے، جس کو دوسرے لفظوں میں ابتر کہتے ہیں۔

اس امر کے فیصلہ کے لئے ہم نے الفضل پر آٹھ سوال کئے تھے جن کے جوابات سے یہ عقدہ حل ہوجاتا کہ مرزا صاحب قادیانی بامراد گئے یا نامراد۔

بہتر ہے کہ قادیانی اخبار بجائے اور باتیں بنانے کے ہمارے سوالات کے جوابات دیں۔ ورنہ ہمارا حق ہوگا کہ ہم یہ شعر پڑھیں

کوئی بھی کام مسیحا (مرزا) ترا پورا نہ ہوا
نا مرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۶ مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۹ ص ۶)

مسیح ناصری، صاحب شریعت نبی تھے

(تہافت وتخالف)

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

۱۔ اخبار الحکم: کی جلد ۸ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۳ کالم ۴ میں لکھا ہے:

حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام صاحب شریعت نہ تھے۔

اقول: واضح ہو کہ قرآن کریم میں الفاظ ،تشریعی نبی ، یا ، غیر تشریعی نبی ،نہیں آئے ہیں اور نہ کسی حدیث صحیح نبوی میں الفاظ ،تشریعی نبی ، یا، غیر تشریعی ، نبی آئے ہیں اور نہ کسی

صحابی کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

ہاں قرآن مجید میں الحمد کی الف لے کر والناس کے سین تک الفاظ رسول، و نبی آئے ہیں بغیر کسی قید کے۔

اس طرح ظلی بروزی مجازی حقیقی غیرحقیقی مستقل امتی نبی جزوی ناقص وغیرہ الفاظ نہ تو قرآن کریم میں آئے ہیں اور نہ کسی حدیث صحیح نبوی میں۔ البتہ جناب مرزا صاحب نے یہ اصطلاحات ایجاد کی ہیں (دیکھو محمود احمد کی کتاب حقیقۃ النبوۃ حصہ اول۔ص ۱۵۸)

۲۔ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور اپنے رسالہ نعمت اللہ خان کی سنگساری، اور اسلامی رائے عامہ سے اپیل، یعنی ضمیمہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۸ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ نبوت غیرتشریعی کی اصطلاح صوفیوں کی اصطلاح ہے، اصطلاح شریعت نہیں قرآن کریم یا حدیث میں کہیں نبوت کی دو قسمیں نہیں بتائی گئیں جن میں سے ایک نبوت تشریعی ہو اور ایک نبوت غیرتشریعی۔ اور صوفیوں نے صرف ولایت یا محدثیت کو ہی نبوت غیرتشریعی کہا ہے۔

۳۔ مسیح حقیقی نبی: رسالہ سراج منیر کے صفحہ ۳۔۴ پر ہے:

ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے پس جب قرآن کے بعد ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیوں کر اور کیا ہوا۔

نوٹ: مرزا صاحب کی اصطلاح میں حقیقی نبوت و رسالت سے مراد صاحب شریعت نبی ہے (دیکھو سراج منیر ص ۲۔۳) اخبار الحکم ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۹۶، حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۱۵۹، سراج منیر کے صفحہ ۴ پر جناب مرزا صاحب نے حضرت عیسی مسیح اسرائیلی نبی کو حقیقی نبی لکھا ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ قادیانی اصطلاح میں حضرت مسیح ناصری صاحب شریعت رسول تھے۔

۴۔ جناب مرزا قادیانی کے الفاظ اخبار الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۳ پر یوں ہیں:

اب فرمایئے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جب ایک اسرائیلی نبی آ گیا تو پھر

آنحضرت ﷺ کس طرح خاتم النبیین رہے؟ اس اعتقاد سے تو خاتم النبیین حضرت عیسیٰ ہوئے نہ آنحضرت ﷺ۔ حاشا وکلا۔ عیسیٰ تو خود براہ راست خدا کے نبی تھے۔ کیا ان کی پہلی شریعت اور نبوت منسوخ ہو جائے گی۔

۵۔ منشی عمر الدین صاحب احمدی جالندھری شملوی کے الفاظ اخبار بدر ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۴ پر یوں ہیں:

ایک حدیث جس کے حضرت سلمان فارسی راوی ہیں اس طرح پر ہے کہ فترة بین عیسی و محمد ﷺ و ست مأة سنة (بخاری کتاب المناقب) حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان فترۃ کا زمانہ (جس میں کوئی نبی نہیں ہوتا) چھ سو برس ہے

اس حدیث پر حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس امت میں کوئی ایسا پیغمبر نہیں آیا جو نئی شریعت یا نئی کتاب لایا ہو ایسا پیغمبر ہو سکتا ہے جو حضرت عیسیٰ ہی کی شریعت کی طرف بلاتا ہو۔ (ص ۴ کالم ۲)

۶۔ کتاب ختم نبوت کی حقیقت صفحہ ۱۱۵ پر مولوی عمر الدین صاحب احمدی لکھتے ہیں:

جس طرح حضرت عیسیٰ (جن کی نبوت تشریعی ہے) کے امتی ہو کر آ جانے سے ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اسی طرح آنحضرت ﷺ کے امتی یا غلام احمد کا بجائے عیسیٰ کے مسیح موعود ہو کر نبی کا خطاب پا جانا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

۷۔ درحقیقت تو حضرت عیسیٰ تشریعی نبی ہیں۔ (ختم نبوت کی حقیقت۔ ص ۱۱۷)

اخبار پیغام صلح مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۵ کے کالم نمبر ۳ میں ہے

(حضرت) الیاس والیسع رسول اند وکتاب شان نیست و جملہ بر شریعت موسیٰ بودند (حضرت) مسیح علیہ السلام صاحب کتاب و شریعت است

(التاویل المحکم۔ ص ۵۷)

نتیجہ یہ نکلا کہ خود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کی تحریروں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح صاحب شریعت رسول تھے۔

اس کی تردید:

اخبار الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء، اور کتاب منظور الٰہی صفحہ ۲۹۲ پر مرقوم ہے:

حضرت مسیح اپنی کوئی نئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ تورات کو پورا کرنے آئے تھے۔ (قول مرزا)

مرزائی مریدو! لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے ماتحت بتاؤ کہ مرزا صاحب قادیانی کے اقوال کیا تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۴۹ ص ۶۔ ۷)

ابتر کون مرا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم تو یقیناً جانتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے ہر دعوی میں غیر صادق تھے لیکن مرزائی صاحبان ان کے الہامات پیش کر کے ان کی سچائی کا ثبوت دیا کرتے ہیں، اس لئے ہمیں ان کا جواب لکھنا پڑتا ہے چنانچہ گذشتہ پرچوں میں ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ مولوی سعد اللہ مرحوم لودیانہ میں فوت ہوئے تو مرزا صاحب نے ان کو ابتر لکھا حالانکہ ان کا لڑکا موجود تھا اب جو لڑکا مذکور اچھی عمر پا کر فوت ہوا تو پھر انہوں نے اس کو ابتر کہا جس کا جواب اہل حدیث کے گذشتہ پرچوں میں لکھا گیا۔

اب ایک جدید انکشاف ہوا کہ مولوی سعد اللہ لدھیانوی مرحوم کا نواسہ زندہ ہے اور اس کا نام عبدالکبیر ہے یہ صاحب موضع کوم کلاں ضلع لودھیانہ (پنجاب) میں ہیں انہوں نے اس موضع (ابتر) پر ایک مفصل مضمون لکھا ہے جو آئندہ کبھی درج ہوگا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۲۶ مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۵۰ ص ۲)

ہفوات مرزا

مولوی عبدالعزیزؒ صاحب ساکن قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں:

جب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں مطالعہ کرتا ہوں تو مجھے سخت حیرت ہوتی ہے کہ خدایا یہ کتابیں اس شخص کی تصنیف ہیں جو اپنے آپ کو مرسل، مجدد، مہدی مسیح موعود جانتا ہے۔ اور کتابیں یہ جن میں تاویلات باطلہ سے کام لیا گیا ہے۔ اور اپنے ہوا کے مطابق قرآن واحادیث کے معانی گھڑے گئے ہیں۔ پھر ایسے معانی کو نکات اور حقائق سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن واحادیث کے الفاظ کو آپ کے معانی مخترعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر کچھ عرض کیا جاتا ہے

اعجاز المسیح میں جو تفسیر سورہ فاتحہ ہے آپ مالك یو م الدین کی تفسیر اس طرح فرماتے ہیں

وسمّی یو م الدین یو م ھذا المسکین لا نّہ زمان یحی فیہ الدین ۔(یعنی یوم الدین اس مسکین کے دن کا نام رکھا گیا ہے کیونکہ یہ وقت ہے کہ اس میں دین زندہ کیا جارہا ہے)

کیا یہ تحریف ہے کہ تفسیر خدائے پاک تو یو م الدین قیامت کے دن کو کہے اور یہ اپنے ظہور کا وقت بیان کریں دیکھو اللہ تعالی فرماتا ہے

وان الفجار لفی جحیم یصلو نھا یو م الدین ھذا نز لھم یو م الدین ثم ما ادرك ما یو م الدین یوم لا تملك نفس لنفس شیئا وا لا مر یو مئذ للہ

اور لیلۃ القدر جو قرآن میں وارد ہے اس کو آپ ایام جاہلیت قرار دیتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لیلۃ القدر کو عشرہ اخیرہ رمضان میں تلاش کرو۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کی تحریف معتبر ہے یا آنحضرت ﷺ کی تفسیر۔

اور سورہ زلزال کی تحریف ازالہ اوہام میں دیکھو اس میں بھی آپ نے کمال کر دکھایا ہے ایسا سورہ کورت کی تفسیر کی گئی ہے جس میں ڈاک خانے چھاپہ خانے اور تار اور ریل کے ظہور کو بیان کیا گیا ہے۔

الغرض جس جس آیت کی تفسیر آپ نے اپنی کتابوں میں کی وہاں ہی سخت تحریف سے کام لیا گیا ہے۔

اگر آپ کی تمام تحریفات لکھوں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے میرا ارادہ تو

ہے کہ آپ کی تمام کتب مصنفہ سے تحریفات آیات قرآنیہ چھانٹ کر ایک کتاب تیار کروں بشرطیکہ کوئی مسلمان صاحب ثروت اس کے چھپوانے کا ذمہ اٹھائے اور مجھے اطلاع کہ میں کام شروع کروں (آپ کو اطلاع ہو کہ اس مضمون کا رسالہ نکات مرزا دفتر اہل حدیث سے شائع ہو چکا ہے جس میں مرزا قادیانی اور مولوی عبداللہ چکڑالوی دونوں کے معارف قرآنیہ جمع کئے گئے ہیں۔ مینیجر اخبار اہل حدیث امرتسر)

اور حدیث لینزل لن عیسی بن مریم حکما عدلاً جو متفق علیہ ہے اس سے مراد اپنے آپ کو لیا ہے اور فرمایا کہ عیسی بن مریم نہیں آئے گا، اس حدیث میں میں مراد ہوں۔

بھلا ان سے کوئی پوچھے کہ پیغمبر ﷺ نے جب یہ حدیث صحابہ میں بیان کی ہوگی کیا اس وقت ان کا فہم آپ کے ظہور کی طرف گیا تھا یا عیسی بن مریم کی طرف۔ ایسے الفاظ جو اپنے معانی کو واضح نہیں کرتے بلکہ ایک سخت غلطی میں سامعین کو ڈالتے ہیں آنحضرت ﷺ نے کیوں فرمائے صاف صاف کیوں نہ فرمایا کہ مرزا غلام احمد سکنہ قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوگا اور اس میں عیسی بن مریم جیسے خصائل ہوں گے

کیا حدیث نواسؓ بن سمعان کی جو صحیح مسلم میں ہے اس تحریف کو باطل کرنے کے لئے کافی نہیں جس میں آنحضرت ﷺ کا فرمان بسند صحیح وارد ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم کو وحی ہوگی کہ میرے بندوں کو کوہ طور میں لے جاؤ کیونکہ میں ایک پیدائش ایسی ظاہر کرنے والا ہوں جس کا تم سے مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ اپنے یاروں سمیت کوہ طور میں جا چھپیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج کو اللہ تعالی ظاہر کرے گا۔ اس کے کچھ مدت بعد عیسی بن مریم نبی اللہ اپنے یاروں سمیت دعا کریں گے کہ خدایا ان کو دور کر ہم سخت تنگ آ گئے ہیں چنانچہ اللہ تعالی ان کو ہلاک کرے گا پھر حضرت عیسیٰؑ بن مریم یاروں سمیت باہر نکلیں گے۔

اس حدیث یہ بھی ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ بن مریم کے نزول کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا اور مرزا صاحب کی وہ تحریف بھی باطل ہوئی جو آپ نے یاجوج ماجوج سے انگریز اور روس مراد لئے ہیں اس لئے کہ اگر مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) عیسی بن مریم مان لیں تو یہ لازم آتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج پہلے اور آپ کا نزول بعد

میں ہو۔ کیونکہ روسا اور انگریز آپ کے دعوی سے پہلے دنیا میں موجود تھے اور اب بھی موجود ہیں لیکن آپ مسیح قادیانی ان کو چھوڑ کر عالم عقبی کو چلے گئے۔ اس حدیث سے تو مرزا کا دعوی خاک میں مل گیا صرف یہی حدیث مرزا کے دعوی کی تردید میں کافی ہے اس حدیث سے تو مرزا قادیانی کے دعوی پر پانی پھر گیا۔

باقی رہا یہ امر کہ مرزائی مرزا کی تقلید سے باز نہیں آتے سو یہ ان کی قسمت

بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن وحدیث کے معانی من گھڑت کئے ہیں الفاظ کو کوئی تعلق ان معانی سے نہیں اللہ پاک مرزائیوں کو مرزائیت سے توبہ نصیب کرے اور ان کو کتاب وسنت کے صحیح معنی کی توفیق دے اور ان کی آخرت کو درست بنائے ایسا نہ ہو کہ اسی اعتقاد باطل پر ان کو موت آئے مجھے ان کی حالت زار پر نہایت رحم آتا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ تمام مرزائی مرزائیت سے توبہ کر کے سیدھی راہ پر آجائیں اور کتاب وسنت پر عمل کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۲۶ مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۵۰ ص ۲۔۳)

شہاب ثاقب بر مسیح کاذب

(فہرست مضامین کے مطابق عنوان بالا پر یہ مضمون اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۷۔۸ پر ہے لیکن وہ صفحات موجود نہیں ہیں۔ بہاء

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۶ مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۳ نمبر ۵۱ ص ۷۔۸)

....

فتح ربانی

روداد مباحثہ امرتسر ۱۹۱۶ء

مابین شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ

مولوی غلام رسول راجیکی قادیانی

مرزا صاحب قادیانی نے سب سے پہلے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے اسی وقت سے علماء اسلام نے ان کا تعاقب کیا۔ بہت سے علماء نے ان کی تردید میں قلم اٹھایا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی، حضرت پیر صاحب گولڑوی، حضرت سید محمد علی صاحب مونگیری، مولوی غلام رسول عرف رسل بالا امرتسری، مولوی محمد انوار اللہ حیدرآبادی، مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی، مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری، ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی، قاضی فضل احمد لدھیانوی، مولوی اسماعیل صاحب علی گڈھی، منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری، مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری خاص قابل ذکر ہیں جزا هم الله

مولوی ابوالوفا ثناء اللہ کے واقعات تاریخ مرزائیہ میں بالخصوص یادگار رہیں۔

۱۹۰۲ء میں مرزا غلام احمد صاحب نے کتاب اعجاز احمدی کے ذریعہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو قادیان مباحثہ کے لئے بلایا اور ساتھ ہی پیش گوئی بھی جڑ دی کہ نہیں آئیں گے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ کر مرزا غلام احمد صاحب کو میدان مباحثہ میں بلایا لیکن مرزا صاحب قادیانی باہر نہ نکلے۔

۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا غلام احمد صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں آخری فیصلہ کے نام سے اشتہار دیا۔ اس اشتہار کا اثر یہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بجائے خوف زدہ ہونے کے ایک رسالہ ماہوار مرقع قادیانی جاری کر دیا

جو مرزا غلام احمد صاحب کی حیات کے بعد بھی جاری رہا۔ اس میں خاص مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق مضامین لکھے جاتے تھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد صاحب اس دار فانی سے انتقال فرما گئے جس پر کسی اہل دل نے کہا

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

اس کے بعد ریاست رام پور میں بحکم نواب صاحب رام پور ۱۵ جون ۱۹۰۹ء کو مباحثہ ہوا جس میں مرزائی جماعت کے بڑے بڑے لوگ شریک تھے۔ گو مباحثہ تو حیات وفات مسیح اور صداقت مرزا پر تھا، مگر تین روز تک صرف حیات و وفات پر رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائی جماعت بلا اجازت نواب صاحب چلی آئی۔ اور نواب صاحب نے مولوی ثناء اللہ کو فتح یابی کا سر ٹی فیکیٹ دیا جو درج ذیل ہے:

رام پور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا ہم ان کے بیان سے محظوظ ومسرور ہوئے ۔ دستخط نواب رام پور

اس کے بعد مرزائیوں نے پھر سر اٹھایا اور مرزا غلام احمد صاحب کے اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار کی بابت چون و چرا کی کہ ہم اس پر بحث کرنے کو تیار ہیں۔ اگر جیت جاؤ تو ہم سے تین سو روپیہ انعام پاؤ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کو منظور کیا۔ اور مقام مباحثہ لدھیانہ تجویز ہوا۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک منصف اور ایک غیر مسلمان سردار بچن سنگھ جی گورنمنٹ پلیڈر لدھیانہ بمنظوری فریقین سرپنچ مقرر ہوئے۔

مباحثہ باقاعدہ ہوا۔ فیصلہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے حق میں ہوا۔ اور انعام مبلغ تین سو روپیہ بھی ان کو وصول ہوا۔ اس مباحثہ کی ساری روداد مع فیصلہ منصفان مولوی ثناء اللہ صاحب نے رسالہ کی صورت میں فاتح قادیان کے نام سے شائع کی۔

ان واقعات اور فتوحات الٰہیہ کے باوجود مرزائیوں سے کسی بحث ومباحثہ کی

ضرورت نہ تھی کیونکہ حق کے متلاشی کے لئے دو ہی راہیں ہیں۔علم دار یا علم شناس کے لئے کتابی دلائل کافی ہوتے ہیں ،اور الٰہی فیصلہ تو سب کے لئے کافی ہونا چاہیے جس کی بابت اللہ تعالی قرآن مجید میں بار بار ارشاد فرماتا ہے

فا نتظروا انی معکم من المنتظرین

اس قسم کی آیات فیصلہ الہیہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ان سب کا مطلب یہی ہے کہ حکم الہیہ سے جو فیصلہ ہوتا ہے وہ سب سے بالا تر ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب اپنے اشتہارات کے مطابق خدائی فیصلہ کے نیچے آئے۔اوران کے مریدان خاص اپنی مسلمہ شرائط کے ساتھ مقدمہ ہار گئے۔پھر بحث مباحثہ کی کیا حاجت۔

مگر چند دنوں کا واقعہ ہے کہ مرزائیوں نے امرتسر میں ایک مرزائی واعظ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو بلا کر ادھر اودھر کچھ کہنا سننا شروع کیا،تو عوام میں اس کا چرچا ہوا۔مختلف مقامات پر فریقین کی تقریریں ہوئیں۔مولوی ثناءاللہ صاحب کے بھی دو لیکچر ہوئے جن میں مولوی صاحب نے مرزائی الہامات کی خوب قلعی کھولی۔ اسی اثنا میں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کسی تقریب سے امرتسر تشریف لائے تو اہالی امرتسر کے اصرار سے صاحب موصوف نے بھی متعدد تقریریں فرمائیں جن کا اہل شہر پر خاص اثر ہوا۔جزا ھم اللہ خیر الجزاء

لیکن لوگوں کا خیال رہا کہ فریقین ایک جگہ بیٹھ کر گفتگو کریں تو نتیجہ اور بھی بہتر ہو۔ چنانچہ انہی حضرات کی کوشش سے ایک جگہ بیٹھ کر مندرجہ ذیل شرائط کا تصفیہ ہوا

شرائط مباحثہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مابین انجمن احمدیہ وانجمن حفظ المسلمین امرتسر بتواریخ ۲۹۔۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء بشرائط ذیل مباحثہ ہونا قرار پایا ہے:

۱۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی غلام رسول مناظر ہوں گے اور انجمن حفظ المسلمین کی طرف سے مولوی ثناءاللہ مباحث ہوں گے۔

۲ ۔ پہلے دن پہلا پرچہ مولوی غلام رسول وفات مسیح پر لکھیں گے اور مولوی ثناء اللہ حیات مسیح پر۔

۳ ۔ ہر دو مباحث مضمون مذکورہ بالا پر تین تین پرچے لکھیں گے اور ہر ایک پرچہ کے واسطے ایک ایک گھنٹہ وقت ہو گا۔ یعنی صبح ۸ بجے بحث شروع ہو کر ۱۱ بجے ختم ہو گی۔

۴ ۔ دوسرے دن مولوی غلام رسول صداقت دعاوی و پیش گوئیاں مرزا صاحب پر بروئے منہاج نبوت یعنی قرآن وحدیث مضمون لکھیں گے۔ اور مولوی ثناء اللہ ابطال دعاوی مرزا صاحب پر پرچہ لکھیں گے۔ اور اس مضمون پر بھی تین تین پرچے لکھے جاویں گے اور ہر ایک پرچہ کے لئے بطریق مذکورہ بالا ایک ایک گھنٹہ وقت مقرر ہو گا۔

۵ ۔ ہر ایک پرچہ بعد لکھنے کے سنایا جاوے گا اور خوش خط لکھ کر ہر فریق کی طرف سے فریق مقابل کو دیا جاوے گا۔ اور تحریر و تقریر ہر ایک پرچہ وقت مقررہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر ہو گی۔ ایزادی وقت نہیں ہو گی یعنی ۴۰ منٹ پرچہ لکھنے کیلئے اور دس دس منٹ پرچہ سنانے کے لئے۔

۶ ۔ ہر ایک فریق پچھتر پچھتر آدمی اپنے ہمراہ لانے کا مجاز ہو گا۔ اور پچاس آدمی معزز اور شامل ہو سکیں گے جن میں پولیس اور غیر مذاہب والے ہوں گے۔

۷۔ ہر ایک فریق اپنی اپنی جماعت کے حفظ امن کا ذمہ وار ہو گا۔

۸ ۔سوائے مباحثین کے کسی دوسرے شخص کو بولنے کا اختیار نہ ہو گا۔ بصورت خلاف ورزی پریذیڈنٹ کو اختیار ہو گا کہ اسے جلسہ سے باہر نکال دے۔ اور ان شرائط مذکورہ کی پابندی ہر ایک فریق پر لازمی ہو گی۔

۹ ۔ ہر فریق کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ اور ایک ان پر سرپنچ مقرر کیا جاوے گا۔

۱۰۔ تحریرات روز اول سرپنچ کے پاس رہیں گی تاوقتیکہ دوسرے دن کارروائی ختم نہ ہو۔

المرقوم ۲۴۔اپریل ۱۹۱۶ء
دستخط: ابوالوفاء ثناء اللہ۔مناظر من جانب حفظ المسلمین
دستخط: غلام رسول راجیکی امرتسر۔مناظر من جانب انجمن احمدیہ امرتسر

الحمد للہ شرائط مذکورہ کے مطابق ۲۹۔۳۰۔اپریل ۱۹۱۶ء کو مباحثہ بالکل امن وامان سے ہوا۔کسی قسم کی بے لطفی نہیں ہوئی۔

مباحثہ کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کے متعلق ایک ہی واقعہ بتلانا کافی ہے۔تحریری مباحثہ تو محدود اشخاص میں تھا اس لئے عام رائے تھی کہ ایک مباحثہ عام جلسہ میں تقریری بھی کیا جائے جس میں فریقین زبانی تقریریں کریں ہر چند ادھر سے کہا گیا مگر فریق مرزائی نے نہ مانا۔

اظہار تعجب:

انجمن ہذا نے کیوں جلدی مباحثہ ہذا کو طبع نہ کرایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے سنا تھا کہ مرزائی لوگ مباحثہ طبع کرائیں گے۔چونکہ ہمیں گمان تھا کہ مرزائی لوگ مناظرہ میں اپنی کمزوری محسوس کر کے صرف مناظرہ کے کاغذات پر قناعت نہیں کریں گے بلکہ موقع بموقع اپنی کمزوریوں کو دور یا مخفی کرنے کے لئے نوٹ بھی لکھیں گے، اسلئے انتظار رہا کہ ان کے نوٹ دیکھے جائیں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے جا بجا نوٹ لکھے بلکہ ہر مضمون کے بعد کبھی ضمیمہ کبھی تتمہ کے نام سے مضامین بڑھائے پھر لطف یہ ہے کہ اخیر صفحہ پر لکھتے ہیں

ہم نے مناسب سمجھا کہ دونوں فاضلوں کی تحریروں پر کسی قسم کا ریمارک نہ کیا جائے۔

اللہ اکبر! اس قدر جرأت اور اس قدر حوصلہ، کہ جگہ جگہ نوٹ اور ضمیمے لگا کر بھی کہتے ہیں کہ کسی قسم کی رائے کے بغیر چھاپتے ہیں۔

اظہار افسوس! مرزائیوں نے یہی نہیں کیا کہ موقع بموقع نوٹ لکھے ہیں بلکہ ہمارے مضامین کو بعض جگہ بالکل مسخ کر دیا جس کا ذکر موقع بموقع آئے گا۔

ایک اور نتیجہ:

ایک مرزائی مرزائیت سے تائب ہو گیا اور اس نے ایک اشتہار شائع کیا جو یہاں لفظ بلفظ درج کیا جاتا ہے۔ و هو هذا

مسلمانوں اور مرزائیوں کے مباحثہ کا اثر

عام اطلاع

صاحبان! مرزائی دوستوں کی حیلہ سازی سے میں مرزا صاحب کا قبل جلسہ ۱۹۱۵ء مرید ہو گیا تھا۔

میں نے اس عرصہ میں مرزا صاحب کی چند کتابیں دیکھیں اور ان کے الہام اور دعووں پر غور کیا۔ مگر جہاں تک میری عقل نے سوچا، سراسر غلط پایا۔

میں اب اس عقیدہ باطلہ سے توبہ کرتا ہوں۔ اور جناب منشی محمد اسماعیل صاحب مشتاق تاجر ٹرنک امرتسر کا مشکور ہوں کہ جنھوں نے مسلمانوں اور مرزائیوں کا مباحثہ کرا کر حق و باطل میں فرق کر دیا اور میرے جیسے کو بھی یہ سمجھ آئی کہ یہ (مرزائی عقیدہ) بالکل غلط ہے، لہذا میں دل سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ لوگ بھی میرے حق میں دعاء خیر فرماویں کہ خداوند تعالی مجھے دین محمدی پر تازندگی قائم رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین۔

۲۱ مئی ۱۹۱۶ء بقلم خود فضل الدین کٹرہ مہان سنگھ کوچہ ارائیاں امرتسر

اطلاعی نوٹ:

جو شخص ہمارے شائع کردہ پرچوں کا مقابلہ کرنا چاہیں وہ دفتر انجمن ہذا میں تشریف لا کر کر سکتے ہیں۔

مسجد حاجی شیخ بڈھا صاحب مرحوم چوک فرید امرتسر

دلائل حیات مسیح

پرچہ اول ازمولوی ثناءاللہ۔ ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

حضرات! دنیا میں جو مقتداء اور پیشوا ہوئے ہیں ان کے حالات کو محفوظ رکھنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک موافق دوسرے مخالف۔ ان دونوں کی نگاہیں اس مقتداء (ہیرو) کے افعال و اقوال پر متفقہ پڑتی ہیں گو ان کی نیتیں الگ الگ ہوتی ہیں معتقدین تو بغرض اتباع ان کو دیکھتے ہیں اور مخالفین بغرض نکتہ چینی۔

خدا کی شان ہے حضرت عیسیٰؑ اس خصوصیت میں خاص ممتاز ہیں کسی نبی کے حالات اس طرح مخالفین اور موافقین نے قلم بند نہیں کیے جس طرح حضرت موصوف کے معتقدین نصاری نے انجیلوں میں اور یہودیوں نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات قلم بند کر رکھے ہیں۔

ان سب کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو پھانسی دی گئی ہے جس سے بطور بیّن لازم کے یہ نتیجہ ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں کے نزدیک حضرت ممدوح اپنی طبعی موت سے نہیں مرے۔ اب ہمارے سامنے تواتر سے دو باتیں ثابت ہیں:

ایک حضرت عیسیٰؑ کا سولی پر مرنا،

دوسرا موت کا طبعی سے نہ ہونا۔

قرآن مجید کا دعوی ہے کہ میں کتب اور حالات سابقہ پر بطور مہیمن کے آیا ہوں۔ یعنی ان کے غلط خیالات کی اصلاح اور صحیح عقائد کے القاء کے لئے قرآن کا آنا ہے۔ مذکورہ بالا دونوں عقائد میں سے عقیدہ سولی کو تو قرآن شریف نے کھلے لفظوں میں رد کر دیا فرمایا و ما قتلوہ و ما صلبوہ (کہ قتل کا وقعہ ہوا نہ سولی کا)

قاعدہ کی بات ہے کہ تواتر غلط نہیں ہوتا۔ مگر تواتر کے منشاء میں غلطی لگ جاتی ہے۔ جیسے کسی شخص کو مردہ سمجھ کر بے شمار لوگ اس کی مردہ کی روایت کر دیں اور وہ تواتر تک پہنچ جائے۔ لیکن اس کی ابتداء اگر غلط ہو، تو جو شخص اس تواتر کا انکار کرے اس کا فرض ہے کہ اس منشاء غلطی کی غلطی کو کھول دے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اس اصول کے مطابق فرمایا و لکن شبّہ لھم

قتل اور مصلوب نہیں ہوئے ہاں ان دونوں گروہوں کے حق میں وہ مسیح مشبہ ہو گئے۔

پس بحکم قرآن کوئی مسلمان عیسائیوں اور یہودیوں کے متفقہ عقیدوں میں سے پہلے عقیدے (سولی) کو تو مان نہیں سکتا۔ البتہ ان کا دوسرا عقیدہ کہ وہ موت طبعی سے نہیں مرے، چونکہ قرآن مجید نے اس کی تردید نہیں کی، بلکہ ایک طرح تائید کی ہے اس لئے ہم اس عقیدہ کو غلط نہیں کہیں گے۔

قرآن مجید نے کیسے تائید کی، اس کا ذکر میں آگے کروں گا۔ پہلے میں یہ بتلاتا ہوں کہ میرا طرز استدلال کوئی جدید نہیں، بلکہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اس طریق سے استدلال کیا ہے۔

جناب موصوف نے اپنے ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۶ (خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۳۳) میں جہاں حضرت مسیح کی وفات پر بحث کی ہے بائیسویں آیت یہ لکھی ہے

فا سئلوا اھل الذّکر ان کنتم لا تعلمو ن

یعنی جس بات کو تم نہیں جانتے ہو، وہ اہل کتاب سے پوچھ لیا کرو۔

اب ہمارے سامنے یہ مسئلہ ہے کہ کیا حضرت عیسیٰؑ موت طبعی سے مرے؟

ہم یہ سوال اہل کتاب کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہ بالاتفاق ہم کو جواب دیتے ہیں کہ موت طبعی سے نہیں مرے۔ قرآن مجید اس کی تائید کرتا ہے جہاں فرمایا:

ان من اھل الکتاب ا لا لیو منن بہ قبل مو تہ و یوم القیا مۃ

یکو ن علیھم شھیدا ۔(نساء: ۱۵۹)۔

اس آیت کا ترجمہ میں اپنا کروں تو میرے مخاطب کو جائے کلام ہوگا، اس لئے میں ان کے مسلمہ پیشوا خلیفہ اول قادیان مولوی حکیم نورالدین کا کیا ہوا ترجمہ لکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے، اور دن قیامت کے ہوگا او پر ان کے گواہ۔

(فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب۔ص ۳۱۴)

اس ترجمہ کو دیکھ کر ادنی اردو دان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جناب مصنف نے قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسی کی طرف پھیری ہے۔

جناب مرزا (غلام احمد) صاحب خود بھی ایک زمانہ میں حضرت عیسی کی حیات کے قائل تھے۔ براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۸ ملاحظہ ہو۔فرماتے ہیں:

جب حضرت عیسیؑ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے ..الخ

میری مراد کوئی الزامی جواب دینا نہیں ہے، بلکہ یہ بتلانا ہے کہ جن دنوں مرزا (غلام احمد) صاحب کو الہام اور مجددیت کا دعوی تھا، ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیؑ زندہ ہیں حالانکہ قرآن دانی میں ان دنوں بھی اس کمال کا دعوی تھا کہ تین سو دلائل قرآن کی حقانیت کے قرآن ہی سے دینے کے ثبوت میں براہین احمدیہ لکھی تھی۔(دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ح۔قادیانی خزائن ج ا ص ۶۷)

اگر مسئلہ حیات مسیح اس قسم کا غلط ہوتا کہ اس کی تردید قرآن مجید میں ہوگی تو ایسا قرآن دان اور قرآن کا حامی (یعنی مرزا غلام احمد) اس عقیدہ کو دل و دماغ میں رکھ کر میدان مناظرہ میں نہ آتا۔

اب میں ایک اور طریق سے بھی مختصر عرض کرتا ہوں کہ حیات مسیح کا مسئلہ اسلام کے مناسب ہے اور وفات مسیح کا مسئلہ نامناسب۔

کچھ شک نہیں قرآن مجید کو شرک سے خاص چڑ ہے۔ جہاں کہیں شرک کی بو آوے، قرآن مجید کا فرض اولین ہوتا ہے کہ اس کی صفائی کرے۔عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ مسیح ہمارے لئے مرکر کفارہ ہوئے، قرآن مجید نے جہاں فرمایا ولاتزر وا زرۃ وزر اخری (فاطر:۱۸) (کوئی کسی کا گناہ نہیں اٹھائے گا) مسئلہ کفارہ کو جڑ سے کاٹنے کو یا مسیح کی موت سے انکار کرنے کو فرمایا بل رفعه الله اليه (نساء:۱۵۸)۔(مسیح تو مرا نہیں۔اس کو خدا نے اٹھا لیا) جب وہ مرے ہی نہیں تو کفارہ کہاں؟

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں اگر کوئی حربہ اہل اسلام

کے پاس ہے، تو مسیح کی حیات ہے جس سے کفارہ کی بنیاد کھوکھلی نہیں جڑ سے اکھڑ جاتی ہے۔

پس جو شخص یہ دعوی کرے کہ میں فتنہ صلیبی کو پاش پاش کرنے آیا ہوں اس کا فرض ہونا چاہیے تھا کہ وہ وفات مسیح کا انکار کرے۔

وقت کی پابندی سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت
سنائیں گے تمہیں ہم ایک دن یہ داستان پھر بھی

دستخط : ثناء اللہ۔مناظر من جانب مسلمانان۔

دستخط : ڈاکٹر عباد اللہ۔ پریذیڈنٹ منجانب مرزائیان۔

دلائل وفات مسیح

پرچہ اول از مولوی غلام رسول مرزائی

وفات مسیح کا ثبوت قرآنی آیات سے

پہلی آیت

اذ قا ل الله یاعیسی انی متو فیك و را فعك الیّ و مطهرك من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعو ك فو ق الذین کفروا الی یوم القیا مة ۔ (آل عمران)

اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ثبوت ملتا ہے اس طرح پر کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے حضرت مسیحؑ سے چار وعدے فرمائے ہیں:

پہلا وعدہ توفی کا۔ دوسرا رفع کا۔ تیسرا تطہیر کا۔ چوتھا غلبہ متبعین کا۔

اب ظاہر ہے کہ توفّی کے بعد تین وعدے ظہور میں آچکے ہیں تو اس سے

یہ بھی ماننا پڑا کہ بلحاظ ترتیب آیت توفّی کا وعدہ بھی پورا ہو چکا۔ بلکہ سب سے پہلے پورا ہوا۔

اس آیت کے متعلق تقدیم و تاخیر کا تجویز کرنا اس لئے غلط ہے کہ متو فّيك کو بعد میں کہیں بھی رکھو، بات نہیں بنتی۔

اگر رفع کے بعد رکھو تو ماننا پڑے گا کہ ابھی تک تطہیر نہیں ہوئی حالانکہ تطہیر ہو چکی ہے۔

اگر مطهر ك کے بعد رکھو تو ماننا پڑے گا کہ غلبہ متبعین ابھی تک نہیں ہوا، حالانکہ وہ بھی ظہور میں آ چکا ہے۔

اگر جا عل الّذين اتّبعو ك فوق الّذين كفروا الى يوم القيا مة کے فقرے کے بعد رکھو، تو ماننا پڑے گا کہ قیامت تک حضرت مسیح فوت نہیں ہوں گے ہاں جس دن خلق کا حشر و نشر ہوگا اور مردے جی اٹھیں گے اس دن حضرت مسیح وفات پائیں گے۔

پس اس لئے تقدیم و تاخیر غلط ہے۔ دراصل بات یہی ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں۔

دوسری آیت

و اذ قال الله يا عيسى ابن مر يم أأنت قلت للناس اتخذوني و امّي الهين من دو ن الله. قال سبحا نك مايكو ن لي ان اقو ل ما ليس لي بحق . ان كنت قلته فقد علمته ، تعلم ما في نفسي و لا اعلم ما في نفسك، انك انت علا م الغيو ب . ما قلت لهم الا ما امر تني به ان اعبدوا الله ر بي ور بكم و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما تو فيتني كنت انت الر قيب عليهم و انت على كل شيء شهيد (سورہ مائدہ۔ آخری رکوع)۔

اس آیت سے بھی وفات مسیح کا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ اس آیت میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ آیا عیسائیوں کا تثلیث کا غلط عقیدہ اور ان

کا بگڑ نا حضرت مسیح کی تعلیم سے اور آپ کی زندگی میں ہوا ہے، یا آپ کی وفات کے بعد۔

سو حضرت مسیح کے جواب دعوی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا بگڑ نا ابھی ہوا ہے اور حضرت مسیح کی وفات پہلے ہوئی ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائیوں میں تثلیث کا غلط عقیدہ پایا جاتا ہے۔

پس اس عقیدہ کے پائے جانے سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح کی وفات بھی پہلے ہو چکی۔

اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیح ابھی تک بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور کسی وقت وہی آئیں گے اور زمین پر چالیس سال تک رہیں گے اور صلیبوں کو توڑیں گے، اور خنزیروں کو قتل کریں گے، اور عیسائیوں کی تثلیث کا غلط عقیدہ اور ان کا بگڑ نا بھی مشاہدہ کریں گے، تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ پھر وہ قیامت کے دن خدا کے حضور اس بات کے بیان کرنے میں جھوٹ بولیں گے کہ عیسائیوں کا بگڑ نا میری وفات کے بعد ہوا۔

اور پھر حدیث بخاری میں آنحضرت ﷺ کا اس آیت کی تفسیر میں

اقول کما قال عبدالصالح

فرما کر اس آیت کو اپنے واقعہ سے واضح فرمانا اس بات کی اور بھی تائید کرتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح پہلے فوت ہوئے اور عیسائیوں کا تثلیث کا عقیدہ پیچھے بنایا گیا۔

تیسری آیت

و ما محمد الا رسول۔ قد خلت من قبله الرسل۔ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (سورہ آل عمران)

کیا مطلب، یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں آپ سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گزرے۔ کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جاویں تو کیا تم لوگ مرتد ہو جاؤ گے۔

اس آیت سے بھی وفات مسیح کا زبردست ثبوت ملتا ہے، اس طرح پر کہ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت سے پہلے جس قدر رسول ہوئے وہ گزر گئے جو

افان ما ت اوقتل کے قرینہ سے خلت بالموت او القتل کے معنوں کے ساتھ ہیں گز ر گئے اور چونکہ حضرت مسیح بھی آنحضرت ﷺ سے پہلے رسولوں میں داخل ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وہ بھی فوت ہو گئے۔

پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا اس آیت کو خطبہ میں پڑھ کر سنا نا، اور بھی اس بات کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا آپ کی وفات کے موقعہ پر اس آیت کو ذکر کرنا صریح اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کا فوت ہونا کوئی جائے اعتراض نہیں، کیونکہ آپ سے پہلے بھی جس قدر رسول تھے وہ بھی تو فوت ہو گئے۔ گو یا پہلا اجماع صحابہ کا جو آنحضرت ﷺ کی وفات پر ہوا وہ اسی پر ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے جس قدر رسول تھے خواہ عیسیٰ خواہ موسیٰ سب فوت ہو گئے۔

چوتھی آیت

ما المسیح ابن مر یم ا لا رسو ل قد خلت من قبله الر سل و امه صدیقه کا نا یا کلا ن الطعا م (مائدہ)

کیا مطلب! یعنی مسیح بن مریم صرف رسول ہیں۔ آپ سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گزرے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ ہے۔ وہ دونوں ماں بیٹا جب تک بجسدہ العنصری زندہ تھے، کھانا کھایا کرتے تھے۔

اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے کیونکہ اس آیت میں بتایا ہے کہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے، جس سے ماضی کا قرینہ صاف اس بات کا مظہر ہے کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور اگر اب تک بجسدہ العنصری زندہ ہوتے تو یہ فرمایا جاتا کہ وہ اب تک کھانا کھایا کرتے ہیں۔ مگر ایسا نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ فوت ہو گئے۔

پانچویں آیت

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افا ن مت فهم الخا لدو ن

(الانبیاء)

اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی بشر کے لئے خلد نہیں بنایا گیا اور آیت و ما جعلنا هم جسدا لا يأ كلو ن الطعام و ما كا نوا خا لدين سے ظاہر ہے کہ جسد عنصری کے ساتھ اس زمینی طعام کی سخت ضرورت ہے کیونکہ استحالات غذائیہ کا ہونا اور بھوک کا بار بار پیدا ہونا طعام کی حاجت کا مقتضی ہے جس سے خلد کے مفہوم کے خلاف حالت یعنی تغیر و تبدل کی حالت پیدا ہوتی رہتی ہے جس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح اگر آنحضرت ﷺ سے پہلے تھے اور بشر تھے اور جسد عنصری رکھتے تھے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپ کو طعام کی حاجت تھی۔ اور اگر آپ جسد عنصری کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں تو ضرور ہے کہ ان کے جسم میں تغیر بھی آتا ہو جو خلد کے مفہوم کے خلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح بوجہ تغیر و عدم خلد فوت ہو گئے۔

دستخط: مولوی غلام رسول۔ مناظر من جانب مرزائیاں

دستخط: ڈاکٹر عباداللہ۔ پریذیڈنٹ منجانب مرزائیان

تردید دلائل وفات مسیح

پرچہ نمبر۲۔ از مولوی ثناء اللہ

بسم الله الر حمن الر حيم ۔ اليه يصعد الكلم الطيب

حضرات! مسئلہ وفات مسیح پر جو دلائل دیئے گئے ہیں ان میں سے بعض میں حضرت مسیح کا نام لے کر تو ذکر نہیں بلکہ ایک عام قانون کا ذکر ہے، بعض میں نام کا ذکر ہے۔ آیئے پہلے انہی کا ذکر کرتا ہوں جن میں نام سے ذکر آیا ہے۔

پہلی آیت انّی متو فّيك میں چار واقعات مسیحیہ کا ذکر ہے۔ ان سب کے آخر میں الی یو م القیا مة فرمایا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ چاروں واقعات قیامت سے پہلے پہلے ہو جاویں گے۔ کیونکہ جتنے صیغے اس آیت میں ہیں وہ اسم فاعل کے ہیں

اسم فاعل کے صیغے زمانہ استقبال کے لئے کثرت سے آتے ہیں۔
چنانچہ فرمایا: و انا لجا علو ن ما علیھا صعیدا جر زا (کہف)۔
ان صیغوں میں یہ نہیں ہوسکتا کہ وقت تکلم میں فوراً ان کا وقوعہ ہو جاوے چنانچہ جناب مرزا (غلام احمد) صاحب کو خود بھی اس آیت کا الہام ہوا تھا حالانکہ اس الہام کے بعد مرزا (غلام احمد) صاحب عرصہ تک زندہ رہے اس جگہ مرزا صاحب کا الہام مع ترجمہ کے سناتا ہوں جس سے اس آیت کا عقدہ بھی حل ہو جائے گا

بعد اس کے لہام ہوا یا عیسی انی متو فیك

اے عیسی (یہاں پر عیسی سے مراد مرزا صاحب خود ہیں) میں تجھے کامل اجر بخشوں گا

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۵۷۷)

نیز: فرمایا اے عیسی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا

(براہین احمدیہ ص ۵۲۰)

پس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے عیسی میں تجھے پوری نعمت دوں گا، وغیرہ، قیامت تک یہ سب کام تیرے ساتھ کروں گا۔

چونکہ یہ سب صیغے استقبال کے لئے استعمال میں آئے ہیں، اسلئے ان سے وفات مسیح کا ثبوت نہیں ہوا۔ ہاں اگر کچھ ثبوت ہوا تو یہ کہ قیامت سے پہلے ان کی وفات ہوگئی ہوگی۔ یہ ہمارے مذہب کے خلاف نہیں۔

فلمّا تو فّیتنی کی آیت خاص قابل ذکر ہے یہ واقعہ قیامت کا ہے۔ یعنی قیامت کے روز خداتعالی حضرت عیسیؑ کو فرمائے گا، تو اس کے جواب میں عرض کریں گے کہ، جب تو نے مجھے فوت کرلیا۔

اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیؑ فوت ہو چکے ہوں گے، آج موت کا ثبوت نہیں۔

ہاں حضرت ممدوح کی غلط گوئی کا الزام قرآن کی آیات پر غور نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ حضرت عیسیؑ نہ کوئی غلط بات کہیں گے، نہ جھوٹ بولیں گے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ حضرت ممدوح کے دل میں امت کی محبت ہوگی جس سے وہ ان کی مخفی سفارش کرنا چاہیں گے۔ چنانچہ اسی مخفی سفارش کے الفاظ بھی قرآن میں مذکور ہیں

ان تعذّ بهم فا نّهم عبا دك و ان تغفر لهم فا نّك انت العزیز الحكيم (مائدہ: ۱۱۸)۔

اے خدا! اگر تو ان کو بخشے تو، تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

اگر حضرت مسیح اپنی امت کے کفر و شرک کا اقرار کرتے تو یہ مخفی سفارش نہ کر سکتے کیونکہ فرمایا ہے

ما كا ن للنبی و الذين آ منوا ان يستغفروا للمشر كين (توبہ: ۱۱۳)

(نبی اور ایمان داروں کو جائز نہیں کہ مشرکوں کے لئے سفارش کریں)۔

اس لئے حضرت ممدوح امت کے افعال قبیحہ سے خاموشی اختیار کریں گے (

مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے صرف یہ سوال ہوگا کہ

اے مسیح تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو۔

پس دراصل اس سوال کا جواب دینا حضرت ممدوح کے ذمہ ہوگا، اس سے زائد نہیں۔ چنانچہ وہ بھی صرف اسی سوال کا جواب دے دیں گے کہ میں نے نہیں کہا تھا۔

اس سے آگے وہ اپنی گنہ گار امت کے حال پر ضمنا رحم کی درخواست کرنے کو بارگاہ الہی میں عرض کریں گے کہ ان نالائقوں کو اگر تو بخش دے تو کون تجھ کو روک سکتا ہے۔

چونکہ مشرکوں کی سفارش کرنے سے منع آیا ہے اس لئے صاف لفظوں میں عرض نہیں کریں گے بلکہ جملہ شرطیہ کے ساتھ عرض کریں گے کہ اگر تو بخش دے تو کون روک سکتا ہے۔

مولوی غلام رسول صاحب نے جو آئندہ پرچہ میں اس سفارش کو مخالف سمجھ کر اعتراض کیا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے۔مولوی ثناء اللہ صاحب نے، مخفی سفارش، کا لفظ لکھا ہے، خالی سفارش کا لفظ نہیں لکھا۔ بھلا اگر مخفی سفارش نہیں تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے

ان تعذّ بهم فا نّهم عبا دك و ان تغفر لهم فا نّك انت العزيزالحكيم (مائدہ: ۱۱۸)۔

(اے خدا! اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو سب پر غالب اور حکمت والا ہے)۔

اس آیت کا صاف مفہوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنی امت کو قابل رحم جان کر ان کی بخشش کے متمنی ہیں، مگر بوجہ ان کے مشرک ہونے کے کھلے لفظوں میں سفارش نہیں کرتے جو کمال درجہ کی بلاغت ہے۔ مرتب) ہاں اگر یہ سوال ہو کہ خاموشی کیوں اختیار کی، تو جواب یہ ہے کہ ان کو امت کے

افعال کے وقوعہ سے سوال نہ ہوگا بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تو نے ان کو شرک کی تعلیم دی تھی؟ اس سوال کا جواب وہ کافی دے دیں گے کہ میں نے نہیں دی تھی۔

رہی زائد بات، اس کا بتلانا نہ ان پر واجب، نہ مفید۔ اس لئے خاموشی کر کے مخفی سفارش کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ آیت مرقومہ کو اصلی الفاظ میں دیکھا جائے تو قرآن کی بلاغت اور حضرت مسیح کی فصاحت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔

ہاں! آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا اقول کما قال العبد الصالح، اس سے بھی اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہی کہ قیامت سے پہلے وفات ہوئی ہوگی۔ قال جو ماضی کا صیغہ ہے وہ اقول کی نسبت ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ سے پہلے حضرت مسیح کا قول چونکہ ہو چکا ہوگا، اس لئے حضور نے اپنے لئے مضارع اور حضرت مسیح کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اس آیت کا ترجمہ بھی اپنا نہیں پیش کرتا بلکہ حکیم نور الدین صاحب کا کرتا ہوں

اور جب کہے گا اللہ اے عیسی مریم کے بیٹے! کیا تو نے لوگوں کو کہا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود ٹھہرالو۔ (فصل الخطاب۔ص ۱۶۴)

غرض یہ آیت بھی میرے مخاطب کے لئے مثبت مدعا نہیں۔

تیسری آیت وما محمد الا رسول (آل عمران: ۱۴۴) کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ خلا کے معنی موت کے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے ہیں۔ غور سے پڑھیئے و اذا خلوا الی شیاطینھم (بقرہ ۱۴)۔

اس سے بھی اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہ کہ جناب مسیح اس دنیا سے انتقال فرما گئے، نہ کہ مر گئے۔

دوسرا جواب یہ کہ اس میں حضرت مسیح کا نام نہیں۔

چوتھی آیت کانا یاکلان الطعام (مائدہ: ۷۵) سے مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ کانا جو ماضی کا صیغہ ہے یہ ان کی والدہ کی وجہ سے تغلیب ہے جیسے کانت من القانتین میں مریم صدیقہ کو مذکر میں بحکم تغلیب داخل کیا گیا ہے۔ ہاں سوال ہو کہ اب وہ کیا کھاتے ہیں؟ تو جواب میں وہ حدیث سناؤں گا جس میں حضور ﷺ نے فرمایا

ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی

(میں پے در پے روزے رکھتا ہوں کیونکہ رات کو خدا مجھے کھلاتا ہے)

پانچویں آیت افان مات (آل عمران) میں بھی آنحضرتﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے حضرت عیسیٰؑ کی طرف نہیں۔

مختصر یہ کہ جس طرح حضرت مسیح کا نام لے کر ان کے رفع اور زندگی کا ذکر ہے ان کے نام سے زمانہ گذشتہ میں ان کی موت کا ذکر کسی آیت میں نہیں۔

وقت کی تنگی ہے

جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

دستخط: مولوی ثناء اللہ۔ مناظر منجانب مسلمانان۔

دستخط: میاں نظام الدین۔ آنریری مجسٹریٹ پریذیڈنٹ من جانب مسلمانان

دستخط: ڈاکٹر عباداللہ۔ پریذیڈنٹ من جانب مرزائیان

تردید دلائل حیات مسیح

پرچہ نمبر۲۔ از مولوی غلام رسول مرزائی

مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ ان کا دوسرا عقیدہ کہ وہ طبعی موت سے نہیں مرے چونکہ قرآن مجید نے اس کی تردید نہیں بلکہ تائید کی ہے اس لئے ہم اس عقیدہ کو غلط نہیں کہیں گے، اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ جو شخص نہ مقتول ہو اور نہ مصلوب اس لئے اور کوئی موت کی راہ نہیں؟ کیا موت کی یہ دونوں ہی راہیں ہیں؟

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح اگر مقتول نہ ہوئے اور نہ مصلوب، تو ضرور ہے کہ آپ خدا تعالی کے وعدے کے مطابق جوانی متوفیك کے فقرے سے ظاہر ہے طبعی موت سے فوت ہو گئے ہوں۔ جیسا کہ پہلے پرچہ میں عرض کیا گیا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے اور طبعی موت سے ہی فوت ہو گئے۔ پس ہم کہاں یہ مانتے ہیں کہ حضرت

مسیح مصلوب ہوئے یا مقتول۔

ہم بھی تو خدا کے وعدے کے مطابق جسکا فلما تو فیتنی کے اقرار سے پورا ہونا ظاہر ہے طبعی موت سے ہی فوت شدہ مانتے ہیں۔ ہاں وہ مصلوب یعنی صلیب پر مرے نہیں، لیکن و لکن شبّہ لھم سے ظاہر ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے اس کو خود تسلیم کیا کہ ان کے لئے وہ مشبہ ضرور ہوئے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ عین مصلوب نہیں ہوئے ،ہاں صلیب پر چڑھائے جانے سے مشبہ بالمصلوب ضرور ہوئے۔

اور حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا فا سئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کے متعلق فرمانا ہر امر کے متعلق نہیں۔ مثلا جو امر کہ قرآن سے واضح ولائح ہے اس کے متعلق حضرت مرزا صاحب کہاں فاسئلوا کی ہدایت کی ضرورت سمجھتے ہیں ۔ارشاد تو ایسے امور کے متعلق ہے جس کے متعلق قرآن کریم کچھ نہیں کہتا جیسا کہ ان کنتم لا تعلمون کے فقرہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی قرآن نے فا سئلوا کا ارشاد ان کنتم لا تعلمون کی صورت میں فرمایا ہے۔ لیکن حضرت مسیح کی وفات کے متعلق تو قرآن میں اس قدر آیات ہیں کہ اھل الذکر سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ۔

پھر ان کنتم لا تعلمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر تمہیں علم نہ ہو۔ اور اگر علم ہو تو پھر کیا ضرورت ہے (افسوس انسان جلد بازی میں کیا کچھ کہہ جاتا ہے جس کا بعد میں اس کو پچھتاوا ہوتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کا حوالہ دے کر بتلایا کہ انہوں نے خود اسی آیت سے حضرت مسیح کی وفات پر استدلال کیا ہے، مگر مولوی غلام رسول صاحب نہ مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب دیکھتے ہیں، نہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا بیان غور سے پڑھتے ہیں، جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ مسیح کی وفات کا مسئلہ تو قرآن مجید میں بہت سی آیات سے ثابت ہے پھر اہل کتاب سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے۔ مولوی غلام رسول صاحب ،مرزا غلام احمد صاحب کا ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۶ خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ دیکھئے کہ جناب موصوف بائیسویں آیت کون سی پیش کرتے ہیں ۔اس پر جو اعتراض ہو وہ مرزا غلام احمد صاحب ہی پر کیجئے اور ان کے صاحبزادے میاں محمود احمد سے جواب لیجئے ۔مرتب)

اور آیت ان من اھل الکتاب... قبل موته سے یہ معنی لینا کہ حضرت مسیح پر سب

اہل کتاب آپ کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے جس سے آپ زندہ ثابت ہوتے ہیں، یہ غلط ہے۔ کیونکہ آیت جا عل الذین اتبعو ک فوق .. الخ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے متبعین قیامت تک رہیں گے اور آپ کے منکر بھی قیامت تک رہیں گے۔ جس سے ثابت ہوا کہ قبل مو تہ کے وہ معنی غلط ہیں۔

پھر قبل مو تہ کی دوسری قرأت قبل مو تھم ہے جس سے ظاہر ہے کہ موتہ کا مرجع اہل کتاب ہیں نہ کہ مسیح۔

پھر آیت اغر ینا بینھمم العداوۃ والبغضاء الی یو م القیا مۃ(الما ئدۃ :١٤) سے بھی ظاہر ہے کہ یہود اور نصاری کے درمیان قیامت تک عداوت رہے گی۔ جس سے ظاہر ہے کہ سب کے سب اہل کتاب کے ایمان لانے کا معنی بالکل غلط ہے۔

اور حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ جب ان کو الہام اور مجددیت کا دعوی تھا ان دنوں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح زندہ ہیں، اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ میرا یہ عقیدہ کسی وحی یا الہام کی بنا پر تھا بلکہ آپ کا یہ عقیدہ ایسا ہی تھا جیسا کہ سب موعود نبیوں کا اپنے دعوی سے پہلے موعود نبی کے متعلق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح اور آنحضرت ﷺ کو لو۔ کیا آپ کو دعوی سے پہلے یہ علم تھا کہ وہ آنے والا موعود میں ہی ہوں یا الہام الہی اور وحی کے بعد آپ نے پہلے عقیدہ کو تبدیل فرمایا۔

مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ مولوی نورالدین کا یہ ترجمہ ہے۔

اس کے کے متعلق عرض ہے کہ مولوی نور الدین صاحب نے اپنے پہلے ترجمہ کے خلاف اس کے بعد پچیس سال تک قرآن پڑھایا اور اس معنی کی ہمیشہ تردید کرتے رہے، اس لئے یہ حجت نہیں ہوسکتی۔

پھر مرزا غلام احمد صاحب نے جو ترجمہ الہام الہی سے کیا ہے وہ مقدم ہے اور وہ یہی ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے اور اب وہ نازل نہیں ہوں گے اور وہ آنے والا مسیح میں ہوں اور مسیح ناصری فوت ہو چکے۔

اور تعجب ہے کہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا سارا دعوی تو وفات مسیح کی

بنا پر ہو اور آپ اس کے خلاف بیان کریں۔

اور مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ حیات مسیح سے کفارہ کی جڑ کٹتی ہے، صحیح نہیں۔ کیونکہ حیات سے نہیں بلکہ وفات مسیح سے تمام عیسائیوں کا مذہب باطل ہو جاتا ہے۔ اور عیسائیوں کا خدا مر جاتا ہے۔ جو تائید توحید کو وفات مسیح سے ہوتی ہے وہ حیات سے نہیں ہوتی۔ بلکہ حیات مسیح کا مسئلہ تو عیسائیوں کی امداد ہے، اور حضرت مسیح کو آسمان پر ماننا ان لوازم کے ساتھ جو اسے انسان سے برتر ثابت کرتے ہیں عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تائید کرتا ہے

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ میگویند
مگر مدفون یثرب را ندارند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیریہا پدید آمد پرستاران میت را

دستخط: مولوی غلام رسول مرزائی مناظر
دستخط: میاں نظام الدین آنریری مجسٹریٹ اسلامی صدر
دستخط: ڈاکٹر عباد اللہ مرزائی صدر

دلائل حیات وتردید وفات مسیح

آخری پرچہ نمبر ۳۔ از مولوی ثناء اللہ ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرات! مولوی غلام رسول صاحب نے میرے مضمون پر جو توجہ کی ہے پڑھنے والوں سے مخفی نہ رہے گی (مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ اہل کتاب جو حضرت عیسی کے حالات سیکھنے اور لکھنے والے ہیں ان دونوں کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت عیسی طبعی موت سے نہیں مرے۔ اسکے جواب میں مولوی غلام رسول نے کیا کہا، یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت مسیح طبعی موت سے فوت ہوئے۔

کیا اس کہنے سے اہل کتاب کے دونوں گروہوں کا بالاتفاق تواتر سے وہ بیان جو مولوی ثناءاللہ صاحب نے بیان کیا تھا غلط ہو گیا۔ بلکہ یوں کہیے کہ آپ جو تواتر کے خلاف کہتے ہیں آپ کا قول غلط ہے نہ کہ تواتر غلط ہو جائے گا۔ جواب یہ ہوتا کہ تواتر نہیں؟ یا تواتر میں یہ غلطی تو ایک معقول بات ہوتی مگر مرزائی اور معقول۔ مرتب) اس کا میں ذکر نہیں کرتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ علم منطق اور علم مناظرہ اور آج کل کے قانون سلطنت میں یہ مقررہ اصول ہے کہ متنازعہ واقعہ ثبوت میں پیش نہیں ہو سکتا۔

مولوی (غلام رسول) صاحب کا یہ پہلا پرچہ ہنوز متنازعہ تھا۔اس کو جواب میں پیش کرنا تینوں طریق سے غلط ہے۔

آپ نے کہا کہ وفات مسیح کی آیات بکثرت ہیں اس لئے فاسئلوا اهل الذکر کے مطابق ہم کو ضرورت نہیں کہ اہل کتاب سے پوچھیں۔

جناب یہ غلطی مجھ سے نہیں بلکہ مرزا (غلام احمد) صاحب سے ہوئی جنہوں نے بقول آپ کے وفات مسیح کی آیات کثیرہ کے ہوتے ہوئے بھی اس آیت کو اس مدعا کے لئے پیش کیا ہے ۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۶ خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۳۳

سب اہل کتاب کے ایمان لانے پر آپ نے اعتراض کیا ہے کہ مسیح کے متبعین کو منکرین پر قیامت تک غالب رکھنے کا وعدہ ہے۔

جناب میں کہہ چکا ہوں کہ یہ معنی صحیح نہیں بلکہ الی یوم القیامة مجموعہ چہار واقعات سے متعلق ہے، نہ ہر ایک سے۔جس کا مطلب نحوی اصطلاح میں یہ ہے کہ عطف سے ربط مقدم ہے فافهم

قیامت سے پہلے ضرور ایک وقت آئے گا کہ تمام دنیا میں سوائے اسلام کے دوسرا مذہب نہیں ہوگا، چنانچہ مرزا صاحب قادیانی بھی براہین احمدیہ میں اس کو خود شائع فرماتے ہیں (ملاحظہ ہو براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۹ خزائن جلد ۱ حاشیہ صفحہ ۵۹۳)

جن قرأتوں میں موتهم کا لفظ آیا ہے وہ حجت نہیں۔قرأت شاذہ موجودہ الفاظ قرآن کے مقابلہ میں بجوئے نارزد

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں صاف لکھا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کتاب کہاں اور کب ختم ہوگی۔اس کتاب کا ظاہر باطن متولی خدا ہے۔ جو باتیں مجھے

سمجھاوے گا لکھوں گا جہاں ختم کر دے گا بند ہو جاوے گی ۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص آخر)۔
جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ براہین احمدیہ کے مضامین مصدقہ خداوندی ہیں۔

حیات مسیح سے الوہیت کو اس صورت میں تقویت ہوتی جب ہم حضرت مسیح کو بذاتہ زندہ مانتے ۔ اگر ہم ایسا مانتے تو قبل قیامت ان کی موت کے کیسے قائل ہوتے۔ ہاں حیات مسیح سے کفارہ بالکل جڑ سے کٹ جاتا ہے کیونکہ جب وہ مرے ہی نہیں تو کفارہ کیسا؟ نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی۔

موت کے قائل ہونے سے عیسائیوں کے کفارہ کی ایک گونہ تائید ضرور ہوتی ہے۔

اب میں ایک قاعدہ مسلمہ اسلامیہ سے اس مسئلہ کو حل کرتا ہوں وہ یہ ہے جو قرآن مجید نے صاف الفاظ میں فرمایا:

انز لنا اليك الذكر لتبين للناس ما نز ل اليهم و لعلهم يتفكرون

۔(نحل:۴۴) (خدا فرماتا ہے ہم نے قرآن مجید تم پر اسلئے اتارا ہے کہ تو اے نبی اسکا مطلب واضح کر کے لوگوں کو سناوے)

اس آیت سے ایک عام اصول ملتا ہے کہ قرآن کے کسی مجمل مسئلہ میں اختلاف ہو تو اس کی تشریح و توضیح حدیث سے ہونی چاہیے ہمارے مخاطب بھی اس اصول کو مانتے ہیں اسلئے میں آخری فیصلے کے طور پر ایک حدیث سناتا ہوں جس سے آفتاب نیم روز کی طرح مسئلہ حیات و وفاۃ مسیح کا فیصلہ ہو جائے گا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں

ينز ل عيسى بن امر يم الى ا لار ض فيتزوج ويولد له و يمكث خمسا وار بعين سنة ثم يمو ت فيد فن معى فى قبرى فاقو م انا وعيسى بن مر يم فى قبر وا حد بين ابى بكر و عمر

(مشکوۃ شریف۔ باب نزول المسیح ص ۴۸۰)

(یعنی حضرت عیسی دنیا پر اتریں گے۔ یہاں پر نکاح کریں گے۔ان کی اولاد ہو گی۔ اور ۴۵ سال زندہ رہیں گے ۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے مقبرے میں میرے پاس دفن ہوں گے۔ پھر قیامت کے روز میں اور مسیح ایک مقبرے سے اٹھیں گے اس طرح کہ حضرت ابو بکر اور عمر

کے درمیان ہم دونوں ہوں گے)۔

ایک حدیث جو بیہقی ، کتاب الاسماء والصفات باب قولہ اللہ وعزوجل یا عیسی انی متو فیك ورا فعك الی و بل رفعه الله الیه صفحہ ۴۲۴ طبع بیروت کی روایت میں ہے جو اس وقت میرے پاس ہے یہ الفاظ ہیں

کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء واما مکم منکم

لیجئے حضور ﷺ نے فرمایا تم مسلمان اس وقت کیسے مزے میں ہوں گے جب حضرت مسیح آسمان سے تم پر اتریں گے اور ان سے پہلے تمہارا امام (جسکو دوسری روایات میں مہدی کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے) تم میں ہوگا صدق الله و رسوله ربنا آمنا وصدقنا واکتبنا مع الشاهدین

مختصر یہ کہ قرآن کی آیات آنحضرت ﷺ کی احادیث ،مرزا صاحب کے کلمات، سب حضرت مسیح کی زندگی کی تائید کرتے ہیں ۔اورقرآن مجید جو سابقہ اہل کتاب کی اصلاح کے لئے آیاہے، وہ اصلاح بھی اسی میں ہے کہ حضرت مسیح کی حیات کو ماناجاوے تاکہ اہل کتاب کا وہ غلط اور گمراہ کن عقیدہ جسکو کفار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا سے رخصت ہوجاوے۔

واللہ ! مجھے سخت حیرت ہوتی ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ حضرت عیسی کی موت سے عیسائیوں کا خدا مر جاتاہے اور عیسائی مذہب ہمیشہ کے لئے مغلوب ہوجاتا ہے کیا عیسائیوں کا عقیدہ مسیح کی موت کا نہیں ہے؟ کیا انجیل میں نہیں لکھا کہ مسیح نے چلاّ کر جان دی۔

پھر جو بات خود عیسائیوں کی کتاب میں صاف لفظوں میں لکھی ہو، اس سے ان کے مذہب کی موت اور مغلوبیت؟ کیا یہ ایک جی خوش کرنے والی بات ہے

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ہاں اگر عیسی کی موت کا بالکل انکار کر دیا جائے جیسا کہ قرآن شریف کا منشاء ہے تو نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی ۔

وقت کی پابندی ہے یہ کہہ کرختم کرتاہوں

کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستاں میری

دستخط: مولوی ثناء اللہ مناظر منجانب مسلمانان
دستخط: میاں نظام الدین آنریری مجسٹریٹ اسلامی صدر
دستخط: ڈاکٹر عباد اللہ مرزائی صدر

دلائل وفات وتردید حیات مسیح

آخری پرچہ نمبر ۳۔ از مولوی غلام رسول مرزائی

مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ آیت متو فیك میں چار وعدے ہیں، یہ تو صحیح ہے مگر مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ ہم مسیح کی وفات کے متعلق تسلیم کرتے ہیں کہ وہ قبل از قیامت ہو جائے گی، اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے اس بات کا جواب نہیں دیا کہ متو فیك کو بعد میں کہنے سے کون سی ترتیب صحیح باقی رہتی ہے کیونکہ متو فیك کو رافعك کے بعد رکھ کر دیکھ لو۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ ابھی تطہیر نہیں ہوئی۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ تطہیر ہو چکی۔

پھر تطہیر کے بعد رکھ کر دیکھو۔ پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ غلبہ متبعین ابھی تک ظہور میں نہیں آیا۔ حالانکہ حضرت مسیح کے متبعین کا غلبہ ظاہر ہے۔

پھر اب متو فّیك کو ضرور ہے کہ آپ فو ق الذین کفروا الی یو م القیا مۃ کے بعد رکھیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح الی یوم القیامۃ یعنی قیامت کے دن تک تو وفات نہیں پائیں گے، ہاں جس دن اسرافیل کی قرنا پھونکی جائے گی اور سب مردے زندہ ہوں گے اس دن حضرت مسیح وفات پائیں گے۔

واہ رے تقدیم وتاخیر! اور واہ رے تیرا خارق عادت نتیجہ۔

پس اصل بات یہی ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے۔

پھر رافعك کے متعلق یہ عرض ہے کہ تو فی کے بعد رفع کا لفظ صاف اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہ رفع جسمانی رفع نہیں بلکہ روحانی رفع ہے کیونکہ تو فی کے

بعد آنے کا قرینہ صاف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ رفع روحانی ہے۔

پھر رافعك الیّ یعنی رفع الی اللہ ہے نہ رفع الی السماء اور نہ ہی اس کے ساتھ بجسدہ العنصری کا فقرہ ہے کہ اس سے مسیح کا زندہ بجسدہ العنصری تسلیم کر لیا جائے پھر آیت و لو شئنا لرفعناہ یہاں سے باوجود اخلد الی الارض کے قرینہ ہے بالاتفاق روحانی رفع مراد ہے نہ جسمانی۔ جو اس بات کی اور بھی تائید کرتا ہے کہ رفع الی اللہ سے رفع روحانی مراد ہے نہ جسمانی پھر حدیث

اذا تواضع العبد رفعه الله الی السماء السابعة

میں باوجودیکہ یہ بتایا گیا ہے کہ تواضع سے اللہ تعالیٰ انسان کو ساتویں آسمان پر اٹھا لیتا ہے پھر اس رفع سے روحانی رفع ہی مراد ہے۔

ایسا ہی دعا بین السجدتین کے فقرہ وارفعنی اس کی اور بھی تائید کرتا ہے نمازی جو فقرہ بولتا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

اور مولوی صاحب کا آیت فلما توفیتنی کے متعلق صرف سفارش کا مسئلہ لینا یہ بالکل غلط ہے کیونکہ سوال یہ ہوا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو تعلیم دی کہ تم لوگ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔ اب اس کے جواب میں مسیح کہتے ہیں کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور نہ ہی میری زندگی میں ایسا عقیدہ پیدا ہوا۔ بلکہ یہ غلط عقیدہ میری وفات کے بعد ہوا۔ جس پر مجھ پر الزام نہیں آ سکتا۔ ((۱ء: مولوی غلام رسول صاحب! مسیح موعود کے حواری اور مہدی مسعود کے مرید ہو کر ایسا صریح جھوٹ ہرگز زیبا نہیں اور کس نے یہ ترجمہ کیا یا مطلب بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ یہ جواب دیں گے کہ میری زندگی میں ایسا عقیدہ پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ غلط عقیدہ میری وفات کے بعد پیدا ہوا۔ افسوس مذہبی مناظرات میں بھی لوگ راستی اور راست گوئی کے پابند نہیں رہتے اس افتراء کا جواب نوٹ نمبر ۲ میں ملاحظہ فرمائیں) اب خدا تعالیٰ کا سوال کیا ہے اور مسیح کے جواب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اس کے سبب اپنی بریت کرانا چاہتے ہیں یا سفارش۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

پھر جب مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے آیت ما کان للنبی الخ سے یہ ثابت کیا کہ نبی کو مشرکین کی سفارش کرنے کی اجازت نہیں تو پھر تعجب ہے کہ خود ہی اس کے برخلاف حضرت مسیح کو اس کے نیچے لاتے ہیں (مولوی ثناء اللہ نے مخفی سفارش کا بولا

ہے سفارش نہیں کہا۔مرتب) پھر مولوی صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ متوفی چونکہ صیغہ اسم فاعل ہے جو متکلم کے وقت تکلم کے بعد پیدا ہوتا ہے ہمیں کب اس سے انکار ہے ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مسیح اس وعدے کے بعد ہی فوت ہو گئے پھر مولوی صاحب نے خلت کے متعلق اذا خلوا کی مثال دے کر یہ کہا ہے کہ خلت کے معنی ہیں گزرنے کے نہ کہ مرنے کے اس کے جواب میں عرض ہے اذا خلوا کے بعد الی صلہ ہے اور قد خلت من قبلہ میں من صلہ۔ پھر افان مات او قتل کا قرینہ ساتھ پڑا ہے جس سے خلت کے معنی اس جگہ بلحاظ اس قرینہ کے موت ہی ہو سکتے ہیں پھر لسان العرب میں لکھا ہے خلا فلا ن ای ما ت فلان یعنی فلاں شخص گذر گیا یعنی مر گیا

پھر مولوی صاحب نے کا نا یأکلا ن الطعا م کے متعلق کہا کہ یہاں تغلیب ہے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک تغلیب کے یہ معنی ہیں کہ ایک بات ایک شخص میں نہ پائی جاتی ہے اور غلط طور پر اس کی طرف منسوب کر دی جائے کیونکہ وہ کہتے ہیں کا نا میں صرف والدہ مسیح کے کھانا کھانے کا ذکر ہے اور حضرت مسیح کھانا نہ کھاتے تھے یہ غلط ہے کیونکہ تغلیب کا تو یہ مطلب ہے کہ مثلاً دو چیزوں میں جو مذکر اور مونث ہوں تو ان دوں کے لئے لفظ مذکر کا بولا جائے جیسے قمران اور ابوان

پس اصل بات یہی ہے کہ دونوں کھانا کھایا کرتے ہیں جب تک کہ جسد عنصری کے ساتھ زندہ تھے لیکن جب وہ اب نہیں کھاتے تو وہ فوت ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے صوم وصال کے متعلق جو مولوی صاحب نے کہا ہے اس طرح اگر حضرت مسیح صوم وصال میں ابیت عندر بی کے ارشاد فرماتے تو ہوسکتا تھا مگر یہ صوم وصال عجیب ہے کہ انیس سو سال ہوئے پس کھانا کھایا ہی نہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ باوجود صوم وصال کے کھانا کھالیا کرتے تھے اور صرف سحری کے وقت نہ کھاتے تھے لیکن شام کو ضرور کھاتے تھے پس اس سے بھی مولوی صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا اور اصل بات یہی ہے حضرت مسیح فوت ہو گئے

وللہ در القائل

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

(مرتب روداد مباحثہ لکھتا ہے: دیکھو غلط بات کہہ کر جھوٹی قسم کھا رہے ہو۔ سنو! حضرت عیسیٰؑ تو ابھی آسمان پر زندہ سلامت ہیں اور قیامت کے قریب قریب زمین پر ضرور نازل ہونگے ان کا آسمان سے زمین پر نازل ہونا قیامت کے بڑے نشانات سے ہے۔ غور کرو قرآن مجید حضرت مسیح کی نسبت فرماتا ہے و انه لعلم للساعة فلا تمترن بها نیز آیات و کهلا ، و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ، حدیث صحیح موکد بتاکیدات ثلاث و الذی نفس محمد بیده لینزلن فیکم ابن مریم وغیرہ کے واقعات آپ کے زمین پر نازل ہونے پر وقوع میں آئیں گے اور ضرور آئیں گے تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ سچے اور افضل رسول محمد ﷺ فداہ ابی و امی کا قسم کھا کر حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نازل ہونا بتا کید بیان فرمانا ہرگز ہرگز جھوٹ نہیں ہوسکتا خود تم سوچو کہ جس بات کو ایسا سچا رسول قسم کھا کر ذکر فرمائے اور تم اسی بات کو قسم کھا کر جھٹلاؤ تو تمہاری ایک معمولی مرزائی کی قسم کے جھوٹا ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی کہ تم صادق مصدوق رسول کی موکد قسم کی مخالفت میں قسم کھا رہے ہو: چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

پس تمہارے شعر غلط ہیں۔ صحیح اشعار یہ ہیں

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
آسمان ثانی پہ ہے وہ محترم
وہ ابھی داخل نہیں اموات میں
یہی ہے مضمون تیس آیات میں)

دستخط: مولوی غلام رسول مرزائی مناظر
دستخط: میاں نظام الدین آنریری مجسٹریٹ اسلامی صدر
دستخط: ڈاکٹر عباداللہ مرزائی صدر

ضمیمہ

مرزائیوں نے چونکہ ہر روز کی بحث کے بعد ضمیمہ لگایا ہے حالانکہ پہلے روز کی بحث میں آخری پرچہ انہی کا تھا تاہم اس کو ناکافی جان کر ضمیمہ لگایا اسلئے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی ضمیمہ لگاویں۔

مولوی غلام رسول مرزائی نے کہا متوفی کو پیچھے کریں اور دوسرے صیغوں کو پہلے رکھیں تو یہ خرابی آتی ہے حالانکہ کوئی خرابی نہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے صاف کہا تھا کہ یہ چاروں فعل قیامت تک ہونے کا وعدہ ہے، کوئی آگے ہوتو کیا، پیچھے ہوتو کیا۔ واؤ عطف اس لئے نہیں ہوتا کہ جو اس سے پہلے ہے وہ پہلے ہی ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں مذکور ہے

اقیموا الصلوة و لا تکونوا من المشرکین ۔ نماز پڑھو اور مشرک نہ بنو۔

کیا نماز پڑھ کر شرک پیچھے چھوڑنا چاہیے؟ نہیں بلکہ شرک پہلے چھوڑنا چاہیے۔

کانا یأکلان الطعام کا پھر ذکر کیا حالانکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ حضرت مسیحؑ کی والدہ صدیقہ کو بھی چونکہ شریک کیا گیا اس لئے ماضی کا صیغہ لایا گیا ہے جس کو آپ نے سمجھا نہیں ہوگا اس لئے دوبارہ اس کا ذکر کیا۔

سنئے مرزا صاحب قادیانی اور مرزا صاحب کی حرم محترم کا کوئی واقعہ ایسا ذکر کرنا جو ان کی زندگی میں ہوتا تھا تو دونوں کو ایک ہی صیغے میں لاویں گے جیسے یہ فقرہ کہ

مرزا صاحب اور ان کی حرم محترم دونوں باغ میں سیر کیا کرتے تھے۔

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جو ان میں سے اب زندہ ہے وہ سیر نہیں کرتا۔ کوئی کہے کہ ماضی کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ دونوں انتقال فرما گئے تو آپ بھی یہی جواب دیں گے کہ ماضی کا صیغہ مرزا صاحب کی وجہ سے ہے نہ کہ حرم محترم کی وجہ سے۔ ممکن ہے وہ اب بھی سیر کرتی ہوں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی مراد تغلیب سے یہی تھی کہ ماضی کا صیغہ حضرت مسیحؑ کی ماں کی وجہ سے ہے۔

یہ خوب کہی کہ آنحضرت ﷺ باوجود صوم وصال کے کھانا کھا لیا کرتے تھے چہ خوش! پھر روزہ وصال ہی کیا ہوا۔ اور اس میں آپ کا کمال ہی کیا؟ صحابہ کرام کو حضور ﷺ نے منع فرمایا تم میرے جیسے نہیں۔ میں رات کو اپنے رب کے پاس رہتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے ۔ بقول آپ کے اگر یہی کھانا پینا تھا تو ایسا کھا پی کر تو سب رکھ سکتے ہیں پھر حضور ﷺ کا اس میں امتیاز کیا؟

مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ مسیحؑ کی وفات سے عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کو قوت پہنچتی ہے یہ جواب مولوی صاحب کا بہت صحیح تھا مگر مولوی غلام رسول

صاحب جواب دیتے ہیں کہ اس سے عیسائیوں کا خدا مرجاتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ مرنے سے ان کا نقصان نہیں کیونکہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ مسیح نے چلاکر جان دی ۔ گو آپ لوگ مسیح کی موت صلیب پر نہیں مانتے تاہم موت کے تو قائل ہیں ۔ لاریب بہ نسبت مطلق انکار موت کے موت سے عیسائیوں کو ایک گونہ قوت ہوتی ہے اس لئے مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ کہنا بہت ٹھیک ہے کہ نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی

مختصر یہ کہ مرزائیوں کا مسئلہ وفات مسیح کی نسبت جو یہ گھمنڈ تھا کہ مخالف کا منہ اور قلم بند کر دیں گے یہ ہوگا وہ ہوگا افسوس اس کا کوئی اثر ہم نے نہ پایا بلکہ مرزائی مناظر نے جو گفتگو کی مرعوبانہ حالت میں کیہ نہ کسی آیت کا جواب دیا نہ حدیث کا نہ مرزا صاحب کے اقوال ہی کو دیکھا۔

مرزائی الزام لگاتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے قرآن مجید سے ثبوت نہیں دیا حدیثوں کی طرف چلے گئے۔ اللہ اللہ کس قدر دلیری ہے ہم اس الزام کا جواب ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ شرائط مناظرہ کو دیکھ کر فریقین کی تحریریں دیکھیں اور غور سے پڑھیں کہ کوئی پرچہ مولوی صاحب کا آیت حدیث سے خالی ہے؟

صداقت دعوی مرزا قادیانی

پہلا پرچہ از مولوی غلام رسول قادیانی

کیونکہ آپ (اس پرچے میں مرزائی مناظر نے بہت سا مضمون کل کے مباحثہ یعنی وفات مسیح کے متعلق لکھا تھا جس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے صدر کو توجہ دلائی کہ یہ بے تعلق ہے۔ چنانچہ دونوں صدروں نے بالاتفاق وہ مضمون کٹوادیا۔ مرزائی مناظر نے اتنا وقت بھی لیا مگر مطبوعہ مناظرہ میں مرزائیوں نے اس مضمون کا کچھ حصہ درج کر ہی دیا۔ پھر مزید لطف یا غلط بیانی یہ کی کہ اس مقام کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ تمہیدی مضمون سنانے سے روک دیا۔

بھلا مولوی ثناء اللہ روکنے والے کون؟ اوران کے روکنے سے آپ رکے کیوں؟

بات دراصل وہی تھی جو ہم نے لکھی کہ مرزائی مناظر نے خلاف شروط مقررہ دوسرے روز بھی وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑا۔ جس پر مسلمان مناظر مولوی ثناء اللہ نے دونوں صدروں کو توجہ دلائی۔ چنانچہ دونوں نے بالاتفاق مرزائی مناظر کا اتنا مضمون کاٹ دیا اوراس کی درخواست پر مزید وقت بھی اس کو دیا جو کاٹنے اور نیا مضمون پیوند کرنے میں لگا تھا۔

یہ ہے ان لوگوں کی دیانت داری اور یہ ہے ان کی راست گوئی اور راست روی۔

افسوس ہے مسیح موعود کے حواری اور مہدی مسعود کے مرید ہو کر ایسی غلط کاریاں کریں تو اور کیا کچھ نہ کریں گے مرزائیوں کا دستخطی مضمون جو ہمارے ہاتھ آیا وہ اسی طرح (کیونکہ) سے شروع ہوتا ہے، مرتب) نے اپنے رؤیا میں تین چاند دیکھے تھے نہ چار۔

بس اب یہ امر قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے۔ تو اب یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آنے والا کوئی اور ہے جو حضرت مسیح کے نام اور منصب و مرتبہ پر آئے گا اور وہ خدا کے فضل سے آنے والا آ گیا اور وہ سیدنا حضرت مرزا صاحب ہیں جن کی صداقت دعوی کے ثبوت میں قرآنی آیات کو پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی آیت

فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذ با اوکذ ب بآ یا تہ انہ لا یفلح الظالمو ن کیا مطلب! یعنی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افتراء کیا جس نے خدا کی آیات کی تکذیب کی لیکن یاد رہے کہ ظالم کامیاب نہیں ہوا کرتے

یہ آیت حضرت مسیح موعود (مرزا) کی صداقت میں ایک زبردست دلیل ہے اس طرح پر کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص مفتری اور اپنے دعوی میں سچا نہ ہو، وہ کامیاب نہیں ہوتا۔ پھر ایسا ہی جو لوگ سچے مدعی کے مکذبین ہیں وہ بھی ظالم ہیں (مولوی ثناء اللہ نے صدارت کو اس لفظ پر توجہ دلائی کہ منکرین مرزا کو ظالم کہا گیا ہے کیا ہم کو بھی اجازت ہوگی کہ ہم مریدین مرزا کو ظالم کہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب نے کہا ہم نہیں کہتے قرآن کریم کہتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا ہم بھی قرآن کی شہادت سے کہیں گے۔ میاں نظام الدین صاحب صدر نے فرمایا بے شک آپ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا گو صدر صاحب نے اجازت

دے دی ہے مگر میں اپنے اخلاق کی پابندی میں نہیں کہوں گا ۔مرتب) ہے۔اور وہ بھی سچے مدعی کی کامیابی میں روک ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوتے ۔

اب دیکھو اور غور سے دیکھو کہ حضرت مرزا صاحب نے جب دعوی کیا اس وقت اکیلے تھے۔اس کے باوجود مکذبین کی سخت سے سخت مخالف کوششوں کے لاکھوں انسانوں کا آپ کی تصدیق کرنا اور آپ کو قبول کرنا اس آیت کی رو سے اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوی میں سچے ہیں ،اور مکذبین لوگ جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں وہی ظالم ہیں ،جو ایک سچے کی کامیابی کی راہ میں باوجود سخت مخالف کوششوں کے کامیاب نہ ہوئے ۔

اس بات کی تائید مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ انہوں نے تفسیر ثنائی کے مقدمہ میں صفحہ ۱۶ کے پہلے کالم میں لکھا ہے ۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

نظام عالم میں جہاں اور قوانین الہی ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

پھر لکھتے ہیں

واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر مذاہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی دیکھیں تو بتلا سکتے ہیں ۔

اب دوستو! غور کر کے اس تحریر کو ملاحظہ کرو کہ اس قاعدہ کی رو سے جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا ہے اس سے کس طرح ہمارے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کھلے طور پر ثابت ہوتی ہے۔ اللہ اللہ ! مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اسی طرح سے کھلا ثبوت ہے سچ ہے الفضل ما شهدت به الاعداء

دوسری آیت

ما كنا معذ بين حتى نبعث رسولا ۔(بنی اسرائیل)۔کیا مطلب! یعنی دنیا

میں ہم عذاب نہیں بھیجا کرتے جب تک کہ پہلے کوئی رسول مبعوث نہ کرلیں۔

اس آیت سے بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ اس میں بتایا ہے کہ دنیا میں عذاب آنے سے پہلے خدا تعالی سنت ہے کہ وہ ضرور کوئی رسول بھیجتا ہے۔اب دیکھو دنیا میں ہر طرف عذابوں کا ظہور ہے۔کہیں طاعون ہے۔کہیں زلزلہ کہیں طوفان، کہیں قحط۔کہیں جنگوں کے مہیب نظارے کہ جن کی نظیر پہلے زمانوں میں ہرگز نہیں ملتی۔اب جب کہ یہی عذاب جو پہلے رسولوں کے وقت آئے اور اس آیت کی رو سے ان رسولوں کی صداقت کی دلیل ہے تو کیوں یہی عذاب اس خدا کے برگزیدہ رسول کی صداقت کی دلیل نہیں جوان عذابوں کے ظہور سے پہلے آیا اوراس نے ان عذابوں کے ظہور کی خبر بھی پہلے سے سنادی چنانچہ آپ کے الہام ذیل کوغور سے ملاحظہ فرمایا جاوے۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کوقبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔

اب دیکھواس الہام میں یہ بتایا ہے کہ ایک نذیر آیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نذیر آنے والے عذابوں کی خبر دیتا ہے پھر دنیا کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ عذاب ساری دنیا کے لئے ہوں گے۔ پھر یہ کہنا کہ دنیا نے اسے قبول نہ کیا، اس سے بتلایا کہ اس کے انکار کی وجہ سے وہ عذاب آئیں گے۔

پھر فرمایا کہ اور بڑے زور آور حملے ہوں گے جن سے دنیا کی قوموں اور سلسلوں کوتو نقصان پہنچے گا لیکن خدا کے اس نذیر اور رسول کی سچائی ظاہر ہوگی اور وہ اس سے ترقی کرے گا اور بڑھے گا۔

اب دیکھو کہ اس آیت اوراس الہام کی رو سے جوقبل از وقت شائع ہوا کس طرح دنیا میں مختلف قوموں کونقصان پہنچ رہا ہے،لیکن خدا کے فضل سے مرزا صاحب کا سلسلہ اس سے ترقی کررہا ہے۔

کیا اس آیت کی رو سے روز روشن کی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوی میں سچے اور واقعی خدا کی طرف سے ہیں ۔دوستوغور کرو۔ پھرغور کرو

تیسری آیت

فا ن لم یستجیبوا لکم فا علموا انما انز ل بعلم اللہ ۔سورہ ہود۔
کیا مطلب ! یعنی اگر یہ منکر لوگ اس اعجازی کلام کا مقابلہ نہ کریں تو اے طالبان حق تم اس نتیجہ کو بھی سمجھ لو کہ یہ اعجازی کلام بشری طاقتوں کا نتیجہ نہیں بلکہ علم الٰہی سے ظاہر ہوا۔

یہ آیت بھی حضرت مرزا صاحب کی سچائی کی زبردست دلیل ہے کیونکہ آپ نے جن تصانیف کو اعجازی رنگ میں پیش کیا ان میں کسی کا بھی دنیا میں جواب نہیں لکھا اس وقت ہم بطور مثال کے اعجاز احمدی کو لیتے ہیں جس کے ساتھ دس ہزار کا انعامی اشتہار بھی دیا گیا اور جسے خصوصیت کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ کے لئے لکھا۔ اب دیکھو کہ باوجودیکہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل بھی ہیں اور شب و روز تحریر اور تصنیف کا کام بھی کرتے ہیں، لیکن آپ نے اعجاز احمدی کا جواب آج تک نہیں لکھا، حالانکہ مولوی صاحب کے مقابلہ میں لکھنے اور نہ لکھنے کو اعجازی قصیدہ (مولوی ثناء اللہ صاحب چونکہ شاعر نہیں ہیں اس لئے انہوں نے قصیدہ نہ لکھا۔ ہاں مرزائی قصیدہ کی غلطیاں اس کثرت سے نکالیں کہ اس کے اعجاز کے بخیئے ادھیڑ ڈالے گیا جس قصیدہ میں بے شمار غلطیاں نکلیں وہ بھی اعجاز ہے؟ البتہ مولوی صاحب کا رسالہ الہامات مرزا مرزائی مشن کے مقابلہ پر معجزہ ثابت ہوا ہے جس نے مرزا کی معرکہ آراء پیش گوئیوں کا تارو پود جدا جدا کر دیا۔ اور باوجودیکہ اس کا جواب لکھنے پر مرزا صاحب کو پہلے پانچ سو روپیہ، پھر دوسرے اڈیشن پر ایک ہزار روپیہ اور اب طبع سوم کے موقعہ پر دو ہزار روپیہ تک انعام کا وعدہ ہے، لیکن مرزا جی کو جواب لکھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اعجاز یہ ہے کہ قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم پروفیسر اورئینٹل کالج لاہور نے ایک زبردست عربی قصیدہ رائیہ بجواب قصیدہ مرزائیہ لکھا جو اہل حدیث کے کالموں میں طبع ہو چکا ہے اب انشاء اللہ کتابی صورت میں نکلے گا باوجود اس کے پھر مرزائیوں کا یہ کہنا ہمارے قصیدہ کا جواب کسی نے لکھا صریح کذب ہے۔ مرتب) میں حضرت مسیح موعود نے اپنے صدق اور کذب کا معیار بھی قرار دیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں

فان اك كذابا فاني بمثلها
و ان اك من ربی فیغشی و یشبی

کیا مطلب! یعنی اگر میں اپنے دعوی میں جھوٹا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب اس کی مثل ضرور لائیں گے لیکن اگر میں رب کی طرف سے ہوں تو مولوی صاحب پر پردہ ڈال دیا جاوے گا اور انہیں مثل لانے سے روک دیا جائے گا۔

دوستو! اب غور کرو اور خدا کے لئے غور کرو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ ایسی پیش گوئی اور نشان کہ جس پر مرزا صاحب نے اپنے صدق دعوی کا انحصار رکھا ہو ہرگز ظہور میں نہیں آیا۔ اب دیکھو کہ یہ کس قدر زبردست نشان ہے جو ظاہر ہوا۔ کیا اس سے کوئی انکار کرسکتا ہے؟ اور کیا یہ نشان آیت موصوفہ کی رو سے اس بات کا زبردست ثبوت نہیں کہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب اپنے دعوی میں سچے اور خدا کی طرف سے ہیں۔

چوتھی آیت

کتب الله لا غلبن انا ورسلی (سورہ مجادلہ)

کیا مطلب؟ یعنی اللہ نے یہ قانون لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوا کرتے ہیں۔

یہ آیت بھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے ثبوت میں ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ میں بتلایا گیا ہے کہ خدا کا رسول اپنے مخالفوں پر غلبہ پاتا ہے چنانچہ اس آیت کی رو سے بھی دیکھ لو کہ حضرت مرزا صاحب نے جب دعوی کیا تو اسوقت ایک طرف آپ اکیلے تھے اور دوسری طرف سب دنیا۔

اب دیکھو مخالفین حضرت مرزا صاحب پر غالب آئے اور ان کے دعوی سے انکار کرایا، یا حضرت مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کی جماعت سے نکال کر اپنا ہم عقیدہ بنایا۔

تکذیب دعوی مرزا قادیانی

پہلا پرچہ از مولوی ثناءاللہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و حده و الصلوة علی من لا نبی بعده

حضرات مرزا قادیانی کا دعوی مسیحیت موعود کا مستقل نہیں بلکہ نبوت محمد یہ اور اخبار احمد یہ کی فرع ہے یعنی چونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد مسیح موعود آئے گا اس لئے مرزا صاحب دعوی کرتے ہیں کہ وہ میں ہوں۔

پس اس کی مثال نماز روزہ وغیرہ احکام اسلام کی ہے کوئی شخص کسی خاص حکم کی تعمیل کا دعوی کرے جو قرآن مجید میں ہو تو لازمی بات ہے کہ اس حکم کے الفاظ قرآن مجید میں دیکھے جاویں کہ وہ کیا ہیں اس لئے مرزا صاحب کے ابطال دعوی کے لئے ان احادیث کا دیکھنا ضروری ہے جن میں مسیح موعود کے آنے کا ذکر ہے میں ان میں سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں

قال رسول الله ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج و یولد له و یمکث خمسا وار بعین سنة ثم یموت فیدفن معنی فی قبری فاقوم انا و عیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکوۃ باب نزول المسیح۔ص ۴۸۰)

یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں حضرت عیسی زمین کی طرف آویں گے۔ پھر نکاح کریں گے ان کی اولاد ہوگی اور ۴۵ سال دنیا میں رہیں گے۔ پھر مریں گے۔ پھر میرے مقبرے میں میرے پاس دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسی ایک ہی مقبرے سے اٹھیں گے پھر دونوں عمر اور ابو بکر کے درمیان ہوں گے۔

کل میں نے یہ حدیث حضرت عیسیؑ کی زندگی کیلئے پیش کی تھی آج اس مطلب کے لئے پیش کرتا ہوں کہ مسیح موعود کی کیفیت حدیثوں میں کیا ہے خاص کر اس حدیث کو میں نے اس لئے پیش کیا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے خود اس حدیث کو اسی غرض کے لئے پیش کیا ہوا ہے (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳۔ قادیانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۳۷)

چونکہ یہ حدیث مسلمہ فریقین ہے اسلئے یہ قوی سند ہے اس بات کی کہ اس بحث میں لائی جائے اس حدیث میں مسیح موعود کے آنے کی صرف خبر ہی نہیں دی بلکہ ان کی زندگی کا سارا پروگرام بتلا دیا ہے دنیا میں ان کی عمر اور بعد انتقال ان کے دفن کی

جگہ بھی بتلا دی صدق اللہ ورسولہ

اب سوال یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب بعد دووی میسحیت ۴۵ سال دنیا میں رہے۔ ہرگز نہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

ابتداء چودھویں صدی ہجری میں میری عمر چالیس سال تھی اس وقت میں مامور اور ملہم ہوا۔ (تریاق القلوب۔صفحہ ۶۸۔خزائن جلد ۱۵ص ۲۸۳)

آج نو سال مرزا صاحب کو فوت ہوئے ہو گئے حالانکہ ابھی ۱۳۳۴ھ ہے جس میں سے نو سال نکال دیں تو ۲۵ رہ جاتے ہیں۔ یعنی زمانہ دعوی الہام میں مرزا صاحب نے کل ۲۵ سال گزار کر ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کیا حالانکہ الہام ۸۰ سال سے زیادہ کی زندگی کا تھا، (تریاق القلوب صفحہ ۱۳ خزائن ج ۱۵صفحہ ۱۵۲ حاشیہ)

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور مرقد مبارک میں دفن ہوئے؟

آہ! اسکا جواب میں کیا دوں۔سب نے دیکھا کہ جناب ممدوح کا انتقال (مرزا صاحب قادیانی کا لاہور جا کر بے وطنی کی حالت میں مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں بزبان حال یہ کہتے ہوئے، مارا دیا غیر میں مجھ کو وطن سے دور۔، ہیضہ منہ مانگی موت سے مرجانا اور باوجود کئی طرح دواؤں اور دعاؤں کے ساتھ زور لگانے کے زندگی کی ایک دم کے لئے بھی مہلت نہ ملنا بلکہ بارگاہ ایزدی سے ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون کے الفاظ میں جواب پانا مرزا جی کے جھوٹا ہونے کا ایک بین اور عظیم نشان ہے۔مرتب) لاہور میں ہوا اور قادیان میں دفن ہوئے۔غرض اس حدیث نے صاف اور بین فیصلہ کر دیا کہ جناب مرزا صاحب مسیح موعود نہیں تھے۔

ہمارے صوبہ پنجاب کے دنیاوی مقدمات کے لئے اعلی عدالت چیف کورٹ لاہور ہے۔اسی طرح مسلمانوں کے کے مذہبی مقدمات کے لئے ہائی کورٹ بلکہ سب سے آخری پریوی کونسل۔، حدیث شریف میں ہے کسی مسلمان کا حق نہیں کہ خدا اور رسول کے فیصلہ سے سرتابی کر سکے یا اس کی اپیل کا دل میں خیال لاوے۔ لاوے تو اپنے ایمان کی خیر مناوے پس اس حدیث کے ہوتے ہوئے کسی دوسری دلیل کی اس دعوی کے لئے حاجت نہیں۔

تاہم میں مزید اطمینان کے لئے خود جناب مرزا صاحب کے اقرارات سے

مرزا صاحب کے دعوی کی تکذیب بتا تا ہوں ۔

مرزا صاحب نے شہادت القرآن صفحہ ۸۰ پر مسلمانوں کے لئے قابل غور پیش گوئی یہ کی ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی یہ میری صداقت کی دلیل ہوگی اس مضمون کو آپ نے بہت جگہ لکھا ہے یہاں تک کہ جب اس لڑکی کی شادی ہوگئی تو مرزا صاحب کے سامنے سوال پیدا ہوا تو جناب موصوف نے فرمایا گو اس کی شادی پہلے ہوگئی ہے تاہم آخر کار وہ میرے نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی (ملاحظہ ہو اخبار الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء)

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴ خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۸ پر لکھتے ہیں کہ اگر یہ نکاح نہ ہوا تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

اسی رسالہ کے صفحہ ۵۳ (قادیانی خزائن ۔ ج ۱۱ ص ۳۳۷) پر لکھتے ہیں کہ حدیث میں اس نکاح کو مسیح موعود کی صداقت کی علامت خود حضور ﷺ نے فرمایا ہے پھر وہی حدیث لائے ہیں جو میں اوپر لکھ آیا ہوں ۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ نکاح ہوا ؟

آہ ! اس کا جواب نفی میں ملتا ہے جس پر یہ شعر بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

اس کے علاوہ ایک اور بات عرض کرتا ہوں جس کا نام مرزا صاحب نے آخری فیصلہ رکھا تھا جسکو اس مباحثہ سے خاص تعلق ہے کیونکہ اس اشتہار کو انجمن احمدیہ امرتسر نے جو اسوقت مناظرہ میں فریق ثانی ہے دوبارہ چھپوا کر شائع کیا تھا چنانچہ میں اس انجمن کے شائع کردہ اشتہار سے چند جملے نقل کرتا ہوں واضح رہے اس اشتہار کا نام ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ ۔

اس کے آخری فقرے یہ ہیں :

اے میرے آقا میرے بھیجنے والے میں تیری ہی تقدیس اور رحمت کا دامن

پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔

یہ دعا ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ہوئی اور جناب مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دار فانی سے تشریف لے گئے۔

حضرات! یہ کوئی معمولی شخص کی دعا نہیں بلکہ اس شخص کی ہے جس کا الہام ہے اجیب کل دعائك یعنی جس سے خدا کا وعدہ ہے کہ میں تیری ہر ایک دعا قبول کروں گا (تریاق القلوب۔ صفحہ ۳۸۔ قادیانی خزائن ۱۵ ص ۲۱۰) جسکا دعوی ہے کہ میں خدا کے حضور دعا کرتا ہوں اور اس کا جواب پاتا ہوں میرے من جانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ میری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(ملاحظہ ہو ریویو آف ریلی جنز جلد ۶ ص ۱۹۲)

اب سوال یہ ہے کہ یہ دعا قبول ہوئی؟ میں تو اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ ضرور قبول ہوئی اگر میرے مخاطب اس کے متعلق کچھ کہیں گے تو عرض کروں گا وقت کی پابندی میں اسی پر کفایت ہے

گفتگو آئین درویشی نبود
ورنہ با تو ماجرا ہا داشتم

صداقت دعوی مرزا قادیانی

دوسرا پرچہ از مولوی غلام رسول قادیانی

صاحبان آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے کسی آیت کو پیش نہیں کر سکے اور صرف حدیث کی طرف رجوع کیا۔

اب اس کے متعلق کیا عرض کیا جائے۔ کیا حدیثیں قرآن پر مقدم ہیں۔

جب قرآنی محکمات کی رو سے حضرت مسیح فوت شدہ ثابت ہیں جیسا کہ کل ۲۹۔ اپریل کے پرچوں میں قرآنی آیات سے اسکا ثبوت کافی طور پر دیا گیا ہے۔

اور مولوی صاحب نے حدیث نزول کو پیش کیا ہم اس کو مانتے ہیں لیکن نزول کے یہ کہاں معنی ہیں کہ واقعی یہ نزول جسمانی ہے۔ دیکھو قرآن میں لوہے اور لباس اور چارپائیوں کے متعلق لفظ نزول استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ

انزلنا الحد ید اور

انز لنا لکم من ا لا نعام اور

انزلنا علیکم لبا سا سے ظاہر ہے

اور عربی میں مسافر کو نزیل کہتے ہیں۔ کیا اس سے کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مسافر آسمان سے اترا کرتے ہیں۔

پھر قرآن میں قد انزل الله الیکم ذکرا. رسولا یتلوا علیکم آیات الله مبینا ت ... (الطلاق: ۱۰۔۱۱) بھی آیا ہے۔

اب دیکھو اس آیت میں آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا گیا کہ اس رسول کو اللہ تعالی نے اتارا ہے۔ اب کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ آسمان سے اترے اور جسمانی نزول کیساتھ اترے۔

ہاں! اس نزول سے مراد روحانی نزول ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ خدا کی طرف سے روحانی قرب کے لحاظ سے رفعت حاصل کر کے پھر اصلاح خلق اللہ کے لئے روحانی نزول فرمائیں گے یعنی مبعوث کئے جاویں گے (آپ نے یا تو مولوی ثناء اللہ کا مطلب سمجھا نہیں، یا دانستہ تجاہل کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو صاف صاف اس حدیث کے مضمون کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

۱۔ مسیح موعود کا مدینہ منورہ میں فوت ہونا۔،

۲۔ مرقد مبارک میں دفن ہونا۔

بس یہ دو نشان بموجب حدیث شریف مسیح موعود کے ہیں۔

آپ روحانی نزول کہیں یا جسمانی اس سے کیا فائدہ، جب تک آپ ان دو باتوں کا جواب نہ دیں ساری تقریر بے معنی ہے۔ آپ نے ان کا جواب دیا ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ مرتب)

پس آنے والے مسیح کے نزول سے مراد حضرت مسیح کا جسمانی نزول نہیں، بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص حضرت مسیح کے رنگ میں اور اس کی مشابہت میں آئے گا جیسا کہ سورہ نور میں بتایا گیا ہے دیکھو آیت

وعد اللہ الذین آ منوا منکم و عملوا الصا لحا ت لیستخلفنھم فی الا ر ض کما استخلف الذین من قبلھم۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خلفاء، موسوی سلسلہ کے خلفاء کی مانند ہوں گے اور ظاہر ہے کہ حضرت مسیح، حضرت موسیٰ کے سلسلہ کے خلیفہ ہیں جیسا کہ آیت

و لقد آتینا موسی الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل و آ تینا عیسی بن مریم البینا ت

سے ظاہر ہے۔

پس اس صورت میں حضرت عیسیٰ اس آیت استخلاف کے حرف کما سے مشبہ بہ ہیں، جن کی مماثلت میں سلسلہ محمدیہ میں ایک شخص کو آنحضرت ﷺ کی مماثلت میں بھیجا جاوے گا، جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کے دعویٰ سے ظاہر ہے۔

پھر تعجب ہے کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے ید فن معی فی قبری کو آج پھر پیش کر دیا ہے (کیا آپ کو حدیث سے انکار ہے۔ خصوصا ایسی حدیث سے جس کو مرزا غلام احمد صاحب نے خود اسی مدعا کے لئے پیش کیا ہو۔ کیا شرائط مباحثہ میں حدیث کو داخل نہیں کیا گیا۔ افسوس کا مقام ہے مرزائی مناظر کیا کہہ رہے ہیں؟ مرتب) کیا مولوی (ثناء اللہ) صاحب کے پاس قرآنی آیات سے کوئی آیت اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے نہیں ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ اس قبر سے مراد ظاہری قبر نہیں، بلکہ برزخی قبر ہے۔ اور ظاہری قبر کو مراد لینا حضرت عائشہ کے رؤیائے صالحہ کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے حجرے میں تین چاند دیکھے تھے۔ اگر مسیح نے واقعی آپ کی قبر میں دفن ہونا تھا تو چار چاند ہوتے، نہ تین۔

پھر مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی عمر کے متعلق کہا ہے۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ حضرت سیدنا مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہمیشہ تخمینا عمر کا اظہار کیا کرتے تھے جیسا کہ آپ کی مختلف تحریروں سے ظاہر ہے۔

اب دعویٰ الہام کی مدت کو دیکھا جائے تو وہ عمر ۲۵۔۳۰ سال کی عمر کا ہے جس کے بعد ۴۰ سال تک زندہ رہے۔اب کیا عمر والی حدیث پوری نہیں ہوئی (۔غنیمت ہے کہ یہاں آپ نے ظاہری عمر مراد لی ہے، روحانی عمر نہ کہہ دی جس کا حساب کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ مرتب)۔

اور مولوی (ثناءاللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ میرے ساتھ آخری فیصلہ میں (مرزا غلام احمد صاحب) اول ضرور فوت ہو گئے۔

اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ مولوی (ثناءاللہ) صاحب نے اس فیصلہ کے اشتہار کے جواب میں جو کچھ اپنے اخبار اہل حدیث کے ۲۶۔اپریل (۱۹۰۷ء) کے پرچہ میں لکھا ہے، اس کو کیوں ذکر نہیں کیا جاتا۔دیکھو اس کو ہم پڑھ کر سناتے ہیں۔مولوی (ثناءاللہ) صاحب لکھتے ہیں:

تمہاری یہ دعا کسی صورت فیصلہ کن نہیں ہو سکتی،

اور پھر لکھتے ہیں:

اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔

اب دوستو! غور سے سنو اور دیکھو کہ یہ مباہلہ (اتنا تو ہمیں اعتقاد ہے کہ مرزائی جماعت عجیب فونوگراف ہے جو آواز اس میں قادیان سے داخل کی جاتی ہے وہی ادا کر دیتے ہیں، اس میں کسی قسم کی خیانت نہیں نہ کسی قسم کی دیانت ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے سارے اشتہار میں مباہلہ کا لفظ بھی درج نہیں مگر قادیان کی آواز میں جو مباہلہ نکلا تو بس سب مرزائی مباہلہ مباہلہ کہنے لگ گئے حالانکہ وہ صرف دعائے مرزا ہے جس کا مباہلہ کہنا نہ صرف دھوک بلکہ دھوکہ دہی ہے۔مرتب) کی دعا جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے شائع ہوئی جب مولوی (ثناءاللہ) صاحب نے اسے منظور ہی نہیں کیا تو اس فیصلے کا مطلب کیا؟

پھر کیا آپ کی طرف سے اخبار میں یہ نہیں لکھا گیا کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز، مفسد اور نافرمان کو لمبی عمر دیا کرتا ہے۔

اب غور سے دیکھو کہ مولوی (ثناءاللہ) صاحب کی یہ عبارت کیا فیصلہ کرتی ہے؟ ہاں مولوی (ثناءاللہ) صاحب اگر حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی فیصلہ والی تحریر کو منظور کر لیتے، تو بے شک جو چاہتے کہتے۔

ہاں بے شک حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ

واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے میرے تین نشان ظاہر ہوں گے

ا۔ وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔ اور سچی پیش گوئیوں کو اپنی قلم سے پیش کرنا ان کے لئے موت ہوگی۔

۲ اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو وہ ضرور پہلے مریں گے۔

۳۔ اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلدی ان کی روسیاہی ثابت ہوگی۔

اب دوستو! غور کرو کیا مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا یہ چیلنج منظور کیا؟

اگر منظور کرتے تو بے شک احمد بیگ کی طرح، اور ڈوئی امریکن اور مولوی اسماعیل علی گڈھ اور چراغ دین جمونی کی طرح ضرور پہلے مرتے۔

اور مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا احمد بیگ کی لڑکی کے متعلق اعتراض کرنا غلط ہے کیونکہ الہام یا ایتھاالمرأۃ توبی توبی سے ظاہر ہے کہ وہ نکاح کی پیش گوئی مشروط بہ وقوع وعید تھی۔ اور وعید سے پہلا حصہ احمد بیگ کی موت نے پورا کر دیا اور دوسرے حصہ سے انہوں نے توبہ سے فائدہ اٹھایا اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا تو وعید ٹل گیا۔ اور وعید ٹلنے سے نکاح کی پیش گوئی جو مشروط بوقوع وعید تھی بحکم اذا فات الشرط فات المشروط کے مطابق ظہور میں آئی (آدمی کچھ کہتے ہوئے کچھ تو خوف خدا دل میں لائے۔ نبی اور رسول کے ساتھ کسی عورت کا نکاح ہونا اس کے لئے عذاب یا رحمت موجب برکت؟ توبہ سے اگر ٹلتا ہے تو عذاب نہ کہ رحمت۔ مرتب)

اور یہ کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا اجیب دعوۃ الداع کو پیش کرنا بھی غلط ہے، کیونکہ اس الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں یا کروں گا۔

اب بے شک اگر مولوی (ثناءاللہ) صاحب، حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی فیصلہ والی تحریر کو منظور فرماتے تو ضرور یہ دعا آپ کی قبول ہوتی۔ لیکن چونکہ یہ دعا مباہلہ کی دعا تھی جیسے کہ مولوی (ثناءاللہ) صاحب کے نامنظور کرنے سے ظاہر ہے اس لئے مولوی (ثناءاللہ) صاحب کی نامنظوری سے وہ فیصلہ بھی ظہور میں نہ آیا۔

اور مولوی (ثناءاللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ یہ صرف دعا تھی، اور مولوی صاحب کی منظوری اور نامنظوری کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا، تو اس کا کیا مطلب کہ مولوی (ثناءاللہ) صاحب نے یہ لکھ دیا کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔

کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولوی (ثناءاللہ) صاحب کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا اور آپ نے اس سے انکار کیا۔

پھر تعجب ہے کہ آپ فیصلہ کے اشتہار کو بار بار پیش کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کس انصاف کی بنا پر اسے پیش کیا جاتا ہے۔ پس اصل یہی ہے کہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی وفات مولوی (ثناءاللہ) صاحب کے مقابلہ کے ظہور میں نہ تھی۔

دستخط: مرزائی مناظر۔ غلام رسول۔

دستخط: اسلامی صدر۔ نظام الدین۔

دستخط: مرزائی صدر۔ عباداللہ

تکذیب دعوی مرزا قادیانی

دوسرا پرچہ ازمولوی ثناءاللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و سلام علی رسولہ الکریم

حضرات! مرزا (غلام احمد) صاحب کی صداقت کا پرچہ آپ لوگوں نے سنا۔

جو آیات پڑھی گئیں ان میں سے کسی آیت میں مرزا (غلام احمد) صاحب کا نام یا ذکر تک نہیں، بلکہ صرف خیالات کا مجموعہ ہے۔

سب کا خلاصہ ہے کہ چونکہ دنیا میں آفات ہیں اس لئے بطور دلیل انی کے ہماری سمجھ میں آتا ہے کہ دنیا میں کوئی رسول پیدا ہوا ہے اور وہ رسول مرزا (غلام احمد) صاحب ہیں۔

عربی میں ایک مثل ہے الغریق یتثبت بالحشیش

جسکا ہندی ترجمہ ہے

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

پہلی آیت میں ظالموں کی ناکامی کا ذکر ہے۔ بقول مخاطب (مولوی غلام رسول راجیکی) چونکہ مرزا (غلام احمد) صاحب کے مرید بہت لوگ ہو گئے ہیں لہذا کامیاب ہیں۔ حالانکہ مرزا (غلام احمد) صاحب سے سوامی دیانند کے چیلے اس وقت بہت زیادہ ہیں۔

یہ کامیابی نہیں، بلکہ کامیابی یہ ہے کہ اپنے مخالفوں پر غالب آئے۔ ایک میں ہی موجود ہوں جس کی بابت مرزا (غلام احمد) صاحب لکھتے ہیں کہ:

مولوی ثناءاللہ صاحب دوسرے علماء سے توہین میں بڑھے ہوئے ہیں

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۳۰ خزائن ج ۲۲ ص ۴۶۲)

مرزا (غلام احمد) صاحب کا دعوی ہے:

میرے مقابل کسی قدم کو قرار نہیں

(تریاق القلوب صفحہ ۵۴۔ قادیانی خزائن ج ۱۵ ص ۲۴۸)

حالانکہ میں اور سب سے پہلے ان کا مباہل صوفی عبدالحق غزنوی اور سب سے آخری مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خان سب زندہ ہیں، اور مرزا (غلام احمد) صاحب ہم کو داغ جدائی دے گئے۔ آہ! آج ہماری آنکھیں ان کو دیکھنے کو ترستی ہیں۔

ہاں واضح رہے کہ کامیابی اسکو کہتے ہیں کہ جسکام کا بیڑہ اٹھایا ہو اس کو پورا ہوا دیکھ لے۔ ایک جرنیل جو فوج لے کر دشمن پر حملہ کرنے کو جاتا ہے، جو خیالات اس کے دل و ماغ میں ہوں اگر ان کو پورا کر دے تو کامیاب سمجھا جاتا ہے ورنہ ناکام۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کے کیا کیا خیالات دل و دماغ میں لے کر آئے تھے اور اپنا پروگرام انہوں نے دنیا میں کیا شائع کیا تھا۔ میں اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ انہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں:

مسیح موعود (جس کے نام سے میں آیا ہوں) اس کے زمانہ میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جاویں گی اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جاوے گا۔
(چشمہ معرفت۔ص۸۳۔قادیانی خزائن ج ۲۳ص۹۱)

اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا (غلام احمد) صاحب کے دم قدم کی برکت سے دنیا کی سب قومیں ایک ہی مسلم قوم بن گئیں؟
کیا خاص امرتسر میں کوئی غیر مسلم نہیں؟
کیا امرتسر کا دربار، جامع مسجد کی شکل میں تبدیل ہو گیا؟
گرجا تو کوئی نہ ہوگا؟
آریہ سماج کا نام ہی نہیں۔آج جو ان کا سالانہ جلسہ ہے یہ خواب کا واقعہ ہے، بیداری میں نہیں؟

اگر یہ سب کچھ ہے اور دنیا میں ابھی سوائے مسلم قوم کے غیر مسلم قومیں بھی موجود ہیں،تو کون دانا ہے جو مرزا (غلام احمد) صاحب کو کامیاب سمجھے۔

اس کی کامیابی پر مجھے ایک حکایت یاد آئی کہ ایک بادشاہ کا ملک دشمن نے لے لیا۔رنجیدہ خاطر بیٹھا تھا اور مصاحبوں میں سے کسی مسخرے نے کہا،حضور دشمن نے ہم پر بے طرح ظلم کیا۔اس لئے اس نے اگر ہمارا ملک لے لیا تو ہم نے بھی ان کا ایمان لے لیا۔ملک تو فنا ہونے والی چیز ہے اور ایمان باقی ہے،لہذا بڑے کامیاب ہم ہیں۔

حضرات! اس کامیابی پر خوش ہونا نابالغ بچوں کا بہلاوا ہے۔آیئے میں اپنے اصول مقررہ کے مطابق بتلاؤں کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ کا نقشہ ہمارے حضور ﷺ نے کیا بتلایا ہے

و لتذ هبن الشحناء و التباغض والتحاسد و ليدعون الى المال فلا يقبله احد۔(مشکوۃ باب نزول عیسی)

(یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں لوگوں کے بغض وحسد سب دور ہو جاویں گے اور وہ مال کی طرف بلائے جاویں گے تو کوئی قبول نہ کرے گا)۔

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں عموما اور مرزا (غلام احمد) صاحب کے

مریدوں کی خصوصاً یہ حالت ہے؟

میں اس کا جواب اپنے الفاظ میں نہیں دیتا بلکہ خود مرزا (غلام احمد) صاحب کے الفاظ سناتا ہوں۔ مرزا (غلام احمد) صاحب فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیز گاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ میں انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی ادنی خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں۔

(اشتہار ملحقہ شہادۃ القرآن۔ ص ۹۹۔ قادیانی خزائن ج ۶ ص ۳۹۵)

غرض مرزا (غلام احمد) صاحب نہ تو اشاعت اسلام میں کامیاب ہوئے اور نہ تہذیب و تقدس میں بلکہ اپنے سارے پروگرام میں فیل نظر آتے ہیں۔

تفسیر ثنائی کے حوالہ سے جھوٹے نبی کی بابت جو کہا گیا ہے وہ درست ہے مرزا صاحب جو چند یوم تک بچے رہے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کھل کر نبوت کے مدعی نہ تھے بلکہ نبوت محمدیہ کے دامن سے لپٹے رہے اور یہ کہتے رہے

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب

یعنی جو ہوں، وہ اتباع محمدی میں ہوں۔

اسلئے خدا نے چند یوم مہلت دی۔ چونکہ نبوت محمدیہ کی آڑ میں رہے تھے اسلئے خدا نے ان کی موت بھی ایک ادنی غلام محمد کے مقابلہ میں بھیجی۔ جس کی غلامی کا ثبوت خود اسکے نام سے ظاہر ہے یعنی: ثناء اللہ بود ورد زبانم

عربی اعجازی قصیدہ کا ذکر بھی کیا گیا، حالانکہ اس قصیدہ کا سارا بخئیہ میں اپنے رسالہ الہامات مرزا میں ادھیڑ چکا ہوں۔ اس قصیدہ کی بلاغت کا نمونہ بتلانے کو دو شعر سناتا ہوں

أ أخيت ذئبا عايشا او ابو الوفا

أو افيت مداً او رأيت امرتسر

اس میں امرتسر مفعول بہ کو مرفوع لکھا ہے۔

فقلت لك الويلات يا ارض جولره
لعنت بملعون فانت تدمر

یہاں گولڑے کی ارض کو باوجود مونث لکھنے کے تدمر صیغہ مذکر کا لائے ہیں۔ کیا کمال ہے۔

ایسا ہی ماکنا معذبین والی آیت کو بھی مرزا (غلام احمد) صاحب سے کوئی تعلق نہیں۔ نبوت محمدیہ چونکہ دنیا میں عام شائع ہے اس لئے اس کی مخالفت کا اثر ہے کہ دنیا میں عذاب آتا ہے۔ مرزا (غلام احمد) صاحب خود فرماتے ہیں

غلام احمدم ہر جا کہ باشم

پھر آقا کی نبوت کا اثر نہ ماننا اور غلام کے اثر کا قائل ہونا۔ چه بو العجبی است

طاعون کی بابت مفصل دوسرے پرچہ میں عرض کروں گا۔ غرض یہ ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کو اپنے پروگرام میں دیکھا جاوے تو بالکل فیل ہیں مگر باوجود اس کے مدعی مسیحیت ہوں تو بے ساختہ یہ شعر منہ سے نکل جاتا ہے

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

دستخط اسلامی مناظر: ثناء اللہ

دستخط اسلامی صدر: نظام الدین۔

دستخط مرزائی صدر: عباد اللہ

صداقت دعوی مرزا قادیانی

آخری پرچہ نمبر ۳۔ از مولوی غلام رسول مرزائی

صاحبان! مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے کہا ہے کہ جن قرآنی آیات کو مرزا (غلام احمد) صاحب کی تصدیق میں پیش کیا ہے یہ غلط ہے، اسلئے کہ ان آیتوں میں

حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا نام نہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ میں نے اس کے متعلق کہاں دعوی کیا کہ ان آیتوں سے حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔ میں نے ان آیتوں کو مسلمہ اصول اور قواعد کے طور پر پیش کیا ہے کہ ان آیات سے سچے مدعیوں اور سچے رسولوں کے دعوی پر کھنے کیلئے معیار ہے جیسا کہ میں نے کھول کر بتلا دیا کہ پہلی آیت کی رو سے مفتری کامیاب نہیں ہوتا لیکن حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کا دعوی کی حالت میں صرف اکیلے ہونا پھر اس کے بعد باوجود مکذبین کی مخالف کوششوں کے ان کا کامیاب ہونا اور ایک سے لاکھوں انسانوں کی جماعت بنا لینا، کیا یہ کامیابی نہیں؟ اور کیا اس آیت کی رو سے حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی صداقت ظاہر نہیں ہوتی۔ دوستو! غور کرو۔

اسی طرح میں نے ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کی آیت پیش کر کے یہ بیان کیا تھا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں کے مبعوث ہونے کے بعد ضرور ہی اگلے نذیر ہونے کی وجہ سے عذاب آیا کرتے ہیں جیسا کہ حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کے دعوی کے بعد اور آپ کی بعثت کے بعد مختلف قسم کے عذاب ظہور میں آرہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب اپنے دعوی میں سچے اور واقعی خدا کی طرف سے ہیں۔

اسی طرح اعجازی کلام کے متعلق لکھا تھا اور اعجاز احمدی کی مثال پیش کی تھی جس کے جواب میں آج تک دوسرے غیر احمدی علماء عموما اور مولوی ثناء اللہ صاحب خصوصا اس کے جواب لکھنے سے عاجز رہے۔

اور مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ جیسا انہوں نے کہا کہ امرتسر کی راء کے مفعول بہ باوجود یکہ اسے زبر چاہیے، مگر پیش لایا گیا۔

اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ شائد مولوی (ثناء اللہ) صاحب الاقواء جائز کا مسئلہ بھول گئے جو اصحاب عروض نے شاعروں کے لئے بطور تخفیف کے جائز رکھا ہے۔

ایسا ہی مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے ارض جو لرہ پر اعتراض کیا ہے جو اسی قسم کا ہے سو اس کا جواب بھی پہلے آچکا کہ اقواء جائز ہے (علم عروض میں تو اس کو

معیوب لکھا ہے حوالہ مندرجہ ذیل ملاحظہ ہو ان تغيير المجرى الى حركة بعيدة اذا بد لت الضمة فتحة اوبالعكس فهو عيب فى القافية (محیط الدائرۃ ص ۱۱۰) یعنی حرکت کا ردو بدل قافیہ میں عیب ہے۔ کیا عیب دار کلام بھی درجہ اعجاز پر ہوسکتا ہے۔ مرتب)

پھر مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کے مقابلہ میں سوامی دیانند کو پیش کیا ہے۔ مگر آپ کا یہ پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ کہاں وہ شخص جو الہام کا دعوی کرتا ہے اور الہام کی بنا پر اپنا دعوی پیش کرتا ہے اور کہاں سوامی دیانند جو ویدوں کے بعد الہام کا قائل ہے نہیں غور کرو۔

قرآن نے لکھا ہے کہ جو شخص خدا پر افتراء کرے وہ کامیاب نہیں ہوتا، نہ یہ کہ عام کامیابی جیسے کہ گدی نشینوں کو۔

اور مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ مرزا (غلام احمد) صاحب نے اپنی جماعت کے متعلق شکایت لکھی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداء دعوی یعنی ۱۸۹۳ء کی بات ہے۔ اس کے بعد حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب نے لکھا ہے کہ

میری جماعت میں ایک لاکھ سے بھی زائد لوگ ایسے ہیں جو صحابہ کا نمونہ رکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو وہ خط جو عبدالحکیم کو لکھا گیا تھا۔

پھر جس تحریر کی بنا پر مولوی صاحب نے اعتراض کیا ہے اس کی نسبت حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے اس کے نیچے خود یہ نوٹ دیا ہے کہ

یہ باتیں ہماری عزیز جماعت کے لئے بطور نصیحت کے ہیں۔

جس سے ظاہر ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کا مدعا ان الفاظ سے جن کی بنا پر مولوی (ثناء اللہ امرتسری) صاحب نے اعتراض کیا ہے، صرف یہ ہے کہ جماعت ہوشیار رہے۔

پھر اسی تحریر میں حضرت (غلام احمد) صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ

اس وقت ۱۸۹۳ء میں بھی دوسو سے زائد آدمی ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے اور خدا کے ساتھ حد درجہ کا تعلق رکھتے ہیں۔

پس اس تحریر کا یہ مطلب نہیں کہ کسی نصیحت سے واقعی کوئی غلطی پائی جاتی ہے اگر ایسا ہی ہے تو پھر الحق من ر بك فلاتكو نن من الممتر ين سے بھی سمجھا جاوے گا آنحضرت ﷺ قرآن کے حق ہونے کے متعلق شک رکھتے تھے کیونکہ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ

یہ حق ہے تیرے رب سے پس تو شک کرنے والوں سے نہ ہو۔

ایسا ہی دوسری جگہ حضرت نوحؑ کی نسبت فرمایا کہ

لا تكو نن من الجاهلين ،

کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعی حضرت نوح اور آنحضرت ﷺ اس آیت کی رو سے اس ارشاد سے پہلے جاہل تھے اور پیچھے ان کو نصیحت کی گئی کہ آپ جاہلوں سے نہ ہوں۔

پھر مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ لکھنا کہ مسیح موعود کے وقت میں سب قومیں ایک ہو جائیں گی۔

اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ جنہوں نے حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کو قبول کیا ہے واقعی وہ خواہ پہلے عیسائی تھے یا ہندو یا شیعہ یا سنی آپ کو قبول کرنے سے ایک ہی ہو گئے (ہوش سے کہو، کیا کہتے ہو۔ایک ہو گئے یا کئی ایک ہو گئے؟ کیا لاہوری اور قیماپوری پارٹی کا اختلاف بھول گئے۔مرتب)

اور مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ سب کے سب لوگ مان جائیں گے (مرزا صاحب کی کتاب چشمہ معرفت میں صاف مرقوم ہے کہ تمام دنیا میں ایک قوم اسلام کی ہو گی۔ افسوس ہے کہ مرزائی مناظر مرزا صاحب کی کتاب کو بھی دیکھے بغیر جواب دے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزائی مناظر پر کوئی خاص حالت طاری تھی۔مرتب) یہ غلط ہے کیونکہ مسیح موعود کے ذریعہ جیسے کہ تهلك الملل كلها ا لا ا لاسلا م سے ظاہر ہے دلائل کے ساتھ غلبہ مراد ہے نہ قہری غلبہ جو لااکراہ فی الدین کے خلاف ہے اور اگر یہی بات ہے تو آنحضرت ﷺ کے اس فرمانے کا کیا مطلب کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائے گی جن میں سے ایک آخری ناجی ہو گا جو مسیح موعود کی جماعت ہو گی جو مسیح موعود پر ایمان لانے کی وجہ سے ناجی ہو گی اور باقی بہتر فرقوں کا ناری ہونا حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے ہو گا۔

پھر حدیث لتتبعین سنن من کان قبلکم شبرا شبرا ذرا عا بذراع سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو تم یہود کی چال چلو گے۔

جس سے ظاہر ہے کہ یہود کی شرارت کا رنگ آئے گا اور وہ رنگ یہی ہے کہ جب یہود کے پاس حضرت مسیح آئے تو انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ اسی طرح جب امت محمدیہ میں مسیح موعود آئیں گے یہ بھی اسے قبول نہیں کریں اور انکار کریں گے۔

اور مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ کہنا کہ مرزا (غلام احمد) صاحب نے کھل کر دعوی نبوت نہیں کیا، یہ عجیب آپ نے کہ اس کھل کر اور نا کھل کر دعوی کرنے کی بھی کہیں خصوصیت بتلائی ہے قرآن کریم میں تو صرف من اظلم ممن افتری علی الله کذ با فرمایا۔ یعنی خدا پر افتری کرنے والا کامیاب نہیں ہوتا۔

اور مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ لکھنا کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کی آڑ میں نبوت کا دعوی کیا ہے اس لئے بچ رہے۔

اللہ اللہ! کیا اگر اس طرح کا دعوی نبوت بچا سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت کی ہتک کرے تو ایسا مفتری جلد ہلاک ہونا چاہیے نہ کہ اسے مہلت دی جاتی۔

اے دوستو! غور کرو کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب کی تحریر کی رو سے جو انہوں نے تفسیر ثنائی میں لکھی اور ایسا ہی قرآنی آیات کی رو سے جو پہلے پرچہ میں ذکر کی گئیں کس کھلے طور پر حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی صداقت ظاہر ہے۔ پس مبارک وہ جو صداقت کو قبول کرے۔

پھر اس پر بھی غور فرماویں کہ جب مسیح کے انکار سے ۷۲ فرقوں نے ناری بننا تھا تو وہ سب قبول کس طرح کرتے کیونکہ ۷۳ سے ناجی تو صرف ایک ہی فرقہ بتلایا گیا جس فرقہ سے ہونے کا شرف خدا کے فضل سے اس خاکسار راقم کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہم نے خدا کے فضل سے حق کو دیکھا اور خدا کے فضل سے ہم اس ناجی فرقہ سے ہو گئے والحمدلله علی ذلك

پس آپ کو بشارت ہو کہ آنے والا آ گیا۔ مبارک وہ جو قبول کرے۔ دلائل اور بھی بہت ہیں جو وقت کی تنگی کے لحاظ سے ذکر نہیں ہو سکتے۔

دستخط مرزائی مناظر: غلام رسول
دستخط اسلامی صدر: میاں نظام الدین آنریری مجسٹریٹ
دستخط مرزائی صدر: عباد اللہ

تکذیب دعوی مرزا قادیانی

آخری پرچہ نمبر ۳۔ از مولوی ثناء اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات! میرے جواب میں کہا گیا ہے کہ قرآن سے دلیل نہیں لائے ہیں میں کہہ چکا ہوں کہ یہ حدیث ایسی مسلمہ فریقین ہے کہ مرزا صاحب بھی اس سے سند لائے ہیں اور میں بھی اس کو مانتا ہوں قرآن مجید میں مسیح موعود کے آنے نہ آنے کا کوئی ذکر نہیں چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب رسالہ شہادت القرآن کے شروع میں اس کو مانتے ہیں (ص ۱،۲،۳،۴) یہی وجہ ہے کہ جو لوگ احادیث کو شرعی دلیل نہیں مانتے جیسے سرسید احمد خان اور مولوی عبداللہ چکڑالوی اور ان کے ہم خیال وہ مسیح موعود کا مسئلہ بھی نہیں مانتے۔ پھر جو مسئلہ حدیثی ہو، اس میں حدیث ہی کا پیش کرنا انصاف ہے (

قرآن مجید میں حضرت مسیح کے آنے نہ آنے کا ذکر کی نفی کرنے سے مراد مولوی صاحب کی یہ ہے کہ تفصیل اور واضح طریق سے نہیں جس پر مخالف کو مجال دم زدن نہ ہو۔ ہاں حدیثوں میں واضح ہے۔ اسی لئے مولوی ثناء اللہ صاحب بحکم علم مناظرہ صاف اور سیدھا راستہ اختیار کیا جس میں مخالف کو دم زدن کی مجال نہ ہو سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مولوی صاحب نے جو حدیث نزول مسیح کے متعلق بیان کی تو مرزائی مناظر سے کچھ نہ بن پڑا سوائے اس کے کہ طعنے کے طور پر کہنے لگے کہ مولوی صاحب قرآن پیش نہیں کرتے حدیثیں لاتے ہیں حالانکہ اس میں رمز یہی تھی اسی حکمت سے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ مبتدعین کے مقابلہ میں قرآن نہ پڑھا کرو کیونکہ قرآن میں وہ مسائل اجمالی شکل میں ہیں جن کی وہ تاویل کر لیتے ہیں حدیثوں میں تفصیل ملتی ہے اسی لئے فرمایا فارموھم بالسنۃ۔ ان کے سامنے حدیث پیش کیا کرو تا کہ فیصلہ جلدی

ہو۔ایک زمانہ میں مرزا غلام احمد صاحب پر سوال ہوا تھا قرآن مجید سے نزول مسیح کا ثبوت دیجئے تو آپ نے بڑا زور حدیثوں ہی کے ثبوت پر لگایا ملاحظہ ہو رسالہ شہادۃ القرآن صفحات اول ۔ ہاں آگے چل کر بڑا کمال کیا تو یہ کہ اتنا لکھا کہ قرآن کریم میں قطعی اور یقینی طور پر ایک ایسے مصلح کے آنے کی خبر تو موجود ہے جس کا دوسرے لفظوں میں مسیح موعود ہی نام ہونا چاہیے (شہادۃ القرآن ۔ص ۱۴ قادیانی خزائن ج ۶ ص ۳۱۰) غور کیجئے جس قدر کھینچ تان ہے کیا مخالف اس کہنے سے خاموش ہو جائے گا ۔ ہاں جو طریق مولوی صاحب نے اختیار کیا جب کہ شرائط میں حدیثیں داخل ہیں تو پھر کیوں نہ حدیث کو پیش کیا جاتا آئندہ کو مرزائی امت اس بحث سے سبق لے کر شرائط میں حدیثوں کی نفی کر دیں تو ان کیلئے بہت آسانی ہوگی ۔مرتب) حدیث مذکور میں کون شخص مراد ہے مجھے اس سے بحث نہیں جو بھی ہو اس کا انتقال مدینہ منورہ میں ہونا اور مقبرے مبارک میں دفن ہونا صریح الفاظ میں مذکور ہے معنوی دفن اور معنوی جسم کا ماننا ان لوگوں کا کام ہے جو اکبر بادشاہ کے نوری کپڑوں پر ایمان رکھتے ہوں ۔

حضرت عائشہ کی تین چاند والی روایت کا پتہ نہیں دیا ۔اگر صحیح ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ جسوقت حضرت عائشہؓ نے خواب دیکھا تھا اس وقت چونکہ حضرت عیسیٰؑ دفن نہیں تھے بلکہ اب بھی نہیں ، اس لئے آ کو خواب میں دکھائی نہیں دیا ۔

کما کے لفظ سے مسیح کا مشبہ بہ ہونا میں سال ہا سال سے قادیانی تصانیف میں دیکھتا آتا ہوں ۔میں نے آج تک دانستہ اس پر توجہ نہ کی تھی تا کہ بچوں کو ہنسنے کا موقع ملتا رہے ۔مگر آج کہنے سے رک نہیں سکتا ۔

اے جناب کما دراصل صفت ہے مفعول مطلق یعنی استخلاف کی اور مفعول مطلق فاعل کا فعل ہوتا ہے ۔مفعول بہ کی مفعول بہ سے تشبیہ نہیں بلکہ اس فعل لاحق کو فعل سابق سے تشبیہ ہے انی هذا من ذلك فادفع ماتوهم

عمر کا تخمینہ خوب کہا ۔کہیں ساٹھ ، کہیں ستر ، کہیں اسی ، کہیں نوے ۔ اس اختلاف اقوال کو اگر تخمینہ کہتے ہیں تو ہم اس کو شاعرانہ رنگ میں اس شعر کا مصداق کہہ سکتے ہیں

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے
الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

میں نے دعا مرزا کو منظور نہیں کیا ، اسلئے دعا ٹل گئی ۔ بہت خوب !

سنئے ! اول تو میری منظوری پر کوئی بات موقوف نہ تھی۔
دوم ،میں نے نامنظوری ۲۶۔اپریل ۱۹۰۷ء کے اہل حدیث میں لکھی اور مرزا (غلام احمد)صاحب نے ۲۳ جون ۱۹۰۷ء کے بدر اخبار میں ایک خط میرے نام پر چھپوایا جس میں پھر اسی دعا پر فیصلہ موقوف رکھا۔ بھلا اگر میری نامنظوری سے اس دعا کا اثر زائل ہو جاتا تو اس وقت مرزا (غلام احمد)صاحب کا حق تھا کہ صاف اعلان کرتے کہ بس اب وہ دعا منسوخ ہوگئی۔
بھلا ایسی دعا بھی منسوخ ہوسکتی ہے جس کی بابت خدا نے قبولیت کا وعدہ کیا ہو مرزا (غلام احمد) صاحب کے الفاظ سنئے۔فرماتے ہیں:

ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔رات کو توجہ اس کی طرف تھی ۔رات کو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی اس کی فرع ۔(اخبار بدر ۲۵۔اپریل ۱۹۰۷ء)

ہمارے حضور ﷺ نے جنگ بدر میں اپنے مخالفوں کی موت کی خبر دی تھی۔کیا انہوں نے تسلیم کرلیا تھا؟ پھر کیا وہ اسی جگہ نہیں مرے۔ صدق اللہ و رسولہ
اعجاز احمدی کے صفحہ ۳۷ پر جو میرے قادیان نہ پہنچنے کی پیش گوئی کا ذکر ہے میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے یاد دلا دی۔ میں اپنا قادیان جانا اپنے لفظوں میں نہیں بتلاتا بلکہ مرزا(غلام احمد)صاحب کے الفاظ طیبہ سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

ما کتبنا الی ثناء اللہ امر تسری اذ جاء قادیان و طلب رفع الشبہات بعطش قری و کان ھذا عاشر شوال اذ جاء الدجال
(مواہب الرحمٰن۔ص ۱۰۹۔ قادیانی خزائن جلد ۱۹ص ۳۲۹)

اس عبارت کے نیچے میرے قادیان پہنچنے کی رسیدی ہے اوراس کے صلہ میں مجھ کو ایک عجیب خطاب دیا یعنی دجال جس پر مجھے یہ شعر یاد آیا

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم ان کو بتا دیں گے

میں قادیان گیا۔ میرے ساتھ جانے والے میاں حبیب اللہ صاحب، منشی

محمد ابراہیم صاحب سلمہ اس مجلس میں موجود ہیں۔ مگر مجھے گواہوں کی حاجت نہیں جب کہ مرزا (غلام احمد) صاحب میری رسید دے چکے ہیں۔

آہ! وہ وقت بھی کیسا عجیب تھا۔ میں قادیان میں ہوں۔ خط لکھتا ہوں کہ در دولت پر حاضر ہوں۔ جواب ملتا ہے ہمیں فرصت نہیں۔...

آسمانی منکوحہ کے نکاح کی بابت جو جواب ملا ہے کہ ان کے توبہ تائب کرنے پر نکاح نہ رہا تھا، مجھے اس سے زیادہ کہنے کی حاجت نہیں، قادیانی خلیفہ اول حکیم نورالدین خود اس جواب کی تردید کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

> اس لڑکی کی کوئی لڑکی درلڑکی اور مرزا (غلام احمد) صاحب کا کوئی لڑکا درلڑکا بیاہے جاویں گے۔ پس پیش گوئی ٹھیک ہے۔

(ملاحظہ ہو ریویو آف ریلی جنز جلد ۷ ص ۴۷۹)

یعنی مولوی نورالدین صاحب اس نکاح کو فسخ نہیں کہتے اور مولوی غلام رسول صاحب فسخ کہتے ہیں۔

آہ! ان دونوں کے اختلاف پر میرے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے

قبلہ یکے، امام دو

مرزا (غلام احمد) صاحب کی تحریرات کو دیکھئے کس زور شور سے اس نکاح کا ضروری ہونا اور اپنی صداقت کا اس پر موقوف ہونا بتلا رہے ہیں، اور ان حضرات کو دیکھئے کہ یہ نکاح کو فسخ کرتے ہیں۔

اب میں مختصر لفظوں میں بتلاتا ہوں کہ جناب مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کی زبان، پاک لوگوں کی طرح جھوٹ سے محفوظ نہ تھی۔ آپ مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علی گڈھی مرحوموں کے حق میں لکھتے ہیں:

> مولوی غلام دستگیر نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا (قادیانی اشتہار انعامی پانچ صد۔ ص ۶۔۷)

یہ میرے ہاتھ میں ان دونوں علماء کی کتابیں ہیں۔ مجھ کو اس میں دکھایا جاوے کہ کہاں ان صاحبوں نے ایسا لکھا ہے۔

رسالہ اعجاز احمدی کے صفحہ۲۳ پر میری بابت لکھا ہے کہ ثناء اللہ کا گزارہ مردوں کے کفن پر ہے۔

یہ وقت اس تحقیق کے لئے بہت اچھا ہے کیونکہ امرتسر میں میری پیدائش ہے اوراسی میں رہتا ہوں اوراسی میں پلا،اسی میں بڑھا۔

اس مجلس میں میرے مخالف موافق میری برادری اور غیر برادری کے سب لوگ موجود ہیں۔کوئی صاحب جس کو معلوم ہو کہ میں نے کبھی کسی میت کا کفن یا کفنی لی ہے تو للہ گواہی دے دیں۔ ورنہ جانئے گا کہ مرزا(غلام احمد)صاحب کا قلم اورزبان، پاک لوگوں کی طرح تکذیب سے محفوظ نہ تھے (چاہیے تو یہ تھا کہ مرزائی لوگ مرزا(غلام احمد)صاحب کی عزت و ناموس رکھنے کو مولوی صاحب کو اس کا ثبوت دیتے مگر اس وقت تو ایسے خاموش رہے کہ کاٹو تو بدن میں نہیں۔ دیتے کہاں سے۔ جب کہ مولوی صاحب صاحب اس کام کے ہیں نہیں۔ یہاں تک کہ وہ کسی امام کے امام بھی نہیں مگر شاباش ہے مرزائیوں کی صداقت پسندی پر کہ اپنے مطبوعہ رسالہ میں اس کا ثبوت دیتے ہیں چونکہ وہ ثبوت بہت ہی لطیف ہے اس لئے ہم انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں لکھا ہے:

> اس کے جواب میں واضح ہو کہ اول تو اس بات کی تصدیق مجمع مناظرہ میں ہی ہوگئی کیونکہ طلب شہادت پر کسی صاحب نے اٹھ کر آپ کی بریت نہیں کی جس سے صاف ظاہر ہے کہ واقعی حضرت مرزا صاحب کا قول آپ کے حق میں درست ہے۔ پھر اس طرح سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ چونکہ حضرت عیسی کو جواز روئے قرآن وحدیث فوت شدہ ہیں لوگوں کے سامنے زندہ پیش کر کے مختلف بحثوں میں نوش پاش حاصل کرتے رہتے ہیں، اس لئے حضرت مسیح کے کفن سے آپ کا گزارہ نہیں چلتا تو اور کیا ہے۔ص۴۴۔

ناظرین! آپ اس جواب سے حیران نہ ہوں مرزائی مذہب ایسی ہی زبردست دلیلوں پر مبنی ہے غور تو کیجئے شہادت تو طلب ہوتی ہے اس دعوی کی جو مرزا صاحب نے کیا تھا یعنی کفنی لینے پر، جو نہ گزری ،تو حسب قاعدہ شریعت اور قانون وقت وہ دعوی غلط ہوتا مگر مرزائی کہتے ہیں شہادت نہ گذرنے سے مولوی صاحب کی بریت نہ ہوئی چہ خوش یہ تو بتاؤ کہ تمہارا دعوی ثابت ہو گیا

دوسری دلیل اس سے بھی زبردست ہے جس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اس طرح کی کفن فروشی مرزا صاحب بھی بہت زمانہ تک کرتے رہے جب تک حضرت مسیح کی حیات کے قائل رہے۔

ملاحظہ ہو براہین احمدیہ۔ص ۴۹۹)

مختصر یہ کہ مرزا (غلام احمد) صاحب اپنے سب کاموں میں فیل ہیں اور دعوی ان کے بڑے لمبے چوڑے ہیں اس لئے ہماری طرف سے صرف یہی جواب ہے

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسی سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

دستخط اسلامی مناظر : ثناء اللہ

دستخط اسلامی صدر: نظام الدین

دستخط مرزائی صدر: عباد اللہ

مباحثہ امرتسر ۱۹۱۶ء پر ریویو

کچھ دنوں سے مرزا محمود قادیانی نے اپنے ہم خیال پیدا کرنے کے واسطے جابجا واعظ اور لیکچرار بھیج کر مشن کفر وایمان کی کاروائی شروع کی اور خواہ مخواہ اہل اسلام کو کافر یہود اور بے ایمان کہہ کر اپنا من گھڑت اسلام پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ سوائے قادیانی جماعت کے دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

درحقیقت مرزا(غلام احمد) صاحب کی ساری کاروائی ایک تمثیلی اور بناوٹی کاروائی ہے، جس کا مختصر طور پر ثبوت یہ ہے کہ جس قدر دنیا میں خدا کے پیارے رسول آئمہ اولیاء صوفیاء گذرے ہیں یا گزریں گے ان کی مثال اور نمونہ خود بن کر دکھلاتے ہیں اور اسی طرح ان خدا کے پیاروں کی جائے ولادت سکونت مزار اور مذہبی پیرؤوں کی مشابہت اپنے گاؤں قادیان میں پیدا کر کے ہر ایک کا نمونہ اپنے آپ کو ثابت کیا ہے۔

چنانچہ آپ کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ قادیان دارالایمان یعنی مکہ شریف اور جنت البقیع کے سبب مدینہ شریف اور مسجد اقصی کی وجہ سے بیت المقدس ہو چکا اس لئے وہاں کا مدعی بھی یہاں کے خدا پرستوں کا مظہر ہوگا۔مگر ہر عقل مند یہ سوچ

سکتا ہے کہ بیت المقدس مدینہ طیبہ اور مکہ معظّمہ موجود ہوتے ہوئے قادیان ان کی ذات کو نہیں مٹا سکتا اسی طرح وہاں کا مدعی ان مقدس مقامات کے نبیوں رسولوں اور اماموں کے نام کو ہرگز مٹا نہیں سکے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ ایک جعلی کاروائی ہے اور فرضی رسول، فرضی ابوبکر عمر عثمان علی اہل بیت امام اور فرضی شیعہ کے نمونے اسلام کی پیش گوئیوں اور حضرت رسول ﷺ کے احادیث کے انکار کے واسطے کافی روڑہ اٹکا رہے ہیں۔

یوں سمجھو کہ قادیان اس وقت دنیائے گزشتہ اور آئندہ کا عجائب گھر تو گزشتہ تصاویر قائم کرنے سے ثابت ہوتا ہے، اور زندہ تصاویر نصب کرنے سے مذہبی چڑھاوا گھر کا نمونہ ہے، یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اسلامی دنیا کے اسلامی نمونے جمادات حیوانات اور انسان کی وہاں ایک نمائشی دکان کھولی ہوئی ہے، اور اسلام کو ایک مخول اور ہنسی سمجھ کر کوئی انبیاء کا مثیل بن کر آتا ہے، اور کوئی صحابہ و تابعین کا۔ چنانچہ مرزا محمود صاحب نے اپنے آپ کو حضرت عمر بن خطاب کا مثیل (بلا ثبوت اور ناحق) قرار دیا، اور فاروق اعظم کی طرح اپنے خیالات کی توسیع کے لئے اہلاسلام کو کافر کہہ کر خواہ مخواہ اشتعال دلایا۔ چنانچہ مولوی غلام رسول قادیانی کو مبلغ خیالات تمثیلی اور مکفر اہل اسلام بنا کر امرتسر میں بھیجا گیا اور کٹرہ جیمل سنگھ میں آپ نے تدریس قرآن میں الٹ پلٹ کر مسلمانوں کے سامنے ان کے اسلام کا نیا نمونہ قائم کرکے کی کوشش کی۔ مگر غریب مسلمانوں نے غیرت اسلامی میں آکر ان کے دفعیہ کے لئے کچھ جانفشانی شروع کی۔ اس پر وہ زیادہ جوش میں آگئے۔ چنانچہ بہت تیز طرار واعظ اور دو چار کافر کرنے کی مشینیں جھٹ پٹ منڈوہ گنیہالال صاحب میں لاکھڑی کیں، جن کے دو روز کے متواتر حملوں سے مسلمانوں کے سینوں پر دال دلنے لگی، اور مارے غیرت کے کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ لے دے کر غربائے اہل اسلام نے اور بھی ہمت بڑھائی اور اسی اثنا میں ایک مجلس (حفظ المسلمین) امرتسر زیرنگرانی مولوی نوراحمد صاحب بھی مقرر ہوگئی کہ جس نے علمائے اسلام شہر امرتسر کو ان کی جواب دہی کیلئے آمادہ کیا۔ چنانچہ اہل اسلام کی طرف سے متعدد دعوت مناظرہ کے اشتہارات تقسیم کئے گئے جن کو مرزائیوں نے شرائط مباحثہ کے طے کرنے میں یوں ہی ٹال دیا۔ اور اس کے برخلاف لگاتار ان

کی طرف سے اتمام حجت کے نام سے نمبر اول، دوم، وسوم کے اشتہارات شائع ہوئے ۔جن میں اہل اسلام کوسخت اشتعال دیا لا گیا۔آخر عربی اشتہار بھی اتمام حجت کے نام سے لکھ مارا کہ جس سے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ علمائے اسلام میں کوئی عربی زبان دان نہیں۔مگر غرباء کی ہمت نے خدا کے فضل سے اور بھی مرتبہ بڑھایا۔ یہاں تک کہ ان کے اشتہاری حملے پسپا کردیئے گئے۔ اور آخیر میں ان کے عربی اشتہار کا جواب بھی ان کے ایک صفحہ کی بجائے چار صفحوں میں نہایت متانت کے ساتھ ابطال مرزائیت اور حیات مسیح کے ثبوت کے دلائل سے بھرا ہوا اور منہاج نبوت کے ذریعہ قادیانی نبوت کی جڑ بنیاد سے گرا دینے والا جنجات نامی اشتہار عربی میں شائع ہوا ۔جس کا جواب باوجود زبانی وعدہ کے آج تک نہ دے سکے، اور نہ کوئی غلطی نکال سکے۔

اصل پوچھو تو ہمارا یہ عربی اشتہار مرزا جی کے اعجازی قصیدہ سے بڑھ کر معجزہ ثابت ہوا کیونکہ مرزا جی کے قصیدہ کا جواب فصیح عربی میں قاضی ظفر الدین مرحوم پروفیسر عربی اورئینٹل کالج نے لکھا، جو اخبار اہل حدیث امرتسر کے کالموں میں ۱۹۰۷ء میں ایک مدت تک شائع ہوتا رہا، جس کا جواب مرزا جی سے عربی میں نہ بن سکا۔اور مرزا جی کے قصیدہ کی غلطیاں تو علماء کے علاوہ نحو میر پڑھنے والے طالب علموں نے بھی سینکڑوں کی تعداد میں نکال ڈالیں۔مگر ہمارے عربی اشتہار جنجات نامی کا جواب اب تک مرزائیوں کے سردار مرزا محمود تک سے بھی نہ ہوسکا، نہ کوئی غلطی نکل سکی۔ پس سچا اعجاز جنجات ہے۔ اب بھی مرزا محمود صاحب کو علمیت کا دعوی ہو تو وہ جنجات کا عربی جواب شائع کریں یا کوئی غلطی نکال کر دکھائیں۔مگر ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ مرزا موصوف یہ جرأت نہیں کرسکیں گے کیونکہ قادیانی خلیفہ محمود صاحب کی علمیت اس اشتہار کے سامنے کچھ کارگر جواب دیتی نظر نہیں آتی ورنہ کبھی کا جواب شائع کر دیتے۔

خیر امرتسری مرزائیوں نے جب دیکھا کہ جنجات اشتہار کا جواب ہمارے کسی مولوی سے نہیں بن سکتا، تو انہوں نے مسلمانوں کے دلوں سے اس اپنی عربی کمزوری کے خیال کو دور کرنے کے لئے شرائط مناظرہ کو منظور کرلیا و ما کا دوا یفعلو ن ۔ پھر سارا انتظام اور کل اخراجات مسلمانوں کے ذمہ قرار پائے۔مسلمانوں نے اخراجات کا سارا بوجھ اپنے سر اٹھا لیا اور ۲۹۔۳۰۔ اپریل ۱۹۱۶ء کو انجمن حفظ

المسلمین کی طرف سے جناب مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل مناظر مقرر ہوئے اور مرزائیوں کی طرف سے جناب مولوی موصوف غلام رسول صاحب فاضل راجیکی منظور ہوئے۔

مباحثہ تحریری تھا۔ ہر ایک مناظر اپنے وقت کی پابندی سے بز یرنگرانی جناب صدر صاحبان نہایت تہذیب اور حسن معاشرت سے اپنا فرض منصبی ادا کرتا رہا۔

مناظرہ ختم ہوتے ہی مرزائیوں کا وہ پہلا جوش وخروش سارے کا سارا باسی کڑھی کا ابال ثابت ہوا۔مگر انہوں نے جھٹ پٹ مناظرہ کی کاروائی چھاپنے میں کوشش کی تاکہ جس موقعہ پر وہ جواب نہیں دے سکے،اس کا نقص نکال کر اور ضمیمہ چسپاں کر کے مکمل کر دیا جائے کہ اہل اسلام کو مرزائیوں کے مقابلہ میں نعوذ باللہ شکست ہوئی ہے۔مگر الاسلام یعلو و لا یعلی اہل اسلام میں پھر بھی کچھ نہ کچھ جوش اسلامی موجود ہے چنانچہ حفظ المسلمین نے یہ تجویز کیا کہ جلسہ کی کاروائی اور کاغذات مناظرہ اپنے خرچ سے چھپوا کر شائع کرائے جاویں اور جس جگہ مرزائیوں نے حق کو چھپایا ہے یا ہمارے جوابات کو بعد میں اضافے لگا کر کمزور دکھایا ہے اور دیدہ دانستہ مناظر اسلام کی تقریروں کو غلط الفاظ میں چھاپ کر اپنی کاروائی کو فروغ دیا ہے سب کو مدنظر رکھ کر صحیح واقعات لوگوں کے سامنے پیش کئے جاویں۔گو ہم مانتے ہیں کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے بہت سے دلائل یا جوابات پوری تشریح سے قلم بند نہیں ہو سکے،مگر تاہم ہر ایک عقل مند دیکھنے سے خود بخود سمجھ سکتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے اور چونکہ مرزائیوں نے مباحثہ چھاپنے میں بہت سا رد و بدل کیا ہے اس لئے انجمن کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ہر ایک مناظر کی خلاصہ تقریر بھی قلم بند کر کے اسلامی مناظر کے اصلی مطالب کو ظاہر کر دیا جائے۔پس سنئے:

وفات مسیح کے متعلق مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے حسب ذیل خیالات پر روشنی ڈالی:

۱۔توفی اور وفات مسیح اور موت مسیح،سب کا مفہوم ایک ہے۔قرآن مجید میں جو وعدے حضرت مسیح کو دیئے گئے وہ سب پورے ہو چکے،اس لئے وفات بھی تسلیم کرنی پڑے گی

۲۔قرآن شریف میں مسیح کی نسبت رفع الی اللہ مذکور ہے،رفع الی السماء مذکور

نہیں اس لئے حضرت مسیح کا رفع بھی روحانی ہے جسمانی نہیں۔

احادیث وآیات میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں بھی جسمانی مراد نہیں ہوسکتی جیسے

اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السا بعة۔

و لو شئنا لر فعناه۔

ار فعنی (فی الدعا بین السجد تین)

۳۔ حضرت مسیح صرف اسرائیلی نبی تھے نزول مسیح تسلیم کرنے سے خلاف قرآن لازم آتا ہے اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مر گئے اور آنے والا مسیح محمدی مرزا (غلام احمد) صاحب ہیں۔

۴۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ مصدق بعد میں ہوتا اور مبشر پہلے۔ پس حضرت مسیح صرف مصدق تورات تھے مصدق قرآن نہ تھے لہذا ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی وفات ہوچکی ورنہ مصدق قرآن بھی کہیں ثابت ہوتے۔

۵۔ آپ احمد کی بشارت دیتے ہیں پھر دوبارہ آنا ہوتا تو احمد کے لئے مصدق بھی ہوتے۔

٦۔ آپ قرآن شریف کے مبشر ہوکر آئے اس لئے آپ کا زمانہ گزر گیا۔

۷۔ احادیث میں مسیح کا لفظ دو اشخاص پر استعمال کیا گیا ہے اول مسیح ناصری پر کہ جن کا حلیہ حسب ذیل ہے:

رنگ گورا بال گھنگھریالے سینہ چوڑا وغیرہ۔

دوسرا مسیح محمدی پر جن کی نسبت حسب ذیل الفاظ ذکر کئے گئے ہیں:

میانہ قد گندم گوں سیدھے بال وغیرہ۔

چونکہ دو حلئے ایک آدمی میں جمع نہیں ہوسکتے اس لئے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے بھی مسیح ناصری کا نزول نہیں بتایا بلکہ نزول مسیح سے مراد بعثت مسیح محمدی یعنی مرزا (غلام احمد) قادیانی ہے۔

۸۔ مسیح سے جب قیامت کے دن اشاعت تثلیث کی نسبت سوال ہوگا تو آپ لاعلمی ظاہر کریں گے۔ نزول مسیح سے آپ کی لاعلمی کیسے ثابت ہوسکتی ہے ورنہ آپ کا جواب

خلاف واقع ہوگا۔
۹۔آنحضرتﷺ نے بھی حضرت مسیح کی نسبت زمانہ ماضی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ میں بھی قیامت میں اپنے صحابہ کے متعلق وہی الفاظ کہوں گا جو حضرت مسیح نے کہے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتﷺ کے زمانہ میں آپ کی وفات تسلیم ہو چکی تھی۔

۱۰۔قرآن مجید میں یہ ثابت ہے کہ آنحضرتﷺ سے پہلے کل انبیاء مر چکے اور ان کے مرنے کی تشریح بھی کر دی کہ بعض نبی اپنی موت سے مرے اور بعض نبی مقتول ہوئے مگر حضرت مسیح کو استثناء نہیں کیا گیا اس آیت سے اگر وفات مسیح ثابت نہ ہوتی تو حضرت ابوبکر، آنحضرتﷺ کی وفات پر کیوں کر استدلال کرتے۔

۱۱۔قرآن مجید میں ہے کہ حضرت مسیح اور آپ کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔
معلوم ہوتا ہے کہ اب نہیں کھاتے، کیونکہ مر گئے ہوئے ہیں۔

۱۲۔آنحضرتﷺ سے پہلے کسی شخص کو خلود (ہمیشہ کی زندگی) نصیب نہیں ہوئی۔اس لئے حضرت مسیح بھی وفات پا گئے۔

۱۳۔خدا تعالی نے کوئی جسم عنصری ایسا نہیں بنایا کہ جس کو کھانے پینے کی ضرورت نہ پڑے۔ حضرت مسیح اب بھی اگر جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہیں تو بوجہ ضرورت خوراک کے خلود کی زندگی نہیں پا سکتے۔

مناظر اسلام مولوی ثناء اللہ صاحب نے حیات مسیح ثابت کرتے ہوئے دلائل وفات مسیح پر بحث کی اور حیات مسیح کے متعلق صاف اور واضح دلائل پیش کئے جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱: توفی کا لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے اعتبار سے موت کا مترادف (ہم معنی) نہیں مگر بعض محاورات میں موت کا لازم قرار دیا گیا ہے پھر جب سلف صالحین اور احادیث ختم المرسلین سے حضرت مسیح کے نزول کے متعلق ہی تصریحات بے شمار ہیں اس لئے یہاں اصل معنی موضوع لہ (قبض کرنا) مراد لیا جائے گا کیونکہ ایک عام اصول ہے کہ جب تک حقیقی معنی ہوسکتا ہے مجازی معنی نہیں لیا جاتا۔

مگر ہم تھوڑی دیر کے لئے توفی اور موت کو آپس میں مترادف بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ بقول حضرت ابن عباسؓ (کے قول پر ہنسی مخول اڑانا ایمان کا خطرہ ہے) گو لفظوں میں توفی پہلے مذکور ہے مگر باعتبار وقوع کے بعد میں ہے تو گویا رفع جسم عنصری کے بعد موت ہوگی جیسا کہ و اسجدی و ارکعی میں رکوع لفظوں میں بعد ہے اور وقوع میں پہلے۔

اور سورہ بقرہ میں قتل نفسا لفظا بعد میں ہے اور وقوعا اول۔

اسی طرح ساتویں پارہ میں انبیاء کی تعداد میں بعض انبیاء کا ذکر پہلے ہوا اور ان کا زمانہ پیچھے ہے۔

غرضیکہ اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں ہزاروں ملتی ہیں۔ اب جو شخص اہل علم ہوگا وہ ضرور ان امور کا لحاظ رکھے گا۔

علاوہ ازیں واؤ حروف عطف میں گو لفظی ترتیب ہوتی ہے مگر وقوعی ترتیب سے کبھی مخالف بھی پڑتی ہے۔ اس کا ثبوت گزشتہ آیات سے ملتا ہے اور وضو کی آیت بالکل اسکا فیصلہ کرتی ہے کیونکہ جو شخص ترتیب وضو کے خلاف کرتا ہے یا وہ بارش میں بھیگ کر صاف ہو جاتا ہے یا نہر میں گر کر اس کا تمام بدن صاف ہو جاتا ہے تو وہ باتفاق تصریحات سلف صالحین قرآن کا خلاف نہیں کرتا اور اس کا وضو معتبر ہے، مگر آیت وضو کی ترتیب کا نام ونشان نہیں۔ یا ہے تو الٹا۔ آئمہ اربعہ میں سے صرف امام شافعی نے فرضیت ترتیب وضو کا قول کیا ہے مگر موجودہ صورتوں میں وہ بھی دوسرے اماموں کے ساتھ ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دلیل نمبر اول وفات مسیح کا ثبوت نہیں ہوسکتی۔

۲۔ رفع کے متعلق صرف یہ کہنا کافی ہے کہ اس کا استعمال صرف رفع روحانی میں منحصر نہیں خود الفاظ رفعه الله میں رفع روحانی مراد نہیں ورنہ یہ لازم آئے گا کہ خدا نیک مردوں کو خاکساری کے صلہ میں مار کر ساتویں آسمان پر لے جاتا ہے کیونکہ یہاں رفع الی السماء صریح مذکور ہے جو مولوی غلام رسول صاحب کے نزدیک موت کا قرینہ تسلیم کیا گیا ہے۔

علاوہ بریں حضرت مسیح کی نسبت رفع سے روحانی رفعت مراد لینا بے معنی واقع ہوتا ہے کیونکہ نیک بندوں کی رفعت ایک مسلمہ امر ہے، اس کو اتنے بڑے زور

سے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

باقی رہی یہ بات کہ یہود کے نزدیک مصلوب کے لعنتی ہونے کی تردید کا انحصار صرف روحانی رفعت پر موقوف ہے یہ سراسر غلط ہے کیونکہ رفع جسمانی میں رفعت روحانی بھی چونکہ جزو ہے اس لئے رفع جسمانی مقتضی حال کے مطابق ہوگا صرف ہم ہی رفع جسمانی پر زور نہیں دیتے تیرہ سو سال سے اسلاف دین اور احادیث ختم المرسلین کے تواتر نے یہ ثابت کیا ہوا ہے کہ ایک فرد بشر بھی رفع روحانی کا قائل نہیں ہوا۔ اس لئے نمبر۲ کی تقریر محض خیالی سمجھی جاتی ہے کہ جس کی تائید کسی اسلامی اصول سے نہیں ہوتی اسی واسطے ہمارے مناظر نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔

۳۔حضرت مسیح کو صرف اسرائیلی نبی تھے مگر ہمارے لئے نبی ہوکر نہیں آئیں گے بلکہ اپنی بقیہ عمر گزارنے اور تجدید اسلام کے لئے رسول ﷺ کے مصدق ہوکر تشریف لائیں گے پس ثابت ہوا کہ خلاف قرآن لازم نہیں آتا اور نہ ہی کسی بناوٹی مسیح کی ضرورت ہے یہاں پر مرزائی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح نبی ہوکر آئیں گے تو خاتم المرسلین کی ختم نبوت کے خلاف ہے ورنہ ان کی نبوت مفت میں چھین لی جائے گی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح تجدید اسلام کے لئے تشریف لاویں گے اور یہ عہدہ نبوت سے تعلق نہیں رکھتا ورنہ مرزا صاحب کی تجدید اور دعوی نبوت سے اور بھی توہین ہوگی کیونکہ ایک پنجابی آدمی کہ جس کو ابھی تک اصول اسلام کی اصلیت پر آگاہی اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بھی نہیں مل سکی حضرت مسیح کی بجائے (کہ جن کو خدا تعالی نے روح اللہ کا خطاب دیا ہیو اور جن کی عصمت پر دنیا گواہ ہو) تسلیم کرنا اور اسلام کو مسیح قادیانی کی تجدید کا محتاج ماننا حضرت مسیح کی تجدید سے بڑھ کر مستلزم توہین ہوگا (بقول مرزا)

۴۔حضرت مسیح کی دنیاوی زندگانی کا زمانہ دو حصوں پر منقسم ہے۔ایک زمانہ رفاقت بنی اسرائیل، دوسرا زمانہ تجدید اسلام محمدی۔ اس لئے قرآن میں آپ کے زمانہ رفاقت کی نسبت تشریح کی گئی ہے کہ آپ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ نے تورات کی تصدیق کی۔قرآن مجید کی تصدیق زمانہ تجدید میں کریں گے احادیث کا مطالعہ کرنے سے حضرت خاتم الانبیاء کی تصدیق کا ثبوت ملتا ہے یہ دفعہ بھی وفات مسیح کے اثبات میں ناکارہ ثابت ہوئی۔

۵۔۶۔ان دونوں کا جواب نمبر۴ میں دیکھو

۷۔لفظ مسیح کے دو مصداق قرار دینا صرف مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کی ساخت و پرداخت ہے۔کسی اسلامی کتاب میں کسی امام صحابی اہل مذہب کا کوئی قول موید نہیں مرزا (غلام احمد) صاحب اس قسم کی خود ساختوں پر تجدید کے مدعی بنے تھے اور دنیا کو غلط گو ثابت کرنا چاہا تھا مگر آپ ہی اخیر بے دلیل ثابت ہوئے۔اصل بات یہ ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کو علم حدیث اور اصول حدیث کی واقفیت نہ تھی ،ورنہ خود محدثین نے حضرت مسیح کے مختلف حلیوں کی تطبیق دی ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ گندم گوں رنگت کو جب صاف کیا جائے تو سرخ معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور سید ھے بال قدرے جعودت (گھنگھریالے) کے منافی نہیں ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح کا حلیہ آپ کی تر و تازگی کی حالت کا بیان فرمایا ہے چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں

کانہ خرج من دیماس گویا آپ حمام سے ابھی غسل کر کے نکل رہے ہیں

کاش مرزا (غلام احمد) صاحب کو علم حدیث کا کچھ بھی تفقہ ہوتا تو خواہ نخواہ کی ملامت اپنے اوپر نہ لیتے۔

ہم حیران ہیں کہ حدیث حلیہ میں تو اختلاف الفاظ سے دو مسیح آپ نے سمجھ لئے اور کہہ دیا کہ ایک میں دو حلیے جمع نہیں ہوسکتا مگر بحکم

منم مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے دو مختلف حلیوں کا ایک شخص مرزا (غلام احمد) صاحب میں جمع ہونا وہ کس طرح تسلیم کیا گیا ہے ہے؟

علاوہ بریں زن و مرد کا حلیہ بھی آپ ایک جگہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو حضرت مریم کا جنم بھی نصیب ہوا،اور آپ کرشن اوتار بھی ہوئے۔

پھر ایسے وسیع خیالات ہوتے ہوئے اختلاف الحلیتین کی تطبیق کو تسلیم کرنے سے کیا عذر ہے۔

اگر یہی عذر ہے کہ محدثین اس راز سے ناوقف تھے صرف مرزا (غلام احمد) صاحب پر ہی منکشف ہوا تو لعن آخر ھذا الامۃ اولھا کا خطاب مرزا صاحب

کے لئے بہت مناسب ہوگا۔

بہر حال یہ جال بھی ٹوٹا اور دلیل وفات مسیح کی چاروں ٹانگیں ٹوٹ گئیں

الحمد لله على ذلك

۸۔ مناظر اسلام نے جواب تثلیث میں یہ پیش کیا ہے کہ آپ در پردہ سفارش کریں گے صرف لاعلمی کا اظہار مراد نہیں، اس پر مولوی غلام رسول صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ اہل شرک کے لئے سفارش ناجائز ہے۔ اسلئے لاعلمی ہی مراد ہوگی۔

مگر مولوی غلام رسول نے صریح سفارش اورا ظہار رأفت استظہار بالمغفرت میں فرق نہیں کیا۔ اس لئے لاعلمی مراد نہ ہوگی اور استظہار بالمغفرت ناجائز نہیں ہوتا کیونکہ اس کی بنیاد ان رحمتي وسعت كل شيء اور ان رحمتي سبقت غضبي پر ہے یہ نکتہ مولوی غلام رسول صاحب پر منکشف نہیں ہوا ورنہ ضرور ہی یہ جواب تسلیم کر لیتے۔

لو ہم آپ کو سادہ اصول سمجھاتے ہیں کہ سوال و جواب میں زمانہ رفاقت زیر تنقیح ہے علم تثلیث زیر بحث نہیں اس لئے علم کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔

سوال یوں ہوگا کہ کیا آپ نے اے حضرت مسیح! دنیا میں اپنی زیر نگرانی تثلیث پھیلائی تھی؟

تو آپ جواب دیں گے کہ جب میرا رفع جسمانی ہوا تو میری ذمہ داری اور رفاقت ختم ہو چکی اور اپنی ڈیوٹی پوری کر چکا بعد کی حالت میں ذمہ دار نہیں ہوں۔

زمانہ تجدید اسلام میں بنی اسرائیل بلکہ کسی کے ذمہ دار نہیں ہوں گے صرف ترقی اسلام آپ کا فرض منصبی ہوگا اس لئے یہ زمانہ زیر بحث نہ ہوگا۔

چونکہ مرزا (غلام احمد) صاحب کی یہ بھاری دلیل ہے اس لئے زیادہ باریک بینی کی ضرورت پڑی اہل علم اس جواب کی داد دیں گے اور سمجھ لیں گے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کا استدلال کہاں تک درست ہے قطع نظر اس کے کہ مرزا غلام احمد صاحب احادیث مقدسہ اور فیصلہ نبویہ کے مقابلہ میں استدلال کرتے ہیں آپ کو نفی رفاقت نفی علم میں تمیز نہیں۔ یہ بھی: کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

۹۔ آنحضرت ﷺ کا فعل ماضی (قال) استعمال کرنا بلحاظ عبارت قرآنیہ کے ہے اس

میں بھی ماضی ہی مستعمل ہوئی ہے اور آپ کا اصلی مطلب یہ ہے کہ میں بھی نفی رفاقت کے لئے وہی الفاظ استعمال کروں گا جو خدا تعالی نے حضرت عیسی کی طرف سے بیان کئے ہیں کیونکہ آپ نے آیت تثلیث أأنت قلت للناس کو مدنظر رکھ کر اپنا جواب لوگوں کو سمجھایا ہے۔

مناظر اسلام نے اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں:

اول یہ کہ ماضی مضارع کے معنی میں ہے

دوسرا یہ کہ حضرت مسیح سے سوال و جواب پہلے ہو چکے گا پھر آپ سے سوال ہوگا اس لئے کما قال العبدالصالح درست ہوا

مگر یہ دونوں جواب چونکہ مفصل نہ تھے اس لئے ان کی بجائے ایک مفصل جواب دیا گیا کہ جس سے وفات مسیح کی دلیل بالکل نیست و نابود ہوگئی۔

۱۰۔ عام قاعدہ ہے کہ ما من عام الا ولی مخصص اسی بنا پر امام شافعی نے ہر ایک عام لفظ کو ظنی قرار دیا ہے سب سے بڑھ کر یہی عام اصول ہے کہ کل شی ھالك الا و جهه مگر اس کے مستثنیات سے بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ عرش کرسی جنت دوزخ حاملین عرش وغیرہ کی ہلاکت کہیں ثابت نہیں ہوتی اور احادیث مرویہ سے انکے استثناء کو صحیح تسلیم کرنا پڑتا ہے نیز ان کی ہلاکت قرین قیاس بھی نہیں اسی طرح یہ قاعدہ ہے کہ آپ سے پہلے سارے انبیاء مرگئے اگر چہ عام ہے اس سے بھی یقینی طور پر حضرت مسیح کی موت ثابت نہیں بلکہ جب احادیث نبویہ اس سے حضرت عیسی کو مستثنی کرنے پر مجبور کرتی ہیں تو یہ قاعدہ ظنی رہ جائے گا مفید یقین نہیں رہے گا۔

ہم اس دلیل پر دوسرے پہلو سے بھی بحث کرسکتے ہیں وہ کہ کہ خلو گزرنے کا مترادف ہے چنانچہ مناظر اسلام نے یہی دعوی پیش کیا اور اس پر و اذا خلا بعضهم الی بعض بطور نقل پیش کیا۔ مگر مولوی غلام رسول صاحب نے لسان العرب کے نقول پیش کرکے خلا بمعنی مات ثابت کیا اور نقل میں حرف جار الی کے آنے سے گزرنا تسلیم کیا مگر آیت قرآنی وقد خلت سنة الاولین میں مولوی غلام رسول صاحب کا جواب جاری نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں خلو بغیر حرف جار الی کے استعمال ہوا ہے اور گزرنے کے سوا اور وہ معنی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہ دلیل بھی نکمی

ثابت ہوئی اصل معنی یہی ہے کہ آپ سے پہلے انبیاء کا عہد رسالت گزر چکا ہے کسی کا عہد تجدید باقی رہ گیا ہو تو کیا مضائقہ ہے؟

۱۱۔ حضرت مسیح کے کھانا نہ کھانے سے وفات مسیح کا ثبوت مشکل نظر آتا ہے کیونکہ ہمیں کئی ایک ایسی نظیریں بھی ملتی ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانا نہ کھانے سے کئی انسان زندہ رہے ہیں۔

اول حضرت آدم بہشت میں زندہ رہے اور آپ کو بھوک پیاس نہیں لگتی تھی۔

حوا کا بھی یہی حال رہا۔

دوم حضرت عزیر بھی سو سال تک بستر استراحت پر لیٹے رہے مگر کھایا پیا کچھ نہ تھا بلکہ اتنے عرصہ تک ان کا کھانا اور پینے کا پانی بھی ان کے پاس محفوظ پڑا رہا اور مطلق نہ بگڑا۔

سوم، اصحاب کہف بھی تین سو نو سال کے بعد پہلی نیند سے جاگے اور خوراک نہ ملنے کے باعث ان کا کچھ نہ بگڑا۔

چہارم، خود حضرت انسان نو ماہ تک چاء قلچہ نہیں کھاتا اور زندہ رہتا ہے۔

پنجم، خود حضرت اپنے صحابہ کرام کو صوم وصال سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں یطعمنی ربی و یسقینی مجھے میرا خدا کھلاتا پلاتا ہے۔

یہی نظیر مناظر اسلام نے پیش کی اور مولوی غلام رسول صاحب نے جواب دیا کہ آپ کی افطاری طعام سے ہوتی تھی۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آٹھ پہر روزے رکھنے کو صوم وصال کہتے ہیں کہ جس رات کو کھانا کھایا جاتا ہے اور سحری خالی گزرتی ہے۔ اگر یہی ہے تو آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ، یطعمنی ویسقینی، کیا مطلب رکھتا ہے؟ نہیں بلکہ سوم وصال میں قطعا کھانا بند تھا مگر جنہوں نے معراج جسمانی کا نکار کیا ہے ان کے نزدیک یہ واقع بھی قابل تسلیم نہ ہوگا انا للہ و انا الیہ راجعون

بہرحال جسم عنصری کی زندگی کا انحصار کھانے پینے پر قابل تسلیم نہیں رہا۔ ہاں تغذیہ ضروری ہے خواہ کسی طرح ہو یا ایسی حالت کی ضرورت ہے جس کے باعث کھانے کی حاجت ہی نہ پڑے۔

۱۲۔خلود کے دو معنی ہیں ایک دیر تک زندہ رہنا۔آنحضرت ﷺ سے پہلے لوگ سینکڑوں ہزاروں سال زندہ رہتے تھے خود حضرت نوح کی عمر ساڑھے نوسو سال تھی۔
دوسرا معنی ہمیشہ کی زندگی۔مگر اس قسم کا خلود نہ کسی کو آنحضرت ﷺ سے پہلے نصیب ہوا اور نہ بعد میں نصیب ہوگا۔خود مسیح بھی بقیہ عمر چالیس سال تک پوری کر کے فوت ہو جاویں گے اب ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ نزول مسیح کا قول بیان کرنے سے کس طرح آپ پر خلود کا الزام قائم کیا جاتا ہے؟ ہاں ہوائی ثبوتوں کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں۔
۱۳۔جسم عنصری کا بغیر دنیاوی خوراک کے زندہ رہنا دفعہ ۱۱ میں ثابت کیا گیا ہے اب کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہا کہ حضرت مسیح جسم عنصری کے ساتھ عالم بالا میں خدا کی دی ہوئی خوراک یا خوراک کے محتاج ہونے سے زندہ ہیں اور موافق فیصلہ نبویہ قریب قیامت دوبارہ تجدید اسلام کے لئے دنیا میں اتریں گے۔

دلائل حیات مسیح

اسلامی مناظر مولوی ثناء اللہ صاحب نے حیات مسیح کے متعلق حسب ذیل دلائل پیش کئے:
۱۔پہلا قرآنی فیصلہ۔حضرت مسیح نہ تو مقتول ہوئے اور نہ ہی صلیب کے نزدیک تک لائے گئے،مگر آپ کی بجائے دوسرا شخص آپ کا ہم شکل بنا کر صلیب دیا گیا اور آپ حسب وعدہ بمعہ جسم عنصری مقبوض ہوئے اور آپ کو رفعت جسمانی مستلزم رفعت روحانی حاصل ہوئی۔اور قول یہود سے کہ مصلوب ملعون ہوتا ہے خدا نے آپ کو پاک رکھا اور آپ کے تابعداروں عیسائیوں اور مسلمانوں کو کافروں اور یہودیوں پر غالب رکھا اور قیامت تک رکھے گا۔
اس فیصلہ قرآنی پر چونکہ فیصلہ نبوی کے عین مطابق ہے مولوی غلام رسول صاحب نے بہت سے ادھر ادھر کے خیالات پیش کئے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ آیت قرآنی میں حیات مسیح تسلیم کرنے سے سیاق و سباق بگڑ جاتا ہے مگر ہم ان کو تشفی دیتے ہیں کہ اہل اسلام نے جو معنی کئے ہیں اور آیات کا خلاصہ بھی لکھ دیا ہے اس کو غور سے

پڑھیں اور خوب بخود توہمات دور ہو جاویں گے۔
۲۔ دوسرا قرآنی فیصلہ۔ خداتعالی فرماتا ہے کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔
پھر فرمایا کہ آپ کا ظہور آثار قیامت میں سے ہے۔

مولوی غلام رسول صاحب نے ان دلائل کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر فرمایا کہ چونکہ عداوت اور بغض اہل کتاب میں قیامت تک جاری رہے گا اس لئے حضرت مسیح پر بالا تفاق سب کا ایمان لانا مشکل ہے۔ اور نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منکر کوئی بھی نہیں رہے گا حالانکہ قرآن شریف میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کے تابعدار آپ کے منکروں پر غالب رہیں گے۔

لیکن افسوس کہ مولوی غلام رسول صاحب اصلیت کو ملحوظ نہیں رکھتے یوں ہی مرزا (غلام احمد) صاحب کی تقلید میں قرآن وحدیث کا انکار کئے دیتے ہیں۔ آپ ذرہ سوچیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اہل کتاب کا تسلیم کرنا اپنی موت سے یا آپ کی موت سے پہلے ذاتی عداوت اور بغض کا منافی نہیں ہے مسلمان ہو جاویں اور خانگی معاملات کی پریشانی ان میں موجود رہے تو کیا حرج ہے؟

اور غلبہ تابعین کی آیت سے وجود کافرین ضمنا مفہوم ہوتا ہے اور ایمان اہل کتاب کی آیت سے صرف آپ کے زمانہ سے اس کی صریح نفی ہے اس لئے ضمنی مفہوم کو صریح مفہوم کے مقابلہ میں ترک کیا گیا ہے نہ صرف اپنے خیال سے بلکہ احادیث متواترہ اور اقوال صلحاء اولیاء کی تائید سے بھی۔

۳۔ فیصلہ نبوی: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم کہ حضرت عیسی دمشق کے مشرقی سفید مینار پر دو فرشتوں کے سہارے نزول فرمائیں گے اور یہاں دنیا میں آکر نکاح کر کے صاحب اولاد ہوں گے اور چالیس سال تک زندہ رہ کر طبی موت سے مر کر روضہ نبویہ میں چوتھی قبر کی جگہ (جو ابھی خالی پڑی ہوئی ہے) دفن ہوں گے۔

مولوی غلام رسول صاحب نے روحانی قبر بتائی اور لے دے کر مرزا (غلام احمد) صاحب پر حدیث کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ مگر چونکہ سارا مطلب ہی آپ کا خلاف واقعہ تھا اور محض تقلیدی خیالات پر مبنی تھا اسلئے فیصلہ محمدی کو قطعا نہ توڑ

سکا۔

۴۔ الزامی فیصلہ: خود مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب نے جب ابھی نئے نئے مجدد بنے تھے براہین احمدیہ میں حضرت مسیح کی حیات کو تسلیم کیا ہے گو بعد میں خودغرضی کے لئے منکر بن بیٹھے۔

اسکے جواب میں مولوی غلام رسول صاحب نے یہ پہلو اختیار کیا کہ اس وقت تک پورے طور پر مسئلہ منکشف نہیں ہوا تھا بعد میں جب تخیلات کا زور ہوا تو یہ مسئلہ پایہ ثبوت تک جا پہنچا۔

ہمیں یہ جواب سن کر تعجب پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی مجددیت کا زمانہ تو سادہ پن میں گذر گیا، مسیحیت میں آپ کو کون سا کمال حاصل ہو گیا تھا کہ آپ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اگر تبدیلی کی بنیاد انہی دلائل پر تھی جن کا بخیہ ادھیڑا جا چکا ہے تو اس تبدیلی رائے پر صد ہزار تعجب۔ اور اگر الہام کے سلسلے کے ساتھ اس کا تعلق ہے تو وہ ہمارے نزدیک قابل تسلیم نہیں۔

بہرکیف مختصر یہ ہے کہ حیات مسیح ثابت کرنے کے واسطے مفصلہ بالا دلائل کافی ثبوت دیتے ہیں۔

دوسرے روز مولوی غلام رسول صاحب نے مرزا (غلام احمد) صاحب کی صداقت پر حسب ذیل خیالات ظاہر کئے:

۱۔ مفتری کی رہائی نہیں اور مرزا (غلام احمد) صاحب کئی سال تک کامیابی سے اپنے ہم خیال پیدا کرتے رہے۔

۲۔ عذاب ایک نذیر کے آنے کی علامت ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی طاعون ہیضہ زلازل اور دیگر مصائب لے کر آئے۔

۳۔ رسول کا کلام معجزہ ہوتا ہے اور مرزا (غلام احمد) صاحب نے اعجاز احمدی لکھی جس کا اب تک کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

۴۔ رسول ہمیشہ غالب ہوتے ہیں مرزا (غلام احمد) صاحب بھی پہلے تنہا تھے، پھر لاکھوں کو اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔

۵۔ نزول کا لفظ لباس، لوہا، جانور، ذکر اور رسول کی نسبت بھی مذکور ہے۔ اسی طرح

مرزا (غلام احمد) صاحب بھی روحانی نزول سے نازل من السماء ہوئے اور مر کر روحانی قبر میں حضرت ﷺ کے پاس دفن ہوئے کیونکہ حضرت عائشہ کو خواب میں صرف تین چاند (آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر) ہی نظر آئے تھے حضرت مسیح چاند بن کر دکھائی نہیں دیئے۔

۶۔ خداتعالی امت محمدیہ میں بھی اسرائیلیوں کی طرح خلفاء بھیجنے کا وعدہ فرماتا ہے لہذا مرزا (غلام احمد) صاحب خلیفۃ اللہ ہوئے۔

۷۔ مرزا (غلام احمد) صاحب چالیس سال تک زندہ رہے اور نکاح واولاد سے بھی سرسبز ہوئے اور یہی دونشان مسیح کے تھے۔

۸۔ مرزا (غلام احمد) صاحب کی بد دعائیں دشمن کی عدم منظوری یا خشیۃ اللہ سے ٹل جاتی تھیں، ورنہ وہ اٹل تھیں۔

مناظر اسلام مولوی ثناء اللہ نے حسب ذیل مختصر لفظوں میں کافی تردید کی

ا۔۲۔ مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن پاک کے قواعد عامہ کا کسی کو انکار نہیں۔ کلام اس میں ہے کہ کیا ان کا مصداق موجود ہو گیا؟ ہاں اگر کسی خارجی دلیل سے یا فیصلہ جات اسلام مذکورہ بالا کی رو سے مرزا (غلام احمد) صاحب، مسیح ہوتے تب یہ قواعد ان کے حق میں سچ تسلیم کرنے پڑتے، مگر ہمیں تو ان کے موضوع میں کلام ہے، محمول کو ہم یوں ہی کیسے تسلیم کرلیں۔ ہاں دماغ سوزی اور جوہر ذکاوت کا ثبوت الگ ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب نے بڑی جانفشانی سے سارا قرآن اپنے حق میں اتارلیا ہے مگر اس سے صداقت نبوت کا ثبوت نہیں ملتا، اس قسم کی دماغ سوزی یا آیات قرآنی کا خودساختہ مصداق مقرر کر لینا حقانیت کی دلیل ہوتا تو آج سے کئی سو سال پہلے نادرشاہ اور اکبر بادشاہ دیر کے نبی ہو چکتے۔ درہ نادری اور آئین اکبری میں ان کے مولفوں نے قرآن مجید کی ہر ایک آیت کا مصداق اپنے اپنے بادشاہوں کو بنالیا ہوا ہے لیکن چونکہ خارجی دلائل سے وہ لوگ نبی نہ تھے اسلئے اس قسم کی کاروائی کچھ مفید نہ پڑی علاوہ ازیں ہم ہر ایک دلیل کے متعلق تھوڑا تھوڑا بیان کر دیتے ہیں۔ وھوہذا

ا۔ مرزا (غلام احمد) صاحب بھی مفتری تھے اور جب آپ نے دعوی نبوت کا اعلان کیا تو اس سے چندسال بعد آپ کے حق میں قطع وتین کا وعدہ پورا ہوا اور ناگہانی موت سے

مر کر اس بات کا ثبوت دیا کہ آپ کو کچھ دن استدراج رہا اور تھوڑی سے مہلت ملی۔ پھر دفعتا ہی موت آپ پر ٹوٹ پڑی کیونکہ اہل استدراج کا یہی حال ہوتا ہے۔

۲۔ رسول قحط ووبا کی علت نہیں ہوتے۔ اصل علت لوگوں کی خودسری ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ مرزا (غلام احمد) صاحب نے خلاف قرآن مجید اور خلاف اصول اسلام اپنے عقاید سے پنجاب میں ایک اندھیر مچا رکھا تھا اسلئے پنجاب میں مصائب آئے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کی نحوست سے یہ سب کچھ ہوا۔

باقی رہا عام دنیا میں زلازل اور خسف وخرق یا ملاحم کا ہونا سو ان کا تعلق مرزا (غلام احمد) صاحب کے وجود سے کچھ بھی نہیں بلکہ احادیث نبویہ میں صاف صاف پیشگوئیاں لکھی ہوئی ہیں جن کی صداقت خود بخود ہو رہی ہے خود مرزا (غلام احمد) صاحب کے حق میں بھی حدیث شریف میں پیش گوئی موجود ہے کہ:

الف: دنیا میں دجال آئیں گے اور ہر ایک کا دعوی یہی ہوگا کہ وہ نبی ہے۔

ب۔ دنیا میں تیس بڑے گمراہی کی دعوت دینے والے ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ مرزا (غلام احمد) صاحب احادیث کی پیشگوئیوں کو اپنی طرف سے نسبت کرنے میں اور تجدید کے رنگ میں مدعی نبوت بننے میں مفتری تھے اس لئے پنجاب پر ہیضہ وطاعون کا تسلط ہوا اور خود مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب بھی ہیضہ کے شکار ہوئے۔

۳۔ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی زبان پر جو الفاظ کلام الٰہی کے جاری ہوتے تھے قرآن کی رو سے ان میں اعجاز ثابت ہوتا ہے۔ خود حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے کلام میں اعجاز کا دعوی نہیں کیا۔ احادیث میں جب آیات کا کوئی لفظ آجاتا ہے تو خود بخود معلوم ہوجاتا ہے کہ موتیوں میں لعل چمکتا ہے۔ اگر مرزا (غلام احمد) صاحب کے قصائد ان کا اپنا کلام ہیں (اور ضرور اپنا ہی ہیں؟) تو آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر اعجاز کا جھوٹا دعوی کیوں کیا؟ اگر ان کے خدا کا کلام ہے تو ان کا خدا کسلئے غلط گوئی سے اہل علم کے سامنے اسکو رسوا کرتا ہے؟ جس قصیدہ اور کلام کا نام مرزا جی اعجاز کہتے ہیں درحقیقت وہ تو صحت سے بالکل ہی گرا ہوا ہے، بھلا فصاحت وبلاغت کہا؟ پھر اس کا اعجاز ثابت کرنا کہاں؟ محاورات کی غلطیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ عروضی اغلاط کا تو کچھ ٹھکانہ ہی نہیں۔

بایں ہمہ غرور اتنا کہ ہم کسی قاعدہ کے پابند نہیں۔ خود مولوی غلام رسول صاحب کے پیش کردہ شعر میں (یا تی اور فیغشی) حرف شرط کے ذیل میں مجزوم نہیں کئے گئے اور تعقید معنوی تو اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اسلئے یہ کلام مقبول نہیں۔ اس کی فصاحت و بلاغت یا اعجاز کا دعوی کون دانش مند کر سکتا ہے ؟ اور وہ شعر جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا (غلام احمد) صاحب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے پیش کئے ہیں ان میں بھی امرتسر کی ہمزہ قطعی کا حذف ناجائز ہے۔ تدمرین کی جگہ تدمر (یعنی مونث (مادہ) کی بجائے مذکر (نر) استعمال کیا ہے۔ یہ مواخذہ چونکہ زبردست اور لاجواب تھا اس لئے مولوی غلام رسول صاحب سے اس کا کوئی جواب نہ بن سکا۔ ہم مانتے ہیں کہ ضرورت شعری سے جزوی طور پر قواعد مستحسنہ کا خلاف جائز ہوتا ہے مگر ضروری قواعد کا خلاف کلام کو غلط بنا دیتا ہے۔ بہر حال جس کلام میں صحت ثابت کرنے کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں وہ تھرڈ کلاس کا بالکل نکما کلام ہوتا ہے اس میں فصاحت و بلاغت کا دعوی خلاف واقع ہوگا پھر اعجاز کا ادعا اس سے بڑھ کر جھوٹ ہوگا۔ اگر چہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایسے کلام کا ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا، مگر کتاب الہامات مرزا میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ قصیدہ قابل التفات بھی نہیں۔ اہل علم کو اس کے مقابلہ میں قلم اٹھانا ہتک عزت کا باعث ہوگا۔

۴۔ غلبہ رسل کا ثبوت مرزا صاحب قادیانی کے حق میں مشکل ہے۔ دعوی یہ ہے کہ آپ دلائل سے غالب ہوئے، لیکن دلائل بھی ایسے خیالی ہیں کہ جن کا ثبوت اصول اسلام کی کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ بحث و مناظرہ میں بھی مرزائیوں کی جیت کبھی نہیں سنی۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو ان کو لاجواب کرنے میں انعام اور سرٹیفیکیٹ بھی حاصل کر چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے اشاعت اور غلبہ کو مرادف سمجھ رکھا ہے، یہ بھی ان کی غلطی ہے۔ اسی نکتہ کی طرف مناظر اسلام نے توجہ دلائی تھی کہ اشاعت محض تو دیانندی اور عیسائی مذاہب وغیرہ کی بھی تو بہت ہے۔

۵۔ نزول کی بحث میں مرزائیوں کی قرآن دانی بھی معلوم ہوگئی کیونکہ انز لنا الیکم ذکرا رسولا میں رسول کو منزل من السماء قرار دیا ہے حالانکہ مفسرین کے یہاں دو مسلک ہیں:

اول یہ کہ بعث یہاں محذوف ہے۔

دوم یہ کہ رسول انزل کے تحت میں ذکر کا مرادف (ہم معنی) ہے اور یتلوا کے تحت میں رسول بمعنی نبی مراد ہے۔ مختصر یہ کہ رسول کے لفظ میں صنعت استخدام ہے۔

باقی رہا جانور لباس وغیرہ کے متعلق لفظ نزول کا استعمال، سو وہ بھی حسب تفاسیر سلف اپنی جگہ پر مستعمل ہیں وہ یہ کہ مذکورہ بالا اشیاء جنت سے اتری تھیں ثابت ہوا کہ مرزائیوں کو نکات اسلام کی کچھ خبر نہیں مگر (بقول) الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ غیر مرزائیوں کو قرآن نہیں آتا۔

۶۔ مسئلہ استخلاف میں بھی مرزائیوں نے نیا گل کھلایا اور خواہ مخواہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب پر نکتی چینی کی حالانکہ کما کے استعمال کو سمجھتے خود نہیں۔ مولوی صاحب کے جواب کا یہ مطلب تھا کہ یہ کاف حرف تشبیہ نہیں ہے حرف الحاق ہے۔ نحو کی کتابوں میں اس کا نام کاف الحاقیہ مشہور ہے اس کی نظیر ہر ایک نماز میں موجود ہے کہ

کما صلیت علی ابراهیم۔

اگر یہ تشبیہ ہے تو چونکہ کاف کی تشبیہ میں عام طور پر مشبہ بہ اعلیٰ ہوتا ہے، پھر تو حضرت خاتم النبیین ﷺ کی حضرت ابراہیم پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے اسکو کاف الحاقیہ مانا گیا ہے اور اس میں مساوات یا عدم مساوات کا ذکر نہیں ہوتا صرف وقوع فعل میں اشتراک ہوتا ہے۔

چنانچہ آیت استخلاف میں بھی اسی طرح امت محمدی کو خلفاء کا وعدہ دیا گیا ہے اور اس کی توثیق کے لئے بنی اسرائیلی خلفاء کا ایفاء وعدہ پیش کیا گیا۔ بہر حال یہ وعدہ بنی اسرائیل میں انبیاء کی صورت میں پورا اترا اور امت محمدیہ میں علماء امت اور سلاطین وقت کی شکل میں پورا ہوا اور ہے۔ انبیاء کی شکل میں اس لئے پورا نہ ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنے بعد بڑے زورست نبی کا آنا منفی کیا تھا اور خداتعالیٰ نے بھی آپ کو اپنے کلام میں آخر الزمان نبی بنا کر بھیجا اور آج تک کیا مخالف، کیا موافق سب ہی آپ کو آخر الزمان نبی تسلیم کرتے رہے اور کرتے ہیں، مگر قادیانی دنیا کے معدودے چند خیالی اسلام کے پابند آج آنحضرت ﷺ کے اس اعزاز پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک پنجابی، کہ جس کو یونیورسٹی سے بھی کوئی سند نہیں ملی، خدا کے ہاں سے نبوت کا سرٹی

فیکیٹ حاصل کرتا ہے (ناظم بریں ریش وفش)

نکاح اور اولاد وغیرہ کا ذکر بعد میں ہوگا پہلے یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جہاں آنحضرت ﷺ نے نزول مسیح کا مقام مقرر کیا ہوا ہے کیا قادیان وہی ہے؟ دمشق، منارہ، کرعہ، باب لد وغیرہ میں تصرفات کرکے ایسی چیستان بنائی ہے کہ جیسے کسی نے نتھو بہاء الدین اور لاہور وغیرہ قسم کے نام قرآن مجید کی آیات (ان نتھوا یو صی بھا او دین ، الا ھو رب) سے نکال کر لوگوں کے سامنے اپنا کمال ظاہر کر دکھایا۔

ہم مانتے ہیں کہ مرزا صاحب بڑی دماغ سوزی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کرعہ قادیان لدھیانہ منارہ جائے نور ظہور مسیح دمشق، شریف خاندان مغل ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان الفاظ کے مصداق دنیا میں موجود نہیں؟ اگر ہیں تو ہمیں کون سی ضرورت مجبور کر رہی ہے کہ ہم ایسے مصرحہ الفاظ کی چیستان بنا کر سارے اہل اسلام کو غلط قرار دیں اور کون سی حجت قطعی اور کون سی اسلامی دلیل ہمارے پاس موجود ہے کہ جس کی خاطر ہم ایسے الفاظ کو کھینچ تان کر پنجاب میں لے آتے ہیں جب سوائے الہام کے کوئی ثبوت نہیں دے سکتے تو مرزا مہدی حسین کے نادر شاہ کیلئے استنباط قرآنی سے بڑھ کر یا نتھو وغیرہ کے استنباط سے بڑھ کر ہمارے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوسکتی۔

ہر چند مرزا صاحب نے ان سارے الفاظ کو تحریف کیا مگر شرقی دمشق کی تحریف میں کچھ زور پتلا پڑ گیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ قادیان دمشق سے مشرق پر واقعہ ہے۔ اسی لفظ سے اہل دانش و بینش اندازہ لگا کر سوچیں کہ کسی کا جائے وقوع بتاتے ہوئے ہم دور دراز کے حدود بیان کرتے ہیں یا نزدیک اور متصل کے؟ ورنہ یہ کہنا جائز ہوگا کہ زید کا گھر یورپ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔

ہاں حسن عقیدت ایسے ردی استخراجات کو بغیر چون و چرا کے تسلیم کرسکتی ہے مگر ہمارے نزدیک ایسے الفاظ تحریف کے لئے پورا ثبوت ہیں۔

۸۔ مرزا (غلام احمد) صاحب کا دعوی تو مسیح جمالی کا تھا مگر بد دعاؤں کی مشین اور تکفیر کی نئی نئی کلوں سے معلوم ہوا کہ اگر بس چلتا تو وہ سارا یہ دنیا کو تہ تیغ کر ڈالتے۔ مگر افسوس کہ زمانے کی رفتار نے ان کو ایسا مجبور کیا کہ سفر حج سے بھی معذور سمجھے گئے اور اسی بنا پر خود قادان ہی کو مکہ مدینہ اور بیت المقدس بنالیا تا کہ مناسک حج کی عدم ادائیگی کا سوال

ہی نہ پڑے۔

ایسا ہی رمالوں کی طرح بددعاؤں میں بھی ایک بچاؤ کی صورت نکالی ہوئی تھی (کہ تم ڈرتے ہو، یا تم نے بددعا منظور نہیں کی)۔ ہر ذی عقل نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ایسی بد دعاؤں کی اصلیت سوائے اتفاقی واقعات کے کچھ نہیں ہوسکتی ورنہ کئی بددعائیں غلط نہ جاتیں۔

آپ چونکہ اصول عربیت سے واقف نہ تھے، اس واسطے بددعا اور مباہلہ میں فرق نہیں کیا۔ وہ یہ ہے کہ مباہلہ میں منظوری کی ضرورت ہوتی ہے بددعا یا کسی کی موت کی پیش گوئی میں منظوری یا عدم منظوری کو دخل نہیں ہوتا جہاں تک مرزا (غلام احمد) صاحب کی عبارتوں میں پڑھا جاتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کی بابت بددعا کا ثبوت ملتا ہے اگر کہیں مباہلہ کا نام بھی ہے تو اس سے گریز کرکے بددعا پر زور دے کر دبا یا ہے مگر خدا کی قدرت اس دعا میں خود ہی پھنسے اور یک طرفہ مباہلہ خود مرزا جی کی جان کا وبال بنا۔ مرزا جی کی موت کے بعد مرزائیوں نے قرآن دانی کا اور ثبوت دیا اور یہ کہا کہ مرزا (غلام احمد) صاحب چونکہ سچے تھے اس لئے موت کے خوا ہاں ہوئے کیونکہ قرآن میں فتمنوا الموت ان كنتم صادقين ۔(یہودیو! سچے ہو تو مرنے کی خواہش کرو) موجود ہے۔

(واہ رے مرزائی قرآن دانی!) مرزائیو! اگر تم بھی سچے ہو تو شب و روز اپنی ہلاکت کی دعائیں کیوں نہیں کرتے؟ اگر آپ نہیں کرسکتے تو ہمیں اجازت دیں کہ ہم آپ کی ساری جماعت کی تباہی اور ہلاکت کیلئے خدا کی جناب میں دست بدعا رہیں

اسلامی مناظر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے معیار رسالت اور منہاج نبوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرزا صاحب کی ادعاء مسیحیت کو باطل ثابت کیا جس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت مسیح حدیث کی رو سے مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے لیکن حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب قادیان کی ڈھاب کے کنارے مدفون ہیں جہاں نہ شیخین کی قبریں ہیں نہ حضرت خاتم الانبیاء کی۔ اس کے جواب میں مولوی غلام رسول مرزائی مناظر نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کیا کہ یہ سب فرضی

کارروائی ہے۔ وہی قادیانی ڈھاب کا کنارہ جنت البقیع ہے اور وہی حضرات شیخین کی روحانی قبریں ہیں۔

واہ رے مرزائی ذہانت! تو نے کس طرح مدینہ منورہ کا نام مٹانا چاہا اور کس انداز سے روضہ نبوی کے پاکباز مدفونوں کی پاکیزہ قبریں یہاں ثابت کر دکھائیں

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

ایسے نکمے مرزائی استدلالات اور اس فرضی کارروائی کو کوئی مسلم تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس لئے مرزا صاحب فیل ثابت ہوئے۔

پھر مرزائی مناظر نے اپنی اس فرضی کارروائی کی تائید میں حضرت عائشہ کے تین چاند دیکھنے کا ثبوت دیا اور کہا کہ حضرت مسیح چوتھے چاند نمودار ہوتے تو تب اس حدیث کو اپنے معنی میں لے سکتے ہیں ورنہ حدیث کی تحریف کرنی پڑے گی۔

مگر وہ یہ نہیں سمجھے کہ آنحضرت ﷺ تو سورج کی مانند تھے اور شیخین اور حضرت مسیح مجدد وقت ہونے اور حضور کے تابع ہونے اور آپ کے نور سے مستفیض ہونے کی وجہ سے آپ کے مقابلہ بحیثیت چاند کے ہیں۔ اسی لئے حضرت عائشہ کا خواب سچا ہے اور چوتھے چاند کی بھی ضرورت نہیں پڑی۔

علاوہ بریں اگر یہ جواب قابل استدلال ہوتا یا اس خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ بھی چاند کی صورت میں دکھائی دیتے، تو آپ کے دفن کے وقت یہ حدیث کیوں پڑھی جاتے کہ جہاں انبیاء فوت ہوتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں

(مرزائیوں سے دو سوال:

ا: جب مطابق حدیث رسول جس پر جملہ صحابہ کا آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت بالاتفاق اجماع ہوا کہ سچے نبی کا یہ نشان ہے کہ وہ جہاں مرے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی (جن کا دعوی تھا کہ میں آنحضرت ﷺ کی تابعداری میں رہ کر نبی بن گیا ہوں) فوت تو لاہور میں ہوئے، اور مدفون ہوئے قادیان میں۔ کیا یہ واقعہ مرزا جی کے جھوٹا نبی ہونے کا کافی ثبوت نہیں۔

۲۔ بعد مرنے کے مرزا صاحب کی لاش کو لاہور سے لا کر قادیان لانے کے لئے سوائے ریل کے کمتر درجہ کی گدھا گاڑی کے اور کوئی سواوی نہ مل سکتی حالانکہ اپنی تصنیفات میں مرزا جی ریل کو دجال کا گدھا لکھتے ہیں۔ پھر جو شخص ساری عمر دجال کے گدھے پر سفر کرتا رہا ہو اور مرنے کے بعد بھی اس کی لاش کو دجال ہی کے

گدھے پر سوا ہونا نصیب ہوا ہو کیا ایسا شخص (بقول مرزا صاحب) سچا مسیح ہوسکتا ہے یا پورا پورا دجال؟ مرزائی دوستو! ہم کچھ نہیں کہتے اس بات کو آپ خود ہی سوچیں اور اپنے ضمیر سے جواب لیں۔ فتفکروا فی انفسکم افلا تعقلون۔ مرتب)

کیا حضرت عائشہؓ کو چاند والا خواب یاد نہ رہا تھا یا یہ کہ صحابہ کے سامنے وہ خواب پیش ہو کر مسترد کیا گیا؟ یا حضرت عائشہ اس وقت خود موجود نہ تھیں؟ پس معلوم ہوا کہ خواب کا جائے ظہور نہ مرزائیوں کو سمجھ آتا ہے اور نہ خود مرزا صاحب کو

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا۔ کار طفلاں تمام خواہد شد

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام بدزبان نہ تھے اور نہ ہی نبی بدزبان ہوا کرتے ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب کی کوئی تصنیف گالیوں اور ایذا رسانیوں سے خالی نہیں۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مرزا جی کی تصانیف کا نصف حصہ الہام ہیں اور نصف حصہ گالیاں یا ایذا رسانی۔ کیا قرآن مجید کی تعلیم یہی تھی اور قرآن فہمی کا انداز بھی یہی تھا۔ قرآن شریف میں تو مجاہرین کفر کو بھی گالیاں دینے سے روک دیا گیا ہے اور مرزا صاحب نے اہل اسلام کو اس قدر گالیاں دی ہیں کہ کراما کاتبین نے بھی قلم ڈال دیئے ہوں گے۔ عذر یہ کیا جاتا ہے کہ لوگوں کا ترکی بترکی جواب ہے مگر شروع تو حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب سے ہوا یا یوں کہو کہ اشاعت دشنام کا مضمون تو مرزا (غلام احمد) صاحب کی بدولت ہوا بہر حال بحکم البادی اظلم خود مرزا صاحب ہی من سن سنة سيئة کے مصداق ہیں نزول مسیح کے مصداق نہیں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ کا قطعی فیصلہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اگر کوئی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔

مگر مرزا (غلام احمد) صاحب آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھے اور نبوت کا دعوی کر ڈالا۔

حضرت مسیح کے نزول کو اس حدیث کا معارض تراش کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ عام نفی نبوت کو توڑنے کے واسطے حضرت مسیح کا اترنا اور آپ کی نبوت کافی ثبوت ہے مگر یہ اعتراض یا تو حدیث کے الفاظ پر ہے یا اپنی کج فہمی کا نتیجہ ہے اگر حدیث کے الفاظ ان کے نزدیک قابل وقعت نہیں ہیں تو ان سے خدا سمجھے اور اپنی کج رائی کچھ معنی گھڑتی ہے تو ہم اس کا بھی ازالہ کئے دیتے ہیں کہ حضرت مسیح کی نبوت کوئی نئی نبوت

نہیں ہوگی اور نہ ہی آپ بحیثیت نبی ہونے کے عہدہ تجدید کو رونق بخشیں گے بلکہ صرف مجدد ہو کر آئیں گے اس لئے حضرت مسیح کا نزول لا نبی بعدی کے مخالف نہیں .... ہاں اگر مرزا صاحب صرف حضرت مسیح کا اتار بن کر مسیح کی آڑ میں نبوت کا دعویٰ کرتے تو ایک بات بھی بنتی مگر آپ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت محمد ﷺ سب انبیاء کا مظہر بنتے ہیں اور ہر ایک رنگ میں نبوت کا دعویٰ کئے ہوئے ہیں مسیح کی آڑ میں تو نزول مسیح سے کچھ نہ کچھ تعلق تھا مگر دوسرے انبیاء کے مظہر بننے کی آڑ میں کس دلیل سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے خلاصہ یہ کہ سوائے الہام کے مرزا (غلام احمد) صاحب کا دعویٰ نبوت ذرہ بھر بھی ثابت نہیں ہوسکتا اور اسلامی دلائل ان کے خلاف قائم ہیں۔

۴۔ مقابلہ میں نبی فیل نہیں ہوتا مگر مولوی عبدالحق صاحب غزنوی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مقابلہ میں مرزا (غلام احمد) صاحب فیل ثابت ہوئے یہاں تک کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے الہاموں کی تاب بھی نہ لا سکے بلکہ اس کی پیش گوئیوں کی صداقت میں مرے۔ اب ہم اسی پر اکتفا کر کے مضمون ختم کرتے ہیں

و آخر دعوا نا ان الحمد للہ رب العالمین والحمد للہ رب العالمین

میاں محمود قادیانی کو اہل اسلام کی طرف سے دعوت مناظرہ

ہے کہاں مرزا کا بیٹا آئے خود میدان میں
ایک پھر کر دے گی جلسہ عام حفظ المسلمین
ہو چکی تحریر اب تقریر ہونی چاہیے
دیتی ہے چیلنج صبح و شام حفظ المسلمین
اس قدر چھکے چھڑائے تو نے مرزائیوں کے اب
کانپتے ہیں سن کے تیرا نام حفظ المسلمین

سچ تو یہ ہے تو نے ان کو جھوٹ ثابت کر دیا
جس قدر مرزا کے تھے الہام حفظ المسلمین
تیرے سب برہان قاطع، قاطع اوہام ہیں
تو ہے گویا عمر کی صمصام حفظ المسلمین

(نوٹ: بوجہ عدم گنجائش نظم کے چند شعر درج کئے گئے ہیں۔ مشتاق نائب ناظم)

مختصر دلائل حیات مسیح مشتمل بر تکذیب دعاوی قادیانی

۱۔ وانہ لعلم للساعۃ مسیح کا ظہور ملاحم کبری کے بعد قرب قیامت کا نشان ہوگا

۲۔ و ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ تمام اہل کتاب یہودی وغیرہ قرب قیامت میں مسیح کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

۳۔ و یکلم الناس فی المھد و کھلا۔ مسیح نے پیدا ہوتے ہی لوگوں کو وعظ کیا اور کہولت کی عمر میں بھی آسمان سے اتر کر وعظ کریں گے۔

۴۔ و اذ کففت بنی اسرائیل عنک قیامت کے روز اللہ تعالی، مسیح کو فرمائے گا کہ تم میری نعمت کو یاد کرو جب یہود نے تجھ پر دست درازی کرنی چاہی تو میں نے ان کا ہاتھ تجھ سے ہٹائے رکھا یعنی صلیب دینا تو کجا رہا وہ تجھ پر قابو بھی نہ پا سکے۔

۵۔ وما قتلوہ و ماصلبوہ مسیح کو یہود نے نہ ہی قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھا سکے۔

۶۔ بل رفعہ اللہ الیہ۔ بلکہ خدا نے مسیح کو جسم عنصری کے ساتھ ملاء اعلی میں اٹھالیا۔

۷۔ انی متوفیک و رافعک الی خدا نے مسیح کو فرمایا کہ میں تجھے بمعہ جسم و روح اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

۸۔ ومن المقربین ۔خدا نے مسیح کو ملائکہ مقربین کی جماعت میں آسمان پر لے جا کر شامل کیا لہذا آپ کو دنیاوی حاجات نہیں۔

[۹۔ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم جس طرح آدم بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسی طرح عیسی بھی۔ جس طرح آدم بغیر خوراک کے بہشت میں زندہ رہے

اسی طرح مسیح بغیر خوراک دنیاوی کے آسمان پر زندہ موجود ہیں اور جس طرح آدم پہلے جنت میں تھے پھر زمین پر اترے اسی طرح مسیح بھی آسمان سے اتریں گے

۱۰۔ و لنجعله آية للناس حضرت مسیح آسمان پر چڑھنے اور پھر آسمان سے اترنے سے لوگوں کے لئے خدائی قدرت کا نشان ہے۔

۱۱۔ و جعلنی مبارکا اینما کنت مسیح جہاں کہیں دنیا میں ہو یا آسمان پر اسے خدا نے ہر جگہ بابرکت کیا۔

۱۲۔ فلما تو فیتنی قیامت کو مسیح عرض کریں گے اے خدا جب تو نے مجھے اپنی طرف اٹھا لیا (یہاں موت کا لفظ نہیں)۔

۱۳۔ لیظهره علی الدین كله اسلام کو خدا نے آنحضرت ﷺ کی ذات سے مکمل کیا اور مسیح کے نزول سے کل ادیان پر غالب کرے گا۔

۱۴۔ و الله لینزلن فیکم ابن مر یم ۔ خدا کی قسم تمہارے درمیان منارہ بیضاء دمشق پر حضرت مسیح ضرور ضرور اتریں گے۔

۱۵۔ ان عیسی لم یمت آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ حضرت عیسی ابھی تک نہیں مرے۔

۲۱۶۔ را جع الیکم قبل یوم القیا مة حضرت مسیح قیامت کے آنے سے پہلے دنیا میں ضرور تشریف لاویں گے ۔

۱۷، ینزل من السماء عیسی آسمان سے اتر ینگے (قادیان میں ہرگز پیدانہیں ہوں گے)

۱۸ید فن معی فی قبری عیسی مقبرہ نبوی میں دفن ہوں گے (قادیان کے گندے نالے میں دفن نہیں ہوں گے)۔

۱۹۔ یقتل الد جال عیسی دجال کو ملک شام میں قتل کریں گے (دجال کے گدھے پر سوار نہ ہوں گے)۔

۲۰۔ یصلی بالناس ۔عیسی ملک شام میں جا کر لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائیں گے

تمت بالخیر

آفت اللہ بجواب آیت اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کے دو بڑے گروہ ہیں ایک قادیانی، دوسرا لاہوری یا پیغامی مرزائی ۔ آخری فیصلہ کا اثر ان دونوں پر پہنچتا ہے اس لئے خدا کی حکمت نے تقاضا کیا کہ ان دونوں کو میدان میں لائے۔

مباحثہ لدھیانہ میں تو قادیانی گروہ نکلا، پیغامی گروہ میں یہ سکت تو نہ ہوئی کہ میدان مباحثہ میں آئے ۔اس نے حق الخدمت یوں ادا کیا کہ اس گروہ کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اس مضمون پر ایک چھوٹا سا ٹریکٹ (رسالہ) لکھا جس کا نام ہے آیت اللہ۔ مناسب ہے کہ اس رسالہ (فاتح قادیان) میں اس کا بھی مختصر سا جواب دے دیا جائے تا کہ ساری بحث یک جا جمع ہو جائے۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا رسالہ تو کئی صفحات پر ختم ہوتا ہے مگر اس کے حشو و زوائد مضامین کو چھوڑ کر دیکھا جائے تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعا مرزا (غلام احمد) صاحب کی محض یک طرفہ دعا نہ تھی بلکہ دعا کرنے اور کرانے کے لئے دعوت اور بلاوا تھا مگر چونکہ مولوی ثناء اللہ نے بالمقابل دعا کرنے سے انکار کر دیا لہذا وہ دعا نہ رہی۔

اس دعوی کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے بہت پرانی تحریریں نقل کی ہیں جن میں مرزا (غلام احمد) صاحب اور میرے درمیان کبھی کبھی مباہلہ کا ذکر آجایا کرتا تھا ۔ ان سب تحریرات کو اس اشتہار سے ملا کر اس مطلب پر پہنچے ہیں کہ یہ دعا بھی در حقیقت محض یک طرفہ دعا نہ تھی بلکہ بالمقابل دعا کیلئے دعوت تھی چنانچہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے رسالہ کی جان صرف یہ فقرہ ہے جو انہی کے الفاظ میں ہم نقل کرتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل قسم کھانے سے انکار کیا اور یہاں تک

لکھ دیا کہ میں تمہاری قسم کا اعتبار ہی نہیں کرتا تو پھر آپ نے اس اشتہار میں جس کا عنوان ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ، مولوی ثناء اللہ صاحب کو بجائے قسم بالمقابل دعا کے ذریعہ فیصلہ کرنے کی طرف بلایا۔

(ص ۱۶۔ آیت اللہ)

اس ایجاد سے مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی غرض یہ ہے کہ ظاہر کریں کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کے اشتہار میں یہ شرط تھی کہ میرے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ بھی دعا کرے چونکہ اس نے دعا نہیں کی لہذا اقرار داد نہ ہوئی پس بات یوں ہی رہ گئی

میں کہتا ہوں کہ مرزا (غلام احمد) صاحب کا اشتہار سامنے رکھ کر اس لفظ پر انگلی رکھ دو یا نشان لگا دو جس سے آپ کے دعوی کا ثبوت یا تائید ہو سکتی ہے ورنہ یاد رکھو: بے ثبوت دعوی کرنا کسی اہل عقل کا کام نہیں ۔

(تقریر مرزا قادیانی بر وحدۃ الوجود ص ۳۱)

ہاں! آپ نے اس دعووی کا ثبوت جن لفظوں میں دیا گیا ہے وہ بھی ناظرین کی آگاہی کے لئے نقل کئے جاتے ہیں ۔ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں؛

مرزا (غلام احمد) صاحب نے کہا میں نے دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے اب یہ ظاہر ہے کہ دعا سے جو فیصلہ چاہا جاتا ہے وہ صرف مباہلہ کے رنگ میں ہی ہوتا ہے یوں کسی بزرگ یا ولی یا نبی کی بد دعا سے کسی مخالف کی ہلاکت ضروری ہو جانا یہ سنت اللہ میں داخل نہیں جب تک اس دعا میں مباہلہ کا رنگ پیدا نہ ہو۔ چنانچہ فقرہ نمبر۲ کے بعد فقرہ نمبر۳ میں اپنی دعا کو درج کر کے فقرہ نمبر۴ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بدیں الفاظ مخاطب فرمایا ہے بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔، یہ فقرہ صاف بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر دیا، مگر فریق ثانی سے آپ کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ بھی اسکے مقابل کچھ کرے۔ صرف اپنی دعا پر حصر نہیں کیا اگر اپنی بد دعا پر حصر کر دیتے تو پھر کہا جا سکتا تھا کہ شاید آپ نے اس بد دعا کو یک طرفہ مباہلہ تصور کر لیا

ہے۔مگر مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ صریح مطالبہ کہ وہ بھی مقابلہ پر کچھ کر
ے بتا تا ہے کہ آپ اس کی طرف سے ایسی ہی دعا کے منتظر ہیں ۔ جیسا کہ
:ثم نبتھل کا منشاء ہے (آیت اللہ۔ص ۱۹۔۲۰)

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے اس بیان میں دو دعوے کئے ہیں ایک یہ کہ خدا سے جو فیصلہ چاہا جاتا ہے وہ صرف مباہلہ کے رنگ میں ہوتا۔ دوم یہ کہ مرزا (غلام احمد) صاحب نے مولوی ثناء اللہ سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ بھی میرے مقابل دعا کریں اللہ اکبر! یہ علم اور تعصب! جناب سنئے

حضرت نوح نے خدا سے فیصلہ چاہا تو وہ صرف حضرت نوح کی اپنی دعا تھی یا مخالفوں نے بھی مباہلہ کیا تھا؟

آنحضرتﷺ کو جب کفار مکہ نے کعبہ شریف میں سخت تکلیف دی تو آپ نے نہایت اشد کفار پر بد دعا کی کی تھی خداوند ابوجہل کو پکڑ، خداوند فلاں کو پکڑ۔ چنانچہ اس دعا کے مطابق جنگ بدر میں وہ لوگ مارے گئے۔ کیا یہ دعا تھی یا مباہلہ؟ اس قسم کے واقعات بے شمار ملتے ہیں جن میں حضرات انبیاء نے مخالفوں پر بد دعائیں کیں اور خدا نے قبول کر کے فیصلہ فرمایا۔

آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کا یہ دعوی نہ صرف قرآن وحدیث کے برخلاف ہے بلکہ خود مرزا (غلام احمد) صاحب کے طریق عمل کے بھی مخالف۔ مرزا (غلام احمد) صاحب ہمیشہ دعاؤں سے فیصلہ چاہا کرتے تھے میں ان کی ایک دعا نقل کرتا ہوں مگر میں اس کا ذمہ وار نہ ہوں گا کہ اس دعا کی قبولیت بھی بتاؤں۔ یہ کام آپ کا ہے میرا کام صرف یہ ہے کہ میں یہ بتاؤں کہ مرزا صاحب کا طریق عمل بھی آپ کے دعوی کے خلاف تھا سنئے! مرزا (غلام احمد) صاحب فرماتے ہیں

اس عاجز مرزا غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لئے ایک
دعا کا حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلے کی درخواست ....

یہ اشتہار کی سرخی (عنوان) ہے جس سے میں کچھ نقل کرنا چاہتا ہوں یہ عنوان ہی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی کافی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ یہ فیصلہ کی درخواست ہے تاہم اصل الفاظ بھی سنائے دیتے ہیں مرزا (غلام احمد

)صاحب دعا کرتے ہیں

اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ تیرا مقبول ہوں..اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جاویں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلائے اور اپنے اس بندے کو ان لوگوں کی طرف رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن ومفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تیئں صادق نہیں سمجھوں گا۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ج ۳ ص ۱۷۵۔۱۷۷)

کیا یہ فیصلہ طلبی بذریعہ دعا ہے یا خدا سے بھی مباہلہ ہے؟ (ہاں میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا کہ ان تین سالوں میں کون سا ایسا نشان ظاہر ہوا جس سے مرزا غلام احمد صاحب کے دعوی کا اثبات ہوتا یا قوت پہنچی ہو) میری غرض صرف یہ ہے کہ آپ کا دعوی قرآن وحدیث کی مخالفت کے علاوہ خود مرزا صاحب کے بھی مخالف ہے انبیاء بذریعہ دعا فیصلہ چاہتے رہے اور ہوتا رہا ہمارے پنجابی نبی تو ہمیشہ دعا ہی کے ذریعہ سے اپنی مشین چلایا کرتے تھے چنانچہ ان کی مشین کے ایک ڈرائیور نے لکھا تھا جو آپ کے ملاحظہ کے نقل ہے:

حضرت مسیح موعود مرزا (غلام احمد) صاحب دعا کی قبولیت کا ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں جو آج دنیا بھر میں کسی مذہب کا کوئی ماننے والا پیش نہیں کر سکتا۔ وہ مدت سے اس بات کو شائع کر رہے ہیں کہ ان کے منجانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

(ریویو آف ریلیجنز قادیان۔۱۹۰۷ء ج ۶ شمارہ ۵ زیر اڈیٹری محمد علی لاہوری)

پس جب ان کا بڑا ثبوت دعا ہے تو پھر دعا فیصلہ کن نہ ہوئی۔اسی لئے تو مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب نے اپنی دعا کے ساتھ میری آمین کا بھی انتظار نہیں کیا جو بہت معقول ہے۔

دوسری بات یہ کہ مولوی ثناء اللہ سے بھی دعا کا مطالبہ تھا افسوس ہے کہ اس کے لئے اشتہار میں کوئی لفظ نہیں ملتا۔مرزا (غلام احمد) صاحب تو کہتے ہیں کہ اس کے

نیچے جو چاہو لکھو اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے، جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ میرے اقرار یا انکار دعا یا عدم دعا پر کچھ موقوف نہیں۔

طرفہ پرطرہ:

غرض ماموریں الہی کسی دوسرے کے لئے بددعا نہیں کرتے سوائے اس خاص حال کے جو مطالبہ کے نام سے موسوم ہے۔یعنی دوسرے طریق کے بالمقابل جو عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہو۔ ہاں ایسے ہی ان کے مخالف جو جھوٹے کی موت مانگتے ہیں ان کے سامنے بطور نشان کے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اور یہی دو طریق فیصلے کے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے پیش کئے ہیں۔ باقی رہی بددعا سو اللہ تعالی اپنے ماموروں کے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ دوسروں کے لئے ہلاک مانگا کریں ہمارے نبی کریم ﷺ تو منافقوں جیسے خطرناک دشمنان اسلام کے لئے بھی استغفار ہی کیا کرتے تھے ہاں ایک موقعہ پر جب آپ کو سخت دکھ پہنچایا گیا اور آپ کے ستر نہایت عزیز قاری بے رحمی سے اور دھوکہ دے کر کہ ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں قتل کر دیئے گئے تو آپ نے ایک قوم پر بتقاضائے بشریت بددعا کی مگر اس رحمة للعالمین کو یہی حکم ہوا لیس لك من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون (ص ۴۵-۵۶) ہم حیران ہیں کہ اس انکار کو نقصان علم کہیں یا کتمان حق نام رکھیں خیر کچھ بھی ہو حضرت نوح اور خود سید الانبیاء کا واقعہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں حضرت موسی کی دعا خود قرآن مجید میں یوں مذکور ہے

ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم (یونس:۸۸)۔

کیسی صاف دعا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری پر مرزا (غلام احمد) صاحب کی محبت بہت غالب ہے کہ ان کے دعوی کے خلاف معمولی معلومات بھی آپ کو ذہول یا بھول جاتے ہیں۔

اس مضمون پر لدھیانہ کے مباحثہ میں کافی بحث ہو چکی تھی فریقین اپنے اپنے دلائل پیش کر چکے تھے جو مولوی صاحب نے بھی یقیناً دیکھے ہوں گے اس لئے آپ کا فرض ہونا چاہیے تھا کہ آپ ان سب کے علاوہ کوئی بات کہتے یا ان میں کوئی معقول جدت پیدا کرتے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اپنا منہ تاکنے والوں کو

دھوکہ میں رکھا، یا خود دھوکا کھایا، اوران دلائل کا جواب نہ دیا۔

ہماری طرف سے دو دلیلیں فیصلہ کن پیش ہوئی تھیں ایک اخبار بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء سے جواشتہار مذکور سے دس روز بعد ہے اس میں مرزا (غلام احمد)صاحب کا قول ہے کہ میں نے ثناء اللہ کے حق میں دعا کی تو الہام ہوا: اجیب دعوۃ الداع یعنی یہ دعا قبول ہے (قادیانی ملفوظات، ج۹ص ۲۶۸) الہام صاف فیصلہ کن ہے کہ دعا مذکور قبول ہوئی مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے اس کا جواب نہیں دیا۔

دوئم اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء یعنی میرے انکار مندرجہ اخبار اہل حدیث ۲۶۔اپریل ۱۹۰۷ء سے ڈیڑھ مہینہ بعد مرزا (غلام احمد)صاحب کا ایک خط میرے نام چھپا جس میں اس فیصلہ کا خدا کے ہاتھ میں ہونا دوبارہ اظہار کیا۔مولوی محمد علی لاہوری نے اس کا بھی جواب نہیں دیا۔

افسوس !مختصر یہ ہے کہ مرزا (غلام احمد)صاحب کی مذکورہ دعا خدا کی تحریک سے تھی اسکے قبول ہونے کا ان کوالہام ہو چکا تھا اس لئے مرزا (غلام احمد)صاحب کی یہ دعا ضرور بالضرور قبول ہوئی کیوں نہ ہوتی الہام مذکورہ کے علاوہ قرآن کریم بھی اس دعا کا موید ہےغور سے سنئے ولا یحیق المکر السیء الا باھلہ (فاطر:۴۳)

مرزائیو! دیکھو ہماری دریا دلی کہ ہم اپنے برخلاف خود تم کو عذر بتاتے ہیں سنو استاد مومن خان کا شعر ورد زبان کرلو جہاں کسی نے اس دعا کی بابت ذکر کیا جھٹ سے یہ شعر پڑھ دیا کرو

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔ و الحمد لله رب العالمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بہاء الدین